سرانجیز

حصہ اوّل

اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

اسلامی تاریخی ناول

سراج منیر

حصہ اوّل

اسلم راہی ایم اے

مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور ۲

Marfat.com

98269

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیر اسد پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	:	کلائمکس کمپیوٹرز
تعداد	:	600
سن اشاعت	:	2002ء
قیمت حصہ اول	:	-/300 روپے
قیمت حصہ دوئم	:	-/300 روپے

مکمل سیٹ -/600 روپے

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور۔

ISBN 969 - 38 - 0106 - 7

Marfat.com

انتساب

تاریک شب کے قافلوں کے نام

اسلم راہی ایم۔اے

Marfat.com

Marfat.com

سوُرج غروب ہونے کے لیے بحیرہ قلزم کی فضا گاہوں کی طرف جُھک رہا تھا۔ یثرب کے نواح میں جبل سلع کے اُوپر ایک ڈھلی ہوئی عمر کا چرواہا ایک پتھر کی ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے بائیں طرف چھوٹی سی ایک دف پڑی ہوئی تھی جب کہ جبل سلع کے اُوپر اس کا ریوڑ چر رہا تھا جو چند ہی بکریوں پر مشتمل تھا۔ یہ چرواہا ابوقیس[1] تھا۔ چند ساعتوں تک وہ بحیرہ قلزم کی طرف ڈھلتے ہوئے سورج کو مغموم و متفکر نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ پھر قریب پڑی ہوئی اس نے اپنی دف اُٹھائی۔ تھوڑی دیر تک اس پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے لے درست کی۔ پھر وہ کچھ اس مفہوم کا گیت گا رہا تھا۔

اے خداوند ! اے ابراہیمؑ کے خدا
اے خدائے لازوال ! اے ربِ ذوالجلال
تیری ہدایت تیری آیات کی روشنی کہاں ہے
کہ یہی روشنی زندگی یہی بندگی ہے
یہی روشنی ارتقاء یہی بقا ہے

---

[1] ابن ہشام نے اسے ایک عمدہ شاعر کہا ہے۔ یہ بنی نجار سے تھا۔ بعد میں اسلام قبول کیا۔ پورا نام ابوقیس بن ابی انس تھا۔

Marfat.com

اے خداوند! اے ابراہیمؑ کے خدا!
ہدایت و روشنی عطا کر
اس سرزمین کو کوئی رسول و نبی عطا کر
جس سے درد کے رشتوں کو۔ سرد جذبوں کو
زرد چہروں کو بے نور سویروں کو
رُوپ کی تعمیر۔ انقلابی صدا
سچائی کے رابطے اور اُجالوں کی کرنیں عطا ہوں۔

ابو قیس گاتے گاتے خاموش ہو گیا اور اپنی دف اس نے اپنے کندھے سے لٹکا لی تھی اس لیے کہ اس نے دیکھا کہ تین سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے وادی بطحان[1] سے نکل کر جبل سلع کی طرف آ رہے تھے۔ ابو قیس شاید ان تینوں کو جانتا تھا اسی لیے ان کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ وہ تینوں بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے کوہستان سلع کے اوپر ابو قیس کے پاس اپنے گھوڑوں سے آ اترے۔

ابو قیس ان سے نزدیک ہوا اور سکون و خوشی ملی جلی آواز میں اس نے پوچھا "تم تینوں اپنی روزمرہ کی گھڑ دوڑ سے فارغ ہو آئے ہو؟"

ان میں سے ایک نے جو اپنے قد کاٹھ میں خوب قد آور و کوہ پیکر اور اپنی جسمانی ساخت میں پتھر و فولاد جیسا لگتا تھا۔ اس نے ابو قیس کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابو قیس! یہ جو ہم روزانہ شام سے پہلے گھوڑے دوڑانے کے لیے نکلتے ہیں تو اس سے ہمیں ایک طرح کا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اس پر ابو قیس نے اسی جوان کو مخاطب کر کے کہا۔" اے سماک[2] بن خرشہ! تم

ے[1] یثرب کے نواح میں کوہستان سلع سے ملحقہ وسیع وادی
ے[2] علامہ ابن ہشام کے مطابق اس کی کنیت ابو دجانہ تھی۔ انتہا درجے کا دلیر اور طاقتور تھا۔

Marfat.com

اور تمہارے دونوں ساتھی خبیب[1] بن یساف اور قطبہ[2] بن عامر تینوں ایسے نوجوان ہو جن پر یثرب شہر کے اندر میں فخر کر سکتا ہوں کہ تم تینوں نیکی کرنے والے ہو۔ بے سہاروں اور ضرورتمندوں کی مدد پر آمادہ ہوتے ہو، یہ ایسے کام ہیں جو خداوند کو پسند ہیں اور جو خداوند کے پسندیدہ کام کرنے والا ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

ابو قیس سماک بن خرشہ کو مخاطب کر کے پھر کچھ کہنے والا تھا کہ خاموش ہو گیا کیونکہ اس کی نگاہیں وہاں سے گزرتے ہوئے سواروں پر جم گئی تھیں۔ اس موقع پر سماک بن خرشہ نے ابو قیس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابو قیس! کیا معاملہ ہے۔ تم ان سواروں کو کیوں ایسے غور اور انہماک سے دیکھ رہے ہو۔ کیا یہ تمہارے جاننے والے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ کون لوگ ہیں؟"

سماک بن خرشہ (ابو دجانہ) کے اس استفسار پر ابو قیس کچھ اداس اور غمگین سا ہو گیا تھا اس پر سماک بن خرشہ (ابو دجانہ) نے چھاتی تانتے ہوئے پوچھا "اے ابو قیس! کیا تمہارا ان لوگوں سے کوئی معاملہ ہے جو انہیں دیکھ کر تم ملول اور مغموم ہو گئے ہو۔ اے ابو قیس! اگر تمہیں ان لوگوں سے کوئی خطرہ ہو تو کہو۔ قسم ابراہیمؑ کے رب کی میں تمہیں اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہوں۔ کہو کیا معاملہ ہے۔ میں، خبیب بن یساف اور قطبہ بن عامر تمہارے لیے جان تک کی بازی لگا سکتے ہیں۔" سماک بن خرشہ کے خاموش ہونے پر قطبہ بن عامر بولا۔ "اے ابو قیس! ابو دجانہ ٹھیک کہتا ہے۔ کہو کیا معاملہ ہے۔"

ابو قیس کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی۔ پھر اس نے سماک بن خرشہ کو مخاطب

سے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) قبیلہ خزرج سے اس کا تعلق تھا۔

[1] یہ بھی قبیلہ خزرج سے تھا اور علامہ ابن سعد کے مطابق جنگ بدر کے موقع پر ایمان لایا تھا۔

[2] علامہ ابن سعد اسے ان چھ آدمیوں میں شمار کرتے ہیں جو عقبہ اولیٰ میں شامل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔

Marfat.com

کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابودجانہ! یہ چاروں سوار جو جارہے ہیں۔ یہ چاروں انتہائی دراز دست، جابر و ظالم اور طاقت ور و خودسر ہیں۔ ان میں سے جو سب سے آگے ہے وہ بنوسلیم کا زعب[1] بن مالک ہے۔ یہ ایک انتہائی اوباش، زورآور، وحشی اور بدذات انسان ہے۔ اس سے پیچھے مکہ کا رہنے والا اور قریش سے تعلق رکھنے والا رکانہ[2] ہے۔ یہ رکانہ ایک ایسا پہلوان ہے کہ حجاز کی سرزمین کے اندر آج تک کسی نے بھی اسے زیر نہیں کیا۔ جو سوار تیسرے نمبر پر ہے وہ بنی عامر کا عمرو[3] بن عبدود ہے اور حجاز کی سرزمین کے اندر اس سے بہتر کوئی تیغ زن خیال نہیں کیا جاتا اور تیغ زنی کے فن میں اسے آج تک کسی نے زیر نہیں کیا اور سب سے پیچھے وہ ایک حبشی غلام صواب[4] ہے۔ یہ شخص حربہ اور برچھا چلانے میں اپنا جواب اور ثانی نہیں رکھتا اور ایک انتہائی طاقتور انسان ہے اور اے میرے بیٹو! سنو یہ جو بنوسلیم کا زعب بن مالک ہے۔ یہ تو بنوخزرج کے تم تینوں کے دوست سوید بن صامت کے سو[5] اونٹ بھی کھا گیا ہے۔

اس انکشاف پر سماک بن خرشہ نے چونک کر پوچھا۔ "وہ کیسے؟"

ابوقیس بولا۔ "بس سوید بن صامت نے اس کے ہاتھ سو اونٹ ادھار پر فروخت کیے اور اب اس زعب بن مالک نے اونٹوں کی قیمت دینے سے ہی انکار

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ (ابن ہشام)

[2] یہ وہی رکانہ نام کا پہلوان ہے جس نے ایک بار نبی اکرمؐ کے ساتھ بھی کشتی لڑی تھی اس کشتی کی تفصیل اگلے صفحات میں پیش کی جارہی ہے۔

[3] بنی عامر کا یہ وہی نامور تیغ زن تھا جسے جنگ خندق میں حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

[4] صواب نام کا یہ حبشی حربہ اور برچھا چلانے میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ یہ جنگِ اُحد میں مارا گیا تھا۔

[5] ابن ہشام بھی سوید بن صامت اور زعب بن مالک میں سو اونٹوں کے تنازعہ کا ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

کر دیا ہے"۔

سماک بن خرشہ کچھ کہنے والا تھا کہ خاموش رہا۔ اس لیے کہ وادی بطحان کی طرف سے ان کے نزدیک ہی انہیں ایک آواز سنائی دی تھی۔ کوئی قرآن مقدس کی تلاوت کر رہا تھا جس کا ترجمہ کچھ یوں تھا:

"اس روز ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے (سمندر کی موجوں کی طرح) ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں۔ صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے اور وہ دن ہو گا جب ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔ ان کافروں کے سامنے جو میری نصیحت کی طرف سے اندھے بنے ہوئے تھے اور کچھ سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے تو کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا لیں گے۔ ایسے کافروں کی ضیافت کے ہم نے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ اے محمدؐ! ان سے کہو۔ کیا ہم تمہیں بتائیں اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نامراد و ناکام کون ہیں۔ دن کی زندگی میں جن کی ساری سعی اور جدوجہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ اس لیے اُن کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے"۔[1]

ابو قیس، سماک بن خرشہ، خبیب بن یساف اور قطبہ بن عامر۔ قرآن مقدس کی ان آیات کو بڑے غور اور انہماک سے سنتے رہے۔ جنہیں نہ جانے کون بڑے وجد اور قرأت کے لوازمات کو ملحوظ رکھ کر تلاوت کرتا ہوا وادی بطحان میں ان ہی کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

---

[1] سورہ الکہف۔ آیت ۹۹ تا آیت ۱۰۵

Marfat.com

قرآنی آیات کی تلاوت کرنے والا وہ شخص کوہستان سلع کے قریب آکر خاموش ہو گیا تھا۔

ان چاروں نے دیکھا وادی بطحان سے نکل کر ان کی طرف آنے والا سفید رنگ کے ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ جب اس نے قرآنی آیات کی تلاوت بند کر دی تو ابو قیس نے چونک کر اس سوار کی طرف دیکھا۔ شاید وہ اسے پہچان گیا تھا۔ اسی لیے اس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور بلند آواز میں سماک بن خرشہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابو دجانہ یہ مافوق البشر کلام پڑھنے والا تو اپنا سوید بن صامت ہے۔"

سماک نے بھی اس کی طرف دیکھا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابو قیس! یہ سوید بن صامت تو کعبۃ اللہ کے حج کے لیے گیا ہوا تھا۔ جو لوگ اس کے ساتھ یہاں سے گئے تھے وہ تو کئی ہفتے ہوئے لوٹ چکے۔ اس سے متعلق تو ہم فکر مند تھے کہ شاید یہ مکہ کا ہی ہو کر رہ گیا ہے۔

اتنی دیر تک وہ سوار قریب آ گیا تھا۔ اس نے بھی ان چاروں کو جبل سلع پر کھڑے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر کوہستانی سلسلے پر چڑھنے لگا تھا۔ ان چاروں کے پاس آکر وہ گھوڑے سے اترا اور پھر وہ چاروں آگے بڑھ کر باری باری اس سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ پھر ابو قیس نے سوید بن صامت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "اے صامت کے بیٹے! تھوڑی دیر قبل تم یہ کیسا کلام پڑھ رہے تھے جو سماعت سے ہوتا ہوا دل، ذہن اور ضمیر تک کو ایک سکون و آسودگی اور تجسس و جستجو میں ڈال دیتا ہے۔"

سوید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "گو سورج غروب ہونے والا ہے۔ تاہم اس موضوع پر تم کچھ سننا ہی چاہتے ہو تو پھر بیٹھ جاؤ۔" سب وہاں پتھروں پر بیٹھ گئے۔ پھر سوید بن صامت کہہ رہا تھا۔

"اے میرے عزیز ساتھیو! تم جانتے ہو کہ یثرب کے اندر میں واحد شخص ہوں جس کے پاس صحیفۂ لقمانؑ ہے۔ بس حج پر جاتے ہوئے میں یہ صحیفۂ لقمانؑ اپنے ساتھ لے کر گیا۔ دوران حج میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہر قبیلے کے لوگوں میں گھوم پھر کر کسی پیغام کی دعوت دیتا ہے۔ لوگوں سے معلوم کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ ہے اور وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتے ہوئے خدائے واحد کی عبادت

Marfat.com

کی طرف بلاتا ہے اور بتوں کی پرستش سے روکتا ہے۔ اس عظیم شخصیت کے حالات سن کر مجھے حیرت اور دلچسپی ہوئی اور میں ایک روز ان کی تلاش میں نکلا۔ میں نے دیکھا وہ یثرب سے جانے والے کچھ لوگوں کو تبلیغ کر رہے تھے۔ جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو میں ان کے قریب گیا اور گزارش کی۔

آپؐ جو باتیں کر رہے ہیں ایسی ہی ایک چیز میرے پاس بھی ہے۔ آپؐ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ میرے پاس صحیفۂ لقمانؑ[1] ہے جس میں ایسی ہی باتیں ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ مجھے اس کا کچھ حصہ سناؤ۔ سو آپؐ کی فرمائش پر میں نے صحیفۂ لقمانؑ کا کچھ حصہ انہیں سنایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ یہ بہت اچھا کلام ہے۔ مگر میرے پاس ایک اور کلام اس سے بھی بہتر ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے میرے سامنے ان آیات کی تلاوت فرمائی جو آپؐ پر وحی ہوتی ہیں۔ پس اے میرے عزیزو! جو کلام انہوں نے سنایا اس میں ایسی تاثیر اور جذب وکشش تھی کہ میں ان پر ایمان[2] لے آیا۔ اس نئے دین کو اسلام کہہ کر پکارا جاتا اور جو لوگ اسے قبول کرتے ہیں وہ مسلمان اور مومن کہلاتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے تم لوگوں سے اس بنا پر کہہ دی ہیں کہ تم میرے اعتماد کے لوگ ہو۔ میرے اس اسلام لانے کو مخفی اور راز میں رکھنا ورنہ یثرب کے لوگ میرے خلاف ہو کر میرے قتل کے درپے ہو جائیں گے۔"

سوید بن صامت کے خاموش ہونے پر ابوقیس نے کہا۔ "اے سوید! جو کلام ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑھ رہے تھے کیا یہ بھی اسی رسول پر نازل ہوا ہے"۔

سوید نے کہا۔ "ہاں"۔

---

[1] علامہ ابن ہشام سوید بن صامت کے حالات تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے پاس صحیفۂ لقمانؑ تھا۔

[2] حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوید بن صامت کی ملاقات اور ایمان لانے کے یہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

Marfat.com

اس پر ابوقیس بولا۔" اے سعید! مَیں دینِ ابراہیمی کا پابند ہوں اور مجھے ایک رسولؐ کا انتظار تھا۔ پس انتظار سے تھک کر مَیں نے عیسائیت قبول کرنے اور رہبانیت[1] اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔"

ابوقیس ذرا رُکا۔ پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔" اے میرے ساتھیو! تم چاروں گواہ رہنا۔ مَیں مکّہ کے اس رسولؐ پر ایمان لاتا ہوں پس تم میرے اس ایمان لانے کے گواہ رہنا۔"

اس پر سماک بن خرشہ نے بلند آواز میں کہا۔" میرے ساتھیو! میرے بھی گواہ رہنا مَیں بھی اس رسولؐ پر ایمان لاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔"

سماک کے بعد قطبہ بن عامر نے ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور آخر میں خبیب بن لیساف نے کہا۔" اے میرے ساتھیو! مَیں ابھی نہ ایمان لاتا ہوں اور نہ ہی مسلمان ہوتا ہوں۔ پر مَیں تمہارا رازدار ضرور ہوں گا اور ہر معاملے میں تمہارا حامی اور مددگار بن کر سامنے آؤں گا۔"

اس پر سماک نے کہا۔" اے لیساف کے بیٹے! مجھے اُمید ہے کہ ایک نہ ایک دن تم بھی ہماری طرح ایمان لے آؤ گے۔"

سماک کے خاموش ہونے پر ابوقیس نے پوچھا۔" اے سوید! جو لوگ تمہارے ساتھ حج کے لیے گئے تھے وہ تو کب کے لوٹ چکے۔ پھر تم اتنے دن نا تک وہاں کیا کرتے رہے؟"

اس پر سوید بولا۔" مَیں وہاں رُک کر حضورؐ کی زندگی کے حالات کا جائزہ لیتا رہا اور ساتھ ہی ساتھ مَیں نے قرآن مقدس کا کچھ حصّہ زبانی بھی یاد کر لیا جو آپؐ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) واقعات سیرت ابن ہشام اور تفہیم القرآن بسلسلہ تفسیر سورہ لقمان سے حاصل کیے گئے ہیں۔

[1] علامہ ابنِ ہشام تحریر کرتے ہیں کہ ابوقیس نے رہبانیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پر اس سے قبل ہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

وحی کے ذریعے نازل ہوا ہے۔"

اس پر ابو قیس نے پُرشوق نگاہوں سے سوید بن صامت[1] کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اے سوید! کیا تم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ نہ سناؤ گے؟"

سوید بولا۔" میں ضرور سناؤں گا لیکن ابھی نہیں۔ اس کے لیے کل کا دن مقرر کرلو۔ تو میں مفصل حالات تم لوگوں کو سناؤں گا۔ اس لیے کہ اس وقت میں تھکا ہوا ہوں۔"

ابو قیس نے کہا۔" اچھا ٹھیک ہے۔ تم کل سب میرے ہاں جمع ہو جاؤ اور وہاں سوید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی سب مل کر سنیں گے۔" یہ فیصلہ کرنے کے بعد سب لوگ یثرب کو چل دیئے تھے۔

راستے میں ابو قیس نے اچانک سوید بن صامت کو مخاطب کر کے کہا۔" اے سوید! تمہارے آنے سے تھوڑی ہی دیر قبل بنو سلیم کا زعب بن مالک یثرب میں داخل ہوا ہے۔ اس کے ساتھ عمرو بن عبدود، رکانہ اور حبشی غلام صواب بھی تھے، یہ زعب بن مالک تمہارے سو اونٹ[2] کھا گیا ہے۔ کیا ہم سب مل کر اس سے تمہارے اونٹ نہ طلب کریں۔"

اس پر سوید بن صامت نے کہا۔ وہ چاروں میرے ساتھ ہی آئے ہیں۔ رکانہ اور عمرو بن عبدود کے پاس میں ہی گیا تھا اور ان سے التجا کی تھی کہ زعب بن مالک سے مجھے سو اونٹوں کی قیمت دلائیں۔ پس فیصلہ یہ ہوا ہے کہ یہ معاملہ یثرب کی کاہنہ عرافہ کے سامنے پیش کیا جائے اور وہ جو فیصلہ دے گی وہ سب کو منظور ہو گا۔ لہذا

---

[1] بعض مفسرین کا دعویٰ ہے کہ یثرب میں سوید بن صامت پہلا شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا۔

[2] علامہ ابن ہشام بھی بیان کرتے ہیں کہ سوید بن صامت کا بنو سلیم کے اس شخص کے ساتھ سو اونٹوں کا جھگڑا تھا۔

Marfat.com

کل یہ معاملہ فیصلہ کے لیے عرافہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔"

"اے میرے عزیزو! یہ چاروں یہودیوں کے قبیلے بنی نضیر کے رئیس ابی حقیق کے ہاں قیام کریں گے۔ میں کل صبح وہیں جا کر ان سے ملوں گا۔ بہتر ہے تم لوگ بھی وہاں آجانا۔ ہم سب عرافہ کے پاس جائیں گے۔ اس کا فیصلہ سننے کے بعد ہم لوگ ابوقیس کے گھر جمع ہوں گے اور پھر میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختصر حالات سناؤں گا۔" سب نے اس پر اتفاق کیا۔ پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے باب شام سے یثرب شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

○

دوسرے روز سماک بن خرشہ (ابودجانہ) یثرب کے جنوب مغرب میں یہودیوں کے قبیلے بنو نضیر کی گڑھی میں صبح ہی صبح داخل ہوا۔ جب وہ بنی نضیر کے رئیس ابی حقیق کی حویلی کے قریب گیا تو اس نے دیکھا کہ ابی حقیق کی حویلی سے قریب ایک مکان کے سامنے بہت سے لوگ جمع تھے اور ان لوگوں کے درمیان ایک عورت کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں

سماک نے دیکھا جو بہت سے لوگ وہاں جمع تھے ان میں یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کا رئیس ابی حقیق، یثرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا عالم عبداللہ بن صوری۔ زعب بن مالک، رکانہ، عمرو بن عبدود، صواب اور سماک کے ساتھی ابوقیس، سوید، خبیب بن لیساف اور قطبہ بن عامر بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ بنو ثعلبہ کا مشہور یہودی جنگجو بھی وہاں موجود تھا۔

سماک بن خرشہ اسی بنو ثعلبہ کے اعلیٰ پائے کے جنگجو جوان کے پاس آیا کہ جس کا نام مخیریق[1] تھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔" اے مخیریق! یہ اس قدر لوگ یہاں

---

[1] اس مخیریق کا تعلق بنو ثعلبہ بن الفطیون سے تھا۔ جب آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اس مخیریق نے یہودیوں کی دشمنی کی پرواہ کیے بغیر کہا "کہ محمد (صلی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

Marfat.com

کیوں جمع ہیں اور یہ کون عورت ہے جو رو رہی ہے اور بَین کر رہی ہے"۔
مخرِیق نام کا یہ یہودی نوجوان شاید سماک کا خوب جاننے والا تھا۔ اِسی بنا پر وہ سماک کے قریب آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔" اے ابودجانہ! یہ ایک دردناک منظر ہے۔ بنونضیر کے رئیس ابی حقیق کے ہمسائے یہودی کی ایک عرب لونڈی ہے جس کا نام جمانہ ہے اور اس جمانہ کی ایک نوجوان بیٹی بھی ہے جس کا نام کبشہ ہے۔ یہ یہودی اپنی لونڈی جمانہ کو تو فروخت کر رہا ہے لیکن اس کی بیٹی کبشہ کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ اس پر ماں اپنی بیٹی سے بچھڑنے پر رو رہی ہے اور بَین کر رہی ہے۔ جو یہودی اس جمانہ نام کی لونڈی کو خریدنے پر آمادہ ہے۔ وہ اس سے اپنے باغات کی دیکھ بھال کا کام لینا چاہتا ہے۔ اے ابودجانہ! کیا ایک ماں کو اس کی بیٹی سے جُدا کرنا ظلم اور زیادتی نہیں ہے"۔
سماک (ابودجانہ) نے مخرِیق کا شانہ پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔" اے مخرِیق! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم یہودی ہو کر ہم عربوں کے مفاد کی بات کرتے ہو۔ اس سے پہلے بھی کئی مواقع پر تم ایسا کر چکے ہو یقیناً یہ تمہاری فراخدلی ہے۔ اے مخرِیق! ایک ماں کو اس کی بیٹی سے جُدا کرنا ظلم اور ستم ہے۔ میں اس ماں کو بکنے نہ دوں گا جسے اس کی بیٹی سے علیحدہ کیا جا رہا ہے"۔
پھر سماک (ابودجانہ) آگے بڑھا اور یہودی رئیس ابی حقیق کو مخاطب کر کے اس نے کہا:" اے ابی حقیق! صد افسوس تم پر۔ تمہاری موجودگی میں ایک ماں کو انتہائی بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ علیحدہ کیا جا رہا ہے اور تم ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے یہ سارا معاملہ دیکھ اور برداشت کر رہے ہو۔ اے ابی حقیق! جمانہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶)
اللہ علیہ وسلم) کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہ شخص جنگِ اُحد میں شامل ہوا اور مارا گیا۔
(تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۲۴۷)

Marfat.com

اس کی بیٹی کبشہ سے علیحدہ کر کے فروخت کیا جانا ایک ظلم ہے اور میں یہ ظلم نہ ہونے دوں گا۔ میں اس لونڈی کے مالک سے کہتا ہوں کہ وہ اگر اسے فروخت ہی کرنا چاہتا ہے تو اس کی بیٹی کو بھی اس کے ساتھ کر دے۔"

اس موقع پر ابو قیس، خبیب بن یساف، سوید بن صامت اور قطبہ بن عامر سماک کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ پھر سوید بن صامت نے بلند آواز میں کہا۔ "ہم سماک یعنی ابو دجانہ کی تائید کرتے ہیں اور اس ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔

یہودی رئیس ابی حقیق[1] کے جواب دینے سے قبل ہی بنی عامر کے پہلوان اور پورے حجاز کے مانے ہوئے تیغ زن نے اپنی تلوار کے دستے پر ہاتھ لے جاتے ہوئے غصیلی اور بلند آواز میں پوچھا۔ "تم میں سے کون ہے جو اس لونڈی جمانہ کی خرید و فروخت کو ظلم اور زیادتی سمجھ کر زبردستی روک دے۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو ہماری موجودگی میں ایسا کرنے کی جرأت و جسارت کر سکے۔"

یہ چیلنج سن کر سماک کا چہرہ غصے میں تپ گیا تھا۔ اس کی حالت بھبوکا سی کسی چنگاری اور رقص کرتے شعلوں جیسی ہو گئی تھی۔ پھر وہ چند قدم آگے بڑھا اور بنی عامر کے اس پہلوان اور حجاز کی سرزمین کے مانے ہوئے تیغ زن عمرو بن عبدود کو مخاطب کرتے ہوئے کھولتے لہجے میں کہا۔

"اے ابن عبدود! میں اس لونڈی جمانہ کی فروخت رکوانے کی جسارت کرتا ہوں۔ میں بنو خزرج سے ہوں۔ نام میرا سماک بن خرشہ اور کنیت میری ابو دجانہ ہے۔ اے ابن عبدود! تم ذرا اس فروخت کی تکمیل تو کر کے دکھاؤ اور یہ بھی سن رکھو کہ جس نے ایسا کرنے کی کوشش کی۔ میں ابو دجانہ اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

---

[1] تاریخوں میں بھی بنو نضیر کے اس رئیس کا نام ابی حقیق ہی لکھا گیا ہے۔ جب بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا گیا تو یہ شخص خیبر کی طرف ہجرت کر گیا تھا۔ (تاریخ طبری)

Marfat.com

سماک کی اس گفتگو کے جواب میں عمرو بن عبدود نے یہودی سردار ابی حقیق کی طرف دیکھا اور پوچھا ۔" اے ابی حقیق ! یہ سماک بن خرشہ کون ہے ۔ کیا اس کا تعلق بنی خزرج کے صاحبِ ثروت لوگوں میں سے ہے ۔ کیا اسے اپنے احوال اور انفرادی قوت پر فخر ہے جو یہ اس قسم کی گفتگو کر رہا ہے ۔ اے ابی حقیق ! تم جانتے ہو کہ میں کسی سے بھی ایسی گفتگو سننے کا عادی نہیں ۔ پہلے تم مجھے اس سماک بن خرشہ سے متعلق تفصیل کے ساتھ مجھے کچھ بتاؤ ۔ پھر میں اس کی گردن کاٹتا ہوں اور یہاں کھڑے لوگوں پر اپنا چیلنج ثابت کرتا ہوں کہ میری مرضی کے خلاف اور میری موجودگی میں کوئی اس جمانہ کی فروخت کو روک نہیں سکتا ۔ بتاؤ ابی حقیق کس بنا پر یہ سماک بن خرشہ میرے مقابل آنے کی جرأت کر رہا ہے ۔"

جب عمرو بن عبدود خاموش ہوا تب ابی حقیق بولا اور اسے مخاطب کر کے کہا ۔" اے ابن عبدود ! اس سماک بن خرشہ کو سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا ۔ یہ کوئی عام جوان نہیں ہے اور یثرب شہر کے اندر کوئی بھی جوان تیغ زنی میں اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے ۔ اس سے متعلق مزید تفصیل یہ ہے کہ یہ کوئی صاحبِ ثروت نہیں بلکہ غریب نوجوان ہے ۔ تیغ زنی کے علاوہ اس کے پاس ایک اور ہنر بھی ہے اور وہ یہ کہ یہ ان علاقوں کا مانا ہوا کھوجی ہے ۔ جب کسی کا جانور یا کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو لوگ کھوج لگانے کے لیے اس کے پاس آتے ہیں اور کھوجی کا یہ کام اس نے یثرب ہی کے ایک شخص سے سیکھا اور اسی ہنر پر یہ اپنی گزر بسر کرتا ہے ۔ اس کے ساتھ کوئی انفرادی قوت بھی نہیں ۔ یہ گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ۔ ایک یہ اور ایک اس کی ماں آمنہ بنت عمرو ۔

اے ابن عبدود ! ذرا دھیان رکھنا ۔ یہ سماک بن خرشہ جب کسی سے مقابلہ کرتا ہے تو اپنے مقابل کی حالت بنجر و بانجھ زمین جیسی کر کے رکھ دیتا ہے ۔ یہ وقت کی گردش اور حوادث کی بھٹیوں جیسا حرکت میں آتا ہے اور اپنے دشمنوں کی بصارت اندھی اور سماعت بہری بنا کر رکھ دیتا ہے ۔ اے ابن عبدود ! یثرب شہر کی ہر نظر

Marfat.com

اس کی محصور جلوہ اور ہر زبان اس کے لیے مصروفِ توصیف ہوتی ہے ۔ ویسے اے ابن عبدود! تم بھی تو حجاز کی اس سرزمین کے ایک بے مثال اور ناقابلِ تسخیر تیغ زن ہو۔ لہٰذا جب تم سماک بن خرشہ سے ٹکراؤ گے تو میں نہیں جانتا اس کا کیا انجام ہوگا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تیغ زنی میں تمہیں زیر کرنا آسان اور سہل نہیں ہے ۔ بہتر یہ ہوگا کہ تم اس سماک بن خرشہ سے یہاں نہ ٹکراؤ اور اسے مقابلے کی دعوت دو۔ اگر تیغ زنی میں تم اس پر حاوی رہے تو اس لونڈی جمانہ کی فروخت جاری کر دی جائے گی ۔ اور مجھے قوی اُمید ہے کہ تم ہی غالب رہو گے ۔"

اس پر خبیب بن لیساف ابی حقیق کے قریب آیا اور بولا اور اگر میرا ساتھی اور میرا دوست سماک بن خرشہ اس مقابلے میں غالب رہا تو اے ابی حقیق! اس لونڈی کی فروخت روکنے کے علاوہ تم اپنی طرف سے سماک بن خرشہ کے لیے کس انعام کا اعلان کرتے ہو اور مجھے اُمید ہے کہ بنو نضیر کے رئیس کی حیثیت سے تم اس قدر کمینگی اور سفلہ پن کا ثبوت نہ دو گے کہ سماک بن خرشہ کی فتح مندی پر کسی انعام یا شرط کا اعلان نہ کرو۔"

خبیب بن لیساف کی اس گفتگو پر ابی حقیق کا رنگ غیرت کے مارے سُرخ ہو گیا تھا اور اس نے خبیب بن لیساف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

"اے ابن لیساف! اگر ایسا ہے تو سنو ۔ اس مقابلے کا اہتمام سہل اور سہیل[1] کے میدان میں کیا جائے گا اور اس سے پہلے یثرب کے اندر ۔ ابن عبدود اور سماک بن خرشہ کے اس مقابلے کی منادی کرا دی جائے گی ۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس

---

[1] سہل و سہیل یثرب کے دو یتیم بھائی تھے ۔ یثرب شہر میں یہ میدان اُن کا تھا اور ان کے معاملات کی دیکھ بھال اور ان کی پرورش ایک معاذ بن عفراء کے ذمہ تھی ۔ زمانۂ جاہلیت میں اِس میدان کے اندر کھجوریں سکھائی جاتی تھیں ۔ جب آپؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو اسی میدان میں مسجدِ نبویؐ تعمیر کی گئی تھی ۔

Marfat.com

مقابلے کو دیکھنے کے لیے آئیں اور مخزاق کو اس مقابلے کا مصنف مقرر کیا جائے گا۔ اگر یہ مقابلہ ابن عبدود جیت گیا تو جمانہ لونڈی کی فروخت جاری کر دی جائے گی اور اس کی بیٹی کو روک لیا جائے گا اور میں ابن عبدود کو ایک ہزار درہم انعام میں دوں گا اور اگر یہ مقابلہ سماک بن خرشہ نے جیتا تو جمانہ کی فروخت روک دی جائے گی اور اسے اس کی بیٹی سمیت آزاد کر دیا جائے۔ سماک بن خرشہ کو میں ایک ہزار درہم انعام میں دوں گا اور اپنی اکلوتی بیٹی خولیہ کی شادی بھی اس سے طے کر دوں گا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ میری بیٹی ابھی کم سن ہے بمشکل چودہ برس کی ہوگی۔ اور یہ شادی اس وقت ہوگی جب اس کی عمر اٹھارہ برس پوری ہو جائے گی۔"

ابی حقیق رُکا پھر اس نے خبیب بن لیساف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابن لیساف! کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ میں نے اپنی گفتگو میں جیتنے والے کے ساتھ انصاف کیا ہے؟"

خبیب بن لیساف نے خوش ہو کر کہا۔ "اے ابی حقیق! تو نے واقعی بنو نضیر کا سردار ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تُو نے اے ابی حقیق! میری اُمیدوں سے بڑھ کر پیشکش کی ہے۔"

خبیب بن لیساف کے خاموش ہونے پر ابی حقیق نے سماک بن خرشہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابو دجانہ! تم بھی تو اپنے خیالات کا اظہار کرو۔"

اس پر سماک نے خوشی اور اطمینان میں کہا۔ "اے ابی حقیق! میں تمہاری ان شرائط کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر عمرو بن عبدود نے سماک بن خرشہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے ابو دجانہ! تو ابی حقیق کی اس پیش کش پر کیسا خوش ہو رہا ہوگا۔ پر سہل اور سہیل کے میدان میں جب میری تلوار تجھ پر برسے گی تو تُو ان لمحات پر پچھتا رہا ہوگا کہ کیوں تُو نے اس لونڈی کی فروخت کو روکا اور کیوں مجھ سے مقابلے کی ٹھان لی۔ پر تُو زیادہ خوفزدہ نہ ہو۔ اس مقابلے میں تجھے میں زخمی نہ کروں گا بلکہ تجھے اپنے

Marfat.com

سامنے ریوڑ کے جانوروں کی طرح ہنکا کر شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر دوں گا۔"

سماک نے اس پر پُرسکون انداز میں کہا۔"اے ابن عبدود! میں نے تیرے جیسے عصمتوں کی تحقیر کرنے والے اور ناموس کے سوداگر بہت دیکھے ہیں۔ میں نے ایک ستم خوردہ ماں اور اس کی بے بس و مجبور بیٹی کے حق میں آواز اٹھائی ہے۔ میں ان دونوں مظلوموں کو تمہارے ستم اور ظلم سے بچانا چاہتا ہوں۔ اس لحاظ سے میں حق پر ہوں۔ اس لیے خداوند ضرور میری مدد کرے گا۔ اے ابن عبدود! کسی وہم اور گمان میں نہ رہنا۔ اپنی پوری تیاری کے ساتھ میدان میں اترنا اور یہ بات ذہن میں ڈال کر اترنا کہ میں بڑے بڑے سرکشوں کے پاؤں میں شکست کی بیڑیاں اور بڑے بڑے لاف زنوں کے منہ پر خاموشی اور خجالت کے قفل لگا دیا کرتا ہوں۔"

سماک کی اس گفتگو پر عمرو بن عبدود اپنے ہونٹ کاٹ کر رہ گیا تھا۔ وہ جواب میں سماک سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ بنو نضیر کے سردار ابی حقیق نے وہاں کھڑے اپنے آدمیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"تم لوگ ابھی اور اسی وقت یثرب اور ساری نواحی گڑھیوں میں اعلان کر دو کہ بنو عامر کے عمرو بن عبدود اور سماک بن خرشہ کے درمیان سہل و سہیل کے میدان میں تھوڑی دیر تک مقابلہ ہو گا اور لوگوں کو اس مقابلے کی وجہ بھی بتاتے جانا۔"

ابی حقیق کے کہنے پر اس کے آدمی وہاں سے چلے گئے۔ پھر ابی حقیق نے سماک بن خرشہ کو مخاطب کر کے کہا۔"اے ابودجانہ! تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں پہنچو۔ میں بھی عمرو بن عبدود، اپنے ساتھیوں اور دیگر افراد کے ساتھ تھوڑی دیر تک وہاں پہنچتا ہوں۔" ابی حقیق کے کہنے پر سماک، خبیب، سوید، ابوقیس اور قطبہ کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

سہل و سہیل کے میدان میں سماک اور اس کے ساتھیوں کو تھوڑی ہی دیر انتظار کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد لوگ اس میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے اور

78269

Marfat.com

پھر دیکھتے ہی دیکھتے میدان لوگوں سے بھر گیا تھا اور لوگوں کی اس بھیڑ میں مرد۔ عورتیں بھی شامل تھے۔ بنو نضیر کا رئیس ابی حقیق بھی اپنی بیوی اور اپنی بیٹی خویلہ کے ساتھ وہاں آگیا تھا۔ عمرو بن عبدود، رکانہ، زعب بن مالک اور حبشی صواب بھی میدان میں داخل ہوگئے۔

اس کے بعد یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ[۱] کا سردار کعب بن اسد اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہاں آیا اور آخر میں بنی خزرج[۲] کا سردار عمرو بن نعمان اور بنی اوس کا سردار حضیر بن سماک اپنے اپنے اہل خانہ اور اپنے اپنے رفقاء کے ساتھ مقابلے کے اس میدان میں داخل ہوگئے تھے۔

مقابلہ شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر قبل ایک بوڑھی خاتون لاٹھی ٹیکتی ہوئی اس جگہ آئی جہاں سماک بن خرشہ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس عورت کو دیکھتے ہی سماک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ وہ عورت اس کی ماں آمنہ[۳] بنت عمرو بن الاجش تھی۔

سماک کی ماں آمنہ قریب آئی اور سماک کا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے اس نے پہلے سماک کی پیشانی چومی۔ پھر اس نے کہا۔ "اے میرے بیٹے! تیرے مقابلے کا سن کر میں بھاگی بھاگی اِدھر چلی آئی ہوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ تو ہی اس میں

---

[۱] بنو قریظہ یہودیوں کا ایک طاقتور قبیلہ تھا۔ جنگ خندق کے موقع پر انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی اور ان کی گوشمالی کی گئی۔ جس کے حالات تفصیل سے آئندہ صفحات میں آئینگے۔

[۲] اوس اور خزرج عربوں کے یثرب میں دو طاقتور قبیلے تھے۔ ان کے یہ سردار عمرو بن نعمان اور حضیر بن سماک حضور نبی اکرمؐ کی مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل جنگ بعاث میں مارے گئے تھے۔ اس کی تفصیل بھی آئندہ صفحات میں آئے گی۔

[۳] علامہ ابن سعد نے سماک بن خرشہ کی ماں کا نام آمنہ بنت عمرو ہی تحریر کیا ہے اور اس کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنو سلیم سے بتایا ہے۔

Marfat.com

فوز مند اور کامران رہے گا۔" پھر آمنہ نے اور زیادہ رازداری کے ساتھ کہا۔" سماک ! سماک ! میرے بیٹے ! گزشتہ رات جو تُو نے میرے سامنے مکّہ کے نبی محمّدؐ بن عبداللہ کا ذکر کیا تھا اور مجھے اس پر ایمان لانے کی ترغیب دی تھی اور مَیں نے انکار کر دیا تھا، تو اے میرے بیٹے ! مَیں اب اپنے اس فیصلے کو بدلتی ہوں۔ مَیں مکہ کے اس نبیؐ پر ایمان لاتی ہوں اور تیری طرح تیرے سامنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتی ہوں۔"

اس پر سماک نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے میری ماں ! تو نے میرا دامن خوشیوں اور مسرتوں سے بھر دیا ہے۔ اب مَیں پہلے کی نسبت زیادہ دلجمعی کے ساتھ اس مقابلے میں حصّہ لے سکوں گا۔"

آمنہ جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ مشہور یہودی جنگجو مخزیق جسے اس مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگوں کے درمیان میں مقابلے کے چھوڑی ہوئی خالی جگہ میں نمودار ہوا اور بلند آواز میں اسؑ نے سماک اور ابن عبدود کو اندر طلب کیا۔ اتنی دیر تک مجمع کے اندر سے ایک جوان نمودار ہوا جس کے ہاتھوں میں کھجور کے پتّوں سے بنایا ہوا ایک طشت تھا اور اس طشت کے اندر دو تلواریں اور دو ڈھالیں تھیں۔

وہ جوان کھجور کے پتّوں کا وہ طشت مخزیق کے پاس رکھ کر خود بھی وہاں کھڑا ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک سماک اور ابن عبدود بھی میدان میں نمودار ہوئے اور مخزیق نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔" اس طشت میں دو تلواریں اور دو ڈھالیں ہیں یہ بات تمہاری صوابدید پر چھوڑی جاتی ہے کہ چاہو تو تم دونوں اپنی اپنی تلوار استعمال کرو اور چاہے وہ تلوار جو اس طشت میں تم دونوں کے لیے ایک ایک ہے۔"

سماک نے فوراً آگے بڑھ کر طشت کے اندر سے ڈھال اٹھالی اور مخزیق کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اے مخزیق ! مَیں ڈھال اٹھاتا ہوں۔ پر تلوار مَیں اپنی ہی استعمال کروں گا۔

Marfat.com

ابن عبدود نے بھی وہاں سے ڈھال اُٹھاتے ہوئے کہا۔" میں بھی صرف ڈھال ہی لیتا ہوں۔ اس پر مخزلق نے اس جوان سے کہا" اب تم یہ طشت اٹھا کر لے جاؤ" اور وہ جوان کھجور کے پتوں کا بنا ہوا طشت جس میں اب صرف دو تلواریں تھیں اٹھا کر میدان سے نکل گیا۔

پھر مخزلق نے سماک اور ابن عبدود کو مخاطب کر کے کہا۔" اے میرے عزیزو! اس مقابلے سے متعلق جو شرائط طے کی گئی ہیں ان کے مطابق تم دونوں میں سے کوئی بھی جان بوجھ کر دانستہ ایک دوسرے کو زخمی نہ کرے گا۔ اس کے علاوہ اپنے مدِ مقابل کو زیر کرنے کا جو چاہے طریقہ استعمال کرو وہ قابلِ قبول ہو گا۔ اب تم دونوں مقابلے کی ابتدا کر سکتے ہو۔"

اس پر سماک نے اپنی تلوار میان سے کھینچ لی۔ چند قدم پیچھے ہٹا۔ اپنی تلوار اور ڈھال کو اپنے منہ کے سامنے لاتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ دعائیہ انداز میں بنائے۔ پھر وہ مدھم اور پُر رقت آواز میں کہہ رہا تھا۔

"اے خداوند! اس میدان میں میری مدد فرما کہ تو ہی سب سے بڑا چارہ گر اور صاحبِ ایمان کا دوست ہے۔ اے خدائے لازوال! میں اب مسلمان ہوں۔ خلوصِ نیت اور صدقِ دل کے ساتھ۔ تو اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس میدان کے اندر سے مجھے کامران و سرخرو نکالنا۔

اے خدائے ذوالجلال! باطل پر حق کو اور گناہ و بدی پر نیکی اور خیر کو فوقیت دینا۔ اے خداوند! تو مکہ کے آفتاب حق شناس اور ماہتابِ خوش کلام کے طفیل میں مجھے نئی ہمت اور قوت عطا فرما اور اے خداوند"——

سماک کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ ابن عبدود غصے اور جوش میں اپنی

Marfat.com

تلوار اور ڈھال کو لہراتا ہوا چند قدم آگے بڑھا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا "اے سماک! تو نے ایک معمولی انسان ہو کر اور مجھے مقابلے کے لیے للکار کر میری توہین کی ہے۔ اب تو مرنے کے تیار ہو جا۔ تو جانتا ہے کہ حجاز کی سرزمین کے اندر کوئی ایسا تیغ زن نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ سو میرے ہاتھوں تیری موت یقینی ہے"۔

ابن عبدود جب خاموش ہوا تب سماک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن عبدود! میں جب فطرت کا عذاب بن کر تجھ پر نزول کروں گا تو تم اپنے سارے طبقاتی جبر، قبائلی ستم، متشددانہ نظریات کی اذیت اور اپنے باطن کے وحشی پن کو بھول جاؤ گے۔ میں جب تیرے دل کے کواڑوں پر اپنی تلوار کی ضربوں سے دستک دوں گا تو اے ابن عبدود! تو جسموں کی سوداگری اور اپنا یہ سود خوروں کا لہجہ بھول جائے گا"۔ سماک بن خرشہ چند ساعتوں کے لیے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا۔ "اے ابن عبدود! لاف زنی اور تفاخر میں ڈوب کر مجھ سے بات نہ کر۔ دیکھ میں تیرے اس گھمنڈ کو تیرے ظن، تیرے ظن کو تیرے شکوک میں، تیرے شکوک کو اوہام میں اور تیرے اوہام کو اصنام میں بدل کر رکھ دوں گا۔ اے ابن عبدود! آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو اور دیکھ کہ ظن و گمان اور حقیقت و صداقت میں کس قدر فرق ہے"۔

سماک کی اس گفتگو پر غصے اور غضب میں ابن عبدود کی حالت بغاوت کے گیت اور بیگانہ آداب شخص جیسی ہو گئی تھی اور زخمی سانپ کے سے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اس نے سماک پر حملہ کر دیا تھا۔ سماک نے ابن عبدود کا وار اپنی ڈھال پر لیا اور حشر اٹھاتی آواز میں اس نے کہا۔ "ابن عبدود! تمہارا تیغ زنی کا یہ مقابلہ سماک بن خرشہ سے ہے۔ کسی عام اور تیغ زنی سے بے خبر بدو سے نہیں ہے"۔ اس کے ساتھ ہی سماک نے ابن عبدود پر حملہ کر دیا تھا۔ ابن عبدود نے بھی سماک کے وار کو اپنی ڈھال پہ روک کر رکھ دیا تھا۔ پھر وہ دونوں دو ازلی دشمنوں کی طرح ایک دوسرے پر خوفناک وار کرنے لگے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں لہروں کی مستی اور ویرانیوں کے رقص کی طرح ایک دوسرے

Marfat.com

پر جم کر حملہ آور ہوتے رہے ۔ پھر سماک نے اندھے کنوئیں جیسی گونج دار آواز میں کہا ۔

" اے ابن عبدود ! میں اپنی اصلیت پر اُترنے لگا ہوں ۔ پھر دیکھنا میں تیری ایسی حالت کروں گا کہ تو تُو بزم در بزم اور انجمن در انجمن میرے اس مقابلے کی نسبت سے ذلیل و رسوا ہو کر رہ جائے گا ۔ اس کے بعد سماک آتشی دائروں کی صورت اختیار کرتا ہوا وحشتوں کی آندھی اور نفرت کے گرد باد کی طرح ابن عبدُد پر حملہ آور ہونے لگا تھا ۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا گویا اس کی شریانوں میں اسے لہو چلنے لگا ہو ۔ سانسیں چنگاریوں کی صورت اختیار کرنے لگی ہوں اور رفتار طوفانی موجیں بننے لگی ہوں ۔

سماک کے ان تیز اور طوفانی حملوں کے سامنے ابن عبدود اپنے آپ کو ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے خشک ببول کے جنگل میں اچانک کوئی تیز طوفان گھس آیا ہو ابن عبدود کے چہرے پر زندانی شب کے اسیر جیسی مایوسی اور سماک کے چہرے پر اُمید و عزم کی تابانی بکھرنے لگی تھی ۔

اچانک سماک بن خرشہ نے فیصلہ کن اقدام کیا ۔ اس نے ایک انتہائی خوفناک وار ابن عبدود پر کیا اور جس وقت ابن عبدود نے اپنی ڈھال پر سماک کی تلوار کو روکا اسی وقت سماک نے ابن عبدود کی کنپٹی پر پوری قوت سے اپنی ڈھال دے ماری تھی ۔ سماک کی یہ ضرب ایسی زوردار تھی کہ ابن عبدود ڈگمگا کر رہ گیا تھا اور اس کی کیفیت ایسی ہو گئی تھی جیسے وہ اپنا توازن کھو بیٹھا ہو ۔

سماک نے ابن عبدود کی اس کیفیت سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اور اپنی ڈھال سے اس نے لگاتار کئی ضربیں ابن عبدود کو لگائیں جن کے باعث ابن عبدود بے سُدھ سا ہو کر زمین پر گر گیا تھا ۔ زمین پر گرے ہوئے ابن عبدود کی چھاتی پر سماک نے اپنا پاؤں رکھا ۔ یہ شاید اس کی فتح مندی کا اظہار تھا ۔ اس کے بعد سماک نے ابن عبدود کی تلوار اس سے چھین لی اور وہ تلوار اس نے منصف کے فرائض دینے

Marfat.com

والے مخزیق کو تھماتے ہوئے کہا۔

"اے مخزیق! تو دیکھتا ہے کہ میں نے ابن عبدود کو اپنے سامنے بے بس اور نڈھال کر کے زمین پر گرا دیا ہے اور اس سے اس کی تلوار چھین کر تمہیں تھما دی ہے اے مخزیق! تجھے اس مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا تھا۔ اب تو ہی بتا تو کیا فیصلہ دیتا ہے"۔

اس پر مخزیق نے سماک بن خرشہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابودجانہ! تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے۔ ابن عبدود ہار چکا ہے"۔ اس کے ساتھ ہی مخزیق بلند آواز میں میدان کے اندر جمع لوگوں کو مخاطب کر کے سماک کی کامرانی اور فوزمندی کا اعلان کر رہا تھا۔ اس پر سب سے پہلے عربوں کے قبیلے بنی اوس اور خزرج کے دونوں سرداروں نے میدان میں داخل ہو کر سماک کو اس کی فتح مندی پر مبارک باد دی۔

سماک بن خرشہ جونہی میدان سے نکلا اس کی ماں آمنہ بنت عمرو ایک طرف سے بھاگی بھاگی آئی اور سماک کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس نے اس کی پیشانی چومنے کے بعد کہا۔ "اے سماک! میرے بیٹے! تو نے یہ مقابلہ جیت کر میرا دل خوش کر دیا ہے"۔ اسی وقت ابوقیس، سوید بن صامت، قطبہ بن عامر اور خبیب بن لیساف وہاں جمع ہو گئے اور سماک کو مبارک باد دینے لگے تھے۔

اس موقع پر یہودی قبیلے بنو نضیر کا سردار ابی حقیق وہاں پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے اس کی بیوی اور بیٹی بھی تھی۔ قریب آ کر ابی حقیق نے سماک کو فتح پر مبارکباد دی۔ پھر اس نے اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ان دونوں سے ملو یہ میری بیوی خنسا اور میری بیٹی خویلہ ہے"۔

سماک نے دیکھا۔ گو خویلہ ابھی بمشکل چودہ برس کی ہو گی لیکن وہ اپنی دوشیزگی و پاکیزگی اور اپنے حسن و جمال میں شعلہ نفس، انجم نظر، مہتاب رو اور برق خو تھی۔

اس نے اپنے آپ کو ایک شہابی دوشالے میں چھپا رکھا تھا۔ پھر بھی اس کے اناری لب، آتشی عارض، شرارے برساتی آنکھیں اور تمتماتے خدوخال دیکھنے

Marfat.com

والے کے لیے رقصِ ساغر، گردشِ جام، روشنی کے فشار، خوشبو کے خمار، لمس کی لذت اور وصل کی ساعت جیسی کیفیت پیدا کر رہے تھے۔

ابی حقیق کی بیوی خنسا نے آگے بڑھ کر پیار و شفقت سے سماک کے سر اور اور پھر شانے پر ہاتھ رکھا اور فتح کی مبارک باد دی۔ حسین خولیہ نے بھی دبی دبی زبان میں سماک کو اس کی کامرانی پر مبارک باد دی۔ ابی حقیق نے پھر بولتے ہوئے سماک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابو دجانہ! تمہاری فتح کی صورت میں تمہارے ساتھ میں نے تین وعدے کیے تھے۔ ایک یہ کہ جمانہ کی فروخت روک دی جائے گی اور اس کی بیٹی کبشہ اس کے حوالے کر دی جائے۔ سو اے ابو دجانہ! جمانہ اور اس کی بیٹی کبشہ دونوں یہ مقابلہ دیکھنے آئی ہوئی ہیں۔ اب وہ دونوں ماں بیٹی آزاد ہیں اور جہاں چاہیں جا کر وہ پُرسکون زندگی بسر کر سکتی ہیں۔

دوسرا وعدہ یہ تھا کہ میں تمہیں ایک ہزار دینار دوں گا۔ ابی حقیق نے اپنی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی ایک چرمی تھیلی کھولی اور اسے سماک کی کمر سے باندھتے ہوئے اس نے کہا۔ یہ وہ ایک ہزار دینار ہیں اور میرا تیسرا وعدہ یہ تھا کہ میں اپنی اکلوتی بیٹی تم سے بیاہ دوں گا۔ سو اے سماک! یہ خولیہ میری اکلوتی بیٹی ہے۔ اب یہ تمہاری ملکیت ہے۔ چاہو تو ابھی اس سے نکاح کر لو اور چاہو تو فی الحال اسے منگنی کی حالت میں رہنے دو۔ پر ابھی یہ کمسن ہے۔ رخصتی اس وقت ہو گی جب یہ اٹھارہ برس کی ہو جائے گی۔"

اس پر سماک کی ماں خوشی سے پھولی نہ سماتی ہوئی آگے بڑھی۔ خولیہ کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا۔ پھر اس نے ابی حقیق کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ابی حقیق! اب جب کہ تم نے اپنی حسین و جمیل بیٹی خولیہ کو میرے بیٹے سماک کی منگیتر بنا دیا ہے تو کیا میں اپنی بیٹی خولیہ کو تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر لے جا سکتی ہوں تاکہ مجھے احساس ہو کہ یہ میری بیٹی ہے۔ خولیہ کو احساس ہو کہ اب سماک کا گھر اس کا

Marfat.com

اپنا گھر ہے اور ہمارے محلے والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ خویلہ جیسی حسن و خوب صورتی میں بے مثل لڑکی میرے بیٹے کی منگیتر ہے۔

اس پہ ابی حقیق مسکرایا۔ پھر اس نے کمال فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"اے سماک کی ماں! خویلہ اب تیری بیٹی ہے تو اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جا سکتی ہے۔ سماک کی منگیتر اور اس کی امانت کی حیثیت سے یہ نہ صرف جب چاہے سماک سے مل سکتی ہے بلکہ جتنے دن یہ تمہارے ہاں جب کبھی بھی رہنا پسند کرے اسے ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ اب خویلہ سماک کی ملکیت اور امانت ہے اور اس کی دیکھ بھال اور حفاظت اب سماک ہی کا کام ہے۔ ابی حقیق ذرا رکا پھر اس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے سماک! میری ایک ہی بیٹی اور ایک ہی بیٹا ہے۔ بیٹی یہ خویلہ تمہارے سامنے کھڑی ہے جو اب تم سے منسوب ہو چکی ہے۔ میرے بیٹے کا نام سلام[1] ہے وہ شادی شدہ ہے اور اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ خیبر میں رہتا ہے۔ وہاں وہ کپڑے کا کاروبار کرتا ہے۔ خویلہ کی منگنی کی خبر میں اسے بھجوا دوں گا۔ وہ یقیناً اس پر بے حد خوش ہو گا۔"

ابی حقیق کی اس گفتگو سے سماک کی ماں آمنہ بنت عمرو کے چہرے پہ دور دور تک خوشیاں ہی خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ پھر آمنہ بنت عمرو آگے بڑھی حسین خویلہ کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اسے پیار کرتے ہوئے پوچھا۔ "اے میری بیٹی! اب جب کہ تیرا باپ ابی حقیق یہ فیصلہ دے چکا ہے کہ آج کے بعد سماک کا گھر ہی تیرا گھر ہے تو پھر کیا تو ابھی میرے ساتھ ہمارے گھر چلے گی؟"

---

[1] علامہ ابی جعفر بن جریر الطبری نے بھی ابی حقیق کے بیٹے کا نام بن ابی حقیق تحریر کیا ہے۔ یہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس کے مارے جانے کی تفصیل آئندہ صفحات میں تحریر کی جائے گی۔

Marfat.com

خویلہ نے ایک بار اپنے باپ ابی حقیق اور ماں خنسا کی طرف دیکھا۔ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ اس پر خویلہ نے آمنہ بنت عمرو کی طرف دیکھا۔ وہ بے چاری منہ سے تو کچھ نہ بولی۔ پر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ آمنہ نے خوش ہو کر خویلہ کو پھر اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ اس موقع پر خویلہ کی ماں خنسا نے آمنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے میری بہن! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم لوگ یعنی تم اور سماک ابھی ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو۔ کچھ دیر وہاں رہو پھر خویلہ کو تم لوگ اپنے ساتھ لے آنا۔"

اس پر آمنہ نے کہا۔" میں ضرور آپ لوگوں کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں لیکن اس شرط پر کہ خویلہ پھر چند دن میرے ہی پاس رہے گی۔"

خویلہ کی ماں خنسا نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔" خویلہ اب تمہاری بیٹی ہے۔تم جتنے دن چاہو اپنے ہاں روک سکتی ہو۔ خویلہ کچھ اپنے فالتو کپڑے بھی اپنے ساتھ لے جائے گی۔ اس کے علاوہ میں سماک اور خویلہ کی اس منگنی کے موقع پر سماک اور خویلہ کے لیے کچھ دینا چاہتی ہوں۔ یہ میری خوشی اور آرزو ہے۔"

اپنی بیوی خنسا کے خاموش ہونے پر ابی حقیق نے اشارے سے اپنی بیوی خنسا بیٹی خویلہ اور سماک کی ماں آمنہ کو اپنے قریب بلایا اور جب وہ اس سے قریب ہوئیں تو ابی حقیق نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے راز داری میں کہا۔

تم تینوں فی الوقت گھر چلی جاؤ۔ میں اور سماک تمہارے ساتھ نہ جا سکیں گے۔

اے خنسا! گو آمنہ بنت عمرو اور میری بیٹی خویلہ کے لیے یہ بات نئی ہے لیکن تم تو جانتی ہو کہ ابن عبد ود جسے سماک نے اس مقابلے میں ہرا دیا ہے وہ ایک بدکار، لفنگا، بد اخلاق اور بدمعاش انسان ہے۔ یہ رعب اور دھونس کے ساتھ میرے ہاں آکر قیام کرتا ہے۔ اکثر مجھ سے بڑی بڑی رقوم کا مطالبہ کرتا ہے جو مجھے ماننا پڑتا ہے۔اس کی نظر میری بیٹی خویلہ پر بھی تھی اور وہ اسے اپنے لیے حاصل کرنا چاہتا تھا۔اگر میں اس کی بات تسلیم نہ کرتا تو پھر ایسا موقع ضرور آتا کہ وہ میری بیٹی خویلہ کو زبردستی اٹھا کر

Marfat.com

لے جاتا لیکن اب وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ سماک نے اس مقابلے میں اُسے ہرا کر اس پر اپنی دہشت بٹھا دی ہے۔ اب وہ ہماری طرف آنکھ بھی اُٹھا کر نہ دیکھا کریگا۔ نہ ہی آئندہ زبردستی ہمارے ہاں قیام کرے گا اور نہ ہی اب بھاری رقوم کا مطالبہ کرے گا۔ اس لیے کہ اب اس کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ اگر پہلے کوئی اسے روکنے والا نہ تھا تو اب سماک اس کا ہاتھ روک کر رکھ دے گا۔

اے خنسا میری خوشیوں کی کوئی انتہا نہیں کہ مجھے ابن عبدود جیسے بدکار اور بدمعاش کے مقابلے میں سماک بن خرشہ جیسا بہادر و طاقت ور اور خوش خلق و شریف بیٹا مل گیا ہے۔ اس ابن عبدود کے ساتھی زعب بن مالک، رکانہ اور حبشی صواب بھی اس جیسے بدمعاش اور لفنگے ہیں۔

اس زعب بن مالک نے سماک کے دوست سوید بن صامت سے سو اونٹ اُدھار لیے تھے اور بعد میں اُن کی قیمت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اب سوید بن صامت نے اس پر زور دیا ہے تو یہ زعب بن مالک اس بات پر آمادہ ہُوا ہے کہ ان اونٹوں کے بارے میں یثرب کی کاہنہ[1] جو فیصلہ دے گی وہ مجھے منظور رہے۔ یہ لوگ صبح ہی صبح کاہنہ کے پاس گئے تھے اور اس کاہنہ نے انہیں دوپہر کے بعد آنے کو کہا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ دوپہر تک میرے گھر میں جا کر رہیں۔ اب یہ مجھ پر سماک کی وجہ سے رعب اور دھونس بھی نہ جما سکیں گے۔ لہٰذا تم گھر چلو۔ میں ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں کو کسی شراب خانے میں جا بٹھاتا ہوں۔ دوپہر تک یہ لوگ وہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس کے بعد عرافہ کی طرف چلے جائیں گے پھر میں ——

ابی حقیق کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ اس کے قریب ہی کھڑا سماک بالکل ابی

---

[1] اس کاہنہ یا عرافہ کا نام سجاح تھا۔ کچھ ارواح، موکل اور شیطان اس کے تابع تھے۔ جن سے کام لے کر یہ لوگوں کو ان کے احوال بتایا کرتی تھی اور سجاح نام کی یہ کاہنہ پوری ارضِ حجاز کے اندر مشہور تھی اور جانی پہچانی جاتی تھی۔

Marfat.com

حقیق کے نزدیک اور سامنے آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔" اے ابی حقیق! میرے بزرگ!"

اس پر ابی حقیق نے خوشگوار لہجے میں سماک بن خرشہ کو ٹوکتے ہوئے کہا۔" اے ابو دجانہ! اب جب کہ میری اکلوتی بیٹی خولیہ تم سے منسوب ہو چکی ہے تو ہم دونوں کے درمیان ایک رشتہ ہے۔ لہٰذا میں یہ پسند کروں گا کہ تم مجھے میرے نام سے مخاطب نہ کیا کرنا۔ ایسا کرنے سے اجنبیت کی بو آتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے عم کہہ کر مخاطب کرو۔"

ابی حقیق کی اس گفتگو پر سماک مسکرایا۔ پھر اس نے نرم و فرمانبردارانہ لہجے میں کہا۔" اے عم! میں آپ کی ساری گفتگو سن چکا ہوں۔ آج کے بعد ابن عبدود یا اس کا کوئی ساتھی آپ سے آپ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ لے سکے گا اور اب جب کہ خولیہ مجھ سے منسوب کر دی گئی ہے تو مجھے اپنی ذات پر فخر ہے کہ میں خولیہ جیسی خوب صورت لڑکی کا منسوب ہوں۔ آج کے بعد میں خولیہ کا ساتھی، اس کا محافظ اور امین ہوں اور جس نے بھی اسے غلط نگاہ سے دیکھا خواہ وہ ابن عبدود اور اس کے ساتھی ہی کیوں نہ ہوں، میں ان کی وہ آنکھیں ہی نکال دوں گا۔"

ابی حقیق نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے سماک! اے ابو دجانہ! تم نے میری بیٹی اور اپنی منسوبہ سے متعلق ایسی گفتگو کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے مجھے اطمینان اور فخر ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو انتہائی مخلص اور مناسب جوان سے منسوب کیا ہے۔"

جب ابی حقیق خاموش ہوا تو سماک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔" اے عم! آپ ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں کو مے خانے کی طرف ہی لے جائیں اور جب کاہنہ کی طرف جانے کا وقت ہو جائے تو آپ ان سے بہانہ کر دینا کہ مجھے ضروری کام سے گھر جانا ہے۔ لہٰذا تمہارے ساتھ کاہنہ کے پاس نہ جا سکوں گا۔ پس آپ انہیں کاہنہ کی طرف جانے دیں اور خود گھر چلے جانا۔ میں بھی سوید بن صامت کے ساتھ کاہنہ

Marfat.com

کے پاس جاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ زعب بن مالک کیسے سوید کے سو اونٹوں کی قیمت ادا نہیں کرتا۔ اسے سوید کے اونٹوں کے سلسلے میں بدمعاشی اور لفنگا پن چھوڑ کر انسانیت اختیار کرنا ہوگی۔

سماک کی گفتگو سننے کے بعد ابی حقیق نے فکرمند آواز میں کہا۔ ”اے ابودجانہ! تم ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں سے پہلوتہی ہی کر جانا۔ وہ بہت برے لوگ ہیں۔ ان میں سے جو رکانہ ہے وہ تو یہاں تک کہہ رہا تھا کہ اس نے مکہ کے محمدؐ بن عبداللہ جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے ان سے کشتی بھی لڑی تھی۔ میں نے اس سے اس کی تفصیل اور کشتی کا انجام جاننا چاہا لیکن اس نے مجھے ٹال دیا۔“

سماک نے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ ”اے عم! آپ کوئی فکر نہ کریں۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اب آپ انہیں کسی مے خانے کی طرف لے جائیں۔“

سماک کے کہنے پر ابی حقیق وہاں سے چلا گیا۔ سماک نے اپنی ماں اور خویلہ کی ماں خنسا کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ بھی خویلہ کو لے کر گھر جائیں، میں ذرا سوید بن صامت کے ساتھ جاؤں گا۔“ سماک کے کہنے پر آمنہ، خنسا اور خویلہ بھی وہاں سے چلی گئی تھیں۔

سماک پیچھے ہٹ کر اس جگہ آیا جہاں سوید بن صامت، ابو قیس، خبیب بن یساف اور قطبہ بن عامر کھڑے ہوئے تھے۔ پھر اس نے سوید بن صامت کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ”اے ابن صامت! تم نے مجھے زعب بن مالک کے ساتھ اپنے اونٹوں کے معاملے سے متعلق تو کچھ بتایا ہی نہیں۔“

اس پر سوید نے کہا۔ ”اے ابودجانہ! ابی حقیق نے اپنا ایک آدمی کاہنہ کی طرف بھجوا کر پوچھا کہ اونٹوں کے ایک معاملہ کا فیصلہ کرنا ہے اور اس پر ساری حقیقت بھی واضح کر دی تھی کہ کس طرح زعب بن مالک نے مجھ سے اونٹ خریدے اور بعد میں اُس نے سو اونٹوں کی قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ سو اس کاہنہ عرافہ نے

Marfat.com

میرے اونٹوں کے اس معاملہ پر اپنا فیصلہ دینے کے لیے ہمیں دوپہر کے بعد بلایا ہے لہٰذا ہم چاروں دوپہر کے بعد کاہنہ کی طرف چلے جائیں گے ۔ زعب بن مالک ، ابن عبدود، رکانہ اور ان کا حبشی ساتھی صواب بھی وہاں آجائیں گے اور سب کی موجودگی میں فیصلہ ہو جائے گا۔"

اس پر سماک بن خرشہ نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا ۔" اے سوید بن صامت تو پھر ایسا کرو کہ دوپہر تک ہم اکٹھے ہی کہیں بیٹھ جاتے ہیں کہ تم ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی سنانے کے ساتھ ہمیں وہ احکامات بھی بھی بتاؤ جن کی وہ تبلیغ کرتے ہیں کیوں کہ اب جب کہ ہم آپؐ پر ایمان لاچکے ہیں تو ہمیں ان کی سیرت اور ان کے پیغام سے ضرور آگاہی ہونی چاہیئے۔"

اس پر ابوقیس نے فوراً سماک کی تائید کرتے ہوئے کہا ۔" ابودجانہ ٹھیک کہتا ہے ۔ چلو میرے گھر چلتے ہیں ۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میں اپنے گھر میں اکیلا ہوں میری نہ بیوی ہے نہ بچے لہٰذا وہاں اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو کریں گے ۔ میں آج اپنے ریوڑ کو بھی باہر چرانے کے لیے نہ لے جاؤں گا۔"

اس پر سماک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا ۔" اے عم ابوقیس! ایسا کرنا درست نہیں ہے ۔ ایسا کرتے ہیں کہ میں، خبیب ، قطبہ اور سوید جبل سلع کی طرف جاتے ہیں ۔ تم اپنا ریوڑ لے کر بھی ادھر ہی آجاؤ اور پھر کوہستان سلع پر ہی بیٹھ کر سیرت رسولؐ سے متعلق سوید سے سنیں گے ۔"

ابوقیس کے علاوہ دوسروں نے بھی اس کی تائید کی ۔ اس پر وہ وہاں سے جانے ہی لگے تھے کہ جمانہ نام کی وہ لونڈی ان کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی ۔ جس کی فروخت سماک نے ابن عبدود کو ہرا کر رکوائی تھی ۔ اس کے ساتھ اس کی نوجوان بیٹی کبشہ بھی تھی ۔ وہ جمانہ سماک کے قریب آئی اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا ۔

" اے ابودجانہ ! میں تیری ممنون ہوں کہ تو نے میری فروخت رکوائی اور

Marfat.com

میرے اور میری بیٹی کے درمیان جدائی کو ختم کرایا۔ اے ابودجانہ! اب میرے یہودی مالک نے مجھے آزاد بھی کر دیا ہے پر میں سوچتی ہوں کہ اب میں کہاں جاؤں میں بے آسرا اور بے سہارا ہوں۔ کس زمین کا، کس گھر کا، کس رشتے کا، کس فرد کا رُخ کروں؟"

سماک (ابودجانہ) جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سوید بن صامت پہلے ہی بول پڑا اور جمانہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا "اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ وہ اپنے کسی بندے کے لیے اگر ایک در بند کرتا ہے تو کئی اور اس پر کھول دیتا ہے۔ وہ رب بڑا مہربان ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ مطمئن رہو کہ ہم تمہیں دربدر اور کوچے کوچے کے دھکے نہ کھانے دیں گے۔"

سوید بن صامت جب خاموش ہوا تو سماک نے بولتے ہوئے کہا:

"اے جمانہ! اب جب کہ تو اور تیری بیٹی دونوں ہی آزاد ہو تو خدا کا شکر ادا کرو۔ تم میری ماں کی جگہ اور تمہاری بیٹی کبشہ آج سے میری بہن ہے۔ لہذا تم دونوں ماں بیٹی میرے ہاں رہ لینا۔ گو میرا کوئی باغ نہیں، آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ بھی نہیں اور کھوجی کا کام کرنے سے جو کچھ مجھے ملتا ہے اسی پر ہی گزر بسر ہوتی ہے۔ پر جو روکھا سوکھا ہم دونوں ماں بیٹا کھائیں گے وہی تم دونوں ماں بیٹی بھی ہمارے ساتھ رہ کر کھا لیا کرنا اور میں تم دونوں ماں بیٹی کو یقین دلاتا ہوں کہ ــــــــ

سماک کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیوں کہ ابو قیس نے دخل اندازی کی تھی اور سماک کی بات کاٹتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے سماک! میرے بیٹے! تم غلط فیصلہ کر رہے ہو۔ جمانہ اور اس کی بیٹی کبشہ تمہارے ہاں نہ رہیں گی۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ ماں باپ مر چکے ہیں۔ کوئی بہن بھائی بھی نہیں۔ میں نے شادی بھی نہیں کی تھی۔ لہذا میرے بیوی بچے بھی نہیں ہیں۔ اس بنا پر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جمانہ اور کبشہ دونوں ماں بیٹی

Marfat.com

میرے ہاں رہیں گی۔ جمانہ کی حیثیت ایک بیٹی کی سی اور کبشہ میری نواسی ہو گی۔ اس لحاظ سے میں خوش قسمت ہوں گا کہ مجھے پلی پلائی ایک بیٹی اور نواسی مل گئی ہے۔ اب میرے ویران گھر کے اندر بھی رونق آ جائے گی۔"

ابوقیس کے خاموش ہونے پر قطبہ بن عمرو نے نعرہ مارتے ہوئے کہا۔

" ابوقیس کا فیصلہ بہترین فیصلہ ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ اس کے بعد خبیب اور سوید نے بھی اس کی تائید کی۔ تب سماک نے اپنی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی نقدی کی تھیلی کھولی اور ابوقیس کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔

" اے عم ابوقیس! نقدی کی یہ تھیلی تھوڑی دیر قبل مجھے ابی حقیق نے دی تھی۔ اس میں سے آدھی رقم تم لے لو اور اپنے کام میں لاؤ اور آدھی میں رکھ لیتا ہوں۔ جمانہ اور کبشہ کے باعث تمہارے اخراجات بڑھ جائیں گے اور یہ رقم تمہارے کام آئے گی۔"

اس پر ابوقیس نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔ یہ رقم تم اپنے پاس رکھو۔ میں ساری عمر کماتا رہا ہوں اور جمع کرتا رہا ہوں۔ اس لیے کہ میری آمدنی سے میرے اخراجات ہمیشہ کم رہے ہیں۔ لہٰذا میں بہت کچھ پس انداز کرنے میں کامیاب رہا ہوں اور اس میں میری اور میرے علاوہ میری بیٹی اور نواسی کی بہترین گزربسر ہو جائے گی اور اپنی جمع کی ہوئی رقم سے میں اپنی نواسی کی شادی بھی باعزت طور پر کر سکوں گا۔

اے سماک! ہم سب میں مالی لحاظ سے کمزور تم اور قطبہ ہو۔ قطبہ بھی اپنے گھر میں اکیلا ہے۔ اس کے ماں باپ بھی مر گئے ہیں۔ بہن بھائی میری طرح ہے کوئی نہیں۔ اس لیے یہ اپنے آپ کی گزربسر کسی نہ کسی طرح کر ہی لیتا ہے۔ اس کے باوجود میں عنقریب قطبہ کا ایک بندوبست کروں گا اور یہ پُرسکون زندگی بسر کرنے لگے گا۔

اور اے سماک! رہے تم، تو تمہارے اخراجات زیادہ ہیں۔ اس لیے کہ تمہارے

Marfat.com

ساتھ تمہاری ماں بھی ہے۔ اب میری بات غور سے سنو! ایسا کرو کہ یہ جو رقم تمہارے پاس ہے۔ اس میں سے کچھ اپنے پاس اپنے اخراجات کے لیے رکھ لو اور باقی ماندہ رقم سے کچھ بکریاں خرید لو۔ میں اپنی بکریوں کے ساتھ ان بکریوں کو بھی چرایا کروں گا اور شام کو وہ بکریاں تمہارے گھر پہنچ جایا کریں گی۔ ان بکریوں کے تمہیں تین بڑے فوائد ہوں گے۔ اولاً ان کا دودھ بکتا رہے گا اور تمہاری مستقل آمدنی کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔ ثانیاً ان بکریوں کی نسل بڑھنے سے تمہارے ریوڑ میں بھی اضافہ ہو گا اور تمہارے ریوڑ کے بڑھنے سے تمہاری مالی حالت بھی مضبوط اور مستحکم ہو گی اور تیسرا بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ ان بکریوں سے تمہارے گھر میں رونق رہے گی۔"

سماک نے تھیلی سے کچھ نقدی نکال کر اپنے پاس رکھ لی اور پھر تھیلی اس نے ابو قیس کو تھمائی اور کہا۔" اے عم! یہ رقم رکھو۔ اس رقم سے تم خود ہی میرے لیے جتنی بکریاں ہو سکیں خرید لینا۔"

ابو قیس نے وہ رقم لے لی اور پھر سب کو مخاطب کر کے اس نے کہا" تم سب لوگ اب کوہستان سلع کی طرف چلو میں اپنی بیٹی اور نواسی کو گھر چھوڑ کر آتا ہوں۔" سماک، سوید، قطبہ اور خبیب اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔ ابو قیس نے بھی جمانہ اور کبشہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا" آؤ میرے ساتھ" اور وہ دونوں ماں بیٹی خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لی تھیں۔

سہل وسہیل کے میدان کے قریب ہی ان دونوں کو لے کر ابو قیس اپنے گھر میں داخل ہوا اور جمانہ کو اس نے مخاطب کر کے کہا۔" اے میری بیٹی! یہ ہے میرا گھر۔ اس میں تو اپنی بیٹی کے ساتھ امن اور سکون سے ساتھ رہ۔ پھر وہ ان دونوں ماں بیٹی کو ساتھ لے کر ایک ایک کمرہ دکھانے لگا تھا۔ جمانہ نے دیکھا وہ کافی بڑا مکان تھا۔ صحن بھی کافی بڑا تھا جس میں بکریاں بندھی ہوئی تھیں۔ صحن کے ایک طرف طہارت خانہ اور دوسری طرف مطبخ تھا اور سامنے کی طرف تین

Marfat.com

بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے۔

سارا گھر دکھانے کے بعد ابو قیس نے بڑا سکون محسوس کرتے ہوئے کہا۔ ان تین کمروں میں سے ایک میرے پاس ہوگا۔ ایک میں تم دونوں ماں بیٹی رہنا اور تیسرے میں گھر کا سامان رکھ لینا۔ پھر ان دونوں کو ابو قیس درمیان والے کمرے میں گیا۔ اپنے لباس کے اندر سے چابی نکال کر اس نے لکڑی کے ایک بڑے صندوق کا قفل کھولا۔ اس میں سے نقدی کی ایک چرمی تھیلی نکالی اور وہ تھیلی صندوق کی چابی سمیت اس نے جمانہ کو تھماتے ہوئے کہا۔

" اے میری بیٹی! یہ میری جمع شدہ پونجی ہے۔ اب یہ تیرے پاس رہے گی۔" جمانہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔" اسے اپنے پاس ہی رکھیں۔ جب مجھے ضرورت ہوگی میں آپ سے مانگ لیا کروں گی۔"

ابو قیس نے بڑی شفقت میں کہا۔" نہیں نہیں بیٹی! اب تُو اس گھر کی بیٹی اور مالک ہے۔ اب اس گھر کی ہر چیز تیری ہی تحویل اور تیرے ہی قبضے میں رہے گی۔ اب تم دونوں ماں بیٹی آرام کرو۔ کھانا ابھی کھانا ہو تو مطبخ میں ہر چیز ہے اور اے جمانہ! اب کے بعد تو مجھے بابا اور کبشہ مجھے نانا کہہ کر پکارے گی۔ آہ کتنا لطف کتنا سرور و سکون ہے ان رشتوں میں۔ میں اب اپنا ریوڑ لے کر جاتا ہوں سماک اور اس کے ساتھی کوہستان سلع پر بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔" اس کے ساتھ ہی ابو قیس نے صحن میں بندھی ہوئی بکریاں کھولیں اور انہیں اپنے آگے آگے ہانکتا ہوا وہ اپنے گھر سے نکل کر جبل سلع کی طرف چل دیا تھا۔

Marfat.com

ابو قیس اپنے ریوڑ کو ہانکتا ہُوا جب جبل سلع کے پاس آیا تو اس نے دیکھا کوہستان کی چوٹی پر سماک، سوید، خبیب اور قطبہ اس کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ان کے گھوڑے وہاں جبل سلع کے دامن میں چر رہے تھے۔ ابو قیس نے بھی اپنے ریوڑ کو چرنے کے لیے وہاں چھوڑا اور خود جبل سلع پر چڑھنے لگا۔ جب وہ ان کے درمیان جا کر بیٹھ گیا۔ تب سماک نے سوید بن صامت کو مخاطب کر کے کہا "اے ابن صامت! اب تم حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے متعلق ہمیں تفصیل کے ساتھ سناؤ۔"

اس پر سوید بن صامت نے کہنا شروع کیا "سنو میرے رفیقو! آپ کا نام محمدؐ بن عبداللہ اور آپؐ کے دادا کا نام عبدالمطلب ہے۔"

اس پر قطبہ نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ "ان کا نام عبدالمطلب کیوں ہے کیا یہ مطلب نام کے کسی شخص کے غلام تھے؟"

اس پر سوید بن صامت نے کہا "نہیں ایسی بات نہیں، وہ کسی کے غلام نہ تھے بلکہ ان کا اصل نام شیبہ تھا پر وہ عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ شیبہ سے عبدالمطلب کیسے بن گئے۔ یہ تفصیل تم لوگوں سے میں بعد میں کہوں گا۔ پہلے میں تم لوگوں کو حضورؐ کی زندگی کے حالات اختصار کے ساتھ سناؤں گا۔ ہاں

Marfat.com

تو مَیں کہہ رہا تھا کہ آپ کا نام نامی محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے اور آپؐ کے نانا وہب بنی زہرہ[1] کے سردار تھے۔ آپؐ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے اور پیدائش سے قبل ہی آپؐ کے والد عبداللہ وفات پا گئے تھے۔ آپؐ کی ولادت کے بعد آپؐ کے دادا آپؐ کو اٹھا کر کعبۃ اللہ میں لے گئے اور وہاں اس عطا پر انہوں نے خداوند کا شکریہ ادا کیا۔

آپؐ کی پیدائش کے بعد ثوبیہ[2] نام کی ایک عورت نے آپؐ کو دودھ پلانا شروع کیا اور یہ ثوبیہؓ ابو لہب[3] کی لونڈی تھی۔ مکہ میں قدیم روایات کے مطابق ہر سال قبیلہ بنی سعد بن بکر کی عورتیں بچوں کو دودھ پلانے کی غرض سے آیا کرتی تھیں۔ حضورؐ کی پیدائش کے بعد بھی اس قبیلہ کی دس عورتیں مکہ میں داخل ہوئیں تاکہ دودھ پلانے کے لیے مکہ سے لوگوں کے بچے حاصل کریں اور ان دس عورتوں میں ایک عورت عورت حلیمہؓ بن عبداللہ بھی تھی اور اس کا شوہر حارث بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں میاں بیوی کے پاس ایک کمزور اور لاغر سی اونٹنی تھی جس پر بیٹھ کر ان

---

[1] ماخوذ از سیرت ابن ہشام۔

[2] اسی ثوبیہ نے حضورؐ کے چچا حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ لہٰذا حمزہؓ اور ثوبیہ کا بیٹا مسروح دونوں حضورؐ کے رضاعی بھائی تھے۔ حضورؐ مکہ میں بھی ثوبیہ کا خیال رکھا کرتے تھے اور مدینہ جا کر اس کے لیے کپڑے اور دوسری اشیاء روانہ کرتے رہتے تھے۔ حضورؐ کے علاوہ حضرت خدیجہؓ نے ابولہب سے کہا کہ وہ ثوبیہ کو آزاد کر دے لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ جب حضورؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تب ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد ایک شخص نے ابولہب کو بدترین حالت میں خواب میں دیکھا تو پوچھا "تجھ پر کیا گزری"۔ اس پر ابولہب نے کہا "مجھے کوئی آسائش نہ ملی۔ تاہم ثوبیہ کو آزاد کرنے کے باعث کچھ سیرابی ضرور ہوئی۔

[3] ابولہب حضورؐ کا چچا اور عبدالمطلب کے دس فرزندوں میں سے ایک تھا۔

Marfat.com

دونوں میاں بیوی نے مکہ کا سفر کیا تھا اور ان دونوں کے ساتھ اُن کا شیر خوار بچہ بھی تھا جس کا نام عبداللہ تھا۔

اے میرے رفیقو! وہ جو دوسری نو عورتیں تھیں۔ ان کے پاس گھوڑوں اور اونٹوں کی صورت میں اچھی سواریاں تھیں۔ لہٰذا وہ سب با اثر اور صاحب ثروت خاندان کے بچے لے کر جلدی جلدی واپس لوٹ گئیں۔ اونٹنی کی صورت میں کمزور سواری ہونے کے باعث حلیمہؓ اور ان کے شوہر حارث دیر سے مکہ پہنچے اور حضورؐ کو ان کے سامنے رضاعت کے لیے پیش کیا گیا۔ تو حلیمہؓ نے کہا۔ "یہ تو یتیم، بے مال و منال بچہ ہے۔ اس کی ماں اس کی رضاعت کے لیے کیا کرلے گی"۔ لہٰذا اس نے حضورؐ کو لینا قبول نہ کیا اور مکہ شہر کے دوسرے حصّوں کی طرف چلی گئی۔ تاکہ کسی رئیس کا بچّہ مل جائے لیکن حلیمہؓ ناکام رہی اور کوئی بچّہ اُسے نہ ملا۔

بچہ حاصل کرنے میں ناکامی پر حلیمہؓ بڑی نادم سی ہوئی اور اس نے اپنے شوہر کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے عبداللہ کے باپ! تیری کیا رائے، میری ساتھ والیاں تو بچے لے کر مکہ سے کوچ بھی کر گئیں اور اب مکہ میں دودھ پلانے کے لیے بجز اس یتیمؐ بچے کے کوئی نہیں ہے۔ اب اگر ہم اسی بچّے کو لے لیں تو کیا حرج ہے۔ کیونکہ مجھے یہ بُرا لگتا ہے کہ باقی عورتیں تو اس شہر سے بچّے لے کر جائیں اور مَیں خالی ہاتھ لوٹوں"۔

اس پر حلیمہؓ کے شوہر حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اسی یتیم بچّے کو لے لے۔ شاید خداوند اسی میں ہماری بہتری کر دے"۔ اس پر حلیمہؓ اور حارث دونوں حضورؐ کی والدہ آمنہؓ بنتِ وہب کے پاس آئے اور حلیمہؓ نے حضورؐ کو لے جانے پر رضا مندی کا اظہار کیا۔ اس پر حضورؐ کی ماں آمنہ بنتِ وہب نے حلیمہؓ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے مہربان و شریف دائی! اس بچّے کا خیال رکھنا۔ اس کی جانب سے خبردار رہنا۔ کیوں کہ عنقریب اس بچّے کی خاص شان ہو گی۔ کیوں کہ اس بچّے کی

Marfat.com

ولادت پر مجھے خواب میں متواتر تین شب تک یہ تاکید کی گئی تھی کہ اس بچے کو اولاً بنی سعد بن بکر میں پھر آلِ ابو ذویب میں دودھ پلوانا۔[1]

اس کے علاوہ حضورؐ کی والدہ ماجدہ نے اور بہت سی باتیں بھی حلیمہؓ کو بتائیں جن کا وہ اس وقت مشاہدہ کر چکی تھیں جب آپؐ شکمِ مادر میں تھے۔

اس پر حلیمہؓ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "تب تو میں ان شرائط پر پوری اُترتی ہوں۔ اس لیے کہ میں قبیلہ بنی سعد بن بکر سے ہوں۔ جب کہ میرا شوہر جس کا نام حارث ہے۔ اس کی کنیت ابو ذویب ہے"۔

پس آمنہؓ بنتِ وہب نے اپنے بچے کو اس دایہ حلیمہؓ کے سپرد کر دیا وہ اور اس کا شوہر حارث اپنے بچے عبداللہ اور حضورؐ کو لے کر اس جگہ آئے جہاں ان کی اونٹنی کھڑی تھی۔[2]

سوید بن صامت یہاں تک کہنے کے بعد رکا۔ پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے وہ دوبارہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے میرے رفیقو! اور دیکھو! ایسا ہوا کہ جب اس حلیمہؓ نے حضورؐ کو گود میں لیا تو حلیمہؓ نے اپنے اندر ایک انقلاب محسوس کیا۔ کیوں کہ اس سے پہلے اس کی چھاتیوں میں دُودھ نہ تھا اور اس کا اپنا بچہ عبداللہ بھوک کے مارے سوتا نہ تھا اور روتا رہتا تھا۔ پس حضورؐ کو گود میں لیتے ہی حلیمہؓ ایسی سیراب ہوئی کہ اس کا دودھ حضورؐ نے بھی آسودہ ہو کر پیا اور اس کے اپنے بیٹے عبداللہ نے بھی پیٹ بھر کر پیا۔ پھر وہ چاروں اس لاغر اونٹنی پر سوار ہوئے اس حالت میں کہ آگے حارث بیٹھا اور اس کے پیچھے حلیمہؓ دونوں بچوں کو تھام کر بیٹھ گئی تھی۔ اور ایسا ہوا میرے ساتھیو! کہ حضورؐ کی برکت سے وہ لاغر اونٹنی ایسی توانا اور

---

[1] بحوالہ طبقات ابن سعد۔ جلد اوّل

[2] ماخوذ از سیرت ابنِ ہشام۔ جلد اوّل صفحہ ۱۸۴

Marfat.com

تیز ہوگئی کہ حلیمہؓ نے راستے میں ان عورتوں کو جا لیا[1] جو اُن سے بہت پہلے مکہ سے روانہ ہوئی تھیں۔

اس پر ان عورتوں میں سے ایک نے حلیمہ سے پوچھا، "تم بعد میں روانہ ہو کر ہم سے کیسے آن ملی ہو۔ کیا تم نے اپنی سواری بدل لی ہے ؟"

حلیمہؓ چونکہ حضورؐ کے باعث رونما ہونے والی برکات کو جان چکی تھی۔ لہذا اس نے فخر و انبساط میں کہا۔ "سواری نہیں سوار بدلی ہو گئے ہیں"۔ بہرحال حلیمہؓ حضورؐ کو اپنے گھر لے گئی اور آپؐ کی پرورش کرنے لگی۔

اور اے میرے ساتھیو! چند ہی روز بعد ایسا ہوا کہ ایک روز حلیمہؓ اپنے گھر سے باہر حضورؐ کو اپنی گود میں لیے کھڑی تھی کہ[2] دو یہودی عالم اور کاہن وہاں سے گزرے۔ وہ دونوں حلیمہؓ کے جاننے والے تھے۔ جب وہ حلیمہ کے پاس رُکے، تو حلیمہؓ نے ان سے کہا۔ "یہ میرا بیٹا ہے ذرا اس کے آئندہ احوال سے متعلق کچھ بتاؤ اور جو مشاہدات حضورؐ کی والدہ ماجدہ نے حضورؐ کی پیدائش سے متعلق کہے تھے۔ وہ ان سے بیان کیے۔

اس پر ان دو یہودی عالموں میں سے ایک نے چلا کر کہا۔ اِقْتُلُوْهُ (اس بچے کو قتل کر ڈالو) اس پر دوسرے یہودی عالم اور کاہن نے اپنے ساتھی کو روکتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو"۔ پھر اس نے حلیمہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "اَيَتِيْمٌ هُوَ (کیا یہ بچہ یتیم ہے)

حلیمہؓ چونکہ سارے معاملے کو سمجھ گئی تھی۔ لہذا اس نے جھٹ کہا۔ "نہیں، یہ بچہ یتیم نہیں ہے۔ ساتھ ہی اس نے اپنے قریب کھڑے اپنے شوہر حارث کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "وہ اس کے باپ ہیں اور میں اس کی ماں ہوں"۔ حلیمہؓ نے ایک

---

[1] حلیمہؓ نے وادی السرر میں اپنی ساتھی عورتوں کو جا لیا تھا۔

[2] اس واقعہ کو علامہ ابن سعد نے بڑی تفصیل کے ساتھ رقم کیا ہے۔

Marfat.com

طرح سے غلط بیانی کر کے حضورؐ کو ان یہودی عالموں اور کاہنوں سے بچا لیا تھا۔
حلیمہؓ کا یہ جواب سن کر وہ دونوں یہودی عالم مطمئن اور پرسکون ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے جاتے جاتے حلیمہؓ کو مخاطب کر کے کہا "لَوْ كَانَ يَتِيمًا لَقَتَلْنَاهُ" (اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم ضرور اسے قتل کر دیتے) اس لیے کہ ایسے بچّے کے باعث دُنیا کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب برپا ہونے والا ہے" سوید بن صامت رکا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ وہ سب خاموش اور ہمہ تن گوش تھے۔ لہٰذا سوید پھر بولا۔

اور اے میرے ساتھیو! ایسا ہی ایک اور واقعہ بھی حلیمہؓ کو پیش آیا اور وہ یوں ہے کہ حلیمہؓ حضورؐ کی پرورش کرتی رہی۔ یہاں تک کہ عکاظ کے میلے کے دن آگئے۔ حلیمہؓ بھی میلے میں گئی اور حضورؐ کو بھی اپنے ساتھ لیتی گئی۔ اس میلے میں ایک عراف اور کاہن بیٹھا کرتا تھا جس کا تعلق قبیلہ ہذیل سے تھا۔ میلے میں جانے والے لوگ اپنے بچّوں کو اس کاہن کے پاس لے جاتے اور اپنے بچّوں کے مستقبل کے احوال اس سے پوچھتے۔ حلیمہؓ بھی حضورؐ کو اس کاہن کے پاس لے گئی تاکہ وہ حضورؐ کے احوال اسے بتائے۔ اے میرے دوستو! پھر جانتے ہو کیا ہُوا۔ وہ عراف وہ کاہن حضورؐ کو دیکھتے ہی زور زور سے چِلّا اٹھا

يَا مَعْشَرَ هُذَيْل ! يَا مَعْشَرَ الْعَرَب ! (اے قبیلہ ہذیل کے لوگو! دوڑو۔ اے عرب کے لوگو دوڑو!)

جب وہ عراف[1] اور کاہن زور زور سے چلّانے لگا تو حلیمہؓ کو شک گزرا۔ لہٰذا وہ حضورؐ کو اٹھا کر وہاں سے بھاگ گئی۔ جب اس عراف کے پکارنے پر بہت

---

[1] زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی مشکل سے مشکل پیچیدگیوں میں عراف ہی سے رجوع کیا کرتے تھے اور عراف کے فیصلے کو اشارۂ غیبی تصوّر کیا جاتا تھا۔ اس فن کو علم و فلسفہ، قضا و طب اور دین و مذہب سب سے تعلق تھا اور عراف ان سب سے متعلق پیش گوئی کر سکتا تھا۔

Marfat.com

سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تو اس نے پھر چلّانا شروع کر دیا" اُقْتُلُوْا ھٰذَا الصَّبِیَّ (اس بچّے کو قتل کر دو) لیکن حلیمہؓ چونکہ پہلے ہی وہاں سے بھاگ چکی تھی۔ لہذا وہاں جمع ہو جانے والے لوگوں نے حیرت و تعجب اور پریشانی و فکرمندی میں اس عراف سے پوچھا۔" تم کس بچّے کے قتل کے لیے کہتے ہو اور کس بنا پر تم اس بچّے کو قتل کرنا چاہتے ہو؟"

اس پر اس عراف نے فکر و اندیشوں سے بھرپور آواز میں کہا۔" اے لوگو! میں نے ایک لڑکا دیکھا ہے اس کے معبودوں کی قسم وہ تمہارے دین والوں کو قتل کر ڈالے گا۔ تمہارے بتوں اور دیوتاؤں کو توڑ پھوڑ دے گا اور یہ کہ اس کا حکم تم سب پر غالب رہے گا۔"[1]

اس پر لوگ بڑے فکرمند ہوئے۔ لہذا وہ حضورؐ کو تلاش کرنے لگے اور اس عراف سے کہا کہ تو بھی اٹھ کیوں کہ تو اس بچّے کو پہچانتا ہے۔ لہذا اسے تلاش کرنے میں ہماری مدد کر۔ پر خدا کو ایسا منظور نہ تھا۔ وہ عراف دیوانہ ہو گیا۔ اس کی عقل جاتی رہی اور وہ کسی کو پہچان نہ سکتا تھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہتا رہتا تھا۔

یَاھُذَیْلُ وَالِھَتَہٗ اِنَّ ھٰذَا لَیَنْتَظِرُ اَمْرًا مِّنَ اللہِ (اے قبیلہ ہذیل! اور اس کے دیوتاؤ! سنو! یہ بچّہ آسمان سے کسی حکم کا منتظر ہے)

حلیمہؓ نے کچھ عرصہ حضورؐ کو اپنے پاس رکھا۔ پھر ان خالات کے تحت وہ حضورؐ کو واپس اُن کی والدہ ماجدہ کے پاس لائیں۔ اس پر حضورؐ کی والدہ ماجدہ نے حلیمہؓ کو مخاطب کر کے کہا۔" تم بچّے کو ابھی کیوں لے آئی ہو جب کہ تم تو اسے رکھنے کی بڑی آرزومند تھی۔

اس پر حلیمہؓ نے کہا۔" ایک تو بچّہ سن تمیز کو پہنچ گیا ہے اور مجھ پہ جو فرائض تھے وہ میں نے پورے کر دیئے ہیں۔ مجھے اس بچّے پر کچھ حوادث کا خوف ہوا۔ لہذا میں

---

[1] ماخوذ از طبقات ابن سعد جلد اوّل

Marfat.com

اسے آپ کے پاس لے آئی ہوں"۔

حضورؐ کی والدہ نے کہا۔" مجھے کھل کر بتاؤ تمہارا اشارہ کن حادثات کی طرف ہے"؛

اس پر حلیمہؓ نے بنی ہذیل کے عراف کے علاوہ یہودی علماء کا واقعہ بھی سُنا ڈالا اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں بچّے کو لے کر آرہی تھی تو راستے میں حبشہ[1] کے چند نصرانی میرے پاس سے گزرے۔ انہوں نے بچّے کو غور سے دیکھا۔ خوب جانچا اور مجھ سے کچھ سوالات کیے۔ لہٰذا ان میں سے ایک نے دوسروں سے کہا آؤ اس بچّے کو اپنے وطن، اپنے بادشاہ کے پاس لے چلیں۔ کیوں کہ یہ ایسا لڑکا ہے۔ جس کی بڑی شان ہوگی۔ ہم اس کے حالات خوب جانتے ہیں"۔

بہرحال میں بڑی مشکل سے بچّے کو ان لوگوں سے بچاکر آپ کے پاس لے آئی ہوں،

اس پر حضورؐ کی والدہ نے پوچھا۔" کیا تجھے میرے اس بچّے پر شیطان کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ جو تُو خوفزدہ ہو کر اسے میرے پاس لے آئی ہے"۔

حلیمہؓ نے کہا۔" آپ نے میرے دِل کی بات کہہ دی۔ مجھے بچّے کی طرف سے ایسا ہی خوف ہے"۔

اس پر حضورؐ کی والدہ نے بڑے عزم اور استقلال کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔" ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس پر شیطان کا کچھ بس نہ چلے گا۔ اس لیے کہ میرے بچّے کی عجیب شان ہے"۔

بہرحال حلیمہؓ آپؐ کو چھوڑ گئیں اور آپؐ کی تربیت آپؐ کی والدہ ماجدہ نے شروع کی۔ جب آپؐ چھ برس کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ آپؐ کو یثرب لے کر آئیں۔ کیوں کہ آپؐ کی والدہ کا تعلق بنی عدی بن النجار سے تھا۔ اور یثرب آنے کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو حضورؐ کو ان کے ماموؤں سے ملایا جائے۔ دوسرے حضورؐ کی والدہ اپنے شوہر عبداللہ کی قبر پر حاضری بھی دینا چاہتی تھیں۔

---

[1] علامہ ابن ہشام نے سیرت النبیؐ میں ان واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

یثرب میں چند دن رہنے کے بعد حضورؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مکہ روانہ ہوئیں۔ پر راستے میں مکہ اور یثرب کے درمیان مقام ابواء میں آمنہ بنتِ وہب انتقال کر گئیں۔ یوں والدہ کی وفات کے بعد آپؐ کے دادا عبدالمطلب[1] نے آپؐ کی پرورش شروع کر دی تھی۔

عبدالمطلب اپنے اس پوتے سے اس قدر پیار اور محبت کرتے تھے، کہ عبدالمطلب کا قاعدہ تھا کہ وہ کعبۃ اللہ کے سایہ میں فرش بچھایا کرتے تھے اور اس فرش پر وہ بیٹھا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے اس فرش کے اطراف میں بیٹھتے اور اپنے والد کی عظمت کی بنا پر کوئی اس فرش پر نہ بیٹھتا۔ حضورؐ اس وقت تک سنِ شعور کو پہنچ چکے تھے۔ آپؐ جب وہاں تشریف لاتے تو اپنے دادا کے اس فرش پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ آپؐ کے چچا جب آپؐ کو پکڑتے کہ آپؐ کو وہاں سے ہٹا دیں۔ تو عبدالمطلب کہتے۔ میرے اس بچے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم اس کی تو بڑی شان ہے۔ عبدالمطلب اپنے ساتھ حضورؐ کو فرش پہ بٹھا لیتے اور آپؐ کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرتے رہتے تھے۔ بہر حال جب آپؐ آٹھ برس کے ہوئے تو آپؐ کے دادا عبدالمطلب بھی انتقال کر گئے اور آپؐ کی پرورش آپؐ کے چچا ابوطالب نے شروع کر دی تھی۔

حضورؐ کو ابوطالب کے پاس رہتے ہوئے ایسا ہوا کہ ایک بار ابوطالب نے ایک

---

[1] عبدالمطلب کے دس بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں اور ان کی یہ اولاد کئی بیویوں میں سے تھی۔ ان کی ایک بیوی نتیلہ سے عباس اور ضرار تھے۔ ہالہ نام کی بیوی سے حمزہؓ، مقوم، حجل اور صفیہ تھے۔ سمراء سے حارث تھے۔ لبنیٰ سے ابولہب تھا۔ ایک بیوی سے عبداللہ، ابوطالب اور زبیر تھے۔ باقی ساری اولاد فاطمہ بنت عمرو سے تھی۔
عبدالمطلب کے بیٹوں کے نام عباس۔ حمزہ۔ عبداللہ۔ ابوطالب۔ زبیر۔ الحارث حجل۔ المقوم۔ ضرار اور ابولہب تھے۔ بیٹیوں کے نام صفیہ۔ (باقی صفحہ ۴۹ پر)

Marfat.com

تاجر کی حیثیت سے ایک تجارتی کارواں کے ساتھ ارضِ شام کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ جب سفر کے لیے تیار ہوئے اور رختِ سفر باندھا تو حضورؐ نے بھی ان کے ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس پر ابوطالب کا دِل بھر آیا اور آپؐ کو انہوں نے ساتھ لے لیا۔ پس یہ تجارتی کارواں روانہ ہوا۔ جب یہ تجارتی کارواں ارضِ شام کے شہر بُصریٰ سے باہر ایک کلیسا کے پاس اُترا۔ اور ایسا تھا کہ اس کلیسا میں بحیرا نام کا ایک راہب رہتا تھا اور اس راہب کے پاس ایک قدیم کتاب تھی۔ جو اسے ورثہ میں ملی تھی اور نسل در نسل چلی آ رہی تھی اور اس راہب کے پاس اس کتاب کا علم بھی تھا اور اس کتاب کے اندر حضورؐ سے متعلق نشانیاں اور آپؐ کے آنے کی پیش گوئیاں بھی تھیں۔ پس اس کتاب کی بنا پر وہ راہب جان گیا کہ حضورؐ ہی آنے والے آخری رسولؐ ہیں۔

لہٰذا اس راہب نے کلیسا کے اندر اس تجارتی کاروان والوں کے لیے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ قافلہ والوں کے پاس آیا اور قافلے کو مخاطب کر کے اس نے کہا: "اے گروہِ قریش! مَیں نے تم لوگوں کے لیے کھانا تیار کر لیا ہے۔ لہٰذا تم سب خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔ غلام ہو یا آزاد سب اُٹھ کر کلیسا میں میری اس ضیافت میں شامل ہو۔"

اس پر تجارتی کارواں کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس راہب کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے بحیرا! اس سے قبل بارہا ہم تمہارے پاس سے گزرے پر تُو نے کبھی ہماری ضیافت نہ کی اور نہ ہی کبھی ایسا برتاؤ ہمارے ساتھ کیا۔ آج کون سی غیر معمولی بات ہو گئی ہے جو تم سارے ہی تجارتی کاروان کی ضیافت کرنے پہ تُل گئے ہو۔"

اس پر بحیرا نے اس شخص کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے جوان! تُو نے سچ کہا۔ جو کچھ تُو کہہ رہا ہے حالت تو ویسی ہی ہے لیکن تم لوگ مہمان ہو۔ میری خواہش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸) اُمّ حلیم۔ البیضہ۔ عاتکہ۔ امیمہ۔ اروای اور برّہ تھے۔

Marfat.com

ہے کہ تمہاری عزت کروں اور تمہارے لیے کھانے کا بندوبست کروں کہ تم سب میرے سامنے بیٹھ کر کھاؤ۔"

راہب بحیرا کی اس پیش کش پر سب لوگ کھانا کھانے کے لیے اُٹھ کر کلیسا کی طرف گئے اور حضورؐ کو کم عمری کے باعث انہوں نے کجاووں کے پاس ایک درخت کے نیچے ہی بٹھا دیا تھا۔ اس پر بحیرا نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا "کیا تم لوگوں میں میرے ہاں کھانے سے کوئی رہ تو نہیں گیا۔"

اس پر قریش کے ایک جوان نے کہا۔ "اے راہب! صرف ایک لڑکا اس ضیافت میں شریک ہونے سے رہ گیا ہے۔ وہ لڑکا عمر میں چھوٹا ہے۔ لہذا ہمارے کجاووں کے پاس ہی بیٹھا ہوا ہے۔" اس

اس پر بحیرا نے کہا "اے میرے عزیزو! اسے بھی بلاؤ تاکہ وہ بھی تم سب کے ساتھ اس کھانے میں شریک ہو۔" پس ایک شخص جا کر حضورؐ کو لے آیا اور وہ بھی کھانے میں شریک ہو گئے۔ جب سب لوگ کھانا کھا کر اٹھ گئے۔ تب وہ راہب حضورؐ کے پاس آیا اور کہا۔ "اے لڑکے! مَیں تجھے لات و عزیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جو کچھ مَیں پوچھوں بتاتے جانا۔" اس پر حضورؐ نے راہب بحیرا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"لات و عزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھو۔ خدا کی قسم! مجھے جتنا بغض ان دونوں سے ہے اور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا۔"

پھر وہ راہب بولا۔ "اللہ کی قسم! آپ مجھے وہ بتائیے جو میں پوچھتا ہوں۔" اس پر آپؐ نے فرمایا۔ "جو تمہیں مناسب معلوم وہ تم مجھ سے دریافت کرو۔" اس پر وہ راہب آپؐ سے حالتِ خواب اور دیگر معاملات سے متعلق پوچھتا رہا اور آپؐ بھی اسے اپنے حالات کی نسبت بتاتے رہے۔

یہاں تک کہ وہ ساری باتیں اس کتاب کے عین مطابق ہو گئیں جو اس راہب بحیرا کے پاس تھی۔ پھر اس راہب نے آپؐ کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت دیکھی اس

Marfat.com

کے بعد وہ ابوطالب[1] کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا "یہ لڑکا جس کا نام محمد بن عبداللہ ہے اس کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے؟"

ابوطالب کہنے لگے "یہ لڑکا میرا بیٹا ہے۔"

اس پر راہب بحیرا نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے اس لڑکے کے باپ کو زندہ نہیں ہونا چاہئیے۔"

ابوطالب نے کہا "یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔"

راہب نے پھر پوچھا "اور تمہارے بھائی کو کیا ہوا؟"

ابوطالب بولے "اس کا انتقال ہو چکا ہے۔"

بحیرا نے خوش ہو کر کہا "تم نے بالکل سچ کہا ہے۔ تم اپنے اس بھتیجے کو لے کر اپنے شہر کو واپس چلے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرتے رہو۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے دیکھ لیا اور بچے سے متعلق جو کچھ میں نے جانا ہے۔ انہوں نے بھی جان لیا تو ضرور اس بچے کو ضرر پہنچانا چاہیں گے۔ کیوں کہ تمہارے اس بھتیجے کی بڑی شان ہونے والی ہے۔"

یوں ابوطالب آپؐ کو لے کر مکہ کی طرف لوٹ گئے۔ ابوطالب کے پاس ہی رہ کر حضورؐ جوان ہو گئے اور تجارت کرنے لگے۔ اور اس تجارت میں میسرہ نام کا ایک شخص جو ایک خاتون خدیجہؓ بنت خویلد کا غلام تھا اور خدیجہؓ نام کی اس خاتون نے اپنے تجارتی امور بھی حضورؐ کے سپرد کر دیے تھے۔

خدیجہؓ[2] بنت خویلد کا غلام میسرہ چونکہ تجارت میں حضورؐ کے ساتھ ہوا کرتا لہذا وہ اکثر خدیجہؓ سے حضورؐ کی اعلیٰ امانت داری اور شرافتِ اخلاق کی تعریف کیا

---

[1] آپؐ کے چچا ابوطالب کا اصل نام عبد مناف تھا۔

[2] حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے موقع پر آپ نے مہر میں بیس جوان اونٹنیاں دیں۔ یہ پہلی خاتون تھیں جن سے آپؐ نے عقد کیا۔ ان کی زندگی میں آپؐ نے (باقی صفحہ ۵۲ پر)

Marfat.com

کرتا تھا۔ اس پر خدیجہؓ آپؐ کے اخلاق و کردار سے ایسی متاثر ہوئی اور آپؐ سے نکاح کی درخواست کی جس کے نتیجے میں حضورؐ کا نکاح خدیجہؓ بنت خویلد سے ہو گیا تھا۔ حضورؐ کی طرف سے ان کے چچا حمزہؓ نے اس نکاح[1] میں شرکت کی۔ اس طرح حضورؐ ایک پُرسکون زندگی بسر کرنے لگے تھے۔"

یہاں تک حالات بیان کرتے کے بعد سوید بن صامت رکا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے میرے رفیقو! وقت کافی گزر گیا ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ حضورؐ کے مزید حالات میں آپ لوگوں کو کسی اگلی نشست میں سناؤں گا۔ اب اٹھو اور اپنے اپنے گھر کو چلیں۔ دوپہر ہو گئی ہے۔ پہلے سب اپنے اپنے گھر جاؤ اور کھانا کھا کر کاہنہ سجاح کی حویلی میں آجانا۔ میں بھی کھانا کھانے کے بعد زعب بن مالک، ابن عبد ود، رکانہ اور حبشی صواب کو لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ پھر سب مل کر زعب کے ساتھ کاہنہ سجاح[2] کے مشورے کے مطابق زعب بن مالک سے اونٹوں کا فیصلہ کر لیں گے۔

سوید بن صامت کے خاموش ہونے پر سماک نے کہا۔ "اے سوید! زعب بن مالک کو تمہارے سو اونٹوں کی قیمت ادا کرنا ہو گی۔ اب تم اکیلے نہیں ہو کہ وہ ماضی کی طرح تمہیں نظرانداز کرتا چلا جائے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہم ایک نئے رشتے میں پرو دیئے گئے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اب ہماری نگاہوں میں قبیلے اوس و خزرج

(بقیہ صفحہ ۵۱) کوئی دوسرا عقد نہ کیا۔ حضورؐ کے فرزند ابراہیمؓ کے علاوہ باقی ساری اولاد طاہرؓ۔ طیبؓ۔ قاسمؓ زینبؓ۔ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ اور فاطمہؓ

[1] حضرت خدیجہؓ نے جب آپؐ کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد حمزہؓ بن عبد المطلب آپؐ کے ساتھ گئے۔

[2] ارضِ حجاز کے لوگ ہر مشکل اور فیصلہ طلب امور کے سلسلے میں اسی کاہنہ سجاح سے رجوع کیا کرتے تھے اور عرب کے زمانہ قبل از اسلام کے معاشرے میں اس کی بڑی عزت و تکریم تھی۔

Marfat.com

سے نسبت وہ نہیں رہی جو پہلے ہوا کرتی تھی - اب ہم مسلمان ہیں اور مسلم قوم سے ہی ہمارا تعلق ہے - ہم میں سے خبیب[1] بن لیساف نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا لیکن مجھے امید ہے کہ عنقریب خبیب بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہو جائے گا -

جب وہ سب وہاں سے جانے لگے لیے اُٹھ گئے - تب ابو قیس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا " اے سماک ! میں شام تک تمہارے لیے بکریاں خرید کر تمہارے گھر پہنچا دوں گا - پھر دیکھنا ان بکریوں کی وجہ سے تمہاری حالت کیسی سدھرتی ہے "

ابو قیس کی اس گفتگو کے جواب میں سماک بن خرشہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور وہ بڑی احسان مندی سے ابو قیس کی طرف دیکھے جا رہا تھا - پھر سماک قیطبہ سعید اور خبیب کوہستان سلع کی چوٹی سے اُتر کر نیچے آئے اور اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ شہر کی طرف جا رہے تھے -

○

سماک جب اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا ایک لڑکی صحن میں جھاڑو دے رہی تھی - اپنے قد کاٹھ ، اپنے چہرے ، اپنی جسامت اور اپنے حسن وخوبصورتی کے اعتبار سے وہ لڑکی بالکل سماک کی منگیتر خویلہ لگتی تھی - لیکن وہ خویلہ نہ تھی - اس لیے کہ خویلہ سے حیرت انگیز مشابہت رکھنے کے باوجود وہ لڑکی پہچانی جا سکتی تھی کیونکہ ایک تو وہ عمر میں خویلہ سے چند برس بڑی لگتی تھی - دوسرے یہ کہ اس کے چلنے کا انداز بھی کچھ خویلہ سے مختلف تھا -

سماک ابھی تک اس لڑکی سے متعلق جاننے اور اندازہ لگانے کے سلسلے میں الجھن ہی میں مبتلا تھا کہ سماک کو دیکھتے ہی وہ لڑکی چونک سی گئی تھی پھر وہ سماک کے قریب آئی اور ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس نے کہا - اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ ہی سماک ہیں جو میری

---

[1] علامہ ابنِ سعد اور دیگر روایات کے مطابق خبیب بن لیساف نے عین جنگِ بدر کے موقع پر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا -

Marfat.com

عزیز بن خویلد کے منگیتر بنے ہیں۔"

سماک نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔" تمہارا اندازہ یقیناً درست ہی ہے۔" اتنی دیر میں سماک کی ماں آمنہ بنت عمرو مطبخ سے نکلی اور سماک کی طرف دیکھتے ہوئے شفقت آمیز آواز میں اس نے کہا۔" آجاؤ بیٹے!"

سماک آگے بڑھا۔ وہ لڑکی پھر بڑی تیزی کے ساتھ صحن میں جھاڑو دینے لگی تھی۔ سماک جب مطبخ کے سامنے گیا تو اس نے دیکھا اس کی منگیتر اور حسین خویلہ مطبخ کے اندر کام میں مصروف تھی۔ سماک کی حالت دیکھتے ہوئے آمنہ بنت عمرو نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔" اے سماک! میرے بیٹے! تم پریشان ہو رہے ہو گے کہ یہ ایک دوسرے سے ملتی جلتی دو لڑکیاں کہاں سے آگئی ہیں؟"

اس پر سماک نے کہا۔" اے میری ماں! ایسی کوئی بات نہیں۔ ان دونوں میں بڑی آسانی سے تمیز کی جا سکتی ہے۔ اس وقت جو مطبخ کے اندر ہے وہ خویلہ ہے اور جو صحن میں جھاڑو دے رہی ہے اس کے متعلق میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔"

سماک کی یہ گفتگو سن کر مطبخ میں بیٹھی خویلہ منہ دوسری طرف کر کے ہلکے ہلکے مسکرا رہی تھی۔ سماک کی اس گفتگو کے جواب میں اس کی ماں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ صحن میں جھاڑو لگانے والی لڑکی جلدی جلدی اپنا کام ختم کر کے سماک کے قریب آئی اور بلا تکلف سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" میں خود آپ کو بتاتی ہوں، کہ میں کون ہوں۔"

سماک بھی اس لڑکی کی طرف غور سے دیکھنے لگا تھا۔ پھر وہ لڑکی بولی۔" میرا نام ربطہ ہے اور میں خویلہ کی ماموں زاد ہوں۔ آپ ہماری غیر معمولی مشابہت پر بھی تعجب نہ کریں۔ خویلہ اپنی شکل و شباہت اور جسمانی ساخت میں اپنی اُم خنسا پر گئی ہے اور اس کی اُم خنسا میری پھوپھی ہیں اور میں اپنی پھوپھی پر گئی ہوں۔ لہٰذا میری پھوپھی اور خویلہ کی ماں ہم دونوں کی اس غیر معمولی مشابہت کی ذمہ دار ہیں۔"

ربطہ کی اس گفتگو پر آمنہ اور سماک دونوں کھل کر ہنس دیئے تھے۔ اس نے

Marfat.com

بعد ریطہ نے سماک کی ماں آمنہ بنت عمرو کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے ماں! میرا اور خویلہ کا جو اصل مسئلہ ہے اس سے متعلق اب آپ خود سماک سے گفتگو کر لیں''۔ اس کے ساتھ ہی ریطہ کسی قدر شرماتی اور حیا آمیز نگاہوں سے سماک کی طرف دیکھتی ہوئی مطبخ میں خویلہ کے قریب جا کر بیٹھ گئی تھی۔ آمنہ بنت عمرو نے وہاں مطبخ کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ سوچا۔ پھر انتہائی نرمی اور شفقت و محبت سے بھرپور آواز میں اس نے سماک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''اے سماک! میرے بیٹے! کیا تو میری ایک بات مانے گا اور بات بھی ایسی نہ ہے جس میں میری خوشی، میری آرزو مندی ہے''۔

اس پر سماک نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اے میری ماں! آپ کیسی گفتگو کرتی ہیں۔ کیا میں نے اپنی زندگی میں کبھی آپ کی بات ردّ بھی کی ہے''۔

آمنہ پھر بولی۔ ''بیشک نہیں کی لیکن جو بات میں کہنا چاہتی ہوں وہ اپنی نوعیت میں انوکھی اور نئی ہے اور اس خدشے کا امکان ہے کہ تم انکار نہ کر دو''۔

اس پر سماک نے ایک استقلال اور عزم میں کہا۔ ''اے میری ماں! آپ کھل کر بات کریں۔ بخدا! میں آپ کی خوشی اور آپ کی آرزو مندی کی خاطر اپنی جان تک قربان کر سکتا ہوں''۔

آمنہ نے فوراً سماک کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے فرزند! اللہ نہ کرے ایسا کوئی موقع آئے''۔

سماک نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''اگر یہ بات ہے تو اے میری ماں! پھر کہو کیا معاملہ ہے اور تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟'' اس پر آمنہ سنبھلی، ایک غور سے اس نے مطبخ میں بیٹھیں خویلہ اور ریطہ کی طرف دیکھا پھر سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے سماک! میرے بیٹے! یہ ریطہ خویلہ کی ماموں زاد ہے۔ ریطہ کے ماں باپ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اس کا کوئی اور بھائی بہن بھی نہیں۔ لہٰذا اس ریطہ

Marfat.com

نے خویلہ کے ساتھ ہی پرورش پائی - یہ ربطہ خویلہ سے صرف دو سال بڑی ہے - ان دونوں میں بے پناہ محبت اور پیار ہے - اِسی بنا پر ان دونوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ یہ دونوں ساری زندگی اکٹھی رہیں گی اور اِن دونوں نے مل کر یہ بھی طے کیا تھا کہ یہ دونوں ایک ہی مرد سے شادی کریں گی - اب ابن عبدود کے مقابلے کے سلسلے میں خویلہ کے باپ ابی حقیق نے جلدی اور بے خبری میں خویلہ کی منگنی تو تمہارے ساتھ طے کر دی اور یوں ربطہ بچھڑ کر رہ گئی - اے میرے بیٹے! اب خویلہ کے باپ ابی حقیق، اس کی ماں خنسا اور خود خویلہ اور ربطہ کی بھی یہ مرضی اور خواہش ہے کہ تم خویلہ کے ساتھ ساتھ ربطہ سے بھی منگنی کر لو - اس طرح آنے والے دِنوں میں خویلہ اور ربطہ دونوں تمہاری دو بیویوں کی حیثیت سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گی - اے میرے بیٹے! بولو کیا تمہیں یہ منظور ہے - اس طرح یہ دونوں بہنیں بچھڑنے سے بھی بچ جائیں گی اور اس کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔"

اس پر سماک نے فوراً کہا۔ "اے میری ماں! یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ تو نہیں جس پر تم اس قدر پریشان اور فکر مندی کا اظہار کر رہی ہو - ارضِ حجاز میں بہت کم لوگ ہوں گے جن کی ایک سے زیادہ بیویاں نہ ہوں اور اگر میں ایسا کروں گا تو کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا - اے میری ماں! تم جانتی ہو کہ خویلہ اور ربطہ دونوں اپنے حسن اور اپنی خوب صورتی میں اپنی کوئی مثال اور اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتیں - اے میری ماں! اس لحاظ سے میں تو خوش قسمت ہوں کہ مجھے خویلہ اور ربطہ جیسی دو حسین ترین اور پُرکشش بیویاں مل رہی ہیں - اے میری ماں! میں خویلہ کے بعد ربطہ کے ساتھ بھی منگنی کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

اس پر خویلہ اور ربطہ دونوں اُٹھ کر باہر آئیں اور خویلہ نے پہلی بار سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے ہم دونوں کو قبول کر کے ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔"

ربطہ نے بھی خویلہ کے پیچھے کھڑے ہو کر اور کسی قدر شرماتے ہوئے کہا۔ "میں

Marfat.com

بھی آپ کی احسانمند ہوں کہ آپ نے مجھے خویلہ سے جدا ہونے سے بچا لیا ہے"۔

خویلہ اور ریطہ کی اس گفتگو کے جواب میں سماک کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مطبخ کے ساتھ والے کمرے سے خویلہ کا باپ ابی حقیق او۔ اس کی ماں خنسا مسکراتے ہوئے نمودار ہوئے پھر ابی حقیق نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" اے سماک! میرے بیٹے! قسم خداوند کی تو نے ہماری ساری ہی پریشانیاں دُور کر دی ہیں۔ میں اور میری بیوی خویلہ اور ریطہ کا یہ مسئلہ ہی طے کرنے یہاں آئے تھے۔ اس مطبخ کے ساتھ والے کمرے میں بیٹھ کر ہم دونوں میاں بیوی نے تمہاری ساری گفتگو سن لی ہے۔ اے سماک! تم نے خویلہ اور ریطہ دونوں کو قبول کر کے مجھے دائمی سکون مہیا کر دیا ہے۔ ان لڑکیوں کی خوبصورتی وحسن اور ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں کی بدنیتی کے باعث میں بے حد فکرمند اور پریشان رہنے لگا تھا۔ اب جب ان کو علم ہوگا کہ خویلہ اور ریطہ دونوں ہی سماک بن خرشہ جیسے بہادر اور شجاع جوان کی منسوبہ ہیں تو کوئی اُن کی طرف غلط اور میلی نگاہ سے دیکھنے کی جرات بھی نہ کرے گا۔

پھر ابی حقیق خویلہ اور ریطہ کے قریب آیا۔ اپنے لباس کے اندر سے اس نے دو سنہری انگوٹھیاں نکالیں۔ خویلہ اور ریطہ دونوں کو اس نے سونے کی وہ ایک ایک انگوٹھی تھمائی پھر خوشیاں برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ اب تم دونوں خود آگے بڑھو اور سماک کو اپنی منگنی کی یہ انگوٹھیاں پہناؤ"۔

خویلہ اور ریطہ کچھ شرمانے لگی تھیں۔ ابی حقیق نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا"۔ اب اس میں شرمانے کی کیا بات ہے میری بچیو! سماک اب تم دونوں کی زندگی بھر کا ساتھی اور تم دونوں کا ہونے والا شوہر ہے۔ آگے بڑھ کر یہ انگوٹھیاں اسے پہنا دو"۔

خویلہ اور ریطہ نے شرماتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر وہ ہچکچاتی اور شرماتی ہوئی آگے بڑھیں اور اپنے کانپتے لرزتے ہاتھوں سے خویلہ نے سماک کے دائیں ہاتھ میں اور ریطہ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی تھی اور دو بارہ دونوں پیچھے

Marfat.com

ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔

ابی حقیق پھر حرکت میں آیا۔ اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا۔ پھر اس نے سونے کی دو اور انگوٹھیاں نکالیں اور انہیں اس نے سماک کو تھماتے ہوئے کہا۔ اے سما
"اے سماک! میرے بیٹے! یہ دونوں انگوٹھیاں اپنے ہاتھ سے خولہ اور ربیطہ کو پہنا دو۔

سماک نے دونوں انگوٹھیاں لے لیں۔ پھر وہ آگے بڑھا۔ ایک انگوٹھی اس نے خولہ کو اور دوسری ربیطہ کو پہنا دی تھی۔ گھر کا ماحول اس وقت عجیب سی جمالیاتی کیفیتوں کے علاوہ محبتوں اور چاہتوں سے بھر گیا تھا۔ پھر ابی حقیق نے خوشیاں برساتی ہوئی آواز میں کہا۔ آؤ اب اس خوشی میں سب مل کر کھانا کھائیں۔ اس پر خولہ اور ربیطہ نے مطبخ کے ساتھ والے کمرے میں کھانا لگایا۔ پھر وہ سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

O

کھانے کے بعد ابی حقیق اُٹھ کھڑا ہوا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے سماک! اب تم مجھے اپنے بیٹے جیسے اور رشتوں میں سب سے زیادہ عزیز ہو گئے ہو۔ اس لیے کہ اب تم میری دلو بیٹیوں خولہ اور ربیطہ کے منگیتر ہو۔ میں اور خنسا اب گھر جائیں گے۔ اس لیے کہ ابن عبدود اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرا منتظر ہو گا۔ میں نے اُسے بہت ٹالنے کی کوشش کی لیکن وہ اس پر بضد ہے کہ سوید بن صامت کے ساتھ اونٹوں کا معاملہ طے کرنے کے لیے ان کے ساتھ کاہنہ سجاج کے پاس چلوں لہذا میں اب خنسا کے ساتھ جاتا ہوں۔ تاکہ ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دے سکوں۔ ہاں خولہ اور ربیطہ دونوں بہنیں اس وقت تک یہیں رہیں گی جب تک تمہاری ماں پسند کرے۔ میرے لونڈی غلاموں نے ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں کو کھانا کھلا دیا ہو گا۔ لہذا میں یہاں سے جاتے ہی ان کے ساتھ کاہنہ کی طرف جاؤں گا۔

Marfat.com

سماک بھی اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے عم! میں بھی صرف کھانا کھانے ہی گھر آیا ہوں۔ کیوں کہ مجھے بھی سوید بن صامت نے اس معاملے میں شامل ہونے کے لیے بلایا ہے۔ اے عم! آپ ابن عبدود کے ساتھ ضرور کاہنہ کے ہاں جائیں لیکن ان کی کوئی ذمہ داری قبول نہ کریں اور اگر ان کے ساتھ ایسا ایسا رویہ رکھنے پر انہوں نے آپ کے ساتھ سختی کرنے کی کوشش کی تو آپ مطمئن رہیں۔ میری اور میرے ساتھیوں کی تلواریں ان کے سروں پر موت بن کر لہرا جائیں گی۔ اب کاہنہ ان کے حق میں فیصلہ دے یا خلاف ہم زعب بن مالک کو اس وقت تک یہاں سے نہ جانے دیں گے۔ جب تک وہ سوید کے اونٹوں کی قیمت ادا نہیں کر دیتا۔

ابی حقیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم مطمئن رہو بیٹے! میں ابن عبدود اور اس کے ساتھیوں کی کوئی ذمہ داری قبول نہ کروں گا اور پھر اب تمہاری موجودگی میں وہ میرے ساتھ سختی سے پیش آنے کی جرأت نہ کر سکیں گے۔ میں اب جاتا ہوں وہ لوگ میرے منتظر ہوں گے"۔ اس کے ساتھ ہی ابی حقیق اور خنسا کمرے سے نکلے۔ سماک، آمنہ خویلہ اور ربیطہ بھی ان کے ساتھ حویلی کے بیرونی دروازے تک آئے تو خویلہ نے آگے بڑھ کر گھر کا بیرونی دروازہ بند کر دیا۔ دوبارہ وہ چاروں اس جگہ پر آ بیٹھے جہاں انہوں نے بیٹھ کر کھانا کھایا تھا۔

سماک تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے خویلہ اور ربیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اب جب کہ میری ماں بھی موجود ہے اور تم دونوں میری منگیتر بھی ہو تو میں تم دونوں سے کچھ کہنا پسند کروں گا۔ اوّل تو میں تم دونوں کا ممنون ہوں کہ تم دونوں نے مجھ بے مایہ انسان کو اس قدر اہمیت دی۔ دوئم یہ کہ میں تم دونوں کو کھل کر بتا دوں کہ میرے ذرائع آمدنی انتہائی محدود ہیں۔ تم دونوں جانتی ہو گی کہ میں ایک کھوجی ہوں اور یہی پیشہ میری آمدنی کا واحد ذریعہ ہے۔

اس پیشے میں بمشکل میں گزر بسر ہی کر سکتا ہوں۔ اس لیے میں شاید تمہارے لیے وہ ماحول مہیا نہ کر سکوں گا جس پُرسکون، بے فکری اور ثروت کے ماحول میں تم

Marfat.com

دونوں نے پرورش پائی ہے ۔ اس کے باوجود میں تم دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔" سماک جب خاموش ہوا تو خویلہ نے کہا ۔

" ہم دونوں بہنیں آپ سے کچھ بھی طلب نہ کریں گی اور نہ ہی آپ کے لیے تنگی اور تکلیف کا باعث بنیں گی ۔ گھر میں جو کچھ بھی روکھا سوکھا ہوگا ۔ آپ کے ساتھ رہتے ہوئے ہم دونوں بخوشی اسے اپنے لیے نعمتِ عظمیٰ جان کر قبول کر لیں گی "

خویلہ جب خاموش ہوئی تب ربیطہ نے سماک کو مخاطب کر کے محبتوں اور چاہتوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا ۔" آپ دونوں ہماری طرف سے بالکل بے فکر رہیں ۔ ہم بد سے بدترین حالات میں بھی بخوشی آپ کا ساتھ دیں گی اور آپ کی آسائش اور سکون کا ہر ممکن خیال رکھیں گی ۔ آپ نے یثرب کے کھلے میدان میں ابن عبدود کو شکست دے کر ثابت کر دیا ہے کہ آپ ارضِ حجاز کے ان چند تیغ زنوں میں سے ہیں جن کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ۔ میں آپ کو اس فتح پر مبارک باد دیتی ہوں ۔"

ربیطہ کے خاموش ہونے پر خویلہ پھر بول پڑی اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا ۔" اس پر میں بھی آپ کو مبارک باد دیتی ہوں ۔ ابن عبدود فخر کیا کرتا تھا کہ ان سرزمینوں کے اندر کوئی تیغ زنی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ اب میں اور ربیطہ دونوں ابن عبدود کی شکست کے بعد فخر کے ساتھ کہہ سکتی ہیں کہ ہم دونوں کے منسوب نے ابن عبدود کو ذلت آمیز شکست دی ہے ۔"

جب خویلہ خاموش ہوئی تو سماک نے اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔" اے میری ماں ! میں اب کاہنہ کی حویلی کی طرف جاؤں گا تاکہ زاعب بن مالک کے ساتھ سوید کے اونٹوں کا معاملہ طے کر سکوں ۔" ساتھ ہی کچھ نقدی سماک نے آمنہ کی گود میں رکھی اور کہا ۔" یہ نقدی سنبھال لو ماں ۔ میری غیر موجودگی میں ابوقیس جتنی بھی بکریاں لے کر آئے ۔ وہ اس سے لے کر باندھ لیجیے گا ۔ میں ابوقیس کو ان بکریوں کی قیمت ادا کر چکا ہوں ۔ ابوقیس کوشش کرے گا کہ اچھی اور خوب دودھ دینے والی بکریاں لے کر آئے ۔" سماک کے اس انکشاف پر خویلہ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔

Marfat.com

آپ نے یہ بہت ہی اچھا اقدام کیا ہے۔ بکریاں آجانے سے ایک تو دودھ گھر کا ہو جائے گا۔ دوسرے جب ان کی تعداد بڑھے گی تو یہ ہمارے لیے آمدنی کا ایک ذریعہ بھی بن جائیں گی۔ خداوند ہم پر مہربانی کرے گا اور ہماری حالت سدھار دیگا۔"

خویلہ اچانک کہتے کہتے رُک گئی۔ گویا اسے اچانک کوئی بات یاد آگئی ہو۔ پھر اس نے سماک کو مخاطب کرکے پوچھا۔" اگر آپ تھوڑی دیر بیٹھیں تو میں آپ کے لیے انگور اور کھجوریں لے کر آؤں۔ بابا اور اُم جب ہم دونوں کو یہاں چھوڑنے کے لیے آئے تھے تو اپنے ساتھ انگور اور کھجور کی دو ٹوکریاں لائے تھے۔"

اس پر سماک نے نرم اور رس گھُلی ہوئی آواز میں کہا۔" اگر وہ یہ چیزیں لائے تھے تو کھانے کے بعد اُنہیں بھی یہ چیزیں پیش کی ہوتیں۔"

اس پر خویلہ نے تاسفانہ سے انداز میں کہا۔" بس خیال ہی نہیں رہا۔"

اس پر سماک اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔" میں اب جاتا ہوں۔ شام کو اکٹھے بیٹھ کر انگور اور کھجوریں کھائیں گے۔"

سماک کے اُٹھتے ہوئے ربطہ نے فوراً سماک کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی رس برساتی ہوئی آواز میں کہا۔" کسی کے ساتھ جھگڑا نہ کیجیے گا۔ زعب بن مالک کے ساتھ سوید کے اونٹوں کا معاملہ دھیمے پن اور صلح و صفائی کے ساتھ نمٹانے کی کوشش کیجیے گا۔ ربطہ جب خاموش ہوئی تو خویلہ نے کہا۔" اور ساتھ ہی ساتھ گھر بھی جلدی واپس آئیے گا۔"

ربطہ اور خویلہ کے اس ایثار و محبت پر سماک کے لبوں پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ جب کہ آمنہ بنت عمرو بھی اس گفتگو پر بے حد خوش اور پُر سکون دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ساتھ سماک اپنے گھر سے نکل گیا تھا۔

○

سماک جب کاہنہ سجاح کی حویلی میں داخل ہُوا تو اس نے دیکھا سجاح اپنی حویلی کے صحن میں بنی ہوئی ایک شہ نشین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اب کافی بوڑھی ہو چکی

Marfat.com

تھی اور سامنے کے دو دانت گر چکے تھے اور اس کے سامنے ابی حقیق اور اس کے ساتھ ابن عبدود، زعب بن مالک، رکانہ اور حبشی صواب ذرا دائیں طرف بیٹھے تھے اور بائیں طرف سوید بن صامت، قطبہ بن عمرو اور خبیب بن لیساف بیٹھے ہوئے تھے۔ سماک آگے بڑھ کر سوید بن صامت کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ پھر سوید اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور اس کاہنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے کاہنہ! ہمیں صرف سماک بن خرشہ کا ہی انتظار تھا۔ اب جب کہ سماک آگیا ہے تو اے کاہنہ! اب تو میرے اونٹوں سے متعلق اپنا فیصلہ دے۔

اس پر کاہنہ چند ثانیوں خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے سوید بن صامت! میں نے اپنے تابع سے تمہارے اونٹوں سے متعلق مشورہ کیا تھا۔ سو اس مشورے کی روشنی میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ سوید بن صامت سچائی پر ہے اور زعب بن مالک، سوید کو سو اونٹوں کی قیمت ادا کرے۔ بس یہی میرا فیصلہ ہے۔ اگر اس فیصلے پر دونوں عمل کرو گے تو لڑائی جھگڑے اور دنگے فساد سے بچے رہو گے۔"

اس پر سوید بن صامت نے زعب بن مالک کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے زعب! کاہنہ اپنا فیصلہ دے چکی ہے۔ اب کہو تم کب تک میرے اونٹوں کی رقم ادا کرو گے"۔ اس پر زعب نے نفرت و تعصب بھری آواز میں کہا۔ "میں پہلے یہاں سے اپنے گھر جاؤں گا پھر وہاں اپنے اہل خانہ کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد تمہیں کوئی معقول جواب بھجوا دوں گا۔

زعب بن مالک کے اس جواب پر سوید بن صامت کنے برہم ہوتے ہوئے کہا۔ "مجھے تمہارے مشورے اور تمہارے معقول جواب کی نہیں اپنے اونٹوں کی قیمت درکار ہے۔ میں اس وقت تک تمہیں یثرب سے نہ نکلنے دوں گا۔ جب تک تم میری رقم ادا نہ کر لو۔"

سوید بن صامت کی اس بات پر حبشی صواب خفگی اور غصے کی حالت میں اُٹھ

Marfat.com

کھڑا ہوا اور سوید کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے سوال کیا ۔" کس کی جرأت ہے جو زعب بن مالک کو اس کی مرضی کے خلاف یثرب میں روک لے ۔ کاہنہ اپنا فیصلہ دے چکی ہیں لہٰذا زعب واپس جا کر تم لوگوں پر اپنا ارادہ ظاہر کر دے گا کہ آئندہ کے لیے اس نے کیا کرنا ہے ۔ اس حبشی صواب کی گفتگو پر سماک اٹھ کر اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا ۔

" اے صواب ! کیا تُو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ زعب بن مالک کو اس کی مرضی کے خلاف یہاں کوئی روک نہیں سکتا ۔"

اس پر صواب نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا ۔" ہاں ، میں نے یہی دعویٰ کیا ہے اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ کون ہے یثرب شہر میں جو زعب بن مالک کو روک دکھائے ۔"

صواب کے ان الفاظ پر سماک کی حالت وحشتوں کی آندھی جیسی ہو کر رہ گئی تھی ۔ ایسا لگتا تھا اس کے چہرے پر بغاوتوں کی آگ ، دل میں انتقام کی آنچ اور ذہن میں آتشِ ہولناک رقص کرنے لگی ہو ۔ صواب کے ان الفاظ پر سماک اچانک حرکت میں آیا ۔ اپنے دائیں ہاتھ کا ایک آہنی گھونسا اس نے صواب کی گردن پر مارتے ہوئے بلند آواز میں کہا ۔" میں زعب بن مالک کو اس کی مرضی کے خلاف یثرب میں روکنے کا اعلان کرتا ہوں ۔ میں اس وقت تک اسے یہاں سے نہ جانے دوں گا جب تک یہ سوید کے سوا ونٹوں کی رقم ادا نہیں کر دیتا ۔" سماک کا مکہ کھانے کے بعد صواب انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں ہوا میں اچھلتا ہوا کاہنہ سجاح کے قریب زمین پر گر گیا اور سماک کا ایک ہی مکہ کھانے کے بعد اس کے منہ سے خون بھی بہنے لگا تھا ۔

صواب کی یہ حالت دیکھ کر ابن عبدود اور زعب بن مالک فوراً اپنی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ان دونوں نے اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں ۔ پھر زعب بن مالک نے اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے انتہائی غصے اور غضب کی حالت میں

Marfat.com

سماک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" اے ابو دجانہ! تو نے صواب پر ہاتھ اُٹھا کر ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اعلان کر دیا ہے۔ ہم یہیں کاہنہ کی حویلی کے اندر ہی تم سے صواب کی اس بے عزتی کا انتقام لیں گے"۔

قبل اس کے کہ سماک زعب بن مالک کو کوئی جواب دیتا۔ قطبہ بن عمرو اور خبیب بن لیساف دونوں اپنی اپنی جگہ سے طوفان کی طرح اُٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں نے اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ پھر خبیب بن لیساف نے کھولتی آواز میں زعب بن مالک کو مخاطب کر کے کہا" سماک کے ساتھ عداوت وانتقام کی بات کرنے والے یثرب شہر کے اندر تجھے سماک کے علاوہ پھر اور بہت سی عداوتوں سے پالا بھی پڑے گا۔ اپنی تلوار نیام میں کر لو۔ ورنہ اے ابن مالک! تیری ہی تلوار سے ہم تیری گردن کاٹ کر رکھ دیں گے"۔

خبیب کے اس چیلنج پر زعب بن مالک ابھی تک کشمکش و پنج میں ہی کھڑا تھا کہ قطبہ بن عمرو اس کی پشت پر آیا۔ اچانک طوفانی انداز میں قطبہ نے زعب بن مالک پر ہاتھ ڈالا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے زعب بن مالک کو اُٹھاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کیا۔ پھر اسے خوب زور کے ساتھ قریب ہی کھڑے ابن عبدود پر دے مارا تھا۔ ساتھ ہی قطبہ کی زہر برساتی ہوئی آواز بھی بلند ہوئی تھی۔ "سماک کے خلاف عداوت وانتقام کی باتیں کرنے والو! اگر تم معاملے کو بڑھاؤ گے تو تم میں سے کوئی بھی یہاں سے زندہ بچ کر نہ جا سکے گا"۔

زمین پر گرنے کے بعد زعب بن مالک اور ابن عبدود دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک حبشی صواب بھی کھڑا ہو گیا اور قہر آلود نگاہوں سے سماک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ قبل اس کے کہ ابن عبدود، زعب بن مالک یا حبشی صواب کسی ردِ عمل کا اظہار کرتے ان کا چوتھا ساتھی اور ارضِ حجاز کا مانا ہوا پہلوان رکانہ اپنی جگہ سے اٹھا اور سب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

" اے میرے رفیقو! اونٹوں کے تنازعہ پر جھگڑا کرنا یا لڑائی کو طول دینا کوئی

Marfat.com

اچھا اور خوشگوار نتائج لانے والا معاملہ نہیں ہے۔ کاہنہ سجاح کے فیصلہ کے بعد ہم ایسا قدم اٹھاتے ہیں جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو اور اس کے لیے میری تجویز یہ ہے کہ یثرب کے اندر ہمارے کافی جاننے والے لوگ ہیں۔ ان میں سے ہم کسی کو زعب بن مالک کے گھر بھیجتے ہیں۔ وہ جا کر وہاں سے اونٹوں کی قیمت لے آئے گا۔ اس کے آنے تک میں اور میرے یہ تینوں ساتھی ابی حقیق کے ہاں ہی ٹھہرے رہیں گے۔ اور جب وہ شخص زعب بن مالک کے گھر سے رقم لے آئے گا اور وہ رقم سب کی موجودگی میں سوید بن مالک کو ادا کر دی جائے گی تو پھر اس کے بعد ہم یثرب سے روانہ ہوں گے۔"

اس پر کاہنہ سجاح نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔" یہ ایک بہت اچھی اور عمدہ تجویز ہے اور میں سمجھتی ہوں فریقین کو اسے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

اس پر سوید بن صامت نے بلند آواز میں کہا۔" میں بھی رکانہ کی اس تجویز کو صدقِ دل سے تسلیم کرتا ہوں۔"

دوسری طرف زعب بن مالک یہ تجویز پیش کرنے پر رکانہ کی طرف ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس پر رکانہ اس کے قریب گیا۔ آنکھ دبا کر اس نے اس کو مخصوص اشارہ کیا۔ پھر زعب بن مالک کا ہاتھ پکڑ کر اس نے رازدارانہ انداز میں دبایا اور بلند آواز میں کہا۔" جب سوید بن صامت اس تجویز کو قبول کر چکا ہے تو ہم پھر ابی حقیق کے ساتھ یہاں سے اس کے گھر جاتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی رکانہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابی حقیق کے ہمراہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے کے بعد سوید بن صامت کاہنہ کے سامنے آیا۔ سماک، قطبہ اور خبیب بھی اس کے ساتھ آکھڑے ہوئے تھے۔ پھر سوید نے اس کاہنہ کو مخاطب کر کے کہا۔

" اے کاہنہ! میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے انصاف کی حدود میں رہ کر میرے

Marfat.com

اونٹوں کا فیصلہ کیا۔"

اِس پر کاہنہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔" اے ابن صامت! میری اس طویل زندگی میں تمہارے اونٹوں کا دوسرا بڑا اور پیچیدہ معاملہ ہے جس کا فیصلہ کرنے میں مجھے اور میرے تابع کو دشواری پیش آئی۔"

اس پر سوید نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔" اے کاہنہ! میرے اونٹوں کا معاملہ تو دوسرا ہے پر تمہاری زندگی کا پہلا معاملہ کون سا تھا جس کا فیصلہ کرنے میں تمہیں اور تمہارے تابع کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔"

اس پر کاہنہ سجاح نے کہا۔" وہ مکہ کے ایک شخص عبدالمطلب بن ہشام کا معاملہ تھا۔"

عبدالمطلب کا نام سن کر سوید چونکا۔ اس پر قریب کھڑے سماک نے سوید کے کان میں رازداری سے کہا۔" یہ تم عبدالمطلب کے نام پر چونکے کیوں ہو؟" اس پر سوید بن صامت نے بھی سماک سے رازداری میں کہا۔" یہ عبدالمطلب حضورؐ کے دادا ہے۔ آؤ اس کاہنہ سے پوچھتے ہیں کہ حضورؐ کے دادا کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔"

اس پر سماک کاہنہ کے اور نزدیک آیا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

" اے کاہنہ! یہ عبدالمطلب بن ہشام محمدؐ بن عبداللہ کے دادا ہیں اور یہ محمدؐ بن عبداللہ وہی ہستی ہیں جنہوں نے مکہ کے اندر اعلان کیا ہے کہ وہ خداوند کے رسولؐ ہیں۔"

اس پر کاہنہ نے بھی دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔" اگر ایسا معاملہ ہے تو بیٹھو، میں تمہیں عبدالمطلب کا یہ معاملہ تفصیل سے سناتی ہوں۔" جب سماک، سوید، قطبہ اور خبیب کاہنہ کے سامنے بیٹھ گئے تب کاہنہ نے کہنا شروع کیا۔

" اے میرے بچو! جو حالات میں تمہیں سنانے چلی ہوں یہ سب اسی عبدالمطلب بن ہاشم سے متعلق ہیں جو مکہ سے چل کر یہاں میرے پاس آیا تھا اور جس سے متعلق تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ وہ مکہ میں مبعوث ہونے والے رسولؐ کے دادا ہیں۔ یہ انکشافات

Marfat.com

جو میں تم لوگوں پر کرنے والی ہوں بڑے طویل ہیں ۔ لہٰذا یہ سارے احوال میں تمہیں ایک ہی نشست میں نہ سُنا سکوں گی ۔"

اس پر سماک بولا ۔" اے کاہنہ! جس قدر حالات تم آسانی سے سُنا سکتی ہو سناؤ اور جو حالات رہ جائیں گے وہ ہم تم سے اگلی نشست میں سُن لیں گے ۔"

اس پر کاہنہ نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔" ہاں ، یہ مجھے منظور ہے ۔ میں تمہیں ایک سے زیادہ نشستوں میں سُنا سکتی ہوں اور جو حالات میں تمہیں سناؤں گی وہ حالات خود مجھے عبدالمطلب بن ہاشم نے اس وقت سنائے تھے جب وہ اپنے بیٹے عبداللہ[1] کی قربانی کے سلسلے میں مجھ سے مشورہ اور رہنمائی حاصل کرنے آیا تھا ۔ یہ حالات میں تمہیں شروع سے سُناتی ہوں ۔ جہاں سے ان حالات کی ابتدا ہوئی ۔ تو اے میرے بچو! یہ حالات کچھ یوں ہیں کہ

" مکّہ کے اندر ایک عورت فاطمہ بنتِ سعد تھی ۔ اس عورت کے شوہر کا نام کلاب بن مرہ تھا اور اس کلاب بن مرہ سے فاطمہ بنت سعد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام زہرہ اور دوسرے کا نام قصی تھا ۔ زہرہ کافی بڑا تھا جب کہ قصی ابھی شیر خوار ہی تھا کہ ان دونوں بچوں کا باپ کلاب بن مرہ مر گیا ۔ چند ماہ بعد ارضِ شام سے عربوں کے ایک قبیلے بنی قضاعہ کا ایک شخص جس کا نام ربیعہ بن حرام تھا حج کی غرض سے مکّہ آیا اور یہاں قیام کے دوران اس نے فاطمہ بنت سعد سے نکاح کر لیا اور اسے اپنے ساتھ اپنے قبیلے بنی قضاعہ میں لے جانے کا ارادہ کیا ۔ فاطمہ بنت سعد اس پر آمادہ ہو گئی ۔ اس کا بڑا بیٹا زہرہ مکّہ میں اپنے قبیلے ہی میں رہ گیا ۔ جب کہ فاطمہ بنت سعد ، ربیعہ بن حرام کے ساتھ ارضِ شام کی طرف چلی گئی اور اپنے شیر خوار بچے قصی[2]

---

[1] حضورؐ کے والدِ محترم ۔ ان ہی کی قربانی کے سلسلے میں عبدالمطلب مکہ سے یثرب کاہنہ سجاح کے پاس گئے تھے ۔ اس قربانی کی تفصیل اگلے صفحات میں پیش کی جا رہی ہے ۔

[2] قصی کا اصل نام تو زید تھا لیکن اپنے قبیلے سے دُور ہونے کی وجہ سے ان کا نام قصی (باقی صفحہ ۶۸ پر)

Marfat.com

کو بھی اپنے ساتھ لیتی گئی تھی ۔

اس قصی نے جب ہوش سنبھالا تو وہ ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھنے لگا تھا جب قصی جوان ہو گیا تو ایسا ہوا کہ ایک روز قبیلہ بنی قضاعہ کے ایک جوان رقیع کے ساتھ اس کا تیر اندازی کا مقابلہ ہو گیا۔ اس مقابلے میں قصی نے رقیع کو ہرا دیا۔ اس پر رقیع بڑا سیخ پا ہوا اور اس نے قصی کو جھگڑا کرتے ہوئے طعنہ دیا کہ تُو تو ہمارے قبیلے ہی سے نہیں ۔ اگر تُو اتنا ہی اچھا اور بہادر ہے تو اپنے قبیلے میں کیوں نہیں چلا جاتا ۔ قصی کے لیے یہ طعنہ بڑا تعجب خیز تھا۔ اس مقابلے کے بعد قصی جب گھر لوٹا تو اس نے اپنی ماں فاطمہ بنتِ سعد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا " اے میری ماں ! بتا میرا باپ کون ہے اور کہاں ہے ؟ اس پر فاطمہ نے اسے ٹالنے کی خاطر کہا۔ اے بیٹے ! یہ ربیعہ بن حرام ہی تیرا باپ ہے۔"

اس پر قصی نے خفگی اور ناراضگی میں کہا " اے میری ماں ! تو مجھے ٹالتی ہے اگر ربیعہ بن حرام میرا باپ ہوتا تو لوگ مجھے یہاں سے چلے جانے کو نہ کہتے ۔" اس کے بعد قصی نے وہ ساری باتیں اپنی ماں سے کہہ دیں جو مقابلہ ہارنے کے بعد رقیع نے اس سے کہی تھیں ۔

اس پر فاطمہ بنت سعد حقیقت بتانے پر آمادہ ہو گئی اور اس نے قصی کو مخاطب کر کے کہا ۔" اے میرے بیٹے ! کعبہ کے رب کی قسم ! تو اپنی ذاتی حیثیت میں اپنے باپ اور اپنے خاندان کی حیثیت میں بنو قضاعہ سے کہیں زیادہ بہتر اور افضل ہے ۔ تیرا قبیلہ اس سے بہت زیادہ اشرف اور معزز ہے ۔ تیرے باپ کا نام کلاب بن مرہ تھا اور تیرا قبیلہ مکّہ میں بیت اللہ کے پاس رہتا ہے ۔ اس پر قصی نے فیصلہ کن انداز میں کہا ۔" اے میری ماں ! بقسم خداوندی میں ہرگز یہاں نہ رہوں گا اور مکّہ اپنے قبیلے میں چلا جاؤں گا ۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷) پڑ گیا ۔ یہی حضور کے جدِ امجد تھے ۔

Marfat.com

اس پر فاطمہ نے کہا "اے میرے بیٹے! تیرا تنہا جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ میں حجاج کے کسی قافلے کے ساتھ تجھے روانہ کر دوں گی۔ وہاں تیرا بڑا بھائی بھی ہے اس کا نام زہرہ ہے، تو اس سے بھی مل لینا۔"

بہرحال قصی قبیلہ قضاعہ کے ایک قافلے کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا۔ وہاں وہ سب سے پہلے اپنے بڑے بھائی زہرہ سے ملا۔ اسے اپنا رشتہ بتایا اور اس کے پاس ہی رہنے لگا۔ ان دنوں زہرہ کی بینائی جاتی رہی تھی اور وہ اندھا ہو چکا تھا۔ بنی قضاعہ کے حاجیوں کے قافلے نے جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو قصی کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ مگر قصی ایک طاقت ور، سخت مزاج، ثابت قدم اور پُر جوش جوان تھا۔ اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور مکہ میں مقیم ہو گیا۔

ان دنوں مکہ کا حاکم ایک شخص خلیل[1] بن حبشیہ تھا اور یہ شخص کعبہ کا متولی بھی تھا۔ مکہ کے اس حاکم خلیل کی ایک خوب صورت لڑکی تھی جس کا نام حبیٰ تھا۔ مکہ میں قیام کے دوران قصی نے خلیل کو اس کی بیٹی حبیٰ کے لیے شادی کا پیغام بھجوایا۔ خلیل، مکہ میں قیام کے دوران اس کے جوہر آب دار اور اس کی شجاعت سے متاثر تھا لہٰذا اس نے اپنی بیٹی کی شادی قصی سے کر دی۔ اس طرح قصی داماد کے علاوہ خلیل کا منظورِ نظر بھی بن گیا تھا۔

جب خلیل پر بڑھاپا، ضعف اور بیماری طاری ہوئی تو اس نے کعبہ کی چابیاں اپنی بیٹی حبیٰ کے حوالے کر دیں اور یہ چابیاں حبیٰ نے قصی کے حوالے کر دیں۔ اس طرح قصی کعبہ کا دروازہ کھول کر لوگوں کو زیارت کرانے کا کام بھی انجام دینے لگا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ خلیل کا انتقال ہو گیا اور کعبہ کی چابیاں مستقل طور پر قصی کو مل گئی تھیں۔

خلیل کا تعلق چونکہ بنو خزاعہ سے تھا لہٰذا انہوں نے کعبۃ اللہ پر اپنا حق جتایا۔ اس پر قصی نے اپنے قبیلے والوں کو ساتھ ملا کر بنی خزاعہ سے جنگ کی اور بنی خزاعہ

---

[1] ماخوذ از سیرتِ ابن ہشام

Marfat.com

کو نکال باہر کیا۔ مکہ سے نکلتے وقت بنی خزاعہ نے زمزم کو بند کر دیا اور بنو خزاعہ کے پاس سونے کے دو ہرن[1] اور کچھ قیمتی اشیاء تھیں وہ بھی انہوں نے زمزم کے کنوئیں میں ڈال کر اسے بند کر دیا۔

قصی کی موت کے بعد اس کا بیٹا عبدالدار کعبہ کا متولی بنا پھر عبد مناف متولی ہوا اور عبد مناف کے بعد اس کا بیٹا ہاشم کعبہ کا متولی ہوا اور یہی ہاشم اس عبدالمطلب کا باپ تھا جو میرے پاس آیا تھا۔"

وہ کاہنہ ذرا دم لینے کو رکی پھر وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔" اے میرے بچو! جیسا کہ مجھے عبدالمطلب نے بتایا تھا کہ اس کے باپ ہاشم کا اصل نام تو عمرو تھا اور ہاشم اس کی کنیت تھی۔ ہاشم کے معنی ہیں روٹی کا چورا کرنے والا اور یہ نام ہاشم کو یوں ملا۔

کہ ایک مرتبہ[2] مکہ قحط کا شکار ہو گیا۔ لوگ بالکل نادار ہو گئے۔ غربت اور بھوک نے ان کا برا حال کر دیا اور انہیں کہیں سے بھی خوراک میسر نہ آئی۔ عبدالمطلب کے باپ عمرو کو قریش کی حالتِ زار پر ترس آیا اور اپنی نقدی لے کر وہ ارضِ شام کی طرف گیا۔ وہاں سے اس نے بہت بڑی تعداد میں روٹیاں خریدیں۔ ان روٹیوں کو بوریوں میں بھر کر اور اونٹوں پر لاد کر مکہ لایا اور سب لوگوں کو دعوت دی۔ جن اونٹوں پر روٹیاں لاد کر لایا تھا ان سب کو اس نے ذبح کر دیا اور گوشت بڑی بڑی دیگوں میں پکوانے کے بعد صحنکوں اور پراتوں میں الٹے دیا گیا۔ پھر جو روٹیاں وہ ارضِ شام سے لایا تھا ان کا چورا کر کے ان صحنکوں اور پراتوں میں ڈال دیا۔ اس طرح اس نے ایک ثرید تیار کر کے لوگوں کو پیش کی۔ لوگ اس سے بڑے خوش ہوئے اور روٹیوں کا چورا کرنے کی نسبت سے اس کا نام عمرو سے ہاشم ہو کر رہ گیا۔

---

[1] بحوالہ تاریخ مکۃ المکرمہ۔

[2] یہ ساری تفصیل تاریخ مکہ سے حاصل کی گئی ہے۔

Marfat.com

یہی ہاشم بن عبد المناف ایک بار تجارت کی غرض سے ارضِ شام کی طرف جا رہا تھا تو اس نے یہاں یثرب میں قیام کیا۔ بازار میں ہاشم کی نظر ایک لڑکی پر پڑی۔ جس کی حرکات و سکنات سے حیا و فراست ٹپکتی تھی اور وہ لڑکی اپنے حسن و جمال میں بھی بے نظیر تھی۔ ہاشم اس لڑکی سے بڑا متاثر ہوا۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ اس لڑکی کا نام سلمیٰ ہے اور اس کا تعلق بنو نجار سے ہے۔

ہاشم نے اس سے شادی کی درخواست کی جو قبول ہو گئی اور ہاشم کا اس سے نکاح ہو گیا اور ہاشم اپنی بیوی کو لے کر ارضِ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر اتفاق سے غزہ کے مقام پر ہاشم کا انتقال ہو گیا۔ اس پر سلمیٰ یثرب واپس لوٹ آئی۔ یہاں اس کے ہاں ہاشم کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے شیبہ رکھا۔ یہی شیبہ عبد المطلب تھا جو میرے پاس آیا تھا۔ پس یہ شیبہ یثرب میں اپنی ماں سلمیٰ کے پاس پرورش پانے لگا۔

ادھر ہاشم کے بھائی مطلب کو جب ان حالات کی اطلاع ہوئی تو وہ مکہ سے یثرب آیا اور اپنے بھتیجے شیبہ کو تلاش کرنے لگا۔ سلمیٰ کو جب اس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اسے بلا بھیجا۔ مطلب نے سلمیٰ سے ملنے کے بعد اپنے بھتیجے شیبہ کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ سلمیٰ ایسا کرنے پر مان گئی۔ اس نے مطلب کو تین روز تک اپنے ہاں مہمان رکھا۔ اس کی خدمت و مدارت کی اور چوتھے روز شیبہ کو اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔

شیبہ کو لے کر مطلب جب مکہ میں داخل ہوئے تو مطلب اونٹ پر سوار تھا اور شیبہ اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ قریش نے جب شیبہ کو مطلب کے پیچھے بیٹھا دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ عبد المطلب (مطلب کا غلام) ہے۔ پس اسی روز سے شیبہ کا نام عبد المطلب پڑ گیا۔

جوان ہو کر یہ عبد المطلب بڑا خوب صورت، جسیم و قسیم ہونے کے علاوہ دانش مندی، فصاحت و بلاغت میں بھی بڑا مشہور ہوا۔ جب اس عبد المطلب کی

Marfat.com

شادی ہو گئی اور یہ صاحبِ اولاد ہو گیا۔ ایک روز یہ عبدالمطلب مقامِ حجر میں سو رہا تھا تو خواب میں کسی نے اس سے کہا۔ "اے عبدالمطلب اٹھو اور طیبہ[1] کو کھودو۔ عبدالمطلب نے خواب ہی میں پوچھا۔ طیبہ کیا چیز ہے تو اس پر اشارہ کرنے والا غائب ہو گیا۔

دوسرے روز پھر عبدالمطلب جب اپنی آرام گاہ میں سویا تو خواب میں پھر اشارہ ہوا کہ اٹھ اور برّہ[2] کو کھود۔ عبدالمطلب نے پوچھا برّہ کیا چیز ہے تو اشارہ کرنے والا پھر غائب ہو گیا۔ تیسرے دن پھر خواب میں کسی نے کہا " اٹھ اور مضنونہ[3] کو کھود۔ پوچھا مضنونہ کیا چیز ہے تو اشارہ کرنے والا غائب ہو گیا۔ چوتھے روز جب عبدالمطلب اپنی خواب گاہ میں سویا تو پھر کسی نے کہا۔ اٹھ اور زمزم کھودو۔

اس پر عبدالمطلب نے خواب میں آنے والے سے پوچھا زمزم کیا چیز ہے۔ اس پر خواب میں آنے والے نے کہا۔" جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا۔ وہ حج کرنے والے بڑے بڑے گروہوں کو سیراب کرے گا۔ وہ اس وقت لید اور خون کے درمیان غرابِ اعصم[4] کے گھونسلے کے پاس چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے۔

یہ سب کچھ جاننے کے بعد دوسرے روز عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا۔ اس کی کھدائی کرنے لگے جس کی نشاندہی انہیں خواب میں کی گئی تھی۔ جب کھدائی میں وہ چیزیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں جو وہاں دفن تھیں تو عبدالمطلب نے تکبیر بلند کی۔ اس پر قریش تاڑ گئے کہ جو کچھ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا ہے۔ وہ انہوں نے پا لیا ہے۔ کیونکہ کھدائی شروع کرنے سے قبل عبدالمطلب نے قریش کو اپنے خواب سے متعلق تفصیل بتا دی تھی۔

اس پر قریش وہاں جمع ہو گئے اور عبدالمطلب سے مطالبہ کیا کہ جو کچھ یہاں سے نکلے اس میں ہمیں بھی حصہ دار بناؤ۔ اس پر عبدالمطلب نے کہا ایسا کیسے

۱۔۲۔۳ یہ سب زمزم کے نام ہیں (ماخوذ از سیرت ابن ہشام)

۴ غرابِ اعصم اس کوّے کو کہتے ہیں جس کے پروں کی نوک سفید ہو۔

Marfat.com

ہوسکتا ہے۔ خواب میں مجھے یہ سب کچھ بتا کر تم سب میں ممتاز کیا گیا ہے - لہذا میں ہی اس کا حق دار ہوں۔

اس پر قریش کے دھمکی دی کہ اگر تم نے ہمیں حصہ دار نہ بنایا تو ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے۔ اس پر عبدالمطلب مان گئے اور انہیں کہا کہ کھدائی سے پہلے اپنے اور میرے درمیان کوئی ثالث مقرر کرلو جو اس معاملے کا ہمارے درمیان انصاف کردے۔

اہل قریش نے ثالث کے لیے بنی سعد کی ایک کاہنہ کا نام پیش کیا - جو اس وقت ارضِ شام میں اپنے قبیلے میں رہتی تھی - پس عبدالمطلب اور قریش کے دوسرے سرکردہ سردار ارضِ شام کی طرف روانہ ہوگئے اور ان دونوں گروہوں کے ساتھ ان کے حامی لوگ بھی تھے۔

کاہنہ کے خاموش ہونے پر سماک نے اصرار کرتے ہوئے کہا " اے کاہنہ! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو ہمیں عبدالمطلب کے یہ سارے حالات اس ایک نشست میں سنا دو اور اگر تیرے لیے یہ ممکن ہو تو پھر ایسا کر و کہ تھوڑے سے اور حالات سنا دو تاکہ ہم کم از کم یہ تو جان سکیں کہ عبدالمطلب جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ارضِ شام کی کاہنہ کی طرف گئے تو اس نے زمزم سے متعلق کیا فیصلہ کیا؟"

اس پر کاہنہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا " اب اس موضوع پر میں مزید کچھ نہ کہوں گی اس لیے کہ یہ حالات ابھی کافی طویل ہیں - عبدالمطلب ابھی ارضِ شام کی کاہنہ کی طرف جائیں گے پھر خداوند کے حضور منت مانیں گے پھر اس منت کو پورا کرنے کے سلسلے میں وہ میرے پاس آئیں گے - اے میرے بچو! تم کل کسی وقت بھی میرے پاس آجاؤ - میں تم سب سے بقیہ حالات کہہ دوں گی "

کاہنہ کے اس فیصلہ پر سماک، قطبہ، خبیب اور سوید ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے - پھر وہ کاہنہ سجاح کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

Marfat.com

کاہنہ سجاح کی حویلی کے بیرونی دروازے کے قریب وہ چاروں رک گئے۔ پھر سماک نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے رازداری میں کہا۔ " اے میرے عزیزو! اپنی الحلال اپنے ایمان لانے کے عمل کو خفیہ رکھنا، کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ ہم مکہ سے پھوٹنے والے اسلام کو قبول کر چکے ہیں ورنہ یہاں کے کئی لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ ہمارے ساتھی خبیب بن لیساف نے گو ابھی اسلام قبول نہیں کیا لیکن یہ بھی ہمارا ساتھ دے گا۔"

خبیب بن لیساف نے اس موقع پر چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ " اے میرے رفیقو! خبیب بن لیساف کی طرف سے تم مطمئن رہو۔ میں تو تمہارا رازدار تو ہوں ہی پر وقت آنے پر میں تم لوگوں کے لیے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔" خبیب کے خاموش ہونے پر سماک پھر کہہ رہا تھا۔

" اے میرے رفیقو! میرا دل کہتا ہے جس روشنی اور ہدایت پر ہم ایمان لائے ہیں عنقریب مکہ سے نکل کر یثرب کا رخ بھی کرے گی۔ پھر تم دیکھنا اسیر قفس اور صید ہوس آزاد ہوں گے۔ چہروں سے ماضی کی دھول اڑ جائے گی۔ خوابوں کے ویران نگر کا افکار و آگہی کا طلسم، اجالوں کو ڈستی تاریک سنسان رات کو روشنی کا فشار، مغموم امنگوں کے شبستانوں کو فسوں سازلمفاتی اور درماندہ تمناؤں کی یخ بستہ چٹانوں پہ تازگیِ علم و فن اور دانش و حکمت کی قندیلیں روشن ہوں گی۔"

سماک جب خاموش ہوا تو سوید بن صامت نے کہا۔ " اے سماک! میرے عزیز! تم درست کہتے ہو۔ مکہ میں قیام کے دوران میں نے حضورؐ پر ایمان لانے والے اصحاب کی ایسی حالت دیکھی ہے کہ بخدا انہیں دیکھ کر دل پکارتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے سامنے حوریں دست بستہ اور قدسی پر شکستہ ہوں گے۔ نیکی کے لیے ان کی طلب اور حضورؐ کے لیے ان کے خلوص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو وجدان کے طائروں، آسمان کی فصیلوں، ستاروں کے مدار

Marfat.com

آفتاب کے سینے اور ماہتاب کی پیشانی پر کمندیں ڈالنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ آنے والے دُور میں یہی اصحاب ازل کے حاکم اور ابد کے ناظم بن کر نمودار ہوں گے۔ بستی بستی، پربت پربت وہ انسانیت کے سر کا تاج اور صحرا صحرا، گلشن گلشن رہبر و رہزن کے درمیان تمیز بن کر اُبھریں گے۔ بخدا میں نے مکہ میں حضورؐ کی معیت میں شرافتوں کے لبادوں۔ محبتوں کی قباؤں اور تقدیس کے عماموں میں ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ذہن کی مفلسی کو تونگری نفس نفس کو خوشبو اور قلب و جان کو مہک سے مالامال کر دیں۔ مکہ میں ظہور ہونے والے یہ رسولؐ نور بن کر لوگوں کے ذہنوں میں ڈھل جائیں گے۔ پھر نہ صرف یہ کہ لوگوں کا ظاہر چمکے گا اور باطن سنورے گا بلکہ ان صحراؤں کے اندر ہدایت کے چشمے پھوٹیں گے اور برسوں کی پیاسی اور منتظر ریت سہاگن ٹھہرے گی"۔

سوید بن صامت ذرا رُک کر پھر کہہ رہا تھا "اے میرے رفیقو! اب وہ دِن دُور نہیں جب بدی کے پہرے اُٹھ جائیں گے۔ سچائی کے راستے استوار ہوں گے۔ مکہ کے نبی اور رسولؐ اور اُن کے اسلام دوست اصحابؓ ان آدم زادوں کو ستارہ خیز لکیروں اور صدیوں کی کہکشاں بنا کر رکھ دیں گے۔

اے میرے ساتھیو! سُورج اب غروب ہونے کو ہے۔ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ اور رات کا کچھ حصّہ گزرنے کے بعد ابوقیس کے گھر میں جمع ہو وہاں میں تم لوگوں کو حضورؐ کے بقیہ حالات سناؤں گا اور اے سماک! میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ ابی حقیق نے اپنی بیٹی خولہ کے علاوہ اپنی بیوی کی بھتیجی ربطہ کی بھی تمہارے ساتھ منگنی کر دی ہے۔ کاہنہ کی حویلی میں ابی حقیق نے ہم تینوں کو ساری تفصیل بتا دی تھی۔ اس کے بعد خبیب اور قطبہ نے بھی سماک کو مبارک باد دی۔ پھر وہ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔

○

سماک جب اپنے گھر میں داخل ہُوا تو اس نے دیکھا گھر کے صحن میں چھ بکریاں بندھی ہوئی تھیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے مطبخ سے ربطہ بھاگتی ہوئی نکلی اور سماک سے

Marfat.com

اس نے گھوڑے کی باگ لے لی تھی۔ پھر اس نے سماک کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی رس بھری آواز میں کہا۔

"عم ابو قیس ابھی یہ بکریاں لے کر آئے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہے کہ میں اب جاتا ہوں جب سماک لوٹیں گے تو پھر میں آؤں گا لیکن ہم نے انہیں نہیں جانے دیا اور انہیں دیوان خانے میں بٹھایا ہوا ہے۔"

اتنی دیر تک آمنہ اور خویلہ بھی مطبخ سے نکل آئیں۔ خویلہ نے قریب آکر مسکراتے ہوئے سماک سے کہا "آپ نے اچھا کیا یہ بکریاں منگوا لیں۔ ان میں سے دو بکریاں تو دودھ دینے والی ہیں۔ اب گھر میں تازہ پنیر بھی تیار ہوتا رہا کرے گا۔ جو دو بکریاں دودھ دینے والی ہیں۔ ان میں سے ایک کا دودھ میں نے اور دوسری کا ربیطہ نے دوہا ہے۔"

خویلہ کے خاموش ہونے پر آمنہ نے شفقت بھری آواز میں سماک سے پوچھا۔

"تم نے کاہنہ کے گھر اتنی دیر کیوں لگادی؟"

سماک جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ ابو قیس دیوان خانے سے نکل آیا اور سماک کو مخاطب کرکے اس نے کہا "یہ اپنی چھ بکریاں سنبھالو سماک!" اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر ابو قیس نے چند سکے سماک کو تھما دیئے اور دوبارہ بولا "اور تمہاری یہ چھوٹی سی رقم بچ گئی ہے۔ میں اب جاتا ہوں۔"

سماک نے فوراً ابو قیس کا بازو پکڑ لیا۔ "نہیں عم! جاؤ گے کیسے۔ دیکھو تو شام ہو گئی ہے۔ اب ہمارے ساتھ کھانا کھا کر ہی جانا۔"

ابو قیس نے کہا "نہیں، میں کھانا تو گھر جا کر ہی کھاؤں گا۔ پہلے میں اکیلا تھا تو جہاں چاہے پڑا رہتا تھا کوئی فکر اور ذمہ داری نہ تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اب میں جمانہ جیسی بہن کا بھائی اور رکبشہ جیسی نواسی کا نانا ہوں۔ میں اپنا ریوڑ گھر میں باندھ کر ادھر آیا ہوں۔ ان دونوں ماں بیٹی نے کھانا تیار کر رکھا ہے اور اب وہ میری منتظر ہوں گی۔ لہذا میں جاتا ہوں۔"

ابو قیس وہاں سے جانے ہی لگا تھا کہ گھر کے دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔

Marfat.com

سماک نے اپنی جگہ پر کھڑے ہی کھڑے پوچھا "کون ہے ؟"

اس پر باہر سے بھی کسی نے بلند آواز میں کہا۔ "میں ابی حقیق کا غلام لمس ہوں"۔

سماک نے پھر وہیں کھڑے کھڑے کہا "اندر آجاؤ"۔

ایک خوب صحت مند اور دراز قد جوان دروازہ کھول کر تیزی سے اندر آیا۔

جب وہ قریب آیا تو خویلہ نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے لمس! تم مجھے کچھ بدحواس سے لگتے ہو خیریت تو ہے نا؟"

اس پر اس لمس نے اپنے سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔ اے مالکن! ہے تو خیریت لیکن سماک کو اپنے آقا ابی حقیق کا علیحدہ میں ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔

اس پر سماک نے کہا "علیحدگی کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں پر کوئی غیر نہیں ہے۔ یہ ابو قیس ہیں ان سے میرا کوئی راز نہیں ہے۔ یہ میری ماں آمنہ بنت عمرو ہے اور یہ دونوں میری منسوبہ خویلہ اور ریطہ ہیں۔ پھر تم کس سے علیحدگی چاہتے ہو۔

اس پر اس غلام لمس نے کہا۔

" اگر ایسا ہے تو سنیں۔ مجھے آقا ابی حقیق نے ایک انتہائی اہم پیغام دینے کے لیے آپ کی طرف روانہ کیا ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ گورکانہ اور اس کے ساتھیوں نے کاہنہ کی حویلی میں آپ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ یثرب سے اپنے کسی جاننے والے کو بھیجیں گے اور وہ جا کر زعب بن مالک کے گھر سے سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم لے آئے گا۔

پر اے سماک! اب وہ اپنے اس وعدے سے پھر رہے ہیں۔ جس وقت وہ آقا ابی حقیق کے دیوان خانے میں بیٹھے تھے اور آقا گھر کے اندر مصروف تھے تو وہ ایک دوسرے سے رازداری کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ ہم سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم ادا نہ کریں گے اور رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد وہ یہاں سے بنو سلیم کی طرف بھاگ جائیں گے۔

ان کی یہ گفتگو میں نے دیوان خانے کے قریب کھڑکی پر کھڑے ہو کر سن لی تھی

Marfat.com

اور میں نے جا کر آقا سے کہہ دی اور اب آقا نے یہی بات آپ سے کہنے کے لیے مجھے آپ آپ کی طرف بھیجا ہے۔ میں اب جاتا ہوں۔ کیوں کہ آقا نے کہا تھا کہ فوراً لوٹ آنا۔"
اس پر سماک نے کہا۔

"اچھا لمس! تم جاؤ۔ میں تمہاری اس کارکردگی کا ممنون ہوں۔"

لمس وہاں سے چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد ابوقیس نے سماک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" اے سماک! میں بھی اب جاتا ہوں اور سوید، خبیب اور قطبہ کو رکانہ اور اس کے ساتھیوں کی اس غداری اور سازش کی اطلاع کرتا ہوں۔"

سماک نے گہری سنجیدہ آواز میں کہا۔" ہاں اب تم جاؤ عم! ان تینوں سے کہنا کہ کھانا کھا کر اور مسلح ہو کر تینوں میری طرف آ جائیں۔ اتنی دیر تک میں بھی کھانا کھا کر مسلح ہو جاتا ہوں۔ ہم رکانہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ یثرب شہر کے اندر نہ الجھیں گے۔ بلکہ ہم یہاں سے نکل کر یثرب سے بنو سلیم کی طرف جانے والی شاہراہ پر گھات لگا کر بیٹھ جائیں گے اور جب رکانہ اور اس کے ساتھی یہاں سے بھاگ کر ادھر کا رخ کریں گے تو ہم انہیں راستے میں ہی روک کر نمٹ لیں گے۔"

سماک کے خاموش ہونے پر ابوقیس وہاں سے مڑا پھر وہ تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا۔

ابوقیس کے جانے کے بعد ربطہ بھی فوراً حرکت میں آئی اور سماک سے اس نے کہا۔

"ان کے آنے سے پہلے پہلے آپ بھی کھانا کھا کر مسلح ہو جائیں۔

پھر خولہ اور ربطہ دونوں نے بھاگ بھاگ کر مطبخ کے ساتھ والے کمرے میں کھانا لگایا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر سماک مسلح ہوا۔ اپنے سر پر اس نے آہنی خود رکھا تھا۔ جسم پر چمکتی کڑیوں کی زرہ بھی پہنی تھی۔ گھوڑے کی زین کے ساتھ نیزہ تیروں سے بھرا ترکش اور ڈھال بھی باندھ لی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سماک کے دیوان خانے کے سامنے قطبہ، سوید اور خبیب نمودار ہوئے۔ وہ تینوں مسلح اور اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ سماک بھی اپنے گھوڑے پر سوار

Marfat.com

ہو کر باہر نکلا۔

سورج اب غروب ہو چکا تھا اور فضاؤں کے اندر تاریکی چھا گئی تھی۔ شہر کے اندر وہ چاروں میانہ روی سے اپنے گھوڑوں کو ہانکتے رہے اور پھر شہر سے باہر نکلنے کے بعد وہ اپنے گھوڑوں کو اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو یثرب سے نکل کر بنو سلیم کی طرف جاتی تھی۔

Marfat.com

سماک بن خرشہ، خبیب بن یساف، قطبہ بن عمرو اور سوید بن صامت رات کی تاریکی میں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے یثرب اور بنو سلیم کے درمیان ایک ایسے چوراہے پر آ رکے تھے۔ جہاں سے ایک شاہراہ سیدھی آگے بنو سلیم سے ہوتی ہوئی بنو کلاب، بنو اسد، بنی طے اور پھر بنو تمیم کی طرف چلی گئی تھی۔

ایک شاہراہ بائیں جانب شمال کی طرف خیبر، فدک، مرّہ اور مدائن صالح کی طرف جا رہی تھی۔ جب کہ تیسری شاہراہ دائیں طرف بنو خزینہ، بنی ہوازن اور بنو ہذیل کی طرف جاتی تھی۔

اس چوک پر رکنے کے بعد اور اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپاتے ہوئے سماک نے کہا۔ "اے میرے رفیقو! گھات میں بیٹھنے کے لیے یہی مناسب جگہ ہے۔ اس چوک پر ریت کے بلند ٹیلے بھی ہیں جن کی اوٹ میں بیٹھ کر ہم زعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کر سکتے ہیں۔

آؤ میرے ساتھیو! اس چوراہے کے اندر جو ریت کے بلند ٹیلے ہیں اُن کی اوٹ میں بیٹھ کر ہم اُن کا انتظار کر سکتے ہیں۔"

سوید، قطبہ اور خبیب تینوں نے سماک کی اس تجویز کو سراہا۔ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر وہ ریت کے اِن ٹیلوں کی اوٹ میں آئے۔ گھوڑوں کو انہوں نے ایک

Marfat.com

دوسرے سے باندھ دیا تھا اور خود وہ چاروں ٹیلے کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ چند ساعتوں تک چاروں خاموش رہے۔ پھر سماک بولا اور سوید بن صامت کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا۔

"اے ابن صامت! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو یہاں رات کے اس وقت[1] وریت کے اس ٹیلے کے پاس حضورؐ کی زندگی کے بقیہ حالات سنا ڈالے۔ اس طرح ہمارا وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ زعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں کے انتظار میں ہم بے چینی سے بھی بچ جائیں گے اور سیرتِ رسولؐ کے باقی ماندہ حالات بھی سن لیں گے"۔

اس پر سوید بن صامت نے کہا۔" وقت گزارنے کے لیے یہ بہترین طریقہ کار ہے کہ میں تم لوگوں کو حضورؐ کی سیرتِ طیبہ کے باقی حالات سنا ڈالوں لیکن اس میں قباحت یہ ہے کہ ابوقیس ہم میں موجود نہیں۔ لہٰذا وہ مستفید نہ ہو سکے گا"۔

اس پر قطبہ بن عمرو نے زور دیتے ہوئے کہا۔ اے ابن صامت! تم حضورؐ کے بقیہ حالات کہو۔ ابوقیس بھی مستفید ہو جائے گا۔ اس لیے کہ یہ حالات میں خود کسی موقع پر ابوقیس کو سنا دوں گا"۔

اس پر سعید بن صامت نے آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے میرے دوستو! اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو سنو۔ میں نے گزشتہ حالات تم لوگوں کو یہاں تک سنائے تھے کہ حضورؐ خدیجہؓ نام کی ایک متمول خاتون سے شادی کرنے کے بعد پُرسکون ازدواجی زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

اور پھر ایسا ہوا کہ حضورؐ ہر سال میں ایک مہینے کے لیے مکّہ کے نواح میں حرا[1] نام کی ایک غار کے اندر چلے جایا کرتے تھے۔ یہاں وہ یکسو ہو کر اپنے خداوند کو یاد کرتے۔ مہینہ پورا ہونے پر وہ لوٹتے اور کعبۃ اللہ کا سات بار طواف کرتے۔

---

[1] یہ غار مکّہ معظمہ کے ایک مشہور ٹیلے میں ہے۔ یہ ٹیلہ اب جبلِ نور کہلاتا ہے۔ یہ مکّہ معظمہ سے منیٰ کی جانب دو اڑھائی میل کے فاصلے پر ہے۔

Marfat.com

اسی دوران میں آپؐ کی حالت ایسی ہوگئی کہ نیند میں جو بھی خواب[1] آپؐ دیکھتے وہ صبح صادق کی طرح حقیقت بن کر سامنے آجاتے۔ اس کے علاوہ ان دنوں آپؐ تنہائی کو بہت زیادہ پسند کرنے لگے تھے۔

پھر ایسا ہوا کہ جب آپؐ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور رمضان کے مہینے میں آپؐ غار حرا کے اندر سو رہے تھے کہ خواب کی حالت میں خداوند کا فرشتہ جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آیا اور جبرئیلؑ کے پاس ایک ریشمی کپڑا[2] تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ پھر جبرئیلؑ نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا "اقراء" (پڑھیے) اس پر حضورؐ نے کہا "مَا اَنَا بِقَارِیْ" (میں پڑھ نہیں سکتا)

پھر جبرئیلؑ نے آپؐ کو پکڑا اور بھینچا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ایسا لگا گویا انؐ پر موت[3] واقع ہو جائے گی۔ جبرئیلؑ نے انہیں چھوڑا اور پھر کہا۔ "پڑھیے"۔ اس پر حضورؐ نے پھر جواب دیا "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔ اس طرح تین بار جبرئیلؑ نے حضورؐ کو بھینچا اور تیسری بار حضورؐ نے پوچھا "کیا پڑھوں؟"

حضورؐ کے اس استفسار پر جبرئیلؑ نے کہا۔ "اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے خلق کیا۔ پڑھیے آپؐ کا رب بڑی شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن سے وہ ناواقف تھا۔"

جبرئیلؑ کے ساتھ حضورؐ نے بھی پڑھا اور جب قرأت ختم ہوگئی تو جبرئیلؑ چلے گئے۔ اس کے بعد جب آپؐ نیند سے بیدار ہوئے تو جو الفاظ جبرئیلؑ نے کہے

---

[1] عروہ بن زبیر حضورؐ کے ان سچے خوابوں سے متعلق حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

[2] حضورؐ کی حدیث میں بھی اس ریشمی کپڑے کا ذکر ہے

[3] ابن ہشام نے حضورؐ کے الفاظ نقل کرتے ہوئے موت طاری ہوجانے کے گمان کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

تھے وہ آپؐ کے دِل پر ثبت ہو چکے تھے۔

اس کے بعد آپؐ اس غارِ حرا سے نکلے اور ابھی آپ اس کوہستانی سلسلے کے وسط ہی میں تھے کہ ایک آواز آپؐ کو سنائی دی اور یہ آواز جبرئیلؑ کی تھی جو کہہ رہی تھی: "اے محمدؐ! آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور میں جبرئیلؑ ہوں"۔

جبرئیلؑ کو دیکھنے کے لیے جب آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے کنارے پر ایک آدمی کی شکل میں جبرئیلؑ ہیں۔ جن کے قدم اُفقِ سما میں تھے۔

آپؐ جبرئیلؑ کی طرف دیکھتے ہی رہ گئے تھے اور آپؐ پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ آسمان کے جس کنارے کی طرف بھی آپؐ دیکھتے تھے آپؐ کو جبرئیل ہی نظر آتے تھے۔ اس حالت میں دیر تک نہ آپؐ آگے بڑھ سکے اور نہ ہی پیچھے ہٹ سکے۔

اس دوران خدیجہؓ آپؐ کی طرف سے فکر مند ہوئیں اور اپنے کچھ آدمیوں کو انہوں نے آپؐ کی تلاش میں بھیجا۔ وہ لوگ مکہ کے بلند مقام کی طرف پہنچے اور واپس آگئے۔ جب جبرئیلؑ آپ کے سامنے سے ہٹے تو آپؐ گھر واپس آئے اور خدیجہؓ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ خدیجہؓ نے آپؐ کو مخاطب کر کے پوچھا "اے ابوالقاسم[1]! آپؐ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم! میں نے آپؐ کی تلاش میں اپنے آدمی بھی بھیجے لیکن آپؐ نہ ملے"۔

اس پر حضورؐ نے خدیجہؓ کو وہ سارے حالات سنا ڈالے جو آپؐ کو پیش آئے تھے۔

یہ حالات سن کر خدیجہؓ اُٹھ کھڑی ہوئیں اور آپؐ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل[2] کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل نے دینِ نصرانی اختیار کر رکھا تھا۔ کتابیں پڑھی تھیں اور توریت و انجیل والوں کی باتیں سنتے رہتے تھے۔ خدیجہؓ نے جب حضورؐ کو پیش

---

[1] حضورؐ کے سب سے بڑے فرزند کا نام قاسم تھا اور اس کی نسبت سے آپؐ کی کنیت قاسم تھی۔

[2] ورقہ بن نوفل کا اصل نام اسد بن عبدالعزیٰ تھا۔

Marfat.com

آنے والے حالات ورقہ بن نوفل کو سنائے تو ورقہ بن نوفل چلا اُٹھا ۔ قدوس ۔ قدوس (پاک ہے ۔ پاک ہے ۔) قسم ہے اس کی ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے اے خدیجہؓ! اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو وہ ناموسِ اکبر جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا ۔ وہ ان کے پاس آ پہنچا اور بے شک یہ اس اُمّت کے نبی ہیں ۔ تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں ۔"

اس کے بعد جب حضورؐ کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے تو ورقہ بن نوفل آپؐ سے ملے اور آپؐ سے کہا ۔" اے میرے بھائی کے بیٹے! جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ خود مجھ سے کہو ۔" اس پر حضورؐ نے وہ حالات خود ورقہ بن نوفل سے کہہ دیئے جو آپؐ کو پیش آئے تھے ۔

پورے حالات سننے کے بعد ورقہ بن نوفل نے کہا ۔" اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ۔ آپؐ اس اُمّت کے نبی ہیں ۔ بے شک آپؐ کے پاس وہ ناموس آ گیا جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا ۔ اب آپؐ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیفیں پہنچائی جائیں گی ۔ آپ کو خارج البلد کیا جائے گا اور آپؐ سے جنگ کی جائے گی ۔ اگر مجھے وہ دن نصیب ہوا تو میں ضرور خداوند کے دینِ حق کی مدد کروں گا پھر ورقہ بن نوفل نے سر جھکا کر حضورؐ کے سرِ مبارک کے وسط میں بوسہ دیا ۔

اس کے بعد خدیجہؓ آپؐ پر ایمان لے آئیں ۔ پھر ایمان لانے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ساتھ ہی اہلِ مکّہ کی طرف سے سختیوں کی ابتداء بھی کر دی گئی شروع میں چھپ چھپ کر تبلیغ کا کام ہوتا ۔ پھر اعلانیہ شروع ہوا جس کے نتیجے میں اہلِ مکّہ عمومیّت کے ساتھ اور اہلِ قریش خصوصیّت کے ساتھ آپؐ کی مخالفت اور پھر ایمان لاتے والوں پر ظلم و ستم پر اُتر آئے ۔ جس کی بنا پر ایمان لانے والوں کا ایک گروہ بحیرہ قلزم کو پار کر کے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کر گیا ۔

جب قریش نے دیکھا کہ حضورؐ پر ایمان لانے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے اور ایمان لاتے والوں کا ایک گروہ حبشہ میں جا بسا ہے اور حبشہ کے

Marfat.com

بادشاہ نجاشی نے انہیں پناہ بھی دے دی ہے ۔ اس کے علاوہ مکّہ کے کچھ سردار اور سرکردہ اشخاص بھی آپؐ پر ایمان لے آئے جن میں حمزہؓ بن عبدالمطلب اور عمرؓ بن خطاب نمایاں ہیں ۔ اس کے علاوہ اسلام آس پاس کے قبیلوں میں بھی پھیلنے لگا ہے تو قریش کے سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اُن سب نے مِل کر کاغذ پر ایک معاہدہ[1] لکھا جس میں یہ تحریر کیا گیا کہ آئندہ کوئی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ نہ کوئی لین دین کرے گا ۔ نہ کوئی ان سے شادی بیاہ اور تجارتی لین دین کرے گا اور نہ ہی کسی اور طرح کے تعلقات اُن کے ساتھ بحال رکھے گا ۔

کاغذ پر یہ شرائط لکھنے کے بعد اس کاغذ کو کعبۃ اللہ میں لٹکا دیا گیا ۔ اس پر بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب اُٹھ کر حضورؐ کے چچا ابو طالب کے ہاں شعب ابی طالب میں چلے گئے ۔

اے میرے رفیقو ! آج کل حضورؐ اور آپؐ کے ساتھی اس شعب[2] ابی طالب کے اندر محصور ہیں ۔ کھانے پینے کی کوئی چیز ان تک نہیں پہنچنے دی جاتی اور مسلمان نہایت بے کسی اور لاچارگی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں "۔

یہاں تک کہنے کے بعد سوید خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد بولا "اے میرے ساتھیو ! میں نے حضورؐ کی سیرت کے مختصر حالات آپ لوگوں سے کہہ دیئے ہیں ۔ اب میں تو دن رات یہی آرزو اور دُعا کرتا رہتا ہوں کہ حضورؐ اور اہلِ ایمان کو شعب ابی طالب کی اس محصوری سے جلد نجات مِل جائے ۔

---

[1] اس معاہدے کا لکھنے والا نضر بن حارث تھا حضورؐ نے اس کے لیے بد دعا کی اور اس کے ہاتھ کی انگلیاں بے کار ہو گئی تھیں ۔ (ابن ہشام)

[2] شعب ابی طالب مکہ معظمہ کے ایک محلے کا نام تھا جس میں بنی ہاشم رہا کرتے تھے ۔ شعب عربی میں گھاٹی کو کہتے ہیں ۔ یہ محلہ کوہ ابو قیس کی ایک گھاٹی میں تھا ۔ حضورؐ کا گھر بھی اسی گھاٹی کے پاس تھا ۔ اب اسے شعبِ بنی ہاشم کہا جاتا ہے ۔

Marfat.com

سوید بن صامت کے خاموش ہو جانے پر سماک بن خرشہ نے سنجیدگی اور فکر مندی میں پوچھا۔ "اے ابنِ صامت! مکّہ کے وہ کون کون سے سردار اور سرکردہ لوگ ہیں، جو حضورؐ اور اہلِ ایمان کے خلاف زیادہ حصّہ لیتے ہیں اور اس معاملے میں انتہا پسند اور ضدی و متعصب ہیں"۔ اس پر سوید بن صامت نے کچھ سوچا پھر کہا۔

ایسے انتہا پسند سرداروں میں زیادہ مشہور اور نمایاں ابولہب[1]، امیہ[2] بن خلف، عاص[3] بن وائل، ابوجہل[4]، نضر[5] بن حارث، اخنس[6] بن شریق، ولید[7] بن مغیرہ، ابی[8] بن خلف اور عقبہ[9] بن ابی معیط زیادہ نامور اور مشہور ہیں۔

پھر سوید بن صامت نے کہا۔ "اے میرے عزیزو! میں نے حضورؐ کی موجودہ حالت

---

[1] ابولہب حضورؐ کا چچا ہونے کے باوجود آپؐ کا سخت مخالف تھا۔ اس کی بیوی اُمِ جمیل حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔

[2] یہ حضورؐ پر آوازیں کسا کرتا تھا اور نازیبا اشارے کیا کرتا تھا۔

[3] یہ ایمان لانے والوں پر بڑی سختیاں کیا کرتا تھا۔ خاص کر حبابؓ بن الارث پر جو آہنگری کا کام کیا کرتے تھے۔

[4] یہ حضورؐ کا سراپا دشمن اور خدا کا باغی تھا۔

[5] حضورؐ جب کہیں تبلیغ کا کام کر رہے ہوتے تو یہ بھی وہاں آجاتا اور حضورؐ کی تبلیغ کے مقابلے میں لوگوں کو رستم و اسفندیار کے قصّے سنایا کرتا تھا۔

[6] یہ رسول اللہؐ کی باتوں پر گرفت اور ان کا رد کیا کرتا تھا۔

[7] اس کا دعویٰ تھا کہ اگر حجاز میں کسی پر وحی نازل ہوتی تو مجھ پر یا عمرو بن عمیر پر ہوتی جو طائف کا سردار تھا۔

[8] یہ آخرت اور قیامت کا رد کرتا تھا۔ قبرستان سے مُردوں کی بوسیدہ اور بھربھری مٹی لے کر حضورؐ سے کہا کرتا۔ ہڈیوں کے اس طرح گل سڑ جانے کے بعد کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔

[9] یہ ابی بن خلف کا گہرا دوست تھا اور اس کے ہمراہ حضورؐ کے خلاف سرگرم تھا۔

Marfat.com

کے واقعات تم لوگوں کو اختصار کے ساتھ سنا ڈالے۔ اب کچھ ضمنی واقعات رہتے ہیں مثلاً مکہ کے صاحب حیثیت لوگوں کا ایمان قبول کرنا۔ مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور وہاں ان کے ساتھ سلوک۔ اس کے علاوہ ظلم و ستم کی وہ چند داستانیں ہیں جو مکہ کے کفار ایمان لانے والے غلاموں اور ناداروں پر کیا کرتے ہیں اور یہ حالات و واقعات میں تم لوگوں کو بعد میں جب بھی موقع ملا سناتا رہوں گا اور اے میرے ساتھیو! ان کے علاوہ بھی ———

سوید بن صامت کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ سماک ایک دم چونک سا پڑا تھا۔ اور زمین کے ساتھ اپنا کان لگا کر کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ پھر اچانک سماک ایک زہریلی اور تیز جست لگا کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیز سرگوشی میں اس نے کہا۔ "میرے رفیقو! واللہ! کوئی صاحبِ فن ہو تو یہ زمین بولتی ہے۔ سنو! میں نے زمین سے کان لگا کر گھوڑوں کی ٹاپوں کی مدھم آوازیں سنی ہیں اور میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ زعب بن مالک اور اس کے ساتھی اس طرف آ رہے ہیں"۔

سوید، خبیب اور قطبہ نے فوراً اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھال لی تھیں۔ سماک فوراً اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ تیروں سے بھرا ترکش اور ڈھال اس نے پشت پر باندھے اور کمان اس نے کندھے سے لٹکا لی تھی۔ پھر وہ دوبارہ سوید، قطبہ اور خبیب کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب یثرب کی طرف سے آنے والی شاہراہ پر انہیں ٹاپوں کی صاف آوازیں سنائی دیں تو وہ اور زیادہ مستعد ہو گئے تھے۔

جس وقت وہ چاروں اس چوراہے پر آئے تھے تو اس چاروں طرف تاریکیاں بکھری ہوئی تھیں لیکن اب چاند طلوع ہو چکا تھا اور وہ مغرب میں یثرب کی طرف سے آنے والی شاہراہ کو دیکھ سکتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد یثرب سے آنے والی اس شاہراہ پر چار سوار نمودار ہوئے اور وہ اس ٹیلے کی طرف آ رہے تھے جس کی اوٹ میں سماک اور اس کے ساتھی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ جب وہ قریب آئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ وہ رکانہ اور اس کے ساتھی تھے۔

Marfat.com

جب وہ ٹیلے کے نزدیک آئے تو اچانک سماک اس ٹیلے کی اوٹ سے باہر آیا اور بلند آواز میں اس نے کہا۔ "ٹھہرو! رات کی تاریکی میں یثرب سے بھاگ کر بنو سلیم کی طرف جانا آسان نہیں ہے۔ تم میں سے جس نے بھی بھاگنے کی کوشش کی تو سن رکھو۔ میری کمان میں تیر چڑھا ہے۔ میرا ترکش تیروں سے بھرا ہے اور میرا نشانہ بے خطا ہے۔ شب کی اس خاموشی اور دُور دُور تک پھیلی ہوئی اس چاندنی کے اندر سماک کی کھولتی آواز یوں بلند ہوئی تھی جیسے وقت کی کوکھ کے اندر سے سحر کی شعاعوں کا الہام اٹھ کھڑا ہوا ہو جیسے کوئی صاعقہ آسمانی پتھروں کو صنم خانوں کا جمال اور بت کدوں کو چراغِ حرم میں تبدیل کو لپکی ہو۔

رات کے سناٹے میں سماک کی آواز تابکاری شعاعوں کی تاثیر کی طرح زعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ اس پر ان چاروں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور وہ رک گئے۔ پھر زعب بن مالک نے اپنی کڑکتی ہوئی آواز میں پوچھا "تم کون ہو اور کیوں ہماری راہ روکنے کے درپے ہو؟"

اس پر سماک نے پھر حصارِ شب کو ریزہ ریزہ کر دینے والی آواز میں کہا۔ میں سماک بن خرشہ ہوں۔ تم کیا سمجھے تھے کہ تم سوید بن صامت کی رقم ادا کیے بغیر یوں آسانی کے ساتھ یثرب سے بچ کر بھاگ جاؤ گے۔ سن رکھو اس سنسان جچرلے ہے پر میں تم لوگوں کی عقل کی کج روی، تمہارے ذہن کی مفلسی اور تمہارے قلب کی تیرگی دور کر کے رکھ دوں گا۔ قبل اس کے کہ میں تمہاری زیست کی داستانوں کے بربے کاٹوں۔ قبل اس کے کہ میں تمہاری زندگی کے دائروں کو منتشر کرنا شروع اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑے ہو۔

وہ چاروں وہاں اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے۔ پھر زعب بن مالک نے سماک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے خرشہ کے بیٹے! تو نے خود ہی میری ایک خواہش پوری کر دی ہے۔ یثرب میں جب تم نے ابن عبد ود کو ہرایا تھا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ کاش تم مجھے کہیں اکیلے ملو تو میں تمہارے خلاف انتقامی کارروائی

Marfat.com

کروں ۔اب رات کے اس وقت تُو نے ہماری راہ روک کر میری خواہش کی تکمیل کر دی ہے اب تم دیکھو گے کہ اس تاروں بھری اور شبنم گرتی رات کے اندر ہم تمہاری رُوح کو ریزہ ریزہ اور تمہارے جسم کو قتلہ قتلہ کر کے آگے نکل جائیں گے ۔ سن رکھو اے ابن خرشہ ! یہ رات تمہاری زندگی کی آخری رات ہو گی ۔

زعب بن مالک کے ان الفاظ پر اس جوان و سنگین رات میں سماک کی نگاہوں کے تجسس میں طوفان کروٹیں لینے لگے تھے ۔ اس کی سلگتی آنکھیں بجلیوں کا گہوارہ بن گئی تھیں اور اس کے چہرے پر مرگ کے فرمانِ مسلسل رقص کناں ہو گئے تھے ۔ پھر سماک نے انہیں مخاطب کر کے کہا ” اے زمین کے بدنا دو ! مَیں طوفانوں سے لڑنے اور بجلیوں سے کھیلنے کے لیے پیدا ہوا ہوں ۔ تم میں سے جو اپنے آپ کو اوروں کی نسبت زیادہ شوریدہ پشت اور جنگجو سمجھتا ہو وہ آگے بڑھے اور پھر دیکھنا میں کیسے اس کے سر پہ موت بن کر کھیلتا ہوں اور اس کی حالت چکی کے دو پاٹوں میں پسنے والے اناج کی طرح کر کے رکھ دیتا ہوں زعب بن مالک اس موقع پر سماک سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ حبشی صواب نے بولتے ہوئے اور زعب بن مالک کو مخاطب کر کے کہا ۔

” اے زعب بن مالک ! تم جانتے ہو کہ اس سماک بن خرشہ نے یثرب میں کاہنہ سجاح کی حویلی کے اندر مجھ پر ہاتھ اُٹھایا تھا اور میری توہین کی تھی ۔ کیا تم رات کی اس تاریکی میں مجھے موقع نہیں دیتے ہو کہ مَیں اس سے ٹکراؤں اور اس سے اپنا انتقام لوں ۔ پھر زعب بن مالک کے کچھ جواب دینے سے قبل ہی صواب نے سماک کو مخاطب کر کے پوچھا ۔ اے خرشہ کے بیٹے ! کیا تو میرے ساتھ نہتا اور خالی ہاتھ ہو کر مقابلہ کرے گا ۔ تاکہ مَیں دیکھوں تو کیسی طاقت اور قوت رکھتا ہے “۔

اس پر سماک بولا ۔ ” اے صواب ! میں ہر حال اور ہر طرح سے تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہوں اور رات کی اس تاریکی میں تم اکیلے ہی کی نہیں بلکہ مَیں تم چاروں کی ساری ہی غلط فہمیاں دُور کر کے رکھ دوں گا ۔

زعب بن مالک نے بلند آواز میں صواب کو مخاطب کر کے کہا ” اے صواب !

Marfat.com

پہلے تم خالی ہاتھ اس سماک بن خرشہ سے مقابلہ کرو - پھر ہم چاروں آگے بڑھ کر اس پر ایسی تلواریں برسائیں گے کہ اسے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیں گے - میں تو یہ سوچ کر کھول رہا ہوں کہ ان ویرانوں کے اندر رات کی تاریکی میں اس اکیلے نے ہم چاروں کی راہ روکنے کی کیسے جرأت کی اور کیسے اسے خبر ہو گئی کہ رات ہونے پر ہم چاروں یثرب سے نکل کھڑے ہوں گے - اب دُنیا کی کوئی طاقت مجھ سے سوید بن صامت کے اونٹوں کی قیمت وصول نہیں کر سکتی "

زعب بن مالک کی لاف زنی پر سماک اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے مزین دستے پر لے گیا پھر اس نے اپنے الفاظ کی پوری تپش میں زعب بن مالک کو مخاطب کر کے کہا -

" اے زعب بن مالک ! تُو بکواس کرتا ہے - میں تجھے یہاں سے بھاگنے نہ دوں گا - رسیوں میں جکڑ کر تجھے اپنے ساتھ یثرب لے کر جاؤں گا - اے ابنِ مالک ! کسی ظن و گمان میں نہ رہنا - تیرے گریز و بچاؤ کے سارے راستے ہم نے بند کر دیئے ہیں - تجھے سوید بن صامت کے سو اونٹوں کی رقم ادا کرنا ہو گی - ورنہ میں تجھے مار مار کر تیری بصارت کو اندھا ، تیری سماعت کو بہرہ اور تیرے شر و غدر کے سارے ہی خم نکال کر رکھ دوں گا "

اس پر زعب بن مالک نے غراتے ہوئے کہا " اے ابنِ خرشہ ! تو بکواس کرتا ہے - ہم چاروں کے سامنے تیرے اکیلے کی حیثیت ہی کیا ہے جو تو ہمیں ایسے لہجے میں دھمکیاں دے رہا ہے - جب ہم چاروں تجھ پر وارد ہوں گے تو تیرے پاس خستگی اور لاچارگی کے سوا کچھ نہ رہے گا "

اس پر سوید بن صامت ، قطبہ بن عمرو اور خبیب بن یساف چاروں ایک ساتھ ٹیلے کی اوٹ سے نکل آئے - پھر خبیب بن یساف نے زعب بن مالک کو مخاطب کر کے کہا -

" اے ابن مالک ! سماک بن خرشہ اکیلا تو نہیں - ہم تینوں اس کے بھائی

Marfat.com

ہیں اور اس کے ساتھ ہیں ۔"

سوید، قطبہ اور غبیب کو بھی وہاں دیکھ کر ابن عبد ود، رکانہ، زعب اور صواب چونک سے پڑے تھے اور ابھی وہ کوئی فیصلہ بھی نہ کر پائے تھے کہ غبیب پھر بولا۔ اور صواب کو مخاطب کر کے اس نے کہا "تم اپنی خواہش کے مطابق آگے بڑھو اور نہتی حالت میں سماک سے مقابلہ کرو اور پھر دیکھو وہ تمہاری کیا حالت بناتا ہے۔"

اس پر رکانہ پہلی بار بولا اور کہا۔ "اے صواب! تم آگے بڑھ کر اس سماک سے مقابلہ کرو۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے کہ ہماری راہ روک کر یہ ہمیں اپنی مرضی کے مطابق چلانے پر مجبور کر دیں گے۔ چار یہ ہیں اور چار ہی ہم۔ رات کی اس تاریکی میں ان چاروں کو ہم لہو لہان کر کے نکل جائیں گے۔ تم آگے بڑھ کر بے جھجک مقابلہ کرو۔"

حبشی صواب جب نہتا اور خالی ہاتھ آگے بڑھا تو سماک نے بھی اپنی پیٹھ سے ترکش اور ڈھال اُتار کر ایک طرف رکھ دیئے تھے۔ پھر وہ بھی آہستہ آہستہ جچے تلے قدموں سے صواب کی طرف بڑھا۔ اس موقع پر اس کا چہرہ تانبے جیسا سخت ہو گیا تھا اور وہ کسی ہمہ سوز سموم اور آسیب کے سے انداز میں یوں صواب کی طرف بڑھا تھا جیسے وہ اس کے لیے اس کی قسمت کے بدترین نوشتے تحریر کرنے لگا ہو۔

دوسری طرف صواب بھی بیابان کے وحشی کی طرح آگے بڑھا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے مورکھ انسان! میں کوہستانوں کی ندا کی طرح تیری شکست بن کر گونجوں گا۔ تم پر صبا رفتار وار کروں گا۔ تیرے دفاع کا ہر بند توڑ دوں گا اور تیرے جسم و جان کے رشتوں کی ساری ہی زنجیریں توڑ کر رکھ دوں گا۔"

اس پر سماک نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اے صواب! تو آگے تو بڑھ پھر دیکھ میں کتنی جلدی تیری حالت چہروں کو ترستے آئینے جیسی کرتا ہوں۔ تیری رُوح کے منبر پہ اپنی فتح کا اعلان کرتا ہوں۔ تیری رگ رگ میں درماندگی کی کوکھ کے خدشات بھرتا ہوں اور تجھے ایسا بناتا ہوں کہ دُنیا کے بازار میں تُو ذلیل و رسوا ہوتا پھرے۔

Marfat.com

صواب نے آگے بڑھ کر سماک پر وار کیا اور اپنے دائیں ہاتھ کا ایک بھرپور مکہ اس نے سماک کی گردن پر مارا تھا ۔ سماک نے قطعاً اپنا دفاع نہ کیا تھا اور نہ ہی اس نے صواب کے مکے کو روکنے کی کوشش کی تھی ۔ وہ صواب کا مکہ کھانے کے باوجود سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور کسی ایستادہ مضبوط ستون کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا تھا ۔ تاہم اس کی نظروں میں کوہ و بیابان کو پگھلا دینے والی تپش اور اس کے چہرے پر شام کی شفق کے رنگوں جیسے غیض و غضب بھڑک اٹھے تھے ۔

جونہی صواب مکہ مار کر دو قدم پیچھے ہٹا سماک مشینی انداز میں آگے بڑھا اور صواب کی ٹھوڑی کے نیچے گردن کے سامنے والے حصے پر اس نے ایسا پُرقوت مکہ مارا کہ صواب فضا میں اچھلتا ہوا ریت پر گر گیا تھا ۔ ریت پر گرنے کے بعد صواب ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ سماک نے کسی خونخوار چیتے اور چیر کھانے والے تیندوے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی تھی ۔ پھر سماک نے اپنے بائیں ہاتھ سے صواب کا چہرہ اور سر ریت کے اندر دبا کر رکھ دیا اور دائیں ہاتھ اور کہنی سے اس نے صواب کی گردن اور پیٹھ پر ایسی ضربیں لگائیں کہ صواب بلبلا اٹھا ۔

صواب نے سنبھلنے اور سماک کی گرفت سے نکلنے کی بہتری کوشش کی لیکن سماک کی پکڑ ایسی مضبوط تھی کہ صواب کی ہر کوشش ناکام رہی ۔ یہاں تک کہ سماک نے صواب کو مار مار کر ادھ موا کر دیا ۔ پھر اچانک سماک نے صواب کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور خوب زور کے ساتھ اس نے آگے بڑھ کر اسے قریب ہی کھڑے رکانہ پر دے مارا تھا ۔

پھر سماک برق کے کوندے اور قسمت گرِ آدم کی طرح حرکت میں آیا ۔ فوراً اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی اور اپنی ڈھال اٹھا کر وہ گرے ہوئے صواب اور رکانہ کی طرف بھاگا ۔ چونکہ رکانہ صواب کے اپنے اوپر گرنے کے عمل کو برداشت نہ کر سکا تھا اور زمین پر گر گیا تھا ۔ سماک کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سوید، قطبہ اور خبیب بھی آگے بڑھے اور وہ تینوں زعب بن مالک اور ابن عبدود پر ٹوٹ پڑے تھے ۔ سماک

Marfat.com

نے آگے بڑھتے ہی رکانہ اور صواب پر اپنی ڈھال سے ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں اور یہ ضربیں ایسے تواتر کے ساتھ ان دونوں کے سر، پیٹھ، شانوں اور پسلیوں پر پڑی تھیں کہ دونوں نہی نڈھال ہو کر ہانپنے لگے تھے اور اب ان میں اپنی مدافعت تک کی سکت نہ رہی تھی۔

رکانہ اور صواب کی بدترین حالت کرنے کے بعد سماک، زعب بن مالک اور ابن عبدود کی طرف متوجہ ہوا جو سوید، قطبہ اور خبیب کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ سماک پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا اور زعب کے سر پہ اپنی ڈھال کی ایسی ضرب لگائی کہ زعب نڈھال سا ہو کر اوندھے منہ زمین پر گر گیا۔ زعب بن مالک کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ابن عبدود نے فوراً اپنی تلوار اور ڈھال پھینک دی اور بلند آواز میں اس نے کہا۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اور امان کا طلب گار ہوں۔

اس پر خبیب فوراً حرکت میں آیا اور آگے بڑھ کر اس نے ابن عبدود کی تلوار اور ڈھال پر قبضہ کر لیا۔ سوید نے زعب سے اس کی تلوار اور ڈھال چھین لی تھی۔ جبکہ قطبہ بھاگ کر رکانہ اور صواب کی طرف بڑھا اور اُن دونوں کی تلواروں اور ڈھالوں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

جب وہ چاروں پوری طرح ان کے سامنے غیر مسلح اور بے بس ہو کر رہ گئے۔ تب سماک نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔ اے رہزنی پہ شرافت کا لبادہ اوڑھنے والو! کیا رات کی اس سنسان تاریکی اور ویران خاموشیوں کے سا ہم نے تم چاروں کی زندگی کا طلسمی تصور ختم کر کے نہیں رکھ دیا۔

اے ظلمت کے عہد کے پاسبانو! اے آدمیت کی بدی اور گناہوں کے وارثو! کیا ہم چاروں تم پر زہر و قہر بن کر وارد نہیں ہوئے اور کیا ہم نے تمہارے جسم و جان کے سارے ہی رابطوں کو اپنی گرفت میں نہیں لے لیا۔

اے رکانہ! تو اس حبشی صواب کو میرے ساتھ مقابلہ کرتے وقت اپنی حدود سے باہر نکل کر اور بہت بڑھ چڑھ کر گفتگو کرتا تھا۔ اب وہ تیری لاف زنی اور طاقت وقوت

Marfat.com

کا گھمنڈ اور گمان کدھر گیا ہے۔ جب کہ تو ہمارے سامنے اس مسافر کی طرح لاچار بیٹھا ہے جس کے سامنے اس کی کوئی منزل نہ رہی ہو۔ کیا تم چاروں میں کوئی اس صورتِ حال کی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔

ابن عبدود، زعب، رکانہ اور صواب میں سے کسی نے بھی سماک کے ان سوالات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر سماک اپنی تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا۔ زعب بن مالک کے پاس آ کر وہ رکا۔ پھر اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھتے ہوئے سماک نے اس سے پوچھا۔ "اے ابنِ مالک! اپنے ان تین ساتھیوں میں سے تم کس پر بھروسہ اور اعتماد کر سکتے ہو کہ ہم اسے تمہارے گھر بھیجیں کہ تمہارے گھر والے اس پر یقین کر کے اسے سوید کی رقم دے دیں اور وہ یہ رقم لے کر ہمیں یثرب میں پہنچا دے"۔

ابنِ مالک نے کہا۔" اس کے لیے میں صواب پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ میرے گھر والے اسے خوب جانتے ہیں اور اسے رقم بھی دے دیں گے"۔

اس پر سماک نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔" اے ابنِ مالک! اگر ایسا ہے تو صواب کو ساری تفصیل سمجھا دو کہ اسے کس سے ملنا ہو گا اور کتنی رقم لانی ہو گی"۔ اس کے ساتھ ہی سماک نے ابن مالک کی گردن سے تلوار ہٹالی اور ابن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کر صواب کو پوری تفصیل بتانے لگا تھا۔

جب ابن مالک حبشی صواب کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کر چکا تب سماک نے صواب کو مخاطب کر کے کہا۔" اے صواب! تم ابھی اور اسی وقت اپنے گھوڑے پر بیٹھو۔ اور بنو سلیم کی طرف روانہ ہو جاؤ اور ابن مالک کے گھر سے سوید بن صامت کے اونٹوں کی مطلوبہ رقم حاصل کر کے یثرب میں کاہنہ کی حویلی میں پہنچو۔ ہم ابن عبدود زعب بن مالک اور رکانہ کو وہیں لے کر جا رہے ہیں۔ رقم تم اکیلے لے کر آنا۔ تمہارے ساتھ اگر کوئی اور بھی آیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر تم بنو سلیم کے مسلح آدمیوں کو ہم پر چڑھا لائے کہ تم ابن عبدود، زعب اور رکانہ کو ہم سے چھڑا لے جاؤ تو سن رکھو ایسی صورت میں تم لوگوں کو اوس اور خزرج دونوں قبائل کی عسکری قوت کا مقابلہ

Marfat.com

کرنا ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ تم ایسی حماقت نہ کرو گے اور یہ بھی سُن رکھو اگر کل شام تک رقم لے کر تم یثرب میں کاہنہ کی حویلی میں پہنچ گئے تو ٹھیک ورنہ ہم زعیب، ابن عبدُد اور رکانہ تینوں کو قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد ہم تمھاری تلاش شروع کر دیں گے اور تمہیں تلاش کر کے تمہارا سر بھی قلم کر دیں گے۔ اب تم یہاں سے بنو سلیم کی طرف کُوچ کر جاؤ۔"

سماک کی اس گفتگو کے جواب میں صواب نے کچھ بھی نہ کہا۔ سہمی سہمی سی حالت میں وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے مہمیز لگا کر سیدھی آگے جانے والی شاہراہ پر سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

حبشی صواب جب وہاں سے چلا گیا۔ تب سماک نے قطبہ اور خبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے رفیقو! ان تینوں کو رسیوں میں جکڑ کر انہیں ان کے گھوڑوں پر بٹھا دو اور پھر ان کے گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے ہم یثرب کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور یہ بھی سنو کہ ہم ایسی رفتار سے جائیں گے کہ صبح سویرے کاہنہ سجاح کی حویلی میں داخل ہوں۔ میں اور تم دونوں ان تینوں کو لے کر کاہنہ سجاح کی حویلی میں بیٹھ جائیں گے۔ جب کہ سوید بن صامت جا کر بنو اوس[1] اور بنو خزرج دونوں قبائل کے سرداروں کو اس واقعہ کی اطلاع کر دے گا تاکہ ان تینوں کے سلسلے میں بنو سلیم اگر ہم پر حملہ آور ہوں تو اوس اور خزرج کے دونوں سردار پہلے سے اس ممکنہ حملے کا سدِّباب کر کے رکھیں۔"

سماک کے کہنے پر قطبہ اور خبیب نے ان تینوں کو رسیوں میں جکڑ کر ان کے گھوڑوں پر بٹھا دیا تھا۔ پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

سماک، قطبہ، خبیب اور سوید اس وقت یثرب شہر میں داخل ہوئے جب سورج طلوع ہو چکا تھا۔ جب وہ کاہنہ سجاح کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے

---

[1] یثرب کے اندر اوس و خزرج عربوں کے دو مشہور و معروف قبائل تھے۔

Marfat.com

دیکھا۔ کاہنہ اپنے صحن میں بنی ہوئی اس شہ نشین پر بیٹھی ہوئی تھی جس پر بیٹھ کر اپنے تابع کے ذریعے وہ لوگوں کے فیصلے کیا کرتی تھی۔

انہیں اپنی حویلی میں آتے دیکھ کر کاہنہ کچھ فکر مند سی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر سماک نے کاہنہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے محترم سجاح! ان لوگوں نے تیرے فیصلے سے روگردانی کرتے ہوئے رات کے وقت یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن ہم نے بنو سلیم کی طرف جاتے ہوئے راستے ہی میں انہیں پکڑ لیا اور ان کے ایک ساتھی کو بنو سلیم کی طرف روانہ کر دیا ہے اور جب وہ زعب بن مالک کے گھر سے سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم لے کر آئے گا۔ تب ہم انہیں چھوڑ دیں گے۔"

یہ سن کر کاہنہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے کہا "اے ابن وجانہ! میں جانتی ہوں کسی کا تم سے بھاگ نکلنا بڑا دشوار اور مشکل ہے۔"

کاہنہ ذرا رکی پھر وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔ "گو میں صبح کا کھانا کھا چکی ہوں اور اگر تم لوگ کہو تو میں تم لوگوں کے لیے بھی کھانا تیار کراؤں"۔

اس پر سوید بن صامت نے کاہنہ کو مخاطب کر کے کہا "اے عظیم سجاح! اس کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے گھر جا رہا ہوں۔ ایک تو اس واقعہ کی اطلاع اوس خزرج کے سرداروں کو کرتا ہوں۔ دوسرے میں ان سب کے لیے کھانا بھی لیتا آؤں گا۔ میں نے ابھی تک اپنے بھائیوں اور اپنے بیٹوں پر یہ انکشاف نہیں کیا کہ میں زعب بن مالک کے ساتھ اپنے اونٹوں کی قیمت کا معاملہ طے کر رہا ہوں۔ اگر انہیں علم ہو جائے تو وہ اس زعب بن مالک کو قتل کر دیں۔ کیوں کہ اس کے رویے سے وہ پہلے ہی بڑے نالاں ہیں۔ اس لیے میں نے ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں سماک کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس لیے کہ میرے عزیز و اقارب سماک پر اندھا یقین رکھتے ہیں اور جواب میں یہ کبھی نہیں پوچھتے کہ سماک کے ساتھ کہاں اور کیوں جا رہے ہو"۔ اس کے ساتھ ہی سوید بن صامت وہاں سے چلا گیا تھا۔

Marfat.com

تھوڑی ہی دیر بعد سوید بن صامت واپس آیا۔ اس کے ساتھ دو خادم بھی تھے جو کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھے۔ پہلے سب نے مل کر کھانا کھایا۔ زعب بن مالک، رکانہ اور ابن عبدود کو بھی کھانا کھلایا گیا تھا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد ان تینوں کو کاہنہ سجاح کی حویلی کے ایک کمرے کے اندر بند کر دیا گیا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد سوید بن صامت نے سماک، قطبہ اور خبیب تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اے میرے رفیقو! میں نے ابھی تک اپنے بھائیوں، بیٹوں اور دوسرے عزیز و اقارب پر بھی اپنا اسلام قبول کرنا ظاہر نہیں کیا۔ لہٰذا تم بھی ان پہ یہ ظاہر نہ کرنا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں اس طرح میرے اور ان کے درمیان بدمزگی پیدا ہو سکتی ہے۔“

سماک نے سوید بن صامت کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ”اے ابن صامت! تم فکرمند نہ ہو، فی الحال اپنے اسلام لانے کو ہم ہر ایک سے راز ہی رکھیں گے آؤ اب کاہنہ سجاح سے حضورؐ کے دادا عبدالمطلب کے بقیہ حالات سنتے ہیں اس طرح ہمارا وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔“

قطبہ بن عمرو نے فوراً تائید کرتے ہوئے کہا۔ ”ہاں یہ درست ہے۔ گو ابو قیس ہمارے ساتھ نہیں ہے لیکن میں حضورؐ کی سیرت کے بقیہ حالات اور ان کے دادا عبدالمطلب کے یہ سارے واقعات تفصیل کے ساتھ اس سے کہہ دوں گا۔“ اس کے ساتھ ہی وہ کاہنہ کے پاس کے پاس آئے اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

”اے عظیم سجاح! تو دیکھتی ہے کہ ہم کھانا کھا کر فارغ ہو گئے ہیں۔ زعب ابن عبدود اور رکانہ کو بھی ہم نے کھانا کھلا دیا ہے اور سوید بن صامت کے خدام کھانے کے برتن بھی اٹھا کر لے گئے ہیں تو کیا اس موقع پر تم ہمیں مکہ کے عبدالمطلب بن ہشام کے بقیہ حالات نہ سناؤ گی۔ جب کہ تم نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔“

Marfat.com

اس پر کاہنہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا "ضرور سناؤں گی۔ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ عبدالمطلب بن ہشام کے حالات سناتے سناتے میں نے کہاں ختم کیے تھے۔"

سماک نے جھٹ کہا "یہ حالات تم نے اس مقام پر ختم کیے تھے جب عبدالمطلب زمزم کی حصّہ داری کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنے اور مخالف گروہ کے لوگوں کے ساتھ ارضِ شام کی کسی کاہنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔"

کاہنہ سجاح کی اس آمادگی پر سماک، سوید، قطبہ اور خبیب اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ کاہنہ سنبھلی۔ پھر اس نے کہنا شروع کیا "اے میرے بچو! تو میں کہہ رہی تھی کہ عبدالمطلب اپنے اور مخالف گروہ کے آدمیوں کے ساتھ کوچ کرنے لگے تو اس کوچ سے قبل انہوں نے نذر مانی کہ اگر اس کے دس بیٹے ہوئے اور وہ بلوغت کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک کو وہ کعبۃ اللہ کے پاس خداوند کی خوشنودی کے لیے قربان کر دیں گے۔

اس کے بعد وہ ارضِ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں صحرا کے اندر سے گزرتے ہوئے عبدالمطلب اور اس کے ساتھیوں کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ عبدالمطلب کے کسی بھی ساتھی کے پاس پانی نہ رہا اور انہیں اس دشت میں ایسی پیاس لگی کہ ہر ایک کو اپنی موت و ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا۔ وہ مخالف لوگ جو عبدالمطلب کے ساتھ تھے اور زمزم کا فیصلہ کرانے شام کی کاہنہ کے پاس جا رہے تھے، ان کے پاس پانی تھا۔ عبدالمطلب نے ان سے پانی مانگا لیکن انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ ہم خود بھی تو تم لوگوں کے ساتھ اس بے آب و گیاہ دشت میں سفر کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی اسی آفت اور مصیبت کا خطرہ لاحق ہے جو تم پر اس وقت پڑی ہے۔ اس پر عبدالمطلب نے اپنے حامیوں کو مخاطب کیا اور کہا۔

Marfat.com

ان میں سے ایک نے اپنے سارے ساتھیوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔ "اے عبدالمطلب! جو بھی آپ حکم دیں گے ہم پیروی کریں گے۔ آپ جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔ ہم تو ہر صورتِ حال میں آپ کا ساتھ دیں گے۔"

اس پر عبدالمطلب نے کہا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر سنو! ہر شخص اس صحرا کے اندر اپنے لیے ایک گڑھا کھود دے۔ جب کوئی پیاس کے باعث ہلاک ہو جائے تو اسے اسی گڑھے[1] میں دبا دیں گے۔ یہاں تک کہ آخر میں صرف ایک شخص رہ جائے گا۔ اور سارے قافلے کی نسبت ایک شخص کا بے گور و کفن رہ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔"

اس پر عبدالمطلب کے ساتھی وہاں رک گئے اور ہر کوئی اپنے لیے گڑھا کھودنے لگا تھا۔ جب کہ مخالف گروہ والے بھی وہاں رک کر عبدالمطلب اور اس کے ساتھیوں کی لاچارگی اور بے بسی دیکھنے لگے تھے۔

جب سب لوگوں نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھود لیا۔ تب لوگ موت کے انتظار میں وہاں بیٹھ گئے۔ اس پر عبدالمطلب نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "اے میرے عزیزو! بقسم خداوندی۔ اس طرح اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا اور زندہ رہنے کے لیے دوڑ دھوپ نہ کرنا اور کوئی سعی و جد و جہد عمل میں نہ لانا بڑی کمزوری کی بات ہے۔ چلو جب تک ہم لوگوں کے جسموں میں ہمت و سکت ہے۔ اطراف میں کسی بستی کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ شاید کوئی آبادی و بستی مل جائے اور وہاں سے ہمیں پانی میسر ہو اور جب دیکھیں گے کہ اب تلاش جاری نہیں رکھی جا سکتی اور جسمانی طاقت و سکت جواب دے گئی ہے تو پھر ان گڑھوں کے پاس لوٹ آئیں گے اور اپنے آپ کو موت کے رحم و کرم

---

[1] علامہ ابن ہشام نے سیرت النبیؐ کے اندر ان واقعات اور گڑھے کھودنے والی ترکیب کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

پر چھوڑ دیں گے۔ لہذا میرے رفیقو! ہمت نہ ہارو۔ اٹھ کھڑے ہو۔ شاید خداوند کسی نہ کسی بستی میں ہم ضرورت مندوں کو پانی جیسی نعمت عطا فرما دے"۔

عبدالمطلب کی اس گفتگو پر ان کے سب ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ پانی کی تلاش میں نکلیں۔ یہ مخالف گروہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے کہ دیکھیں اب یہ لوگ کیا کرتے ہیں اور ان پر کیا گزرتی ہے۔

عبدالمطلب بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنی اونٹنی کی طرف بڑھے جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دیکھو ایسا ہوا کہ جب انہوں نے نکیل مار کر اونٹنی کو اٹھایا تو اس کا ایک پاؤں زمین میں دھنسا اور ایسا ہوا کہ وہاں سے میٹھے[1] پانی کا ایک چشمہ بہہ نکلا۔ اس پر عبدالمطلب اور ان کے ساتھ بے حد خوش ہوئے۔ وہ اپنی اپنی سواریوں سے اتر گئے۔ جی بھر کے پہلے انہوں نے پانی پیا اور اپنی آئندہ ضرورت کے لیے انہوں نے اپنے مشکیزے بھی بھر لیے تھے۔

پھر عبدالمطلب نے اپنے مخالف گروہ کو مخاطب کر کے کہا "یا معشر القریش (اے اہل قریش!) خداوند نے اس بے آب و گیاہ دشت کے اندر پانی عنایت کر دیا ہے۔ لہذا تم لوگ بھی آؤ۔ سیر ہو کر پانی پیو اور اپنے مشکیزے بھی بھر لو"۔ اس پر مخالف گروہ والے بھی وہاں آئے۔ انہوں نے بھی پانی پیا اور اپنی ضرورت کے مطابق بھر بھی لیا۔

اس کے بعد جب ارض شام کی کاہنہ کے پاس جانے کے لیے وہاں سے کوچ ہونے لگا تو عبدالمطلب کے مخالف گروہ نے وہاں باہمی صلاح مشورہ سے کوئی فیصلہ کیا۔ پھر ان میں سے ایک جو ان کا سرگروہ تھا وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد عبدالمطلب کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا "اے ابن ہاشم! اب ہم زمزم کے سلسلے

---

[1] صحرا کے اندر اس میٹھے پانی کے چشمے کے جاری ہونے کے سلسلے میں بھی علامہ ابن ہشام نے کافی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ (ماخوذ سیرت ابن ہشام صفحہ ۱۷۲)

Marfat.com

میں آپ کے ساتھ جھگڑا نہ کریں گے۔ جس ذات نے آپ کو اس پیاسے صحرا میں پانی سے سیراب کیا ہے بے شک اسی نے آپ کو زمزم عنایت فرمایا ہے۔ پس اے ابنِ ہاشم! ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ اب ہم زمزم کا فیصلہ کرانے ارضِ شام کی کاہنہ کی طرف نہ جائیں گے بلکہ زمزم پر تمہارا حق تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا آؤ اب اس دشت سے مکہ لوٹ چلیں۔ لہٰذا سب خوشی خوشی واپس مکہ چلے گئے تھے۔

پس مکہ واپس جا کر عبدالمطلب نے دوبارہ زمزم کی کھدائی[1] کا کام شروع کر دیا تھا۔ ابھی کچھ زیادہ کھدائی نہ کی گئی تھی کہ وہاں سے سونے کے دو ہرن[2] ملے اور یہ سونے کے یہ دونوں ہرن وہ تھے جنہیں بنو جرہم نے اس وقت وہاں دبا دیا تھا۔ جب انہیں کعبہ کی خدمت سے محروم کر کے مکہ سے نکالا گیا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں سے سفید تلواریں اور زرہیں بھی پائی گئی تھیں۔

پھر زمزم کھودنے کے دوران یہ جو چیزیں ملی تھیں ان کا فیصلہ کرنے کے لیے عبدالمطلب نے ایک نیا اور انوکھا اور نیا طریقہ کار استعمال کیا۔ اس نے اہلِ قریش کو جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ان چیزوں کی تقسیم کے لیے میں چھ تیر مقرر کرتا ہوں۔ پھر یہ تیر ہبل[3] پر ڈالے جائیں۔ اور جس چیز پر جس کا تیر نکلا وہ چیز اُسی کی ہوگی۔ اس پر اہلِ قریش نے اتفاق کیا۔ لہٰذا چھ تیر لیے گئے۔ ان میں سے دو زرد تیر کعبۃ اللہ کے لیے رکھے گئے۔ سیاہ رنگ کے دو تیر عبدالمطلب کے لیے

---

[1] بعض روایات میں ہے کہ کھدائی سے قبل خواب میں عبدالمطلب کو اشارہ دیا گیا تھا کہ اگلے روز وہ زمزم کے لیے اس جگہ کھدائی کا کام شروع کرے جہاں چیونٹیوں کی ایک بستی کے پاس ایک کوا زمین پر چونچ مار رہا ہو۔ پس عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا اور زمزم کھودا۔

[2] سونے کے ان دونوں ہرنوں سے متعلق علامہ ابن ہشام نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

[3] کعبۃ اللہ میں ہبل نام کا یہ بت ایک باؤلی کے پاس تھا اور اس پر جو چڑھاوے چڑھتے تھے۔ وہ بھی اسی باؤلی کے آس پاس پڑے رہتے تھے۔

Marfat.com

اور دو سفید تیر اہلِ قریش کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔

پھر ان چھ تیروں کو لے کر یہ لوگ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے اور وہاں جو شخص ہبل پر تیر ڈالتا تھا۔ وہ چھ تیر انہوں نے اس شخص کے حوالے کیے کہ وہ اِن تیروں کو ہبل پر ڈالے تاکہ کوئی فیصلہ ہو۔

اس شخص نے جب تیر ڈالے تو کعبۃ اللہ کے دونوں زرد رنگ کے تیر سونے کے دونوں ہرنوں کے لیے نِکلے۔ عبدالمطلب کے دونوں سیاہ رنگ کے تیر سفید تلواروں اور زِرہوں کے لیے نِکلے جب کہ قریش کے دونوں سفید تیر کسی بھی چیز کے لیے نہ نکلے۔

اس طرح سونے کے وہ دونوں ہرن کعبۃ اللہ میں نصب کر دیئے گئے تھے۔ اور یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا جب کہ تلواروں کو عبدالمطلب نے کعبۃ اللہ کے دروازے سے لٹکا دیا تھا۔ اس کے بعد زمزم پر عبدالمطلب کی ملکیت تسلیم کر لی گئی اور حجاج کو پانی پلانے کا کام عبدالمطلب نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔

سماک، سوید، قطبہ اور خبیب اس کاہنہ سے یہ حالات و واقعات بڑے غور و انہماک سے سن رہے تھے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ کاہنہ تھوڑی دیر کے لیے رُکی۔ پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔

’ تو اے میرے بچو! اس طرح وقت گزرتا رہا اور عبدالمطلب نے جو دس بیٹوں کے لیے نذر مانی تھی۔ تو ایسا ہوا کہ اس کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے۔ تب عبدالمطلب کو اپنی نذر پوری کرنے کا خیال آیا۔ اس پر اس نے اپنے سارے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے فرزندو! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے اور سب جوان ہو گئے تب میں ان میں سے ایک کو کعبۃ اللہ کے پاس خداوند کی خوشنودی کے لیے قربان کر دوں گا۔ اب تم میرے دس بیٹے ہو اور دس کے دس جوان ہو چکے ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نذر کے پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

عبدالمطلب کے سارے بیٹوں نے اس سلسلے میں اس سے اتفاق کیا اور پوچھا

Marfat.com

"اے ہمارے باپ! یہ نذر پوری کرنے کے لیے کیا طریقہ کار استعمال کیا جا سکتا ہے۔" اس پر عبدالمطلب نے کہا۔ "تم میں ہر کوئی ایک ایک تیر لے اور اس تیر پہ اپنا نام لکھ کر میرے پاس لائے۔"

سب بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ تب عبدالمطلب ان سب کو لے کر کعبۃ اللہ میں داخل ہو کر ہبل بت کے پاس آئے اور اس ہبل بت سے فال لینے کا یہ طریقہ کار ہے کہ اس بت کے پاس ہر وقت سات تیر پڑے رہتے ہیں اور ہر تیر پر کچھ نہ کچھ لکھا رہتا ہے۔ ایک تیر پر ہاں اور دوسرے پر نہیں لکھا ہے۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہوتا تو ان تیروں کو دوسرے تیروں میں ملا کر حرکت دی جاتی۔ اگر ہاں والا تیر نکلتا تو وہ اس کام کو کر لیتے اور نہیں والا تیر نکلتا تو وہ کام کرنے سے باز رہتے ہیں۔

تیسرے تیر پر "تم میں سے" اور چوتھے تیر پر "تم میں سے نہیں" لکھا ہوا ہے اور پانچویں تیر پر "تم میں ملا ہوا" لکھا ہے۔ جب کسی لڑکے کا ختنہ یا نکاح کرنا ہوتا ہے۔ یا کسی میت کو دفن کرنا یا کسی کے نسب میں شک ہو تو ایسی صورت میں سو درہم اور ذبح کرنے کے لیے کچھ جانور ہبل کے سامنے پیش کیے جاتے پھر ہبل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو بات حق میں ہے وہ ہمارے لیے ظاہر کر۔ اس کے بعد تیروں والے سے کہتے کہ تیروں کو حرکت دے اور پھر جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ ایک تیر پر "پانی" لکھا ہوا ہے۔ جب پانی کے لیے کنواں کھودنا ہوتا ہے تو وہ پانی والے تیر کو دوسرے تیروں میں ملا کر حرکت دلاتے ہیں۔ پھر جس طرح کا تیر نکلتا ہے ویسا ہی عمل کرتے ہیں۔

ل علامہ ابن ہشام نے سیرت النبیؐ میں ہبل کے پاس رکھے جانے والے تیروں کی تفصیل اسی طرح لکھی ہے جو ہم نے یہاں بیان کر دی ہے۔

Marfat.com

کاہنہ سجاح پھر تھوڑی دیر کے لیے رُکی ۔ دم لیا اور دوبارہ سماک اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا: "اے میرے بچو! یہ تو تفصیل ہے کعبہ میں رکھے ہوئے بت ہبل کی ۔ پس عبدالمطلب بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ ہبل کے پاس تیروں کو حرکت دینے والے کے پاس آئے ۔ جو نذر انہوں نے مانی تھی وہ بھی اس تیروں والے سے کہہ دی ۔ پھر اس سے کہا کہ میرے بیٹوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو اور یہ وہ تیر تھے جن میں ہر ایک پر ان کے ایک ایک بیٹے کا نام لکھا ہوا تھا ۔ پس جب اس تیروں والے شخص نے تیر ہلا کر نکالے تو عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے فرزند عبداللہ کا نام نکلا ۔ گو عبداللہ عبدالمطلب کے سب سے زیادہ لاڈلے اور چہیتے فرزند تھے ۔ اس کے باوجود عبدالمطلب نے اپنے ایک ہاتھ سے اپنے اس جگر بند کا ہاتھ تھاما اور دوسرے ہاتھ میں ایک تیز اور بڑی چھری تھام کر عبداللہ کو اساف[1] و نائلہ کے پاس لے گئے تاکہ اسے اپنی نذر کے مطابق ذبح کریں ۔

جب عبدالمطلب اپنے اس فرزند کو ذبح کرنے لگے تب قریش کے لوگ اپنی مجلسوں سے اُٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور اسے مخاطب کر کے کہا "یہ تم کیا کرنا چاہ رہے ہو؟"

عبدالمطلب نے بغیر کسی توقف کے کہا ۔" میں اسے ذبح کرنے لگا ہوں"
اس پر قریش چلا اٹھے ۔" خدا کی قسم! اسے ہرگز ذبح نہ کیجیے اور اگر آپ

---

[1] اساف و نائلہ دو مشہور بُت تھے جو زمزم کے پاس رکھے جاتے تھے اور لوگ ان کے پاس قربانیاں کیا کرتے تھے ۔ اساف اور نائلہ قبیلہ جرہم سے تعلق رکھتے تھے ۔ اساف بغی کا بیٹا تھا جب کہ نائلہ ویک کی بیٹی تھی ۔ زمانہ قدیم میں یہ دونوں طوافِ کعبہ کے لیے آئے ۔ یہاں انہوں نے کعبہ کی حدود میں بدکاری کی اور دونوں پتھر کے ہو گئے ۔ اساف کے اس پتھر کے بُت کو کوہ صفا پر اور نائلہ کے بُت کو جبلِ مروہ پر رکھ (باقی صفحہ ۱۰۵ پر)

Marfat.com

ایسا کریں گے تو ہر کوئی اپنی نذر کے بعد اپنا بچہ یہاں لایا کرے گا اور اسے ذبح کر دیا کرے گا۔ اس طرح بچوں کی نسل کشی شروع ہو جائے گی"۔

عبد المطلب کی بیوی اور عبد اللہ کی ماں فاطمہ بنت عمرو کے قبیلے کے ایک شخص مغیرہ بن عبد اللہ نے کہا۔ "خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہ کیجیے۔ جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر اس عبد اللہ کا فدیہ ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم ضرور ادا کریں گے۔ عبد المطلب کے بیٹوں نے بھی عبد المطلب کو مشورہ دیا کہ ہمارے بھائی کو ذبح نہ کیا جائے۔ اسی وقت قریش کا ایک رئیس اٹھا اور اس نے اس موقع پر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اے عبد المطلب! یثرب میں ایک کاہنہ اور عرافہ رہتی ہے اس کا نام سجاح ہے۔ اس کے تابع کوئی مؤکل، شیطان اور روح ہے جس کی مدد سے وہ چھپی ہوئی باتیں بتاتی ہے۔ پس تم عبد اللہ کو لے کر وہاں چلو اور اس عرافہ سے اس مسئلہ کا حل دریافت کرو اور اگر اس نے بھی آپ کے اس جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو اختیار ہو گا جو چاہے کریں اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ اور آپ کے اس بیٹے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی صورت ہو تو پھر آپ اس کو قبول کر لیں"۔

عبد المطلب کو یہ مشورہ پسند آیا۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹے اور کچھ معزز لوگوں کے ساتھ مجھ سے ملنے یہاں یثرب آیا۔ میں ان دنوں خیبر گئی ہوئی تھی۔ پس وہ لوگ یثرب سے خیبر پہنچ گئے اور مجھ سے ملے اور سارا واقعہ مجھ سے انہوں نے بیان کیا۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ یثرب چلیں اور وہاں ایک روز قیام کریں۔ میں اپنے تابع سے پوچھ کر اس اہم بات کا فیصلہ کروں گی۔ پس ہم سب لوگ خیبر سے یثرب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴) دیا تھا۔ بعد میں جاہل لوگوں نے ان دونوں کے بت اٹھا کر زمزم کے پاس رکھ لیے اور ان کے پاس قربانیاں کرنے لگے۔

Marfat.com

آئے اور اس رات مَیں نے اپنے تابع سے مشورہ کیا۔

پس دوسرے روز عبدالمطلب اور اس کے ساتھی جب مجھ سے ملے تو مَیں نے اُن سے پوچھا "تم لوگوں میں فدیہ اور دیت کی کیا مقدار ہے" اس پر سب نے کہا۔ "دس اُونٹ"

اس پر مَیں نے کہا سے کہا۔ "تم سب لوگ مکہ چلے جاؤ اور اپنے بیٹے کو دس اونٹوں کے پاس رکھو اور اپنے بیٹے اور اونٹوں پر تیروں کے ذریعے سے قرعہ ڈالو۔ اگر فیصلہ تمہارے بیٹے کے حق میں نکلے تو اونٹوں کی تعداد بڑھاتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ خداوند تم سے راضی ہو جائے اور تمہارے بیٹے کے بجائے اونٹوں پر قرعہ نکل آئے۔ اور جتنے اونٹوں پر قرعہ نکلے ان اونٹوں کو ذبح کر دینا۔ اس طرح تمہارا خداوند بھی تم سے راضی ہوگا اور تمہارا بیٹا بھی بچ جائے گا۔ میرا یہ فیصلہ سن کر سب خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے"۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ کاہنہ سجاح[1] خاموش ہو گئی تھی۔

کاہنہ چند ساعتوں تک خاموش رہی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہو۔ اس دوران سماک، سوید، قطبہ اور خبیب غور و انہماک سے اس کاہنہ کی طرف دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد وہ کاہنہ دوبارہ بولی اور ان چاروں کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بچو! اس کے بعد کے حالات مجھے عبدالمطلب کے بیٹے عباس سے معلوم ہوئے کیوں کہ یہ عباس بن عبدالمطلب تجارت اور سوداگری کی غرض سے اکثر مکہ سے یثرب آیا کرتا ہے۔ جو حالات اس نے مجھے سنائے اُن کے مطابق یہاں سے جانے کے بعد عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ اور دس اونٹوں کو لے کر کعبة

---

[1] عبدالمطلب کے کاہنہ سجاح کے پاس جانے اور اس کے فیصلے کے مطابق عمل کرنے کے سارے واقعات سیرت النبیؐ سے حاصل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

اللہ میں داخل ہُوا اور پھر تیر نکالا تو تیر عبداللہ پر نکلا۔ سو دس اونٹ اور بڑھا دیئے گئے۔ اس طرح اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی کے نام نکلا لہٰذا اونٹ بڑھا کر تیس کر دیئے گئے پر تیر اس بار بھی عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ اس طرح اُونٹوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے جب سو ہو گئی تو پھر تیر عبداللہ کی بجائے اونٹوں پر نکل آیا۔ اس کے بعد تین مرتبہ ایسا ہی کیا گیا تو ہر مرتبہ تیر اونٹوں ہی پر نکلا۔ اس طرح عبداللہ کے بجائے سو اونٹ قربان کر دیئے گئے۔

سو یہ ہیں عبدالمطلب کے وہ حالات جنہیں سنانے کے لیے تم لوگوں نے مجھ سے تقاضا کیا تھا۔ اس پر سوید بن صامت نے بولتے ہوئے کہا "اے کاہنہ! تم جانتی ہو کہ میں دو ہی دن ہوئے مکہ سے لوٹا ہوں اور وہاں میں کئی ماہ قیام کر کے آیا ہوں۔ یہ واقعات جو تم نے سنائے ہیں اس کے بعد کیا ہُوا وہ میں تمہیں سُنا دیتا ہوں۔ کہ میں ان واقعات کی تحقیق و جستجو کر کے آیا ہوں اور اس سے آگے کے حالات یوں ہیں کہ عبدالمطلب کا بیٹا عبداللہ جب قربانی سے بچ گیا اور اس کی جگہ سَو اونٹ قربان کر دیئے گئے۔ تب اس عبداللہ کو ایک عورت ملی جس کا نام ام قتال[1] بنتِ نوفل تھا۔ اس عورت نے عبداللہ کو پیشکش کی کہ اگر وہ اس کے ساتھ شادی کر لے تو میں تمہیں سو اونٹ دوں گی لیکن ایسا نہ ہوا۔ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو وہب بن عبد مناف کے ہاں لے گئے اور اس کی بیٹی آمنہ سے عبداللہ کی شادی کر دی۔ اسی عبداللہ اور آمنہ سے محمدؐ بن عبداللہ پیدا ہوئے اور یہی اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اس گفتگو کے بعد کاہنہ سجاح شاید سوید بن صامت سے کچھ پوچھتی پر اسی

---

[1] یہ ام قتال۔ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔ یہ دونوں بہن بھائی قدیم مقدس کتب اور صحائف کا علم رکھتے تھے۔ ام قتال جان گئی تھی کہ عبداللہ کے صلب سے رسولؐ پیدا ہونے والے ہیں لہٰذا اس نے شادی کی پیش کش کی۔

Marfat.com

وقت کچھ لوگ حویلی میں داخل ہوئے۔ اس پر کاہنہ سجاح نے سماک اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا "اب تم چاروں تھوڑی دیر کے لیے ذرا ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔ یہ دیکھو کچھ لوگ مجھ سے اپنے کسی معاملہ کا فیصلہ کرانے آگئے ہیں"۔

اچانک ان آنے والوں کے پیچھے پیچھے حبشی صواب بھی داخل ہوا۔ اس پر کاہنہ نے کہا "اور تم بھی زعب بن مالک کے ساتھ اپنا معاملہ طے کر لو۔ یہ حبشی صواب تمہاری رقم لے آیا ہے"۔

کاہنہ سجاح سے فیصلہ کرانے والے کاہنہ کے پاس آکر بیٹھ گئے جب کہ صواب سیدھا سماک کے پاس آیا اور چمڑے کی ایک تھیلی اس نے سماک کو تھماتے ہوئے کہا "یہ سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم ہے۔ اب تم زعب ابن عبدود اور رکانہ کو چھوڑ دو"۔

سماک نے نقدی کی تھیلی سوید کو تھمائی اور کہا "اے ابنِ صامت اپنی رقم گن لو"۔ سوید بن صامت نے رقم گن لی اور کہا "رقم تو ٹھیک ہے"۔

اس پر سماک اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس کمرے کا دروازہ کھولا جس میں زعب بن مالک، رکانہ اور ابن عبدود بند تھے اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "تمہارا حبشی ساتھی صواب، سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم لے آیا ہے۔ لہذا اب تم آزاد ہو اور جا سکتے ہو۔ پر یہاں سے جاتے ہوئے میری ایک بات ضرور ذہن میں رکھنا۔ آئندہ کسی اور کی رقم نہ ہتھیا بیٹھنا۔ ایسا نہ ہو کوئی تمہاری گردنیں ہی کاٹ کر رکھ دے۔ اب تم جاؤ کہ ہمارا اور تمہارا معاملہ ختم ہوا"۔ اس کے ساتھ ہی زعب بن مالک، ابن عبدود، رکانہ اور صواب وہاں سے چلے گئے تھے۔

پھر سوید بن صامت نقدی کی تھیلی اٹھائے سماک کے قریب آیا اور نرم و شفقت بھری آواز میں اس نے کہا۔ "اے سماک! میرے عزیز! میرے بھائی! یہ جو رقم مجھے ملی ہے اس میں سے کچھ تم، ثعلبہ اور خبیب بھی رکھ لو"۔

Marfat.com

اس پر خبیب بن لیساف فوراً بول پڑا۔ "اے ابن سوید! تم جانتے ہو کہ میری مالی حالت کافی مستحکم ہے، میرے کچھ باغات بھی ہیں اس لیے میں اس رقم کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں۔ ہم گھر کے صرف تین ہی افراد ہیں۔ ایک میں ایک میری بیوی جمیلہ[1] بنتِ عبداللہ بن ابی سلول اور ایک میرا بیٹا عبداللہ۔ جب کہ میری آمدنی میرے اخراجات سے کہیں زیادہ ہیں۔

خبیب بن لیساف کے خاموش ہونے پر قطبہ نے کہا۔" اے ابنِ صامت میں بھی رقم کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میرے مالی حالات بھی مستحکم ہیں۔ میرا ایک باغ بھی ہے جس سے مجھے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی ہے اور پھر سماک کی طرح میرا کوئی بھائی بہن بھی نہیں۔ میں اکیلا ہوں میری ماں زینب[2] بنت عمر و مر چکی ہے۔ باپ پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ میری آمدنی میرے اخراجات سے زیادہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم میں سے اگر کسی کو حصہ ملنا چاہیے تو وہ سماک بن خرشہ ہے کہ اس کے پاس آمدنی کا واحد ذریعہ کھوجی کا ایک پیشہ ہی ہے اس کا کوئی باغ اور زمین نہیں ہے۔ پہلے یہ اپنی ماں کے ساتھ تو کسی طرح گزر بسر کر لیتا تھا لیکن اب تو اس کی یثرب کی دو سب سے حسین و جمیل لڑکیوں سے منگنی بھی ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس کے اخراجات بڑھ جائیں گے"۔ قطبہ بن عامر کے خاموش ہونے پر سماک کے ہونٹوں پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہا۔

"اے قطبہ! میرے عزیز دوست! میرے مشفق بھائی! تم نے جو میری مالی حالت کا تجزیہ کیا ہے وہ درست ہے لیکن میں اس رقم سے کچھ بھی قبول نہ

---

[1] علامہ ابن سعد نے طبقات میں خبیب بن لیساف کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ اور بیٹے کا نام عبداللہ ہی تحریر کیا ہے۔

[2] ماخوذ از طبقات ابن سعد جلد ۴

Marfat.com

نہ کروں گا۔ اس طرح تو یہ تاثر اُبھرے گا کہ مَیں نے سوید بن صامت کی یہ رقم حاصل کرنے میں جو مدد کی ہے تو اس کا مَیں نے معاوضہ اور اجر لے لیا ہے۔ قسم کعبہ کے رب کی مَیں نے سوید بن صامت کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے ہوئے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔"

سماک جب خاموش ہوا تو سوید بن صامت فوراً حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ میں پکڑی تھیلی سے اس نے نقدی کا ایک حصّہ جلدی جلدی سماک کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اے ابودجانہ! اگر تم نے مجھے اپنا بڑا بھائی خیال کرتے ہوئے زعب بن مالک سے میری یہ رقم حاصل کرنے میں میری مدد کی ہے تو پھر سن رکھو مَیں بھی تمہیں اپنا چھوٹا بھائی سمجھتے ہوئے یہ رقم دے رہا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ اب تم مجھے یہ رقم واپس کر کے بھائی کے اس عظیم رشتے کو منقطع کرنے کی کوشش نہ کرو گے"۔ سماک بے چارہ جواب میں کچھ بھی نہ کہہ سکا اور خاموش ہو کر رہ گیا۔

اسی وقت سوید بن صامت کا نوجوان بیٹا الحارث[1] بن سوید وہاں داخل ہوا اور سوید بن صامت کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے میرے باپ! آپ ہمیں بے خبری میں ہی رکھ کر اونٹوں کی رقم کا معاملہ نمٹا رہے ہیں۔ کم از کم مجھے تو آپ کو ساتھ لانا چاہئیے تھا کہ اگر زعب بن مالک سے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ آپ کا جھگڑا ہو جائے تو کم از کم آپ کی مدد کرنے کے لیے مَیں موجود تو ہوں"۔

اس پر سوید بن صامت نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔ "اے میرے فرزند! جہاں سماک بن خرشہ، قطبہ بن عامر اور خبیب بن لیساف جیسے چھوٹے بھائی موجود ہوں وہاں مجھے زعب بن مالک جیسے انسان اور اس کے ساتھیوں سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے"۔

---

[1] سوید بن صامت کا یہ بیٹا الحارث جنگِ اُحد میں حضورؐ کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ علامہ ابن ہشام نے اس سے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔

Marfat.com

پھر سوید بن صامت نے نقدی کی تھیلی اپنے بیٹے الحارث کو تھماتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھو! میں اپنے ان چھوٹے بھائیوں کی مدد سے زعب بن مالک سے اپنے اونٹوں کی رقم وصول بھی کر چکا ہوں۔

سوید بن صامت کے بیٹے الحارث نے نقدی تھیلی سنبھال لی۔ اس نے منہ سے تو کچھ نہ کہا تاہم وہ تشکر آمیز نگاہوں سے سماک، قطبہ اور خبیب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس موقع پر خبیب بن لیساف نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے رفیقو! اب ہمیں گھر چلنا چاہیے کہ ہمارے گھر والے ہمارے متعلق فکر مند ہوں گے۔"

سب نے خبیب بن لیساف سے اتفاق کیا اور کاہنہ سجاح کی حویلی سے نکل کر وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف ہو لیے تھے۔ جب کہ کاہنہ سجاح ان لوگوں کے احوال سن رہی تھی جو اس کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے۔

○

سماک جب اپنے گھر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ خولیہ اور ربطہ شاید دونوں کپڑے دھو کر فارغ ہوئی تھیں۔ اس لیے کہ گھر کے صحن میں جو کھجوریں تھیں ان میں کیل ٹھونک کر انہوں نے ان کیلوں کے ساتھ رسیاں باندھی تھیں اور اب وہ ان رسیوں پر کپڑے ڈال رہی تھیں۔

سماک کو دیکھتے ہی خولیہ نے پوچھا۔ "آپ رات بھر اور دن کا یہ حصہ کہاں رہے۔ آپ نے گھر میں کوئی اطلاع بھی نہ کی۔ ماں آپ سے متعلق بڑی فکر مند تھیں"۔

خولیہ جب خاموش ہوئی تو ربطہ نے پوچھا۔ "آپ نے صبح کا کھانا بھی نہ کھایا ہوگا۔"

سماک ان دونوں کے قریب آیا اور بڑی نرمی، شفقت اور محبت بھری آواز میں اس نے کہا۔ "میں صبح کا کھانا تو کھا چکا ہوں پر میں تم دونوں کا بے حد

Marfat.com

ممنون ہوں کہ تم دونوں میرا اس قدر خیال رکھنے لگی ہو۔ اس سے پہلے صرف میری ماں ہی کو میری فکر ہوا کرتی تھی۔ میں اس لحاظ سے خوش بخت ہوں کہ اب دو اور ہستیاں بھی ہیں جنہیں میرے دُکھ سُکھ اور تکلیف و راحت کا احساس ہے۔"

سماک کی اس گفتگو پر ربیطہ نے حُسنِ فطرت کے نغمات اور نفس و قلب میں خوشبو اور مہک بھر دینے والی اپنی آواز میں کہا "آپ کو میرا اور خویلہ کا شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حالات اور وقت ہم دونوں کو آپ کے حوالے کر چکے ہیں ہم دونوں کا اب آپ سے ایک رشتہ ہے اور قسم خداوندکی اس رشتے کو نبھانے اور اس کا بھرم رکھنے کے لیے ہم اپنی جان کی بازی لگا سکتی ہیں۔ اب دُنیا کی کوئی طاقت ہم دونوں کو آپ سے نہیں چھین سکتی۔ میں اور خویلہ نے گزشتہ رات توریت پر ہاتھ رکھ کر عہد کیا تھا کہ زندگی بھر آپ سے جُدا نہ ہوں گی۔ خواہ حالات کیسے ہی ہمارے اور آپ کے خلاف دِگرگوں کیوں نہ ہو جائیں۔ ہم دونوں نے عہد کیا ہے کہ زندگی بھر آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گی اور ضرورت پڑی تو ہم آپ کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دیں گی ہم دونوں نے کسی لالچ اور دباؤ کے تحت ایسا نہیں کیا بلکہ میں اور خویلہ دونوں آپ سے ایسی گہری اور بے اَنت محبت کرنے لگی ہیں جسے ناپا اور ماپا نہیں کیا جا سکتا۔"

ربیطہ جب خاموش ہوئی تو خویلہ نے بھی اپنے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لب وا کیے اور سماک کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے خربانوں میں رس اور رگ میں تسکین دوڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں بھی ربیطہ کے ان خیالات کی مکمل طور پر تائید کرتی ہوں۔"

سماک جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کی ماں آمنہ دائیں ہاتھ والے کمرے سے نکل کر اس کی طرف آئی۔ اس کے کندھے پر کچھ کپڑے رکھے تھے۔ قریب آکر آمنہ نے شفقت آمیز آواز میں پوچھا "تم کل شام کے گئے

Marfat.com

ہوئے تھے بیٹے ! کہاں رہے اتنی دیر، خولہ اور ربطہ تمہارے لیے بے حد فکر مند اور بے چین ہو رہی تھیں "۔

ماں کی اس گفتگو پر سماک نے ایک زوردار قہقہہ لگایا پھر کہا۔" میں بھی کیسا خوش نصیب ہوں ماں ! جب خولہ اور ربطہ سے ملتا ہوں تو یہ دونوں کہتی ہیں۔ کہ ماں آپ کے لیے بڑی فکر مند تھی اور جب آپ سے ملتا ہوں تو آپ کہتی ہیں، کہ خولہ اور ربطہ تمہارے لیے بڑی بے چین تھیں "۔

اس پہ آمنہ خوشی سے مسکرا رہی تھی جب کہ خولہ اور ربطہ نے شرماتے ہوئے اپنے رُخ دوسری سمت پھیر لیے تھے۔

آمنہ نے کندھے پر رکھے ہوئے کپڑے لے کر سماک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔" اے سماک ! میرے بیٹے ! یہ دیکھو، خولہ اور ربطہ دونوں بہنوں نے مل کر رات ہی رات میں تمہارے لیے یہ نیا لباس سی دیا ہے۔ اب تم یہ پُرانا پیوند لگا لباس اُتار دو اور یہ نیا لباس پہنو۔ پھر میں تم سے ایک بات کہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں خولہ اور ربطہ کے آنے سے ہمارے گھر میں خیر و برکت بھی آ گئی ہے "۔

سماک نے ضد کرنے کے انداز میں کہا۔" اے میری ماں ! پہلے وہ بات کہو جو تم کہنا چاہتی ہو۔ پھر میں یہ نیا لباس پہنتا ہوں "۔

آمنہ نے بھی ضد کرتے ہوئے کہا۔" نہیں پہلے تم یہ نیا لباس پہنو، پھر میں تم سے وہ بات کہوں گی جو میں کہنا چاہتی ہوں "۔

سماک پھر بول پڑا۔" اچھا ماں ! یہ بتاؤ کہ یہ کپڑا کہاں سے آیا جس کا میرا یہ نیا لباس سیا گیا ہے "۔

اس پہ آمنہ بولی۔ اے میرے بیٹے ! تمہارے لیے دو لباس کا کپڑا خولہ اور ربطہ اپنے ساتھ لائی تھیں۔ یہ خولہ کے ماں باپ نے تمہارے ساتھ خولہ اور ربطہ کی منگنی کی خوشی میں دیا تھا۔

سماک نے فوراً پوچھ لیا " اور آپ نے خولہ اور ربطہ کو اس منگنی کی خوشی

Marfat.com

میں کیا دیا ؟"

ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں آمنہ بولی ۔" پہلے تم یہ نیا لباس پہنو پھر بتاتی ہوں کہ میں نے اس منگنی کی خوشی میں خویلہ اور ربیطہ کے لیے کیا کیا ہے ۔" اس کے بعد سماک نے کچھ نہ کہا اور وہ نیا لباس لے کر دائیں طرف والے کمرے میں چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سماک دوبارہ باہر آیا ۔ وہ نیا لباس پہنے ہوئے تھا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ اپنی ماں کے قریب آیا اور پوچھا ۔" اے میری ماں ! اس لباس میں میں کیسا لگتا ہوں"۔

آمنہ نے بھی شرارت انداز میں کہا ۔" یہ بات تو اب تم خویلہ اور ربیطہ ہی سے پوچھو ۔ ایک تو وہ دونوں تمہاری منگیتر ہیں اور دوسرے یہ کہ یہ لباس بھی ان دونوں نے ہی سیا ہے ۔" آمنہ کی اس گفتگو پر خویلہ اور ربیطہ دونوں جھینپ سی گئی تھیں اور دونوں کی گردنیں شرم کے باعث جھک سی گئی تھیں ۔

ان دونوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے آمنہ نے خود ہی بولتے ہوئے کہا ۔" اے میرے بیٹے ! مجھے تو تم اس وقت کوئی رئیس الامراء دکھائی دے رہے ہو"۔

اس پر سماک نے اپنی نئی عبا اپنے جسم پر درست کرتے ہوئے کہا ۔" اے میری ماں ! اس وقت میں فی الواقعہ کسی رئیس الامراء سے کم نہیں ہوں ۔ اس لیے کہ میں اکیلا خویلہ اور ربیطہ جیسی خوب صورت اور حسین لڑکیوں کا اکلوتا اور واحد منگیتر ہوں ۔" سماک کے ان الفاظ پر آمنہ کے علاوہ خویلہ اور ربیطہ بھی بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر رہی تھیں ۔

پھر سماک نے آمنہ کو مخاطب کر کے پوچھا ! اے میری ماں ! اب وہ بات بتاؤ جس کے لیے تم نے شرط عائد کی تھی کہ کپڑے بدلو گے تو پھر بتاؤں گی "

آمنہ بولی ۔" وہ بات یہ ہے کہ آج صبح ہی بنو غطفان کا ایک شخص نعیم بن سعود ہمارے ہاں آیا ۔ وہ تم سے ملنا چاہتا تھا ۔ اس کے کچھ اونٹ چوری ہو گئے ہیں جن کی بازیابی کے لیے وہ تمہاری مدد حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ ہم نے اس نعیم

Marfat.com

بن سعود کو دیوان خانے میں بٹھایا اور تمہاری واپسی کا انتظار کرنے لگے ۔ اتنی دیر خویلہ کا باپ ابی حقیق آ گیا وہ دراصل خویلہ کو لینے آیا تھا ۔ اُسے جب خبر ہوگئی کہ تم گھر پر نہیں ہو تو اس نے کہا ۔ "میں خویلہ کو اس وقت لے کر جاؤں گا جب سماک گھر ہو گا ۔" اس پر میں نے کہا ۔ "جب آئے گا تو میں خویلہ کو اس کے ساتھ بھیج دوں گی ۔ ابی حقیق جاتے جاتے بنو غطفان کے نعیم بن سعود کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور جاتے جاتے یہ بھی کہہ گیا کہ سماک سے کہنا کہ وہ نعیم بن سعود کو اس کی حویلی میں ہی آ کر مل لے ۔ لہٰذا اب تم جاؤ اور اس نعیم بن سعود کو وہیں جا کر مل لو اور جاتے ہوئے خویلہ کو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ ۔

اے میرے بیٹے ! میں سمجھتی ہوں کہ خویلہ اور ربیطہ ہمارے گھر کے لیے خوش بخت ثابت ہوئی ہیں ۔ ان کے آتے ہی اس گھر میں چھ بکریاں آ گئیں اور آج دوسرے ہی روز بنو غطفان کا نعیم بن سعود تمہارے لیے کام بھی لے کر آ گیا ہے ۔"

سماک نے دبی دبی مسکراہٹ میں کہا ۔ "یہ تو تم ٹھیک ہی کہتی ہو ماں ! شاید ان دونوں کی آمد کے باعث خداوند نے ایک اور مہربانی مجھ پر کر دی ہے ۔ اس کے ساتھ سوید بن صامت کی دی ہوئی نقدی سماک نے اپنی جیب سے نکال کر ایک رومال میں باندھی اور آمنہ کو تھماتے ہوئے کہا ۔" یہ نقدی بھی دیکھو ماں ! یہ سب مجھے سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم دلانے کے سلسلے میں ملی ہے ۔"

آمنہ نے رومال میں بندھی ہوئی وہ رقم لے لی اور پہلے کی نسبت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ "تم ٹھیک کہتے ہو میرے بیٹے ! یہ ان دونوں بہنوں کی آمد ہی کی وجہ سے ہے ۔"

پھر آمنہ نے وہ نقدی خویلہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ "یہ سنبھال کر رکھ لو بیٹی !" ۔ اس پر خویلہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا ۔ "اے میری مہربان ماں ! یہ رقم تو آپ ربیطہ کو سنبھال کر رکھنے کے لیے دیں ۔ اس لیے کہ میں تو تھوڑی تک واپس گھر چلی جاؤں گی ۔ لہٰذا یہ رقم تو ربیطہ ہی کو سنبھال کر رکھنا ہو گی ۔" اس پر ربیطہ نے حیا آمیز

Marfat.com

اور دبی دبی مسکراہٹ میں آمنہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے اُمّ مہربان! یہ حق تو خولیہ ہی کا بنتا ہے۔ اس لیے کہ اس کی منگنی مجھ سے پہلے ہوئی ہے۔"

خولیہ نے بُری طرح ربیطہ کو گھورا اور ساتھ ہی کہا۔" یہ رقم تو تمہیں ہی رکھنا ہو گی ربیطہ! ایک تو تم یہاں رہو گی اور میں ابھی چلی جاؤں گی اور اس کے علاوہ تم مجھ سے عمر میں بھی پورا ایک سال بڑی ہو۔"

آمنہ نے فوراً وہ نقدی ربیطہ کو تھما دی۔" تم ہی رکھو ربیطہ بیٹی! خولیہ ٹھیک ہی کہتی ہے۔ میرے لیے تو تم دونوں برابر ہی ہو۔"

اب ربیطہ کچھ نہ بولی اور چپ چاپ آمنہ سے اس نے وہ نقدی لے لی۔ پھر آمنہ نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" آج صبح جب ابی حقیق آئے تھے تو ان کے ساتھ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ خولیہ اپنے گھر واپس جائے گی کیونکہ وہ لوگ اپنے گھر میں اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور انہوں نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ ربیطہ یہاں رہے گی اور گھریلو امور میں میری مدد کرتی رہے گی۔

اس پر سماک نے فوراً کہا۔" اے شفیق ماں! جب خولیہ کی شادی ہو جائے گی اور یہ مستقلاً اپنے اس گھر میں آ جائیگی تو پھر اس کے ماں باپ اس کی ضرورت کا کیا نعم البدل تلاش کریں گے۔ پھر تو خولیہ اور ربیطہ دونوں ہی کو مستقل طور پہ یہیں رہنا ہو گا۔

آمنہ نے گھور کر سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اچھا فضول باتیں نہ بناؤ۔ اور خولیہ کو ساتھ لے کر جاؤ۔ وہاں بنو غطفان کا نعیم بن سعود تمہارا انتظار کر رہا ہو گا اور وہاں جو کل نقدی تم نے مجھے دی تھی اس میں سے میں خولیہ اور ربیطہ دونوں بہنوں کے کپڑے لے کر آئی ہوں۔ آؤ میں تمہیں دکھاتی ہوں۔ خولیہ اور ربیطہ میری بچیو! تم دونوں بھی آؤ۔"

خولیہ اور ربیطہ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دھلے کپڑے رسی پر ڈال دیئے اور دونوں آمنہ اور سماک کے ساتھ ہو لی تھیں۔ آمنہ انہیں لے کر سامنے والے کرے

Marfat.com

میں گئی۔ وہاں مسہری پر کپڑے کے دو ایک جیسے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ آمنہ نے سماک کو دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ ہیں ان دونوں بہنوں کے کپڑے۔ میں ان دونوں کو اپنے ساتھ بازار لے گئی تھی اور یہ کپڑے میں نے ان دونوں کی پسند سے خریدے ہیں۔" سماک نے وہ کپڑے دیکھے۔ پھر خولیہ سے اس نے کہا۔ "خولیہ! خولیہ! تم اپنے حصے کے کپڑے اٹھاؤ اور آؤ چلیں۔ وہ بنو غطفان کا وہ شخص بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہوگا۔" خولیہ نے فوراً اپنے حصے کے کپڑے اُٹھا لئے اور سماک کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "چلیے چلیں۔"

سماک کو اچانک یاد آگیا اور اس نے پوچھا۔ "کیا ابو قیس آج صبح آ کر ہماری بکریاں لے گیا تھا؟"

اس بار ربیطہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "ہاں وہ صبح ہی صبح آیا تھا اور بکریاں لے گیا تھا۔ ان میں جو دُودھ دینے والی بکریاں ہیں وہ کافی دودھ دیتی ہیں۔ ان کا کل شام اور آج صبح کا دُودھ ملا کر میں اور خولیہ نے رل کر پنیر بنایا تھا۔ اگر آپ کھانا پسند کریں تو میں لاؤں؟"

سماک نے بھرپور چاہت سے ربیطہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ "نہیں ابھی نہیں۔ میں اپنی اس مہم سے واپس آکر کھاؤں گا۔" پھر دوبارہ اسے خولیہ سے کہا۔ "آؤ خولیہ چلیں۔"

خولیہ چُپ چاپ اس کے ساتھ ہو لی تھی۔ آمنہ اور ربیطہ دونوں کو دروازے تک چھوڑنے آئی تھیں۔ جب سماک اور خولیہ دونوں ایک گلی کا موڑ مڑ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو آمنہ اور ربیطہ بھی اندر چلی گئیں اور گھر کا دروازہ انہوں نے بند کر لیا تھا۔

○

سماک اور خولیہ جب بنو نضیر کے رئیس ابی حقیق کی حویلی میں داخل ہوئے تو صحن میں کھڑی ایک خادمہ شور کرتی ہوئی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بھاگی

Marfat.com

"سماک اور خویلہ آ گئے ہیں"۔ تھوڑی ہی دیر بعد خویلہ کی ماں خنسا بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔ پہلے اس نے سماک کی پیشانی چومی۔ پھر وہ خویلہ کو گلے لگا کر پیار کرنے لگی تھی۔ اتنی دیر تک دیوان خانے سے ابی حقیق بھی نکل آیا۔ وہ پہلے سماک کو گلے لگا کر ملا پھر خویلہ کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور سماک کو مخاطب کرکے پوچھا "میں تمہارے ہاں گیا تھا بیٹے۔ تم کہاں غائب تھے اور ہاں سوید بن صامت اور زعب بن مالک کے تنازعے کا کیا بنا"۔

اس پر سماک نے کہا۔ "اے عم! میں اور میرے سب ساتھی سب آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے بروقت ہمیں زعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں کے بھاگنے کی اطلاع کر دی تھی"۔

ابی حقیق نے کہا "تم اس بات کو چھوڑو سماک! اب تم میرے بیٹے ہو ایسی اطلاعات تمہیں فراہم کرنا میرا فرض اور تمہارا حق بنتا ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس معاملے کا انجام کیا ہوا"۔

اس پر سماک نے رات کے وقت زعب، ابن عبدود، رکانہ اور صواب کی راہ روکنے، ان پر قابو پانے اور پھر ان سے سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم وصول کرنے کی ساری تفصیل سنا ڈالی تھی۔

اس پہ ابی حقیق نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور سماک کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "اے سماک! میرے بیٹے! تم نے ایک ناممکن کام کو ممکن اور آسان کر دکھایا ہے۔ اگر تم سوید بن صامت کے ساتھ نہ ہوتے تو وہ کبھی بھی زعب بن مالک سے اپنے اونٹوں کی رقم وصول نہ کر سکتا تھا۔ تم نے اے سماک! کیا خوب زعب بن مالک، ابن عبدود، رکانہ اور صواب کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب میرے خیال میں زعب بن مالک آئندہ کسی اور کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کریگا"۔

ابی حقیق جب خاموش ہوا تو خویلہ نے اپنے ماں باپ کو دکھاتے ہوئے کہا۔ "ایسے کپڑے مجھے اور ربطہ کو ہماری ماں نے لے کر دیئے ہیں"۔ خنسا نے کپڑے

Marfat.com

کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور کہا - کپڑا تو بہت اچھا ہے میری بیٹی ! کیا تم اور ریطہ نے مطالبہ کر کے اپنے لیے یہ کپڑے حاصل کیے ہیں" - خویلہ نے چونک جانے کے انداز میں کہا - "یہ آپ کیسی باتیں کرتی ہیں میری ماں ! کیا آپ سمجھتی ہیں کہ میں اور ریطہ ایسا غیر ذمہ دارانہ مطالبہ کرنے کی جسارت کر سکتی ہیں - یہ تو خود اپنی مرضی اور خوشی سے انہوں نے ہمیں دیئے ہیں "۔

خویلہ جب خاموش ہوئی تو سماک نے ابی حقیق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
"اے عم ! وہ بنو غطفان کا شخص نعیم بن سعود کہاں ہے اور اس کا کیا معاملہ ہے"؟
اس پر ابی حقیق نے سماک کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔" وہ شخص اس وقت دیوان خانے میں بیٹھا ہوا ہے - تم آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اس سے ملاتا ہوں"۔

سماک کے ہاتھ تھامے جب ابی حقیق اپنے دیوان خانے میں داخل ہوا تو سماک نے دیکھا کہ دیوان خانے میں ایک جوان بیٹھا ہوا تھا - جو عمر میں سماک سے تھوڑا بڑا ہی ہوگا - ابی حقیق نے اس نوجوان کو مخاطب کر کے کہا - " اے نعیم بن سعود ! یہ ہے سماک بن خرشہ جس کی تلاش میں تم یثرب میں داخل ہوئے ہو اور میں تمہیں پہلے ہی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ اب یہ میرا بیٹا ہے "۔

نعیم بن سعود نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سماک سے پر جوش مصافحہ کیا اور جب وہ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا - تب سماک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔
" اے ابن سعود ! اب کہو تمہارا کیا معاملہ ہے "۔

اس پر نعیم بن سعود نے سماک بن خرشہ کو مخاطب کر کے کہا - " اے ابو دجانہ ! میرے دس اونٹ چوری ہو گئے ہیں - میں نے اپنے قبیلے کے کھوجی کو ساتھ لے کر اپنے اونٹوں کی تلاش شروع کی - اب ان اونٹوں کا کھرا میرے قبیلے سے نکل کر جبلِ مشلل[1] تک اور بنی اوس و خزرج کے بت منات تک آتا ہے - اس سے آگے

---

[1] مدینہ النبیؐ سے مکہ جانے والی شاہراہ کے کنارے جبل مشلل واقع ہے - (باقی صفحہ ۱۲۰ پر)

Marfat.com

ہمارے قبیلے کا کھوجی کھرا چلانے میں ناکام رہا ہے۔ اب اس کام کو اس کا انجام دینے کے لیے میں آپ کی خدمات حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اب میں چاہوں گا کہ آپ میرے ساتھ جبل مشلل تک چلیں اور مجھے امید ہے کہ آپ اس کھرے کو آگے چلانے میں کامیاب ہوں گے۔"

سماک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور نعیم بن سعود کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "آؤ پھر چلیں لیکن ایک بات کہو۔ کیا تمہارے ساتھ تمہارے اپنے یا تمہارے قبیلے کے کچھ لوگ بھی ہیں۔ تمہارے اونٹوں کا کھرا اگر کسی قبیلے، کسی بستی اور گھر میں گھسے اور وہ لوگ لڑائی جھگڑے پر اتر آئیں تو کم از کم تمہارے ساتھ کچھ مسلح جوان تو ہونا چاہئیں جن کی وجہ سے اس ممکنہ دنگے سے بچا جا سکے۔"

نعیم بن سعود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے ابو دجانہ! میرے ساتھ میرے قبیلے کے کافی مسلح جوان ہیں۔ ہمارے ساتھ باقاعدہ کھانے پینے کا بھی انتظام ہے کیونکہ ہمیں خدشہ تھا کہ اس کام میں ایک سے زیادہ دن لگ جائیں گے۔ اس وقت جب کہ اونٹوں کے کھرے جبل مشلل پر منات[1] بت کے آس پاس رک گئے ہیں تو میرے قبیلے کے لوگوں نے وہاں پڑاؤ کر رکھا ہے۔"

جس وقت سماک، ابی حقیق اور نعیم بن سعود دیوان خانے سے باہر نکلنے لگے تو ابی حقیق کی بیوی اور خویلہ کی ماں خنسا وہاں آئی اور سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "سماک! سماک! میرے بیٹے! تم ذرا اندر آؤ۔"

سماک نے نعیم بن سعود کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن سعود! تم تھوڑی دیر کے لیے رکو۔ میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔" ابن سعود اور ابی حقیق وہاں رک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹) یہاں پانی کثرت سے ملتا ہے باغات اور کھیتیاں بھی خوب ہوتی ہیں۔

[1] منات یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج کا بت تھا۔ یہ جبل مشلل پر قدید کے مقام پر نصب تھا۔

Marfat.com

گئے۔ جب کہ سماک خنسا کے ساتھ ہو لیا۔ خنسا سماک کو دیوان خانے سے ملحق ایک کمرے میں لائی۔ سماک نے دیکھا اس کمرے میں پہلے سے خویلہ کھڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں انگور کے رس سے بھرا ہوا ایک بلوریں گلاس تھا۔ سماک جب اس کمرے میں داخل ہوا تو خویلہ آگے بڑھی اور سماک کو انگور کے رس سے بھرا ہوا وہ بلوریں جام پیش کیا۔ اس لمحے سماک کے قرب کے باعث خویلہ کے عارض گلاب تمتما اُٹھے تھے اور اس کی زلفوں کی خوشبو پورے کمرے میں بھر گئی تھی۔ ساتھ ہی خویلہ کی سرمدی نغمات کے آبشاروں جیسی آواز بھی سنائی دی تھی۔ "یہ پی لیجئے"

کمرے میں گونجتی خویلہ کی آواز اس سمے سماک کو سیال نغمے کی طرح محسوس ہوئی اس نے چپ چاپ خویلہ سے وہ بلوریں جام لے لیا اور انگور کا رس پی گیا۔ اس موقع پر خویلہ نے اس سے خالی جام لیتے ہوئے بھرپور دارفتگی میں سماک کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی آواز کے بھرپور ترنم اور مٹھاس میں کہا۔

"آپ جس کام پر جا رہے ہیں اس میں کسی سے جھگڑا نہ کیجئے گا۔ گھر جلدی لوٹ جائیے گا۔ ماں اور ربیطہ بے چینی سے آپ کا انتظار کریں گی۔ آپ سوید بن صامت کے اونٹوں کی رقم دلانے کے سلسلے میں جو رقم ملی تھی وہ تو آپ نے ساری کی ساری ماں کو دے دی اور ماں نے ربیطہ کو تھما دی تھی۔ آپ کے پاس کچھ نہ ہوگا۔" پھر خویلہ نے اپنے لباس کے اندر سے کپڑے کی ایک چھوٹی سی نقدی کی تھیلی نکالی اور سماک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس میں تھوڑی سی رقم ہے۔ یہ رکھ لیں آپ کے کام آئے گی۔"

سماک نے پیچھے ہٹتے ہوئے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔ "اے خویلہ! تو کیسی باتیں کرتی ہے۔ میرا کام ہے تیرے لیے کچھ مہیا کرنا نہ کہ تجھ سے کچھ لینا۔" اس کے ساتھ ہی سماک تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔

قریب کھڑی خنسا اپنی بیٹی خویلہ کے قریب آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ "اے خویلہ! میری بیٹی! میں نے تمہیں کہا نہ تھا۔

Marfat.com

کہ سماک یہ رقم قبول نہ کرے گا۔ وہ عام جوانوں میں سے نہیں ہے"۔
خولیہ نے گہری سوچوں میں چونکتے ہوئے کہا۔" تم ٹھیک کہتی ہو ماں! سماک غریب ضرور ہیں لیکن لالچی نہیں۔ دل کے غنی ہیں۔ ان کی ماں بھی انہی جیسی ہے۔ مجھے اور ریطہ کو دیکھ دیکھ کر ایسا محسوس کرتی ہیں جیسے ہماری صورت میں انہیں کوئی بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ پھر وہ دونوں ماں بیٹی حویلی کے دوسرے حصے کی طرف چلی گئی تھیں۔

خولیہ اور خنسا کے پاس سے نکل کر سماک اس جگہ آیا جہاں ابی حقیق اور نعیم بن سعود اس کے منتظر کھڑے تھے۔ سماک نے آتے ہی کہا۔" اے ابن سعود! آؤ چلیں۔ اس موقع پر ابی حقیق نے سماک کو مخاطب کر کے پوچھا۔" اے سماک! میرے بیٹے! اگر تم پسند کرو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟
سماک نے مسکراتے ہوئے کہا۔" آپ کی وہاں کیا ضرورت ہے۔ یہ کام مجھ اکیلے ہی کا ہے آپ آرام کریں"۔ اس کے ساتھ ہی سماک اور نعیم بن سعود دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے وہ کوچ کر گئے تھے۔

O

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے سماک اور نعیم بن سعود جبل مشلل کے قریب اوس وخزرج قبائل کے بت منات کے پاس آ رکے۔ سماک نے دیکھا وہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ دو چار خیمے بھی نصب تھے اور لوگوں کے پاس اپنی اپنی سواری کے جانور ہونے کے علاوہ سامان لادنے کے لیے کچھ فالتو اونٹ بھی تھے۔

سماک نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے ابن سعود! تم نے واقعی اونٹوں کا کھرا تلاش کرنے کے لیے خوب انتظام کیا ہے۔ تیرے ساتھ مسلح جوان بھی کافی ہیں اور سواری کے جانور بھی۔ قسم کعبہ کے رب کی میرا دل کہتا ہے۔ کہ تم اپنے اونٹوں کے چوروں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے"۔

Marfat.com

نعیم بن سعود، سماک کے قسم کھانے کے انداز پر چونکا اور پوچھا۔" اے ابو دجانہ! مَیں جانتا ہوں تمہارا تعلق بنو خزرج سے ہے اور اوس و خزرج کا بُت منات وہ سامنے کوہ مشلل پر نصب دکھائی دے رہا ہے۔ اوس و خزرج کے لوگ تو اپنے اسی بُت کی قسمیں کھاتے ہیں پھر تُو نے کعبہ کے رب کی قسم کیسے کھائی"۔

سماک نے کہا۔" اے ابن سعود! مَیں اس منات اور حجاز کے سرزمینوں کے دیگر بتوں سے پہلے ہی بیزار اور نالاں تھا کہ میں دینِ ابراہیمی کا پیروکار تھا لیکن ایک نیا اور سچّا دین قبول کرنے کے بعد تو مَیں اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان بتوں سے نفرت کرنے لگا ہوں"۔

ابنِ سعود نے اور زیادہ دِلچسپی لیتے ہوئے کہا۔" اے ابو دجانہ! نئے اور سچّے دین سے تمہارا کیا مطلب ہے"۔

سماک نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا" اے ابن سعود! تو کن باتوں کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ بھول جاؤ اس بات کو کہ مَیں نے تم سے کسی نئے دین کا ذکر کیا ہے۔ اپنے قبیلے کے کھوجی کو بلاؤ۔ تاکہ مَیں اس سے پوچھوں کہ وہ تمہارے اونٹوں کے کھُرے کو کہاں تک لے کر آیا ہے۔ تاکہ اس سے آگے مَیں کھُرا تلاش کرنے کی کوشش شروع کروں"۔

نعیم بن سعود نے غور سے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا" اے ابو دجانہ! تم اپنا یہ نیا دِین مجھ سے نہ چھپاؤ۔ بتاؤ وہ کون سا دین ہے۔ ہوسکتا ہے میں بھی اسی کا پیروکار ہوں"۔

سماک نے کہا" اگر ایسی بات ہے تو جس دین کے تم پیروکار ہو۔ اس کا نام لو۔ مَیں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کروں گا"۔

نعیم بن سعود نے کہا" اگر یہ بات ہے تو سنو مَیں مکّہ کے رسول محمّدؐ پر ایمان لا چکا ہوں اور اللہ کے علاوہ کسی کو بھی اپنا اللہ نہیں مانتا"۔

سماک نے رازداری سے کہا" کسی سے ذِکر نہ کرنا۔ مَیں بھی اسی دین کا

Marfat.com

ماننے والا ہوں"۔ ا

اِس پر نعیم بن مسعود نے آگے بڑھ کر سماک کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہا۔
" پھر تو تم میرے دینی بھائی ہو۔ پر میری اس تبدیلیٔ مذہب کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ میرے قبیلے کے لوگ میری اُلٹی چمڑی اُتار کر رکھ دیں گے۔ میں پچھلے کئی ماہ سے اس وقت دین اسلام قبول کر چکا ہوں۔ جب میں مکہ گیا تھا"۔

سماک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" تیرے، میرے لیے فی الحال اسی میں بہتری ہے کہ ہم اپنے قبول اسلام کو مخفی رکھیں۔ لہٰذا اس موضوع کو یہیں ختم کر دو اور اپنے قبیلے کے کھوجی کو بلاؤ۔ تاکہ ہم اپنا کام شروع کریں۔

اِس پر نعیم بن سعود نے آواز دے کر ایک شخص کو بُلایا۔ جس کے جواب میں ڈھلی ہوئی عمر کا ایک آدمی ان دونوں کے سامنے آکھڑا ہوا۔ نعیم بن سعود نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ میرے قبیلے بنو غطفان کا کھوجی ہے۔ پر یہ اس کام کا کوئی زیادہ ماہر نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کا اصل پیشہ تو آہن گری ہے اور یہی اس کی روزی کا اصل ذریعہ ہے۔ تاہم کھوجی کا کام بھی کر لیتا ہے اور اس کے بنیادی اصولوں سے واقفیت رکھتا ہے"۔

سماک نے اس بار اس کھوجی کو مخاطب کر کے پوچھا" اے میرے بزرگ! میرا نام سماک بن خرشہ ہے۔ میرا تعلق یثرب کے بنو خزرج سے ہے کہ میں کھوجی کا کام کرتا ہوں۔ میری کنیت ابو دجانہ ہے"۔

اس پر بنو غطفان کے اس بوڑھے کھوجی نے کہا۔" اے ابو دجانہ! میں نے تمہارا نام سُن رکھا ہے۔ تم ایک اچھے اور کامیاب کھوجی کی حیثیت سے خوب جانے پہچانے اور مشہور ہو اور اکثر لوگ تمہارے نام سے خوب واقف ہیں"۔

سماک پھر بولا" اے میرے بزرگ! اونٹوں کے جو کھُرے تم یہاں تک لے کر آئے ہو کیا تم مجھے ان کی نشان دہی کرا دو گے؟"

بنو غطفان کے اس کھوجی نے سماک سے کہا" اے ابو دجانہ۔ آپ میرے

Marfat.com

ساتھ آئیے۔ میں آپ کو اونٹوں کے وہ کھرے بتاتا ہوں جو میں یہاں تک لے کر آیا ہوں"۔
سماک اور نعیم بن سعود دونوں اس کھوجی کے ساتھ ہو لیے۔ اس کھوجی نے منات بُت کے آس پاس جگہ جگہ اونٹوں کے کھُرے پتھروں سے ڈھانپ رکھے تھے اور سارے پتھر اٹھا اٹھا کر اس نے سماک کو دکھائے اور ڈھانکے ہوئے ان کھروں کے اندر انسان اور اونٹوں کے کھرے ملے جُلے تھے۔

سماک کچھ دیر تک غور وانہماک سے ان کھروں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے وہاں چاروں طرف ایک چکر لگایا۔ پھر وہ کافی دیر تک اس راستے کا جائزہ لیتا رہا جو وہاں سے قریبی بستی قدیر[۱] کی طرف جاتا تھا۔ اس کے بعد سماک مطمئن اور پُرسکون سے انداز میں نعیم بن سعود کے پاس آیا اور کہا۔

"اے ابن سعود! میں نے تمہارے اونٹوں کا نشان پالیا ہے۔ سنو! یہ درست ہے کہ تمہارے اونٹوں کی تعداد دس ہے اور یہاں نشان بھی دس ہی اونٹوں کے کھروں کے ہیں۔ اے ابن سعود! تم مجھے اب یہ بتاؤ کیا تمہارے ان اونٹوں میں کوئی ایسا اونٹ بھی ہے جس کا اگلا بایاں کھر ٹوٹا ہوا ہو"۔

اس پر نعیم بن مسعود نے چلا کر کہا۔ "اے میرے عزیز! تم نے بالکل درست کہا۔ میرے ایک اونٹ کا اگلا بایاں کھر ٹوٹا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ تھوڑا سا لنگڑا کر چلتا ہے"۔

سماک نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "اے ابن سعود! اگر ایسا ہے تو سنو۔ گو یہ اونٹ اس راستے پر سفر کرتے آئے ہیں جو یثرب کی طرف جاتا ہے۔ لیکن تمہارے اونٹ اس جگہ سے آگے نہیں گئے بلکہ میں نے جو جائزہ لیا ہے اس کے مطابق تمہارے اونٹ تو اس سامنے والی بستی قدیر کی طرف گئے ہیں۔ جب کہ جو

---

[۱] علامہ ابن ہشام بھی تصدیق کرتے ہیں کہ منات نام کا بت جبل مشلل کے پاس اور قدیر نام کی بستی کے قریب تھا۔

Marfat.com

لوگ ان اونٹوں کو یہاں تک لے کر آئے ہیں ان کے پاؤں کے نشانات یثرب کی طرف جاتے ہیں اور ان کی تعداد تین ہے۔

میرا خیال ہے کہ یثرب کی طرف جانے والے ان چوروں نے تمہارے اونٹ اس بستی قدید کے کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں اور خود آگے بڑھ گئے ہیں اور میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ یہ تین چور کون ہیں اور ان کے کیا نام ہیں۔ کیونکہ یہ جانے پہچانے اور نامی گرامی چور ہیں اور میں ان کے پاؤں کے نشانات اور چلنے کے انداز کو خوب پہچانتا ہوں"۔

اس پر نعیم بن سعود نے بے چین اور بے تاب ہو کر پوچھا۔" اے ابودجانہ! میرے عزیز! بتاؤ یہ چور کون ہیں؟"

سماک بولا۔" اے ابن سعود! ان میں ایک بنو اوس کا حاطب بن الحارث ہے۔ دوسرا ایک یہودی ہے جس کا نام عکایہ ہے اور تیسرا بنو خزرج کا یزید بن الحارث ہے۔ ان تینوں کا ایک چوتھا ساتھی بھی ہے اور وہ بنو خزرج کے یزید بن الحارث کا گہرا دوست ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن زیاد ہے۔ یہ عبداللہ بن زیاد کبھی کبھار ہی چوری میں ان کا ساتھ دیتا ہے۔ تاہم اونٹوں کی اس چوری میں عبداللہ بن زیاد ان تینوں کے ساتھ نہیں ہے"۔

سماک کی بات سننے کے بعد نعیم بن سعود نے ایک نیا انکشاف کرتے ہوئے کہا۔" بنو خزرج کا یہ یزید بن الحارث تو میرا بہترین دوست ہے"۔

سماک نے چونک کر پوچھا۔" اگر یزید بن الحارث تمہارا بہترین دوست ہے تو پھر اس نے تمہارے اونٹ کیوں چرائے"۔

اس پر نعیم بن سعود نے کہا۔" وہ کون سا میرے گھر سے اونٹوں کو چرا لایا ہے۔ میرے اونٹ باہر چر رہے تھے تو یہ بھگا لایا ہے اور بیچ دیئے ہیں۔ اسے یہ خبر تھوڑی ہی ہو گی کہ یہ اونٹ میرے ہیں"۔

سماک نے اس بار فیصلہ کن انداز میں پوچھا۔" اے ابن سعود! کہو اب تمہارا

Marfat.com

کیا خیال ہے۔ پہلے اونٹوں کے کھروں کا پیچھا کریں اور یہ دیکھیں کہ کدھر جاتے ہیں۔ یا ان چوروں کے پاؤں کے نشانات کا تعاقب کریں اور یہ توثیق کریں کہ واقعی اونٹ چوری کرنے والے حاطب بن الحارث، یزید بن الحارث اور عکابہ ہی ہیں یا کوئی اور لوگ ہیں۔"

نعیم بن سعود نے کہا۔" میرے خیال میں پہلے اونٹوں کے کھروں کا تعاقب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اونٹ اس قدیرہ نامی بستی کے کس شخص کے ہاتھ فروخت کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد چوروں کے ساتھ مفصّل بات ہوگی۔"

ابن سعود نے اپنا پڑاؤ وہیں رہنے دیا۔ چند مسلح جوانوں کو اس نے اپنے ساتھ لیا اور سماک کے ساتھ ہو لیا۔ جب کہ سماک اونٹوں کے کھُرے بڑی تیزی سے تلاش کرتا ہوا قدیرہ نام کی اس بستی سے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ بستی کے باہر ایک چراگاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اچانک نعیم بن سعود چلّا اُٹھا۔" اے ابو دجانہ! رک جاؤ میرا کام ہو گیا ہے۔"

سماک آگے بڑھتے بڑھتے رُک گیا۔ نعیم بن سعود اس کے قریب آیا اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔ پھر اس نے سماک کو مخاطب کرکے کہا۔" اب آگے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سامنے چراگاہ میں جو اونٹ چر رہے ہیں۔ یہ میرے ہی اونٹ ہیں۔ وہ دیکھو ان کے ساتھ ایک ساربان بھی ہے۔ آؤ اس سے اونٹوں سے متعلق تفصیل سے پوچھتے ہیں۔ پس سماک، ابن سعود اور اس کے ساتھی چراگاہ میں بیٹھے اس ساربان کی طرف بڑھے تھے۔

اس ساربان نے جب ان سارے لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ نعیم بن سعود اس کے قریب آیا اور پوچھا" کیا تمہارا تعلق قدیرہ نام کی اس بستی سے ہے۔"

اس ساربان نے منہ سے کچھ کہے بغیر ہاں میں سر ہلا دیا۔ نعیم بن سعود پھر بولا۔ "میرا نام نعیم بن سعود ہے اور میں بنو غطفان سے ہوں۔ گزشتہ دنوں میرے اونٹ

Marfat.com

چوری ہو گئے تھے اور میں اپنے اونٹوں ہی کے کھرے تلاش کرتا ہوا اِدھر آیا ہوں۔ اور یہ اونٹ جو تمہارے سامنے چر رہے ہیں۔ یہ میرے وہی اونٹ ہیں جو چوری ہو گئے تھے۔ کیا تم بتاؤ گے کہ یہ اونٹ تم نے کہاں سے حاصل کیے یا کس سے خریدے۔"

اس ساربان نے کہا۔" اے میرے عزیزو! میرا نام منات بن عامر ہے میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ اونٹ تمہارے نہیں ہیں، ضرور ہوں گے لیکن میں نے تو یہ اونٹ یثرب کے حاطب بن الحارث، یزید بن الحارث اور عکایہ سے خریدے ہیں اور اگر یہ اونٹ چوری کے ہیں تو میری رقم مجھے واپس کر دی جائے تو میں یہ اونٹ ضرور واپس کر دوں گا۔"

نعیم بن مسعود پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ اے ابن دجانہ! ہم نے اپنا گوہرِ مقصود پا لیا ہے۔ تمہارا فیصلہ درست ہے کہ اونٹ حاطب، یزید اور عکایہ نے ہی چرائے ہیں۔ سنو ابودجانہ! اب شام ہونے والی ہے۔ میرے ساتھی بھی یہاں تک سفر کرتے ہوئے تھک چکے ہیں۔ لہٰذا آؤ اُدھر چلتے ہیں جہاں ہمارا پڑاؤ ہے۔ رات وہیں بسر کرتے ہیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ ہو گے اور کل صبح ہی صبح حاطب، یزید اور عکایہ سے بات کرنے کے لیے ہم یثرب کی طرف کوچ کریں گے۔ میرے پڑاؤ میں کھانے پینے کا مکمل انتظام ہے۔"

اس کے ساتھ ہی نعیم بن سعود نے نقدی کی ایک چھوٹی سی تھیلی نکالی اور اسے سماک کو تھماتے ہوئے کہا۔" یہ تمہارا انعام ہے تم نے کس قدر جلدی میرے اونٹوں کا معاملہ نمٹا کر رکھ دیا ہے۔"

سماک نے نقدی کی تھیلی لے لی اور کہا۔" میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں"۔ اس کے بعد وہ سب جبل مشلل کے قریب اپنے پڑاؤ کی طرف جا رہے تھے۔

○

Marfat.com

کفار نے بنی ہاشم اور مسلمانوں کا ابھی تک مکمل طور پر مقاطعہ کر رکھا تھا اور حضورؐ اپنے خاندان اور اصحاب کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ قریش کے لوگوں نے ہر طرف سے اس محلے کی ناکہ بندی کر رکھی تھی جس سے گزر کر کسی قسم کی رسد اندر نہ پہنچ سکتی تھی۔ صرف حج کے زمانہ میں یہ محصورین باہر نکل کر کچھ خریداری کر سکتے تھے مگر ابولہب جب مسلمانوں میں سے کسی کو بازار کی طرف یا کسی تجارتی قافلے کو مسلمانوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھتا تو پکار پکار کر دکانداروں اور تاجروں کو مخاطب کر کے کہتا کہ جو چیز بھی مسلمان خریدنا چاہیں۔ ان کی قیمت اتنی زیادہ بتاؤ کہ یہ خرید ہی نہ سکیں۔ پھر وہ چیزیں میں تم سے خرید کر تمہارا نقصان نہ ہونے دوں گا۔"

اس مقاطعے کو تین برس پورے ہونے کو تھے اور اس نے مسلمانوں کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی اور بسا اوقات مسلمانوں پر ایسے ایسے سخت اور کڑے وقت بھی گزرے کہ گھاس اور پتے کھا کر گزارا کرنے کی نوبت آگئی تھی۔

مسلمانوں کے اس کڑے دور میں جس شخص نے سب سے زیادہ حضورؐ اور مسلمانوں کی مدد کی وہ ہشام بن عمرو تھا۔ یہ ایک غنی اور صاحبِ حیثیت شخص تھا یہ غلّے سے لدے ہوئے اونٹ رات کے وقت شعبِ ابی طالب کے پاس لاتا۔ اور غلّے سے لدے ہوئے اونٹوں کی نکیل ڈال دیتا اور اسے مار کر آگے ہانک دیتا تاکہ یہ اونٹ شعب ابی طالب میں داخل ہو جائیں اور اُن پر لدے ہوئے غلّے میں مسلمان مستفید ہوں۔ ایسے ہی یہ ہشام بن عمرو اونٹوں پہ کپڑے اور خانہ داری کے دیگر ضروری سامان لادتا اور انہیں رات کے وقت شعب ابی طالب کی طرف ہانک دیتا تاکہ اونٹوں پر لدی چیزیں مسلمانوں کے کام آئیں۔ یہ کام تو ہشام بن عمرو چوری چھپے کرتا تھا ورنہ کفار کوئی چیز بھی مسلمانوں تک پہنچنے نہ دیتے تھے۔

ایک روز حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا حکیم بن خزام جس نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ شعب ابی طالب کی طرف گیا اور اس حکیم بن خزام کے ساتھ

Marfat.com

ایک لڑکا تھا جو کچھ اناج اُٹھائے ہوئے تھا اور حکیم بن حزام یہ اناج اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کو پہنچانا چاہتے تھے ۔ بدقسمتی سے ابوجہل نے حکیم بن حزام اور ان کے ساتھ اس لڑکے کو دیکھ لیا جو اناج اُٹھائے ہوئے تھا ۔ ابوجہل فوراً آکر حکیم بن حزام سے لپٹ گیا اور کہا کہ " اے ابن حزام کیا تو کھانا لے کر بنی ہاشم کی طرف جاتا ہے ۔ پرسُن رکھو تم اور تمہارا کھانا اس مقام سے ہٹ نہیں سکتے جب تک کہ مَیں لوگوں کے اندر تیری رسوائی نہ کر دوں "۔

حکیم بن حزام ابھی اسی شش و پنج میں تھے کہ ابوجہل کو کیا جواب دیں اور اس کے اس رویئے پر کیسے ردِ عمل کا اظہار کریں کہ اوپر سے ایک اور شخص ابو البختری آگیا اور اس نے پوچھا ۔ یہ کیا معاملہ ہے اور تم کیوں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہو ؟"

اس استفسار پر ابوجہل نے شکایت کرنے کے انداز میں ابوالبختری کو مخاطب کر کے کہا " اے ابوالبختری ! اس حکیم بن حزام کو دیکھو ۔ یہ بنو ہاشم کے پاس کھانے کی اشیاء لے کر جا رہا تھا کہ مَیں نے پکڑ لیا ۔ اب تم ہی بتاؤ اس کے لیے کیا سزا تجویز کرنی چاہیئے "۔

اس پر ابوالبختری نے درشت لہجے میں ابوجہل کو مخاطب کر کے کہا ۔ " اے ابن ہشام[1] ! یہ حکیم بن حزام یقیناً اپنی پھوپھی خدیجہؓ کے لیے کھانے کی اشیاء لے کر جا رہا ہوگا ۔ کیا تو اس کی پھوپھی کا کھانا روکتا ہے ۔ اے ابنِ ہشام ! اسے جانے دے "۔

ابوجہل نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس معاملہ میں وہ ابوالبختری سے تکرار کرنے لگا ۔ یہ تکرار بڑھ کر جھگڑے اور فساد کی صورت اختیار کر گیا ۔ اس پر ابوالبختری کو ابوجہل پر طیش آگیا ۔ جس جگہ یہ تکرار ہو رہی تھی وہاں قریب ہی

---

[1] ابوجہل کا پورا نام ابوالحکیم بن ہشام تھا ۔

Marfat.com

اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی پڑی ہوئی تھی۔ ابو البختری نے اُونٹ کے جبڑے کی اس مضبوط اور سخت ہڈی کو اٹھا لیا ابوجہل کو خوب مارا اور اسے مار مار کر زخمی کر دیا۔ اس کے علاوہ ابوالبختری نے گھونسوں اور لاتوں سے بھی ابوجہل کی خوب مرمت کی۔

ابوالبختری سے خوب مار کھانے اور پٹنے کے باوجود ابوجہل نے نہ تو ابوالبختری کے اس رویّے کے خلاف اپنے لوگوں سے شکایت کی اور نہ ہی کسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار کیا۔ اسے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اس واقع سے لوگوں کو آگاہ کر دیا تو حضورؐ کے علاوہ مسلمانوں کو بھی اس حادثے کی اطلاع ہو جائے گی تو حضورؐ اور مسلمان اس حادثے پر اطمینان اور خوشی کا اظہار کریں گے۔ ابوجہل نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان خوش ہوں۔ لہٰذا وہ ابوالبختری سے خوب پٹنے اور مار کھانے کے باوجود خاموش ہی رہا۔

اس واقع کی اطلاع جب ہشام بن عمرو کو ہوئی جو شعب ابی طالب میں چوری چوری سامان سے لدے اونٹ مسلمانوں کو بھجوایا کرتا تھا تو اس نے مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دینے کا عہد کر لیا۔ اس ہشام بن عمرو نے عہد کیا کہ وہ حضورؐ اور مسلمانوں کو شعب ابی طالب سے نکال کر رہے گا۔ اور اس معاہدے کو ختم کر کے رہے گا جو کفّار نے مسلمانوں کے خلاف سماجی مقاطعے سے متعلق لکھ کر خانہ کعبہ کے اندر لٹکا رکھا تھا۔

اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہشام بن عمرو نے اپنے کام کی ابتدا یوں کی کہ یہ ہشام بن عمرو حضورؐ کے پھوپھی زاد زہیر بن ابی امیہ کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہا "اے زہیر! کیا تم اس بات پر خوش ہو کر تم تو پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ۔ کپڑے پہنو، عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور تمہارے ماموؤں[۱] کی جو حالت

ؔ۱ ماموؤں سے مراد حضرت عباسؓ، حمزہؓ اور ابوطالب ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۳۲ پر)

Marfat.com

ہے وہ تم جانتے ہی ہو۔ ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز بیچی جاتی ہے اور نہ اُن سے کچھ خریدا جاتا ہے۔ نہ اُن کی بیٹیوں کو کوئی نکاح میں لیتا ہے اور نہ اُن کے نکاح میں کوئی عورت دی جاتی ہے۔

سن لو اے زہیر بن اُمیہ! مَیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہی معاملہ ابوجہل بن ہشام کے ساتھ ہوتا اور اس کے ماموں سخت اذیت اور تکلیف میں ہوتے تو وہ اسے ہرگز قبول اور برداشت نہ کرتا اور ضرور اپنے ماموؤں کی مدد کرتا۔ پھر حیرت ہے اے زہیر! تم کیسے اور کیوں کر اپنے ماموؤں کی تکلیف اور مصیبت پر خاموش اور مطمئن ہو۔"

ہشام بن عمرو کی باتیں زہیر بن امیہ کے دِل کو لگی تھیں۔ وہ کچھ افسردہ اور ملول ہو گیا تھا۔ پھر اس نے بڑے دُکھ کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے ہشام! افسوس مَیں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ مَیں اکیلا ہوں۔ آخر تم ہی بتاؤ۔ اس معاملے میں مجھ جیسا اکیلا شخص کیا کر سکتا ہے۔ میرے ساتھ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو مَیں ضرور اس معاہدے کو توڑنے پر آمادہ ہو جاتا۔ جو لوگوں نے بنو ہاشم اور مسلمانوں کے خلاف ایک معاہدے کے طور پر لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا رکھا ہے۔

زہیر بن امیہ کی گفتگو سے ہشام بن عمرو کو ڈھارس ہوئی۔ لہٰذا اس نے زہیر بن اُمیہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابنِ امیہ! اس معاہدے کو توڑنے کے لیے تو ایک شخص کو تم نے پا لیا۔"

زہیر نے حیرت سے پوچھا۔" وہ کون ہے؟"

ہشام بولا۔" میں خود۔"

اس پر زہیر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اپنے لیے ایک تیسرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳۱) جو حضورؐ کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ ابو لہب بھی ماموں تھا لیکن یہ بنو ہاشم سے علیحدہ ہو کر اس معاملے میں کفار سے مل گیا تھا۔

Marfat.com

شخص کو بھی تلاش کریں جو اس معاملے میں ہمارا ساتھ دے۔"

ہشام بن عمرو نے زہیر بن امیہ کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔ "فکر نہ کرو تیسرے کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔" پھر ہشام بن عمرو، زہیر کے ہاں سے نکل کر ایک شخص مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ "اے مطعم! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ بنی عبد مناف کے دو قبیلے برباد ہو جائیں اور تم اپنے سامنے یہ سارا معاملہ دیکھنے کے علاوہ اس معاملے میں قریش سے خود بھی موافقت کرتے رہو۔"

ہشام بن عمرو کے اس استفسار پر مطعم بن عدی نے دکھ اور تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "افسوس! آخر میں کیا کروں۔ اس لیے کہ میں تو اکیلا ہوں اور میں اکیلا اس معاہدے کے خلاف کیا کر سکوں گا جو قریش نے خانہ کعبہ میں لٹکا رکھا ہے۔"

اس پر ہشام بن عمرو نے کہا۔ "تم نے دوسرے کو بھی پا لیا۔"

مطعم بن عدی نے فوراً پوچھ لیا۔ "وہ کون؟"

ہشام بولا۔ "میں خود۔"

اس پر مطعم بن عدی نے جواب دیا۔ "ہمارے لیے تیسرے کی بھی تلاش چاہیے" کہا۔ "میں نے یہ بھی کر لیا۔"

پوچھا۔ "کون؟"

ہشام بولا۔ "وہ تیسرا ہمارے ساتھ زہیر بن امیہ ہے۔"

اس پر مطعم بن عدی نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "اے ہشام! اس کے لیے پھر کسی چوتھے ساتھی کو بھی تلاش کرو۔"

مطعم بن عدی کے ہاں سے نکل کر ہشام بن عمرو ابو البختری بن ہشام کے پاس آیا۔ یہ وہی ابو البختری تھا جس نے مسلمانوں کی طرف داری کرتے ہوئے ابو جہل کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مار مار کر زخمی کر دیا تھا اور لاتوں سے اس کی خوب مرمت کی تھی۔ ہشام بن عمرو نے ابو البختری سے بھی ایسی ہی گفتگو کی جیسی اس نے مطعم بن

Marfat.com

عدی سے کی تھی۔ اس پر ابوالبختری نے پوچھا "کیا کوئی اور شخص بھی ہے جو اس معاملے میں ہمارا مددگار و معاون اور رفیق و ساتھی ثابت ہو"۔

ہشام نے کہا: "ہاں ہیں"۔

ابوالبختری نے پوچھا "کون کون ہیں؟"

ہشام نے اپنی پُرحوصلہ آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اس کام میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے زہیر بن ابی امیہ اور مطعم بن عدی کے علاوہ میں خود بھی حاضر ہوں۔ ابوالبختری یہ گفتگو سن کر خوش ہوا اور کہا: "ہمارے لیے پانچویں کو بھی تلاش کرو۔

ابوالبختری سے ملنے کے بعد ہشام بن عمرو ایک شخص زمعہ بن الاسود کے پاس گیا اور اس کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور لوگوں سے رشتہ داری اور ان کے حقوق کا ذکر کیا اور بنی ہاشم اور مسلمانوں کے خلاف لکھے لیے اس معاہدے کو ختم کرنے کی بات کی جو کعبۃ اللہ میں لٹک رہا تھا۔

اس پر زمعہ بن الاسود نے پوچھا "اے ہشام! جس کام کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ کیا اس کام کی ادائیگی میں کوئی اور شخص بھی تمہارے ساتھ ہے جو یک آواز ہو کر ہمارا ساتھ دے"۔

اس پر ہشام نے پُرسکون انداز میں کہا۔ "اے ابن الاسود! اس معاملے میں زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور ابوالبختری بھی میرے ہم خیال ہیں اور یہ ناروا معاہدہ توڑنے میں مکمل طور پر تعاون پر آمادہ ہیں"۔

اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا۔ "اے ہشام! میں بھی تمہارے ساتھ ہوں سنو ہشام! ہم آنے والی رات کو خطم الحجون[1] پر جمع ہوں گے اور وہیں اپنا آئندہ لائحہ عمل کر تیار کریں گے۔ تم سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد اپنے دیگر

---

[1] مکہ کے شمال میں ایک بلند ٹیلہ جہاں کعبہ میں لٹکے معاہدے کو توڑنے کا آخری فیصلہ کیا گیا

Marfat.com

ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچوں گا۔ پھر کعبہ میں لٹکتے ہوئے اس معاہدے کو ختم کرنے کی تدبیر کر لیں گے۔"

اس طرح زمعہ بن الاسود کی طرف سے مطمئن ہو کر ہشام بن عمرو اس کے ہاں سے نکل کر اس فیصلے سے آگاہ کرنے کے لیے اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف چلا گیا تھا۔

○

یہ پانچوں حضرات رات کے وقت مکہ کے شمال میں ایک بلند مقام پر ملے اور سب نے آپس میں مل کر یہ طے کیا۔ "کہ مسلمانوں اور بنی ہاشم کے خلاف جو معاہدہ کعبۃ اللہ میں لٹکا رکھا ہے جس کی رو سے وہ شعب ابی طالب میں کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس معاہدے کا خاتمہ کر دیا جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ کل صبح کے وقت لوگ بیت اللہ میں جمع ہوں تو اس موقع پر ان سے اس معاہدے کے توڑنے کی بات کی جائے۔

زہیر بن ابی امیہ نے اپنے ذمے یہ بات لگائی کہ اس معاہدہ کے سلسلے میں کل بیت اللہ میں لوگوں کے ساتھ گفتگو کی ابتدا وہی کرے گا۔ آپس میں یہ معاملہ طے کرنے کے بعد یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

دوسرے روز یہ لوگ صاف ستھرے اور قیمتی لباس پہن کر بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت وہاں لوگوں کا خوب ہجوم ہو رہا تھا۔ زہیر بن ابی امیہ نے پہلے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا پھر وہاں پر جمع لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" اے مکہ والو! کیا ہم تو کھانا کھائیں اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم شعب ابی طالب میں مرتے رہیں۔ نہ ان سے کچھ خریدا جائے۔ نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔ قسم اللہ کی میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا۔ جب تک یہ نامنصفانہ قرابت توڑنے والا معاہدہ چاک نہ کر دیا جائے۔"

اس پر ابوجہل جو بیت اللہ کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا چلا اٹھا۔" اسے

Marfat.com

زہیر بن ابی امیہ! تو جھوٹا ہے ۔ واللہ! وہ ہرگز چاک نہ کیا جائے گا۔"
ابوجہل کے اس جواب پر زمعہ بن الاسود نے بھی چلاّ کر کہا۔ "واللہ! تو سب سے بڑا جھوٹا ہے ۔ جب یہ معاہدہ لکھا گیا تھا اس وقت بھی ہم نے اپنی کوئی رضامندی ظاہر نہ کی تھی۔"
ابوالبختری بھی بول اٹھا اور کہنے لگا۔ "زمعہ ٹھیک کہتا ہے جو کچھ اس معاہدے میں لکھا ہے نہ ہم اس پر راضی ہوں گے اور نہ ہی اس پر قائم رہیں گے۔" ابوالبختری کے بعد مطعم بن عدی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا "تم دونوں نے سچ کہا اور اس کے علاوہ جس شخص نے جو کچھ کہا جھوٹ کہا ہم ہم اس کاغذ سے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"
آخر میں ہشام بن عمرو نے اُٹھ کر ان سب کی پُرزور تائید کی۔ ابوجہل نے اپنا فیصلہ دیتے کہا۔" ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے اس معاہدے کو توڑنے کے لیے پہلے سے مشورہ کر رکھا ہے۔"
حضورؐ کے چچا ابوطالب بھی اس موقع پر بیت اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مخاطب ہو کر کہا۔" اے لوگو! میری بھی سنو! میں تم سے ایک نئی اور انوکھی بات کہتا ہوں ۔ میں بھی اسی معاہدے کے سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں اس لیے کہ تھوڑی دیر قبل میرے بھتیجے (حضور نبی اکرمؐ) نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔" اے عم! اللہ نے دیمک کو نوشتہ قریش پر غالب کر دیا ہے۔ پس دیمک نے اس نوشتہ میں اللہ کے نام کو تو چھوڑ دیا ہے اور اس کے علاوہ اس معاہدے کے اندر جس قدر ظلم و زیادتی، رشتے توڑنے اور بہتان کی باتیں تھیں۔ وہ سب دیمک نے چاٹ لی ہیں اور اے لوگو! میرے بھتیجے کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ بات اسے وحی کے ذریعے اس کے پروردگار نے بتائی ہے۔"
"اے گروہِ قریش ۔ تم وہ معاہدہ لاؤ۔ اگر اس معاہدے کی حالت ایسی ہی ہو گئی ہے۔ جیسی میرے بھتیجےؐ نے کہا ہے تو پھر تم قطع تعلقی سے باز رہو اور

Marfat.com

جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے ترک کر دو اور اگر یہ درست نہیں ہے تو پھر میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کرتا ہوں"۔

ابو طالب کی یہ تقریر سننے کے بعد مطعم بن عدی نے جرأت مندی سے کام لیا اور بیت اللہ میں لٹکتے اس معاہدے کو اتار لیا اور جب اسے کھولا گیا تو اس میں صرف باسمک اللّٰھم[1] کے سوا سارے الفاظ کو دیمک چاٹ چکی تھی لیس پر اس معاہدے کو چاک کر دیا گیا اور اس طرح تین سال بعد بنی ہاشم اور مسلمانوں کو شعبِ ابی طالب کی محصوری سے نجات ملی ۔

○

جبل مشلل کے پاس قبیلہ بنی غطفان کے نعیم بن سعود کے پاس اس کے پڑاؤ میں رات بسر کرنے کے بعد سماک نے نعیم بن سعود اور اس کے مسلح ساتھیوں کے ساتھ یثرب کی طرف کوچ کیا اور سب سے پہلے یہ لوگ عکابہ نام یہودی کے ہاں داخل ہوئے ۔ عکابہ اس وقت اپنے گھر کے دیوان خانے میں یثرب کے کچھ لوگوں کے ساتھ محوِ گفتگو تھا ۔ نعیم بن سعود بھی اپنے مسلح ساتھیوں کو باہر کھڑا کر کے عکابہ کے دیوان خانے میں داخل ہوا ۔

عکابہ نے سماک بن خرشہ کی طرف دیکھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اے ابو دجانہ ! آج تم کیسے میری طرف آنکلے ہو ۔ اب تو تمہارا شمار بھی بڑے لوگوں میں ہونے لگا ہے ۔ اس لیے کہ بنو نضیر کے رئیس ابی حقیق نے اپنی اکلوتی اور حسین ترین لڑکی تم سے منسوب کر دی ہے "۔

سماک نے عکابہ کی اس گفتگو کا جواب دینے کے بجائے کہا ۔ " یہ بنو غطفان کا نعیم بن سعود ہے اور تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے ۔

عکابہ کے کچھ کہنے سے قبل نعیم بن سعود خود ہی بول پڑا اور سماک کو مخاطب

---

[1] اسلام سے قبل عرب کے لوگ اپنی تحریروں میں بسم اللہ کی جگہ یہی جملہ لکھا کرتے تھے ۔

Marfat.com

کر کے اس نے کہا "اے ابنِ دجانہ! تم ان سے میرا تعارف نہ کراؤ۔ یہ سب مجھے جانتے ہیں اور میں ان سب کو جانتا ہوں۔ اگر اس کا ثبوت جاننا چاہتے ہو تو سنو! اس عکابہ کے ساتھ یہ جو چار اشخاص اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں یہ نبتل بن حارث، ابو حبیبہ، مربع بن قیظی اور عبداللہ بن ابی ہے۔"

نعیم بن سعود کے اس انکشاف پر سماک حیرت زدہ ہو رہا تھا کہ عکابہ اسے مخاطب کر کے کہا "اے ابو دجانہ! یہ نعیم بن سعود ٹھیک ہی کہتا ہے۔ یثرب کے اکثر لوگ اسے جانتے ہیں کیونکہ تجارت کی غرض سے اس کا یثرب اور شمال کے دیگر شہروں کی طرف اس کا خوب آنا جانا ہے۔ بہر حال تم دونوں بیٹھو اور کہو کس غرض سے آئے ہو۔ ویسے اے ابنِ سعود! تمہارا سماک بن خرشہ کے ساتھ آنا کسی علت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔"

سماک اور نعیم ابن سعود دونوں عبداللہ بن ابی کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر ابن سعود بولا۔ "اے عکابہ! تیرا اندازہ اور تیرے خدشات درست ہیں۔ میں سماک بن خرشہ کو جو تمہارے پاس لے کر آیا ہوں تو اس نیت سے آیا ہوں کہ تم سے پوچھوں کہ تم لوگوں نے میرے اونٹ چرا کر کیوں بیچ ڈالے ہیں"۔

نعیم بن سعود کے اس انکشاف پر عکابہ کا رنگ پیلا ہو گیا تھا لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور کہا۔ "اے ابنِ سعود! قسم مجھے موسیٰؑ کے رب کی میں نے نہ کسی کے اونٹ چرائے ہیں اور نہ ہی کہیں بیچے ہیں"۔

اس پر نعیم بن سعود غضب ناک ہو گیا اور چیختی چلاتی آواز میں اس نے کہا۔ "اے عکابہ جھوٹ مت بولو۔ تم نے یزید بن الحارث اور حاطب بن الحارث کے ساتھ مل کر میرے اونٹ چرائے ہیں اور یہ اونٹ تم تینوں جبل شلل کی بستی قدیہ کے ایک شخص منات بن عامر کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں۔ یہ سماک بن خرشہ تمہارے پاؤں کے نشانات خوب پہچانتا ہے۔ یہ میرے اونٹوں کا تعاقب کرتا ہوا مجھے سیدھا قدیہ نام کی بستی کے باہر اس چراگاہ میں لے گیا تھا، جہاں میرے اونٹ چر رہے

Marfat.com

تھے۔ وہاں میری بات منات بن عامر سے بھی ہوئی جس کے ہاتھ تم تینوں نے میرے اُونٹ بیچے تھے۔

نعیم بن سعود کی اس گفتگو پر عکابہ نے شرمندگی میں کہا۔" اے ابن سعود! اب جب کہ سماک بن خرشہ کی مدد سے تُو نے اپنے اُونٹوں اور ہمارے ملوث ہونے کا پتہ لگا ہی لیا ہے تو سنو۔ اُونٹ چُرانے کا یہ منصوبہ حاطب بن الحارث کا تھا۔ اور اونٹوں کی جو قیمت ہمیں ملی وہ ہم تینوں نے آپس میں تقسیم کر لی تھی"۔ پھر عکابہ دیوان خانے سے اُٹھ کر ساتھ والے کمرے کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں نقدی کی ایک تھیلی تھی اور وہ تھیلی اس نے نعیم بن سعود کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ یہ وہ نقدی ہے جو اونٹوں کو بیچنے کے بعد میرے حصّے میں آئی تھی۔ میں یہ رقم تمہیں لوٹاتا ہوں"۔

ابن سعود نے رقم لے لی اور کہا۔" اے عکابہ! میں تمہاری اس فراخدلی کی تعریف کرتا ہوں۔ اب حاطب بن الحارث اور یزید بن الحارث کے پاس بھی تم ہی جاؤ۔ ان دونوں کو اس ساری صورتِ حال سے آگاہ کرو۔ اور اگر وہ یہ رقم دینے سے انکار کرتے ہیں تو پھر میں دوسرا طریقہ بھی استعمال کر سکتا ہوں کہ اس لیے کہ میرے ساتھ میرے مسلح ساتھی بھی ہیں"۔

اس پر عکابہ نے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کہا۔" اے ابن سعود! تم یہیں بیٹھو میں حاطب اور یزید سے بھی ان کے حصّے کی رقم لا کر تمہیں دیتا ہوں"۔ اس کے ساتھ ہی عکابہ اُٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

جلد ہی عکابہ لوٹ کر آگیا اور دو چرمی تھیلیاں اس نے ابن سعود کی گود میں رکھ دیں اور بولا۔" اے ابن سعود! یہ حاطب اور یزید کے حصّے کی نقدی بھی لو۔ اور میں اس رویے پر نادم ہوں کہ ہم نے تمہارے اُونٹ چرا کر بیچے"۔ اس کے ساتھ ہی ابن سعود اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ عکابہ کی اس گفتگو کا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ دیوان خانے سے نکل کر وہ سماک کے ساتھ باہر آیا اور ایک تھیلی سے کچھ نقدی

Marfat.com

نکال کر اس نے سماک کو تھمائی اور کہا" اے ابو دجانہ! یہ تمہارا معاوضہ اور انعام ہے۔ تمہاری کوششوں سے میرے اونٹوں کی رقم مجھے مل سکی ہے۔"

سماک نے نعیم بن سعود سے رقم لے لی اور اس سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ نعیم بن سعود بھی یثرب سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے قبیلے کا رخ کر رہا تھا۔

O

سماک جب اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا حسین ربیطہ جہاں صحن کے اندر بکریاں باندھی جاتی تھیں وہاں گیلی جگہ پر خشک مٹی ڈال رہی تھی تاکہ بکریوں کے پیشاب کی بو صحن میں نہ پھیلے۔ سماک کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور شکووں سے بھرپور آواز میں اس نے پوچھا۔" آپ رات بھر کہاں رہے۔ ہم لوگ اس قدر فکر مند تھے۔ خویلہ بھی اپنے ابی کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ اسے جب خبر ہوئی کہ آپ رات بھر نہیں آئے تو وہ بے حد پریشان ہو رہے تھے۔ خویلہ کافی دیر یہاں بیٹھ کر آپ کا انتظار کرتی رہی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے یہاں سے عکابہ گزرا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ سماک اس کے ہاں بیٹھا ہوا ہے۔ لہذا خویلہ مطمئن ہو کر گھر چلی گئی۔"

اتنی دیر تک آمنہ بھی اندر سے نکل آئی اور فکر مندی میں اس نے پوچھا۔ "اے میرے بیٹے! تو رات بھر کہاں رہا۔ میں تو ان باتوں کی عادی ہوں پر ربیطہ اور خویلہ بے حد پریشان ہو رہی تھیں"۔ جواب میں سماک نے وہاں کھڑے ہی کھڑے ان دونوں کو اپنے باہر رہنے کی تفصیل بتا دی تھی۔

آمنہ اور ربیطہ دونوں جب مطمئن ہو گئیں تب سماک نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی نکالی اور آمنہ کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔" یہ رقم رکھو ماں! یہ مجھے بنو غطفان کے نعیم بن سعود نے اس کے اونٹوں کا کھرا تلاش کرنے پر دی ہے۔"

آمنہ نے پیار سے ربیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اب اس گھر کی مالک تو ربیطہ

Marfat.com

اور حویلہ ہیں ۔ ربیطہ چونکہ اب ہمارے پاس ہے لہٰذا جو بھی رقم تم لایا کرو، ربیطہ ہی کو دیا کرو۔" سماک نے چپ چاپ وہ نقدی ربیطہ کی طرف بڑھا دی ۔

ربیطہ نے وہ نقدی لے لی ساتھ ہی وہ بولی ۔ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے ابوقیس جب بکریاں لینے آیا تو وہ آپ کا پوچھ رہا تھا ۔ ہم نے جب بتایا کہ آپ عکابہ کے ہاں ہیں تو اس نے کہا ۔" سماک جب آئے تو اسے جبلِ سلع کی طرف بھیج دیں کیونکہ قطبہ، خبیب اور سوید بن صامت بھی وہاں آپ کا انتظار کریں گے ۔"

سماک نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کہا ۔" میں پھر ان کی طرف جاتا ہوں ۔ وہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے ۔

ربیطہ نے بے چین ہو کر کہا ۔ آپ پہلے آرام سے بیٹھ کر کھانا کھائیں ۔ پھر کہیں باہر جائیں ۔"

سماک نے اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپاتے ہوئے کہا ۔" میں نے نعیم بن سعود کے پڑاؤ سے کھانا کھا لیا تھا ۔ اب میں جبل سلع کی طرف جاتا ہوں ۔"

اس پر ربیطہ پھر بولی اور کہا ۔" اگر آپ کھانا کھا چکے ہیں تو پھر ضرور جبلِ سلع کی طرف جائیں لیکن جاتے جاتے خویلہ سے بھی ملتے جائیے گا ۔ وہ پریشان ہو رہی تھی کہ جب سماک گھر آئیں تو کسی کے ذریعے مجھے ضرور اس کی اطلاع کریں ۔"

سماک نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا ۔" میں جاتے جاتے خویلہ سے ملتا جاؤں گا ۔ پر تم دونوں میرے متعلق کچھ زیادہ ہی غیر ضروری طور پر فکرمند رہنے لگی ہو ۔ ورنہ میرا پیشہ تو کھوجی کا پیشہ ہے اور اس کیلئے تو مجھے کئی کئی دن تک باہر رہنا پڑتا ہے اور ماں کو خبر ہے کہ میرا یہ کام کس قدر دقت اور مشقت طلب ہے ۔"

ربیطہ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔" ماں کی طرح آہستہ آہستہ میں اور خویلہ بھی عادی ہو جائیں گی ۔" اس کے ساتھ ہی سماک اپنے گھوڑے کو پکڑ کر حویلی سے باہر آیا پھر وہ اس پر سوار ہوا اور اسے مہمیز لگا کر ہانک دیا تھا ۔

○

Marfat.com

عکابہ یہودی کے ہاں سے اٹھ کر جب عبداللہ بن ابی[1]، نبتل بن حارث[2]، ابوجبیبہ[3] اور مربع بن قیظی[4] باہر گلی میں آئے تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرکے کہا۔ "جب تک قبائل کے اندر کوئی ہنگامہ آرائی اور جھگڑا فساد نہ ہو ہمیں چین نہیں آتا۔ اے میرے ساتھیو! آؤ بنوغطفان کے اس نعیم بن سعود کے اونٹوں کی چوری کو وجہ بنا کر لڑائی اور فساد کا کھیل شروع کریں۔ آؤ ایسے کام کی ابتدا کریں جس سے عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوں"۔

ابوجبیبہ نے پوچھا۔ "اے عبداللہ! تم اس اونٹوں کے معاملے کو فساد پھیلانے کے لیے کیسے استعمال کروگے"۔

اس پر عبداللہ بن ابی نے ان تینوں کی طرف عیاری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے رفیقو! تم میرے ساتھ اونٹ چوری کرنے والے بنی اوس کے حاطب

---

[1] اس کا پورا نام عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ بنوخزرج سے تھا۔ حضورؐ کی مدنی زندگی میں یہ منافقوں کا سرغنہ تھا۔ سب منافق اسی کے پاس جمع ہوا کرتے تھے۔ (سیرت النبیؐ)

[2] یہ شخص بڑا جسیم تھا۔ ہونٹ لمبے سیاہ اور لٹکے ہوئے، سر کے بال پریشان، آنکھیں لال، گال پچکے ہوئے۔ حضورؐ کی مدنی زندگی میں یہ منافقوں کے جاسوس کی حیثیت سے کام کیا کرتا تھا اور حضورؐ کی باتیں منافقوں تک پہنچایا کرتا تھا۔ قرآن مقدس میں بھی اس کی منافقت سے متعلق آیات نازل ہوئیں۔ (علامہ ابن سعد)

[3] اس کا پورا نام ابوجبیبہ بن الازعر تھا۔ بنوضبیعہ سے اس کا تعلق تھا۔ یہ بھی منافقین میں سرفہرست تھا۔ مدینۃ النبیؐ میں مسجد ضرار کا بانی یہی شخص تھا۔ اس سے متعلق بھی قرآن مقدس میں آیات نازل ہوئیں۔ (علامہ ابن سعد)

[4] یہ بنوخزرج سے تھا۔ بعد کے دور میں یہ اسلام کا بدترین دشمن ثابت ہوا۔ جنگِ احد کے موقع پر جب حضورؐ نے اس کے باغ میں سے گزرنے (باقی صفحہ ۱۴۳ پر)

Marfat.com

بن الحارث کے چلو۔ پھر دیکھو میں فساد پھیلانے کے لیے کیا کچھ کرتا ہوں" لہٰذا عبداللہ بن ابی کے وہ تینوں ساتھی خاموشی کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو لیے تھے۔

جب یہ چاروں حاطب بن الحارث کے مکان کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا حاطب اس وقت اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ عبداللہ بن ابی نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن حارث! ہم تم سے ایک اہم موضوع پر بات کرنے آئے ہیں۔"

حاطب نے فوراً اپنے دیوان خانے کا دروازہ کھولا اور کہا۔ "آؤ آرام سے بیٹھ کر گفتگو کریں۔" جب وہ سب دیوان خانے میں داخل ہو کر وہاں بیٹھ گئے۔ تب عبداللہ بن ابی نے حاطب کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن حارث! ہم عکابہ یہودی کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں بنو غطفان کا نعیم بن سعود اور بنو خزرج کا سماک بن خرشہ آئے اور انہوں نے تمہارے علاوہ عکابہ اور یزید بن الحارث پر اونٹوں کی چوری کا الزام لگایا اور اونٹوں کا یہ کھرا نکالنے والا سماک بن خرشہ تھا۔ پس اس عکابہ یہودی نے فوراً تسلیم کر لیا کہ اونٹ اس نے، تم نے اور یزید بن الحارث نے چوری کیے ہیں اور اے ابن الحارث! میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کر کے عکابہ اور سماک بن خرشہ نے تمہاری سخت بے عزتی کی ہے۔"

اس پر حاطب بن الحارث نے سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے اپنی کھولتی آواز میں کہا۔ "اے عبداللہ! تمہارے آنے سے قبل میں اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر عکابہ سے متعلق ہی سوچ رہا تھا کہ میں اس سے کیسے نمٹوں۔"

عبداللہ بن ابی نے حاطب کی اس غضبناکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کی اجازت چاہی تو اس نے نہ صرف یہ کہ باغ سے گزرنے کی اجازت نہ دی بلکہ بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دینا چاہا پر حضورؐ کے فرمان پر چھوڑ دیا ان سب کے مفصل حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

Marfat.com

کہا۔" اے ابن الحارث! وہ عکابہ تو ہماری موجودگی میں نعیم بن سعود سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس کے اونٹوں کو چُرا کر بیچنے کا منصوبہ حاطب نے بنایا تھا۔"

حاطب نے غصے میں مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔" واللہ! یہ عکابہ بہودی میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔"

عبداللہ بن ابی نے فوراً گرہ لگاتے ہوئے کہا۔" اور سنو حاطب! اس عکابہ کے ساتھ ساتھ سماک بن خرشہ کا بھی کام تمام کر دو۔ یہ تمہارے پاؤں کے نشانات پہچاننے لگا ہے اور آئندہ جس کی بھی چوری ہوئی وہ اسے تمہارے اُوپر چڑھا لائے گا۔ اس طرح وہ تمہارا جینا دوبھر کر کے رکھ دے گا اور پھر تم کس کس کو رقم نعیم بن سعود کی طرح لوٹاتے پھرو گے"۔

حاطب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔" عکابہ کو تو میں قتل کر ہی دوں گا۔ لیکن سماک بن خرشہ کو قتل کرنا مشکل ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک بہترین اور بے مثل تیغ زن ہونے کے علاوہ شبے کی حد تک طاقتور اور پُرقوت ہے۔"

اس پر عبداللہ بن ابی نے بات کو آگے بڑھانے کی خاطر کہا۔" عکابہ کو تم خود قتل کر دو اور کچھ اپنے جاننے والے آدمیوں کو رقم دے کر ان کے ہاتھوں سماک کو قتل کرا دو اور ان آدمیوں کو دینے کے لیے رقم میں تمہیں فراہم کر دوں گا۔ اس کے آگے تم سوچ لینا کہ سماک بن خرشہ کو کہاں اور کس جگہ قتل کرانا ہے۔ پر اس ساری کارروائی کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو۔ ہم اگر اس معاملے میں تمہیں رقم فراہم کریں گے تو وہ صرف تمہاری بہتری اور بھلائی میں ہو گی لیکن اس میں ہمارا نام نہ آنا چاہیے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ ایسے معاملات میں ہمیں کیا فائدہ ہے؟

حاطب نے بڑی ممنونیت سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اگر رقم مجھے آج مل جائے تو میں آنے والی رات کو عکابہ کو خود قتل کر دوں گا اور کچھ آدمیوں کو رقم دے کر سماک بن خرشہ کو بھی

Marfat.com

قتل کرا دوں گا۔"

عبداللہ بن ابی نے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کہا۔" اے حاطب! تو پھر تم اپنے سارے انتظامات مکمل رکھو۔ آج شام تک ایک معقول رقم تمہیں مل جائے گی اور وہ رقم اس قدر ہو گی کہ اس کے آدھے حصّے سے تم بآسانی سماک بن خرشہ کو قتل کرا سکو گے اور باقی آدھا حصّہ اپنے پاس اپنے اخراجات کے لیے بھی رکھ سکو گے۔"

اس کے ساتھ ہی عبداللہ بن ابی، حاطب کے گھر سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل گیا تھا۔ باہر گلی میں آکر ابو حبیبہ نے پوچھا۔" اے عبداللہ بن ابی! اس عکابہ یہودی اور سماک بن خرشہ کی موت کا ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔"

اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا۔" اے ابو حبیبہ! تم دیکھتے جاؤ کیا بنتا ہے۔ تم بنو اوس کے سردار بننے کے خواہش مند ہو اور میں بنو خزرج کا سردار بننا چاہتا ہوں اور یہ کام آسانی سے تو نہ ہو جائے گا۔"

اے میرے رفیقو! اس کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ تو قربانی دینا ہو گی۔ دیکھو جب حاطب بن الحارث عکابہ یہودی کو قتل کر دے گا تو پھر ہم یزید بن الحارث کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ وہ، حاطب اور عکابہ تینوں نعیم بن سعود کے اونٹوں کی چوری کے سلسلے میں ملوث ہیں اور یہ کہ حاطب کا خیال ہے کہ نعیم بن سعود کو اس کی چوری سے آگاہ کرنے والے عکابہ اور یزید ہیں۔ اور ان دونوں نے مل کر ان خیالات کا اظہار کیا ہے کہ نعیم بن سعود کے اُونٹ چرانے کا اصل محرک حاطب ہے۔ یزید کو ہم یقین دلائیں گے کہ حاطب نے اس شک و شبہ کی بنا پر عکابہ یہودی کو قتل کر دیا ہے۔ اور اب تمہاری باری ہے لہٰذا اب تمہاری باری ہے اور حاطب ضرور عکابہ کے بعد تمہیں قتل کرے گا۔ اس لیے اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو حاطب کے حرکت میں آنے سے قبل ہی حاطب کو قتل کر دو۔ اور اس سلسلے میں ہم یزید کو ایک رقم کا لالچ دے کر بھی ایسا

Marfat.com

کرنے پر مجبور کر دیں گے اور جب یزید، حاطب کو قتل کر دے گا تو پھر جانتے ہو کیا ہو گا؟"

ابو حبیبہ نے بیتابی میں پوچھا۔ "کیا ہو گا؟"

عبداللہ بن ابی نے بڑی راز داری میں کہا۔ "اے ابو حبیبہ! حاطب کا تعلق بنو اوس سے ہے۔ جب کہ یزید بن الحارث کا تعلق بنو خزرج سے۔ حاطب کے قتل پر اگر یزید اس کے قتل میں ملوث ہو کر نہ پکڑا گیا تو ہم اپنے آدمیوں کے ذریعے اس بات کا چرچا کرنا شروع کر دیں گے کہ بنو اوس کے حاطب کو بنو خزرج کے یزید بن الحارث نے قتل کر دیا ہے۔ اس طرح اس معاملے کو ہوا دے کر ہم اوس اور خزرج دونوں قبائل میں جنگ کرا دیں گے۔ اس جنگ میں ہم اوس اور خزرج دونوں قبائل کے سرداروں کو قتل کرا دیں گے اور اُن کی جگہ میں اور تم اوس اور خزرج کے سردار بننے کی کوشش کریں گے۔ اب بتاؤ میری تجویز کیسی ہے۔" ابو حبیبہ کے علاوہ نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔ پھر وہ چاروں اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔

O

اپنے گھر سے نکل کر سماک بن خرشہ، خولیہ کی حویلی کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں اسے ابی حقیق کا غلام لمیس مل گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے سماک کا گھوڑا رکوایا اور بولا۔ "اے آقا! آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔ میں بھی آپ ہی کی طرف جا رہا تھا۔ مجھے خولیہ بی بی نے آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔"

سماک نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا ہوا تم مجھے راستے میں مل گئے۔ مجھے ذرا جبل سلع کی طرف اپنے ساتھیوں ابو قیس، قطبہ، سوید بن صامت اور خبیب بن یساف کی طرف جانے کی جلدی ہے۔ تم یہیں سے واپس لوٹ جاؤ اور خولیہ کو جا کر میری خیریت سے آگاہ کرو۔ جب کہ میں اب

Marfat.com

یہاں سے سیدھا جبل سلع کا رُخ کرتا ہوں۔" ملیس فوراً وہاں سے واپس لوٹ گیا جب کہ سماک اپنے گھوڑے کو جبل سلع کی طرف دوڑا رہا تھا۔

سماک جب اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا جبل سلع کے پاس آیا تو اس نے دیکھا جبل سلع پہ ابوقیس، قطبہ، سوید اور خبیب اس کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ سماک نے گھوڑے کو چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا اور بھاگتا ہوا وہ جبلِ سلع پر چڑھا اور اپنے ان چاروں ساتھیوں کے پاس جا بیٹھا۔

اس پر سوید بن صامت نے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اے سماک! میرے عزیز! مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔ میں اپنے کسی کام کے سلسلے میں بنوقریظہ کی طرف جانے والا تھا کہ قطبہ اور ابوقیس نے پکڑ لیا اور کہا کہ حضورؐ کی سیرت سے تعلق رکھنے والے کچھ اور پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالو۔ لہٰذا میں آج تم لوگوں کو آپؐ کے چچا حمزہؓ بن عبدالمطلب کے اسلام قبول کرنے کے حالات و واقعات سناؤں گا۔"

اے میرے رفیقو! یہ واقعات کچھ یوں ہیں کہ حضورؐ ایک روز کوہ صفا کے قریب بیٹھے تھے کہ ابوجہل وہاں سے گزرا۔ اس نے بغیر کسی وجہ کے آپؐ کو گالیاں دیں۔ ناپسندیدہ باتیں کہیں اور اپنی گفتگو سے اس نے حضورؐ کو ایذا پہنچائی اور چلتا بنا۔ یہ سارا معاملہ ایک شخص عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی جب ابوجہل نے حضورؐ کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو آپؐ اس کے بعد اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا بیٹھے۔ وہاں قریش کے بڑے بڑے سردار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

اتنے میں حمزہؓ بن عبدالمطلب وہاں نمودار ہوئے۔ وہ اس وقت کمان گلے میں ڈالے ہوئے تھے اور شکار سے لوٹ رہے تھے۔ حمزہؓ ایک عمدہ شکاری ہیں اور اکثر شکار پر نکلتے ہیں۔ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ شکار سے واپسی پر سیدھے گھر نہ جایا کرتے بلکہ پہلے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے پھر گھر کو لوٹتے۔

اس روز بھی حمزہؓ جب کعبۃ اللہ کا طواف کر چکے تو وہ لونڈی جس نے ابوجہل

Marfat.com

کو حضورؐ کے ساتھ ناروا سلوک کرتے دیکھا۔ حمزہؓ کے پاس آئی اور بولی۔" اے ابو عمارہ[1]! کاش آپ اس آفت کو دیکھتے جو آپ کے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ابوالحکم[2] کی جانب سے آئی۔ ابوالحکم نے انہیں کوہ صفا کے پاس بیٹھے پایا تو آپؐ کو گالیاں دیں۔ بے عزتی کی اور چلتا بنا۔ جب کہ محمدؐ نے اس سے بات تک نہ کی۔"

اے میرے رفیقو! خداوند کی طرف سے چونکہ حمزہؓ کا اسلام لانے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ لہٰذا ان باتوں نے انہیں غضب ناک اور برانگیختہ کر دیا۔ وہ تیزی سے نکلے اور ابوجہل کے پاس گئے۔ جو اپنے آدمیوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

ابوجہل کے پاس پہنچ کر حمزہؓ نے اپنی کمان سنبھالی اور اس زور سے ابوجہل کے سر پر ماری کہ ابوجہل کا سر زخمی ہو گیا اور ابوجہل کو مخاطب کر کے کہا "کیا تو میرے بھتیجےؐ کو گالیاں دیتا ہے۔ لے پھر میں بھی انہیں کے دین پر ہوں۔ آج سے میں بھی مسلمان ہوتا ہوں اور وہی بات کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو وہی بتاؤ مجھ سے بھی کر جو ان سے کیا ہے۔

اس پر بنی مخزوم کے لوگ جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے تاکہ حمزہؓ کے مقابلے میں ابوجہل کی مدد کریں۔ اس پر ابوجہل نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔" ٹھہرو! ابوعمارہ کو جانے دو۔ اس لیے کہ آخر میں نے بھی تو ان کے بھتیجے[2] کو گالیاں دی ہیں"۔ اس کے بعد حمزہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور ان کے ایمان لانے سے اسلام کو تقویت ہوئی۔

سوید بن صامت ذرا رکا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر رہا تھا۔" اے میرے رفیقو! میں نے اگر اس وقت بنی قریضہ کی طرف نہ جانا ہوتا تو

---

[1] ابوعمارہ حمزہؓ کی کنیت تھی۔

[2] ابوجہل کی کنیت تھی۔

Marfat.com

میں حضورؐ کی ذات اور آپؐ کی سیرت سے وابستہ کچھ اور اہم واقعات بھی تم لوگوں سے کہتا لیکن اس وقت تو میں تم لوگوں سے کچھ اور واقعات بھی بیان کروں گا۔ ابھی میں تم لوگوں سے عمرؓ بن خطاب کے قبول اسلام کی داستان کہوں گا۔ کیوں کہ ان کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ ابھی میں نے تم لوگوں سے مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت کے علاوہ ظلم و ستم کی چند وہ داستانیں بھی کہنی ہیں جن کا نشانہ وہ بے بس اہل ایمان بنتے رہے جو یا تو مفلس اور نادار تھے یا مکہ کے اندر غلامانہ زندگی بسر کرتے رہے ہیں اور ان کے علاوہ کچھ اور حالات بھی میں تم لوگوں کو سناؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی سوید بن صامت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ "اے میرے رفیقو! میں اب بنی قریظہ کی طرف جاتا ہوں۔ کل اسی وقت پھر یہاں جمع ہوں گے اور میں تم سے دوسرے واقعات کہوں گا۔" اس کے ساتھ ہی سوید بن صامت جبلِ سلع سے اتر کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور وہاں سے وہ چلا گیا تھا۔ سماک قطبہ اور خبیب وہاں تھوڑی دیر تک ابوقیس کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے پھر وہ تینوں بھی اٹھ کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

○

سماک جب اپنی حویلی میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا صحن میں کھجوریں تھیں۔ ان کے سائے تلے ان کی ماں آمنہ کے علاوہ ربیطہ اور خویلہ بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ جونہی سماک گھر میں داخل ہوا۔ ربیطہ تیزی سے اٹھی بھاگ کر اس نے سماک سے اس کے گھوڑے کی باگ لے لی۔ اس کی زین اور دھانہ اتارے اور اسے ایک طرف باندھ کر اس کے آگے اس نے چارہ ڈال دیا تھا۔

سماک اتنی دیر تک کھجوروں کے جھنڈ تلے بچھی ہوئی چٹائی کے پاس آیا اور خویلہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "خویلہ! تم کس وقت آئی ہو۔ خیریت

Marfat.com

تو ہے۔"

خولہ نے کوئی جواب نہ دیا اور برابر آمنہ کی طرف دیکھتی رہی۔ تاہم اس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی مسکراہٹ کا پیش منظر ضرور نمودار ہو رہا تھا۔

آمنہ نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے کہا "خولہ تم سے ناراض ہے بیٹے! جبل سلع کی طرف جاتے ہوئے خود خولہ کے پاس جانے کی بجائے تم نے لمیس کے ذریعے اپنی خیریت کی اطلاع کر دی۔ بس اسی پر یہ خفا ہے۔"

سماک نے فوراً کہہ دیا۔ "اگر خفا ہے تو میں معذرت کر لیتا ہوں۔"

اس پر خولہ نے چونک کر آمنہ سے کہا۔ "اے اُمّ محترم! میں ان سے کیونکر خفا ہو سکتی ہوں۔ ان کو تو معذرت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میرا دل تو ان کی طرف سے شیشے جیسا صاف اور آئینے جیسا اُجلا ہے۔"

اتنی دیر تک دیطہ بھی گھوڑے کو باندھ کر وہاں آئی اور سماک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "خولہ ابھی ابھی آئی ہے۔ ہمیں آپ ہی کا انتظار تھا۔ اگر تھوڑی دیر تک آپ نہ آتے تو میں آپ کو بلانے کے لیے تھوڑی دیر تک خود جبل سلع کی طرف جانے والی تھی۔ فدک سے ان کے ہاں کچھ مہمان آگئے ہیں۔ وہ چند دن وہاں رہیں گے اور اتنے دن خولہ یہاں ہمارے پاس رہے گی۔ مہمانوں کے لیے جو وہاں کھانے پکے تھے، یہ ان میں سے اپنا اور ہم تینوں کا حصّہ یہاں لے آئی ہے۔ ابھی کھانے گرم ہیں۔ اسی لیے مجھے آپ کا بے چینی سے انتظار تھا۔"

اس پر سماک نے خوش کن لہجے میں کہا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر انتظار اور دیر کی کیا ضرورت آؤ پھر کھائیں۔"

خولہ فوراً چھلانگ لگانے کے انداز میں اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اور دیطہ نے چٹائی پر کھانے کے برتن لگا دیئے۔ پھر وہ چاروں وہاں بیٹھ کر پرسکون ماحول میں کھانا کھا رہے تھے۔

Marfat.com

O

اس رات سماک، خویلہ، ریطہ اور آمنہ کافی دیر تک بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر آمنہ، خویلہ اور ریطہ اپنے اپنے بستر میں پڑ کر سو گئی تھیں۔ سماک بھی اپنے بستر میں لیٹا ہوا تھا تاہم وہ ابھی جاگ رہا تھا اور نیند کا غلبہ اس پر نہ ہوا تھا۔ کہکشاں کی سنہری کشتیوں، شبستانوں کی آسودگی اور ابر باروں سے سجی رات بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر طرف مہیب و تاریک راستوں اور احساس کہنہ کی شکستہ قبروں جیسا سکوت اور ویرانی تھی۔ جسم میں چبھتی اور رگ جاں کو ڈستی اس خاموشی کے اندر سماک کو اپنے گھر سے باہر کسی کے قدموں کی اور پھر سرگوشی کی آوازیں سنائی دیں۔ اس پر سماک کے ذہن میں خطرات کے گرد و غبار قص کرنے لگے تھے۔ اس کے تیور بجلیوں کی نگاہوں جیسے ہو گئے تھے اور اس کے دل میں امیدوں کے گھر کے اندر وسوسے، اندیشے، خطرے اور وہمے ابھارنے لگے تھے۔

پھر سماک بڑی تیزی سے اپنے بستر سے اٹھا جسم پر زرہ پہنی، آہنی خود سر پر رکھا۔ کمر سے تلوار اور خنجر کی پیٹی باندھی اور اپنی ڈھال سنبھال کر وہ دوبارہ اپنے بستر پر لیٹ گیا اور رونما ہونے والے حالات کا انتظار کرنے لگا تھا۔

Marfat.com

بستر پر لیٹے ہی لیٹے سماک نے محسوس کیا کہ باہر سے کسی نے اس کی حویلی کے بیرونی دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تھا۔ شاید کوئی دروازہ کھولنا چاہتا تھا۔ سماک کو لگا جیسے کسی نے دونوں دروازوں کے درمیان سے ہاتھ اندر ڈال کر دروازے کی کنڈی کھولنے کی کوشش کی ہو لیکن وہ اس میں ناکام رہا ہو۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سماک نے ایک اور فیصلہ کیا۔ وہ اپنے بستر سے اُٹھ گیا۔ ایک نگاہ اس نے آمنہ خویلہ اور ربطیہ پر ڈالی وہ اپنے اپنے بستروں میں گہری نیند سوئی ہوئی تھیں۔ سماک شاید انہیں جگانا نہ چاہتا تھا۔ اسی بنا پر وہ اپنے بستر سے اُٹھ کر ایک کھجور کی اوٹ میں ہو بیٹھا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص دیوار پھاند کر اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد دو اور شخص بھی دیوار پھاند کر اندر آ گئے تھے۔ دیوار پھاند کر حویلی میں داخل ہونے والے وہ تینوں جوان مسلح تھے اور انہوں نے اپنے چہروں پر ڈھاٹے باندھ رکھے تھے جن کی وجہ سے وہ پہچانے نہ جا سکتے تھے۔

وہ تینوں دبے پاؤں چلتے ہوئے صحن میں لگے بستروں کی طرف بڑھے تھے اچانک سماک نے اپنی پیٹی کے اندر سے خنجر نکالا اور پھر تاک کر اس نے جو خنجر مارا تو اس کا بھاری پھل کا خنجر ان میں سے ایک کا دل چیرتا ہوا نکل گیا تھا۔

Marfat.com

رات کے سیلِ بے پناہ کے خاموش چٹانوں جیسے ماحول میں ایک ہولناک آہ اس جوان نے بھری جیسے خنجر لگا تھا اور وہ وہاں زمین پر گر کر ختم ہو گیا تھا۔ اس کے دوسرے دونوں ساتھی اس اچانک اور غیر متوقع انقلاب پر چونک اُٹھے تھے۔ وہ فوراً اپنا آپ بچانے کے لیے کسی اوٹ میں ہو جانا چاہتے تھے کہ سماک کھجور کی اوٹ سے باہر آ گیا۔

اس موقع پر مرنے والے کی گہری آہ سن کر آمنہ، خولہ اور ربیعہ بھی جاگ اُٹھی تھیں اور اس غیر متوقع منظر کو دیکھ کر وہ بوکھلا کر رہ گئی تھیں۔ اس موقع پر خولہ فوراً آگے بڑھ کر سماک سے کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ وہ اپنی جگہ پر رُک گئی کیونکہ سماک چند قدم ان دونوں جوانوں کی طرف بڑھا تھا۔ پھر اس نے ان دونوں کو کھولتے سمندر جیسے لہجے اور خروش طوفان جیسے انداز میں مخاطب کر کے پوچھا۔

"تم تینوں کون ہو اور کیوں دیوار پھاند کر میری حویلی میں داخل ہوئے ہو۔ اے بے بصر انسانو! اگر تم تینوں میرے قتل کے ارادے سے آئے ہو تو تمہیں ناکامی ہو گی۔ میں اکیلا ہی تم پر ویرانوں کا ستم، تخریب کی ظلمت، شبوں کا اندھیرا اور لوہے کا حصار بن کر حملہ آور ہوں گا اور تمہاری حالت ریت پر مرقوم تحریروں، حادثوں و سانحوں سے بھرپور وقت اور آسیب زدہ لمحوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔"

ان دونوں میں سے ایک نے کسی قدر جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "رات کے ان سناٹوں میں تمہارا قتل ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔" اس کے ساتھ ہی وہ دونوں آہستہ آہستہ سماک کی طرف بڑھے تھے۔

اس دوران آمنہ اندر جا کر ایک اور تلوار لے آئی تھی۔ ربیعہ نے لپک کر وہ تلوار آمنہ سے لے لی تھی اور سماک کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میری ماں! میں تلوار چلانا جانتی ہوں اور سماک کے پہلو بہ پہلو ان پر ضربیں لگا کر انہیں بتاتی ہوں کہ ہماری حویلی میں داخل ہونے کی انہیں سزا ملتی ہے۔

اس موقع پر آمنہ اور خولہ نے بھی جرات مندی سے کام لیا اور ان دونوں نے

Marfat.com

صحن میں رکھی لکڑیاں اُٹھائی تھیں۔ پر سماک نے زور دے کر اور انہیں مخاطب کر کے کہا "اے میری ماں! تم ربطہ اور خولیہ کے ساتھ دُور ہٹ کر کھڑی رہو۔ حویلی میں داخل ہونے والے ان تینوں کا ایک ساتھی تو شاید میرا خنجر لگنے سے ختم ہو چکا ہے۔ اب تم تینوں یہ دیکھنا کہ میں ان دونوں کا کیا انجام کرتا ہوں۔ تم تینوں میں سے کوئی بھی میرے قریب نہ آئے۔"

سماک کے کہنے پہ آمنہ، ربطہ اور خولیہ ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ پھر سماک عزم شکن انداز میں آگے بڑھا اور اندھیروں کے ہجوم کی طرح آگے بڑھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے بدبختو! میں تمہارے جسم و روح کے رشتوں اور تمہاری رفعت و اوج کے سارے دعوؤں کو کاٹ کر رکھ دوں گا۔ سنبھلو کہ میں تم پر حملہ آور ہوتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرخ پٹی سماک نے جیب سے نکال کر سر پہ باندھلی تھی۔

پھر سماک عظمت و جبروت کے آسمان اور جہد و محنت کے جبل کی طرح کی طرح ان پر حملہ آور ہونے کو آگے بڑھا تھا۔ جونہی سماک ان کے قریب گیا۔ ان دونوں نے ایک ساتھ سماک پہ اپنی تلواریں برسا دی تھیں۔ سماک نے ایک کی تلوار کو اپنی ڈھال پہ اور دوسرے کے وار کو اپنی تلوار پر روک لیا تھا۔ پھر افق تا افق کوند جانے والے برق کے شراروں کی طرح اس نے اپنی تلوار علیحدہ کر کے بلند کی پھر جب اپنی بھاری تلوار ان میں سے ایک پر سماک نے گرائی تو وہ اپنا دفاع کرنے میں مکمل طور پہ ناکام رہا اور سماک کی تلوار اسے چیرتی ہوئی نکل گئی تھی۔ حویلی کے اندر ایک تیز چیخ بلند ہوئی تھی۔ تیسرا اور آخری نقاب پوش یہ انقلاب دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سماک نے اس کا تعاقب کیا اور جس وقت وہ دیوار پھاند کر باہر جانے لگا تھا۔ سماک نے اس پر بھی اپنی تلوار گرا کر اس کا کام تمام کر دیا تھا۔

اتنی دیر تک حویلی کے باہر ایک شور اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ سماک کے ہمسائے اور دیگر لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے اور ان میں کچھ زور زور سے سماک کو پکارتے حویلی کا بیرونی دروازہ کھٹکھٹانے لگے تھے۔

Marfat.com

سماک نے مڑکر آمنہ، خولیہ اور ربطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" تم تینوں ماں بیٹی اندر چلی جاؤ۔ میں دروازہ کھولتا ہوں تاکہ لوگ اندر آئیں اور دیکھیں کہ یہ کیا معاملہ ہوا ہے"۔
سماک کے کہنے پر آمنہ، خولیہ اور ربطہ سامنے والے کمرے میں چلی گئی تھیں جب کہ سماک نے آگے بڑھ کر حویلی کا بیرونی دروازہ کھول دیا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی کئی لوگ ایک ساتھ بڑی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور ان میں سے ایک گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔" سماک! یہ تمہارے گھر سے چیخیں کیسی بلند ہوئی ہیں۔"

سماک بولا۔" یہ تین جوان اپنے چہروں کو ڈھانپ کر اور میرے گھر کی دیوار پھاند کر مجھے قتل کرنے کے ارادے سے داخل ہوئے تھے۔ میں نہیں جانتا یہ کون ہیں۔ تاہم یہ تینوں میرے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ کاش میں جان سکتا کہ میرے خلاف یہ سازش کیوں اور کس نے تیار کی ہے"۔

چند جوان بھاگ کر آگے بڑھے اور انہوں نے مرنے والوں کے چہروں سے ڈھاٹے ہٹا دیئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک جوان بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کرکے بولا۔" یا مَعْشَرِ الیثرب (اے یثرب کے لوگو!) یہ تینوں جوان جو سماک کو قتل کرنے کے ارادے سے اس کی حویلی میں داخل ہوئے۔ بنو خزرج سے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یزید بن الحارث کا سگا بھائی اور دوسرے دو اس کے عم زاد ہیں اتنی دیر تک قبیلہ بنو خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بھی وہاں داخل ہوا۔ دروازے کے قریب ہی ان لوگوں نے اسے ساری صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ اس پر وہ سماک کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے تشفیقانہ لہجے میں کہا۔

" اے ابو دجانہ! کچھ جوان یہاں سے بھاگے گئے اور مجھ سے کہا کہ ابو دجانہ کے گھر میں کوئی غیر معمولی صورتِ حال ہے۔ لہٰذا میں بھاگا اِدھر آیا اور پتہ چلا کہ کچھ لوگ تیرے قتل کے درپے ہوئے ہیں۔ اے ابو دجانہ! میں تیرے ساتھ

Marfat.com

ہوں۔ کوئی تیری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

بنو خزرج کے سردار کے ساتھ قبیلہ خزرج کا ایک اور رئیس سعد بن عبادہ بھی تھا۔ اس نے بھی آگے بڑھ کر سماک کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔" اے ابو دجانہ! تُو بنو خزرج کی آن اور شوکت ہے۔ ہم سب تیرے ساتھ ہیں۔ اے ابو دجانہ! میں اپنے سارے وسائل تیری بہتری کے لیے وقف کر سکتا ہوں۔"

سعد بن عبادہ کے خاموش ہونے پر عمرو بن نعمان نے بلند آواز میں ہال جمع لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔" ان تینوں کی لاشیں اٹھا کر ان کے ورثاء تک پہنچا دو۔ ان کے قتل کا سماک پر کوئی الزام نہیں اور نہ ان مقتولین کا قصاص ہو گا۔ کیوں کہ یہ تو سماک کو قتل کرنے آئے تھے۔ اس لحاظ سے یہ خود مجرم ہیں۔ لہٰذا مجرم کی حیثیت سے انہیں اپنے جرم کی سزا مل گئی ہے اور اے بنو خزرج کے لوگو! سنو! اپنے قبیلے کے لوگوں کی حفاظت کے لیے رات کے وقت چند جوانوں پر مشتمل کچھ ٹولیوں کی پہریداری کا نظام شروع کر دو۔ اس طرح ہمارے لوگ قتل و غارت گری سے محفوظ رہیں گے۔"

عمرو بن نعمان کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ابو قیس، قطبہ، خبیب اور سوید تقریباً بھاگتے ہوئے حویلی میں داخل ہوئے تھے۔ ابو قیس، سماک سے آ کر لپٹ گیا اور پوچھا۔" اے ابو دجانہ! ہمارے خیر دل بیٹے! ہم نے سنا کہ کچھ لوگ تیرے قتل کے ارادے سے تیری حویلی میں داخل ہوئے۔ اے بیٹے! تجھے کوئی ضرر تو نہیں پہنچا؟"

سماک کے بولنے سے قبل بنو خزرج کے رئیس ابن عبادہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔" تین جوان سماک پر حملہ آور ہونے کو آئے تھے۔ تینوں کا تعلق بنو خزرج سے ہے اور تینوں کی لاشیں وہ دیکھو صحن کے اندر بکھری ہوئی ہیں۔ اے میرے عزیز! سماک بن خرشہ بنو خزرج کی ناقابلِ تسخیر چٹان ہے۔ اسے زیر کرنا ان تینوں جوانوں کے بس کی بات کہاں ہے۔ ابو دجانہ ایک طوفان ہے اس سے ٹکرانا آسان

Marfat.com

کام نہیں ہے۔

قطبہ نے آگے بڑھ کر سماک کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔" سماک بن خرشہ واقعی ایک طوفان ہے اور اسے زیر کرنا مشکل ہے۔ اس موقع پر خبیب بن یساف اور سوید بن صامت بھی کچھ کہنے والے تھے کہ ایک جوان بھاگا بھاگا وہاں آیا اور بنو خزرج کے سردار عمرو بن نعمان اور رئیس سعد بن عبادہ دونوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے رئیسانِ خزرج! میں آپ لوگوں کے لیے ایک بُری خبر لے کر آیا ہوں اور وہ یہ کہ بنو خزرج کے ہمسائے یہودی عکابہ کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ عکابہ کے قتل کا شک بنو اوس کے حاطب بن حارث پر کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے خود حاطب کو دیکھا ہے کہ وہ عکابہ کو قتل کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف بھاگا تھا۔"

اس خبر کو سُن کر بنو خزرج کے سردار عمرو بن نعمان نے اپنے قبیلے کے رئیس سعد بن عبادہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابن عبادہ ایسا لگتا ہے کہ آج کی رات ہمارے سماک بن خرشہ پر حملہ اور عکابہ کا قتل کسی سوچی سمجھی تجویز کے تحت کیا گیا ہے۔"

اس پر ابن عبادہ نے کہا۔ اے ابن نعمان تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں بھی تمہارے ان خیالات کی تائید کرتا ہوں"۔

اس پر ابن نعمان نے یہ خبر لانے والے جوان کو تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا "تم ابھی واپس جاؤ اور اپنے قبیلے کے لوگوں سے جا کر کہو کہ وہ عکابہ یہودی کے قتل کے سلسلے میں کوئی بات نہ کریں۔ اگر کوئی پوچھے بھی تو کہہ دیں کہ ہمیں خبر نہیں ہے۔ عکابہ کے قتل پر بنو اوس جانیں اور یہودی جانیں۔ ہم غیر جانبدار رہیں گے۔"

وہ جوان بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

اتنی دیر تک بنو خزرج کے جوان مرنے والے تینوں جوانوں کی لاشیں اُٹھا کر لے گئے تھے۔ پھر بنو خزرج کے سردار عمرو بن نعمان نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ " اے ابنِ خرشہ اب تم بھی آرام کرو"۔ اور اس کے ساتھ ہی ابن نعمان اور ابن

Marfat.com

عبادہ! بنو خزرج کے دونوں رئیس وہاں سے چلے گئے تھے۔

جب سب لوگ چلے گئے تو قطبہ نے سماک سے کہا۔ "اے سماک! آؤ تمہارے دیوان خانے میں بیٹھتے ہیں اور سوید بن صامت سے اپنے دین کی کوئی نئی بات سنتے ہیں۔"

خبیب، ابو قیس اور سوید نے بھی قطبہ کے ان خیالات کی تائید کی۔ سماک نے بھی کہا۔ "اے قطبہ! تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم لوگ دیوان خانے میں بیٹھو میں اپنے اہلِ خانہ کو بتا کر آتا ہوں۔"

سوید، ابو قیس، قطبہ اور خبیب دیوان خانے میں چلے گئے۔ سماک دوسرے کمرے میں آمنہ، خویلہ اور ربطہ کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ہاتھوں مرنے والے تینوں میرے قتل کے ارادے سے آئے تھے لیکن آپ اپنی موت مر گئے ہیں۔ بنو خزرج کا سردار عمرو ابن نعمان اور رئیس سعد بن عبادہ دونوں یہاں آئے تھے۔ انہوں نے نہ صرف مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا بلکہ یہ بھی اعلان کیا کہ میرے ہاتھوں مرنے والے ان تینوں جوانوں کا کوئی قصاص نہ ہوگا۔ بنو خزرج کے یہ دونوں رئیس اب جا چکے ہیں اور تینوں لاشیں بھی اٹھا کر لے گئے ہیں۔ میرے پاس اس وقت ابو قیس، قطبہ، سوید اور خبیب ہیں۔ وہ تینوں میرے ساتھ دیوان خانے میں بیٹھیں گے لہٰذا تم تینوں ماں بیٹی پر سکون ہو کر سو جاؤ۔"

سماک جب خاموش ہوا تب خویلہ نے صندلی سبک جھونکوں کے انداز اور ہر گام محشر برپا کر دینے والی اپنی آواز میں کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں بابا کو یہاں بلوا لوں۔"

سماک نے محفلِ یاراں اور مجلسِ خوباں جیسے نرم انداز میں کہا۔ "اس کی اب کیا ضرورت ہے۔ لاشیں یہاں سے اٹھوائی جا چکی ہیں اور بنو خزرج کا سردار عمرو بن نعمان اس معاملے کو ختم کر چکا ہے۔"

اس بار ربطہ نے فکر مند لہجے میں کہا۔ "جن لوگوں کے آدمی آپ کے ہاتھوں مارے

Marfat.com

گئے ہیں۔ اگر وہ آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو پھر ہم کیا کریں گے"۔

اس پر سماک نے آہنی دیوار کے سے بھرپور عزم میں کہا "اے خولہ! اے ربطہ! تم دونوں فکرمند نہ ہو۔ میں تم دونوں کی خوب حفاظت کر سکتا ہوں۔ میں نے ایسے حلقۂ عدو، کوچۂ قاتل اور ظلمتوں کی لہریں بہت دیکھی ہیں۔ میں ظلمتوں کو روشنی کے شہریں اور شب گزیدہ صبح جیسی دشمنی کو روشنی اور دوستی کی پوشاک پہنانے کا فن جانتا ہوں۔

اگر اس حادثہ پر کسی نے میرے خلاف کوئی اقدام کرنے کی کوشش کی تو میں زہر بن کر ایسے لوگوں کے ذہنوں میں ڈھل جاؤں گا اور انہیں زخموں اور آہوں کا لباس پہنا کر اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دوں گا۔ اگر مرنے والوں کے کسی حمایتی نے بھی میرے خلاف اور مقابل آنے کی کوشش کی تو اس کی حالت بھی مرنے والوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ ویسے پریشان ہونے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس اب تم تینوں ماں بیٹی پرسکون ہو کر سو جاؤ۔ میں اب دیوان خانے میں اپنے چاروں ساتھیوں کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں۔ وہ شاید صبح تک یہیں میرے پاس ہی رہیں گے۔"

سماک کے کہنے پر آمنہ، خولہ اور ربطہ اپنے بستروں پر چلی گئی تھیں جبکہ سماک دیوان خانے میں داخل ہوا۔ جب وہ ابوقیس کے پاس جا کر بیٹھ گیا تب سوید بن صامت نے کہا۔ "اے سماک! میں اس وقت ابوقیس اور قطبہ کے کہنے پر مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت کے واقعات تم لوگوں کو سناؤں گا۔" سماک نے آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے کہا "بس تو پھر شروع کر دو"۔ اس پر سوید بن صامت نے کہنا شروع کیا۔

"اے میرے رفیقو! مکہ میں جب ایمان لانے والوں پر عرصۂ حیات تنگ ہونے لگا۔ کفار ان پر طرح طرح کی سختیاں کرنے لگے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا "اگر تم لوگ حبشہ کی سرزمین کی طرف چلے جاؤ تو

Marfat.com

بہتر ہے ۔ وہاں کے بادشاہ کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا ۔ وہ سچائی والی سرزمین ہے ۔تم لوگ وہیں جاکر رہو۔ یہاں تک کہ خداوند تمہارے لیے ان آفتوں سے جن میں تم لوگ مبتلا ہو کوئی کشایش پیدا کر دے ۔"

حضورؐ کے ان الفاظ نے مسلمانوں کے اندر ایک حوصلہ اور عزم پیدا کر دیا۔ اور مکہ کے کفار کے ظلم وستم سے بچنے کے لیے تقریباً تراسی[1] اشخاص حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے یہ لوگ وہاں جاکر چین سے رہنے لگے ۔ وہاں کے بادشاہ نجاشی نے انہیں ہر طرح کی آسائش اور رہنے کی جگہ مہیا کی ۔غرض وہاں وہ مسلمان پُرامن زندگی بسر کرنے لگے ۔

مسلمانوں کی اس آسایش اور وہاں آباد ہونے کی خبریں جب مکہ والوں کو ملیں تو وہ بڑے سیخ پا ہوئے ۔آپس میں صلاح مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ دو مستقل مزاج اشخاص کو تحائف دے کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف روانہ کیا جائے جو وہاں امور دین کے معاملہ میں مسلمانوں کو آزمائش میں مبتلا کر کے حبشہ سے نکل جانے پر مجبور کر دیں ۔

اس کام کے لیے جن دو اشخاص کا انتخاب کیا گیا وہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص بن وائل تھے ۔ان دونوں کو بہترین دباغت کیے ہوئے چمڑے کے تحائف دے کر حبشہ روانہ کیا گیا ۔ان دونوں نے حبشہ پہنچ کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی ، اس کے وزراء اور مذہبی امور کے لوگوں کو تحائف پیش کیے ۔پھر یہ دونوں بادشاہ نجاشی کے سامنے پیش ہوئے اور اسے مخاطب کر کے ان میں سے ایک نے کہا ۔

---

[1] بچوں کو چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کی تعداد تراسی تھی ۔ بشرطیکہ عمار بن یاسر کو بھی ان میں شمار کیا جائے جب کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہ کی تھی۔ (علامہ ابنِ ہشام)

Marfat.com

"اے بادشاہ! ہم میں چند کم عمر اور بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کا دین بھی اختیار نہیں کیا اور نہ ہی وہ تمہارے دین میں داخل ہوتے ہیں بلکہ انہوں نے ایک نیا ہی دین گھڑ لیا ہے جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ تم۔ ہمیں مکّہ کے معززین نے روانہ کیا ہے تاکہ ہم آپ سے استدعا کریں کہ وہ لوگ جو آبائی دین ترک کر کے یہاں آ کر آباد ہو گئے ہیں انہیں مکہ واپس بھیج دیا جائے۔"

عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص نے چونکہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور وزراء کو بھی تحائف دے کر اپنا ہم خیال بنا لیا تھا۔ لہٰذا ان وزیروں نے بھی مل کر اپنے بادشاہ سے کہا۔ "ان دونوں نے سچ ہی کہا ہے اور یہاں آ کر آباد ہونے والوں پر درست الزامات ہی لگائے ہیں۔ لہٰذا یہاں آ کر آباد ہونے والوں کو واپس کر دیا جائے۔

اس پر بادشاہ نجاشی نے اپنے وزیروں کو مخاطب کر کے کہا۔ "خدا کی قسم! ایسی حالت میں ان لوگوں کو میں ہرگز واپس نہ کروں گا۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے۔ دوسروں کو چھوڑ کر وہ میری سرزمین میں آئے ہیں۔ اس طرح انہوں نے اوروں کو چھوڑ کر مجھے منتخب کر کے میری عزت افزائی کی ہے۔ اس لیے میں پہلے ہجرت کر کے یہاں آنے والے لوگوں کو بلاؤں گا اور مکہ کے ان دونوں نمائندوں نے جو کچھ ان سے متعلق کہا ہے۔ وہ میں ان سے دریافت کروں گا اور اگر ان لوگوں کی حالت ویسی ہی ہوئی جیسی یہ دونوں کہہ رہے ہیں تو میں ان لوگوں کو واپس کر دوں گا اور ان کی قوم کی طرف بھیج دوں گا اور اگر ان کی حالت ان لوگوں کی گفتگو کے خلاف ہوئی تب میں ان لوگوں کی حفاظت کرونگا۔"

اس کے بعد حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ پس سارے مسلمان اس کے دربار میں آئے۔ انہوں نے دیکھا۔ نجاشی نے اپنے دربار میں اپنے علماء کو بھی بلا لیا تھا اور اپنے صحیفے انہوں نے نجاشی کے پاس کھول کر رکھے ہوئے تھے۔

Marfat.com

نجاشی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے پوچھا "اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہونے کے بعد تم لوگوں نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ کیا وجہ ہے تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ ہی تم لوگ ان علاقوں میں مروجہ دیگر مذاہب کی طرف مائل ہوئے ہو"

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے ان سوالات کا جواب دینے کے لیے ہجرت کرنے والوں میں شامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی جعفرؓ بن ابی طالب نے نجاشی کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بادشاہ! ہماری قوم کی حالت یہ تھی کہ ہم جاہل تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بُرے کاموں کے مرتکب ہوتے تھے۔ رشتے ناتے توڑتے اور پڑوسیوں سے بُرا سلوک کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم میں سے جو قوی تھے وہ غریب کو کھا کر رہ جاتے تھے۔ یہ ہماری حالت تھی کہ خداوند نے ایک شخص کو ہماری جانب رحمدل بنا کر بھیجا۔ جس کے نسب، سچائی، امانت اور پاک دامنی کو ہم سب جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی کہ ہم اسے واحد و یکتا مانیں اور اسی کی عبادت کریں۔ جب کہ ہم لوگ پتھروں اور بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس نے ہمیں بتوں کو ترک کرنے کی تاکید کی۔

اس شخص نے جو کہ اللہ کا رسولؐ ہے ہمیں سچی بات کہنے، امانت ادا کرنے رشتہ داروں سے تعلقات قائم کرنے، پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے کی تلقین کی۔ حرام باتوں اور قتل و خون ریزی سے باز رہنے کو کہا۔ اس کے علاوہ جھوٹ بولنے یتیم کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا۔ ہمیں حکم دیا کہ ہم نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو اپنائیں اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

اے بادشاہ! جب ہم نے اپنے اس رسولؐ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے باطل و بدی کو ترک کر کے حق اور حقیقت کو اپنایا تو ہماری قوم کے لوگ ہمارے خلاف

Marfat.com

ہو گئے۔ ہمارے دین کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالنے لگے اور ہم پر ظلم و ستم ڈھانے لگے تو ہم آپ کے ملک کی طرف چلے آئے۔ ہم نے آپ کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دی۔ آپ کی ہمسائیگی کی طرف ہمیں رغبت ہوئی۔ اور اے بادشاہ! ہمیں امید ہوئی کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم و ستم نہ ہوگا۔"

حبشہ کا بادشاہ نجاشی کچھ دیر تک جعفرؓ بن ابی طالب کی اس گفتگو پر غور کرتا رہا پھر اس نے پوچھا۔" یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی طرف سے جو کچھ لائے ہیں کیا اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے ؟"

جعفرؓ بن ابی طالب نے جب ہاں میں جواب دیا تو نجاشی نے مطالبہ کیا کہ اس میں سے مجھے کچھ پڑھ کر سناؤ۔"

اتنا کہنے کے بعد سوید بن صامت تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا اپنا گلہ اس نے صاف کیا اور دوبارہ اس نے ابو قیس، سماک، قطبہ اور خبیب کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے رفیقو! نجاشی کے اس مطالبے پر جعفرؓ بن ابی طالب نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے کہ جسے قرآن پاک کہتے ہیں۔ اس میں سے سورہ مریم کے کچھ حصے کی تلاوت کی۔ قرآن مقدس کی یہ تلاوت سننے کے بعد نجاشی اس بری طرح سے رویا کہ اس کی داڑھی تر بتر ہو گئی۔ اس کے علماء بھی یہ کلام سن کر ایسے روئے کہ ان کے صحیفے ان کے آنسوؤں سے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی بادشاہ نے مکہ کے دونوں سفیروں یعنی عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا۔

" اے مکہ کے سفیرو! یہ کلام جو میرے سامنے ابھی ابھی پڑھ کر سنایا گیا ہے اور وہ کلام جو عیسیٰؑ نے پیش کیا تھا دونوں ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنیاں ہیں۔ تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ واللہ انہیں تمہارے حوالے نہ کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے متعلق ایسا کوئی ارادہ بھی کیا جائے گا۔

Marfat.com

اس روز عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ نجاشی کے دربار میں ناکام ہو کر نکل گئے۔ دوسرے روز یہ دونوں پھر نجاشی کے دربار میں اس کے سامنے پیش ہوئے اور عمرو بن العاص نے نجاشی کو مخاطب کر کے کہا۔" اے بادشاہ! یہ لوگ جنہیں ہم واپس لینے کے لیے آئے ہیں۔ یہ عیسیٰؑ بن مریمؑ کے بارے میں ایک بُری بات کہتے ہیں۔ آپ انہیں بلائیے اور ان سے دریافت کریں کہ وہ ان سے متعلق کیا کہتے ہیں۔"

نجاشی اس پر تیار ہو گیا اور ایک بار پھر اس نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا اور پوچھا۔" اے حجاز کی سرزمین سے آنے والو! عیسیٰؑ بن مریمؑ سے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو؟"

اس مرتبہ بھی جعفر بن ابی طالب نے ہی نجاشی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ " اے بادشاہ! ہم ان سے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے متعلق ہمارے پاس لائے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ اللہ کے بندے اس کے رسولؑ، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری مریم کی طرف ڈال دیا۔"

یہ جواب سننے کے بعد نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا۔ ایک تنکا اس نے اٹھایا اور وہ تنکا سب لوگوں کو دکھلاتے ہوئے اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔" قسم خداوند کی! جو کچھ تم نے کہا ہے۔ اس سے ایک تنکے کے برابر بھی عیسیٰؑ ابن مریمؑ زیادہ نہیں ہیں۔"

جب نجاشی نے یہ الفاظ بلند آواز میں کہے تو اس کے علماء جو اس وقت دربار میں بیٹھے ہوئے تھے اپنے ناک میں طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے اپنی برہمی اور ناراضگی کا اظہار کرنے لگے تھے۔

اس پر نجاشی نے اپنے علماء کو مخاطب کر کے کہا۔" تم لوگ خواہ ناک سے آوازیں نکالو یا کچھ اور کرو۔ مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں خوش ہوں کہ میں

Marfat.com

نے سچی بات کہی ہے۔" اس کے ساتھ ہی نجاشی ذرا رک کر فیصلہ کن انداز میں بولا۔"مکہ کے دونوں سفیروں کو واپس کر دیا جائے اور ان کے ہدیے انہیں لوٹا دیئے جائیں۔ قسم خداوند کی مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب اللہ نے مجھے حکومت دی تھی تو مجھ سے کوئی رشوت نہ لی تھی۔ پھر میں کیوں سچ بات کو چھپانے کے لیے رشوت قبول کروں اور کیوں میں خداوند کے بارے میں ناسمجھ اور بے عقل لوگوں کی بات مان لوں۔" اس طرح اے میرے رفیقو! قریش کے دونوں سفیر عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص حبشہ سے مسلمانوں نکال کر اپنے ساتھ لانے میں ناکام رہے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سوید بن صامت رک گیا۔ پھر اس نے پوچھا۔ "اے میرے رفیقو! حبشہ میں مسلمانوں کی اس ہجرت سے وابستہ ایک اہم واقعہ بھی ہے۔ اگر تم لوگ کہو تو میں تم سے وہ واقعہ بھی بیان کروں؟"

اس کے جواب میں ابو قیس نے بلند آواز میں کہا۔"ہاں کہو کہو تم رکتے کیوں ہو؟" اس پر سوید بن صامت نے اپنا گلہ صاف کیا۔ پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"اے صاحبو! مکہ کے ان سفیروں والے واقعہ کے کچھ ہی دن بعد حبشہ کی سرزمین کا ایک حبشی سردار نجاشی کی مخالفت پر اتر آیا اور نجاشی کے خلاف اس نے بغاوت کر دی اور نجاشی کی حکومت کے ساتھ وہ کشمکش کرنے لگا۔ اس کے علاوہ وہ حبشی سردار نجاشی کے خلاف کافی زور اور قوت بھی پکڑ گیا تھا آخر نجاشی نے اپنا لشکر تیار کیا اور مقابلے کے لیے نکلا اور دریائے نیل کے اس پار دونوں لشکروں میں ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس پر مسلمان بڑے پریشان اور ملول ہوئے۔ انہیں خطرہ تھا کہ اگر نجاشی کو شکست ہوئی اور وہ حبشی سردار غالب ہو کر حبشہ کا حکمران بن گیا تو وہ مسلمانوں کو نکال باہر کرے گا۔ اس لیے مسلمان بھی جنگ سے متعلق کوئی خبر سننے کے لیے دریائے نیل کے

Marfat.com

کنارے جا کھڑے ہوئے تھے۔ جب دریا کے اس پار کئی روز تک جنگ جاری رہی اور نتائج کی کوئی خبر نہ ملی تو مسلمان یہ خواہش کرنے لگے کہ کوئی دریائے نیل کے اس پار جائے اور ہمیں جنگ سے متعلق خبر لا کر دے۔

اس خواہش کے جواب میں مسلمانوں کے اندر سے ایک لڑکا زبیر بن العوام نکلا اور یہ کام کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ مسلمان اس لڑکے کی جرأت مندی پر حیران تھے۔ اس لڑکے نے ایک مشک میں ہوا بھری اور اس کی مدد سے دریائے نیل پار کر گیا جب کہ مسلمان بے چینی سے اس کا انتظار کرنے کے علاوہ نجاشی کی فتح کے لیے دعائیں بھی مانگ رہے تھے۔ آخر یہ لڑکا زبیر بن العوام ہوا بھری مشک پر ہی بیٹھ کر واپس آیا اور مسلمانوں کو خوشخبری سناتے ہوئے اس نے بلند آواز میں کہا۔ "خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے نجاشی[1] کو فتح مند کیا ہے"۔ اس طرح مسلمان حبشہ کے اندر پرسکون اور پرامن زندگی بسر کرنے لگے اور ابھی تک وہیں ہیں۔ تو اے میرے عزیزو! یہ ہے مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت اور وہاں پیش آنے والے اہم حالات و واقعات۔

اس موقع پر ابوقیس نے کچھ سوچا پھر اس نے سوید بن صامت کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن صامت! تو نے یہ حالات سنا کر حبشہ کے بادشاہ کے متعلق میری دلچسپی بڑھا دی ہے۔ کیا تم اس نجاشی کی زندگی کے حالات اور اس کے تخت نشین ہونے کے واقعات سے بھی آگاہی رکھتے ہو۔ اگر ایسا ہے

---

[1] مکہ کے سفیروں کے جانے کے بعد نجاشی کے علماء نے خفگی کا اظہار کیا اور کہا۔ "آپ نے عیسیٰ ابن مریم کو اللہ کا بندہ کہا"۔ نجاشی نے پوچھا۔ "تم کیا کہتے ہو"؟ انہوں نے کہا۔ "وہ اللہ کے بیٹے تھے"۔ اس پر نجاشی نے اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ "وہ اللہ کے بندے سے زیادہ کچھ نہ تھے"۔ علماء سمجھے کہ اس نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر ہماری بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ لہٰذا وہ خوش ہو گئے تھے۔ نجاشی جب فوت ہوا تو حضورؐ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور اس کی بخشش کے لیے دعا کی۔

Marfat.com

تو ہمیں ضرور سناؤ۔ اس لیے کہ ایسے باکردار اور اسلام پسند بادشاہ سے متعلق کچھ جاننا بھی قابلِ فخر معرکہ ہے"۔

اس پر سوید بن صامت نے مسکراتے ہوئے کہا۔" اے صاحبو! میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے متعلق بھی کافی معلومات رکھتا ہوں۔ سنو میرے عزیزو! میرے بھائیو!

حبشہ پر کبھی موجودہ بادشاہ نجاشی کا باپ بادشاہت کرتا تھا۔ نجاشی اپنے باپ کا واحد اور اکلوتا بیٹا تھا جب کہ اس کے چچا کے بارہ جوان وتنومند بیٹے تھے پس حبشہ کے سرکردہ لوگوں نے ایک روز یہ خیال کیا کہ موجودہ بادشاہ کا ایک ہی بیٹا نجاشی ہے اور اگر یہ مرتا ہے تو بادشاہت نجاشی کو ملتی ہے۔ پر نجاشی اکیلا ہونے کی وجہ سے اسے احسن طریقے سے نہ چلا سکے گا۔ لہذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کر کے اس کے بھائی کو بادشاہ بنا دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کے بارہ جوان وتوانا بیٹے ہیں جو عمدہ کارکردگی کے ساتھ بادشاہت کو چلا سکیں گے۔

پس اپنے انہی خیالات کے تحت انہوں نے نجاشی کے باپ اور حبشہ کے بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ موجودہ نجاشی کے چچا کو انہوں نے بادشاہ بنا دیا۔ موجودہ نجاشی اس وقت کم عمر اور بچہ تھا۔ لہذا اس کے چچا نے اس کی پرورش کرنا شروع کر دی تھی۔

نجاشی بڑا ہو کر انتہائی دانا، عقل مند، بہادر، جرأت مند اور فہم وادراک والا ثابت ہوا۔ لہذا اس کا چچا اسے اپنے بیٹوں کی نسبت زیادہ چاہنے لگا اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھنے لگا۔ اس پر حبشہ کے سرکردہ لوگ پھر حرکت میں آئے اور انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ موجودہ بادشاہ کے بعد تو پھر نجاشی کے بادشاہ بننے کے آثار دکھائی دینے لگے ہیں۔ جب کہ وہ نجاشی کے بارہ چچازاد بھائیوں میں سے کسی ایک کو بادشاہ دیکھنا چاہتے تھے تاکہ اس کے باقی گیارہ بھائی بادشاہت چلانے

Marfat.com

میں مدد کریں۔ اس لیے وہ اپنے بادشاہ کے پاس آئے اور کھل کر اس سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔"

"اے بادشاہ! ہم تمہارے بعد تمہارے بھتیجے نجاشی کے بجائے تمہارے بیٹوں میں سے کسی ایک کو حبشہ کا بادشاہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب کہ بادشاہت کے کاروبار اور تمہارے مزاج پر بڑی تیزی سے نجاشی چھاتا جا رہا ہے۔ لہذا ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس نجاشی کو قتل کر دیا جائے۔"

اس پہ بادشاہ خفا اور برہم ہوا اور کہا۔ "پہلے تم لوگوں نے میرے بھائی کو قتل کیا اور اب تم لوگ میرے بھتیجے کو میرے ہاتھوں سے قتل کرانا چاہتے ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں تمہارے لیے اس قدر کر سکتا ہوں اسے یہاں سے نکال دوں۔"

حبشہ کے سرکردہ لوگوں نے جب اپنے بادشاہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا، تو اپنے بادشاہ کے اس حکم پر حبشہ کے ان سرکردہ لوگوں نے ایک بھاری رقم کے عوض نجاشی کو ایک تاجر کے ہاں فروخت کر دیا۔ جو اسے لے کر کسی دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ اس دوران خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حبشہ کا بادشاہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کے بارہ بیٹوں میں سے ایک کو بادشاہ بنایا گیا لیکن وہ احمق اور نالائق ثابت ہوا اور اسے ہٹا کر اس کے دوسرے بھائی کو تخت نشین کیا گیا لیکن وہ بھی احمق اور جنونی نکلا۔

اس طرح حبشہ کے سرکردہ لوگوں نے باری باری سب بھائیوں کو آزمایا۔ اور ہر ایک ناکام ہی نکلا۔ اس پہ انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ بارہ کے بارہ بھائی احمق اور بے وقوف ہیں اور حکمران بننے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ ان بارہ بھائیوں کی حماقت اور اصلیت ظاہر ہونے کے بعد حبشہ کے ان سرکردہ لوگوں پر نجاشی کی قدر و قیمت ظاہر ہوئی۔ پس انہوں نے نجاشی کو تلاش کرنا شروع کیا اور اس تاجر کو جا پکڑا جس کے ہاتھ نجاشی کو غلام کی حیثیت

Marfat.com

سے فروخت کیا گیا تھا۔ پس حبشہ کے امراء نے اس تاجر سے نجاشی کو چھین لیا۔ اس تاجر کو اس کی رقم دیئے بغیر نجاشی کو واپس لے لیا گیا اور حبشہ کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین کرا دیا گیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سوید بن صامت رُکا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں ان سے پوچھا "اے صاحبو! جانتے ہو اس کے بعد کیا ہوا؟"

اس پر قطبہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "اے ابن صامت! ہم کیا جانیں اس کے بعد کیا ہوا۔ یہ تو تم ہی بتا سکتے ہو؟"

سوید بن صامت پھر بولا اور کہا۔ "اے صاحبو! اس کے بعد ایسا ہوا کہ ایک روز وہی تاجر جس کے ہاتھ نجاشی کو فروخت کیا گیا تھا حبشہ کے امراء کے پاس آیا اور ان سے اس رقم کا مطالبہ کیا جس کے عوض اس نے نجاشی کو خریدا تھا اور نجاشی کو واپس لیتے وقت اسے وہ رقم ادا نہ کی گئی تھی۔ ان امراء نے اس تاجر کو وہ رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ تاجر نجاشی کے سامنے اس کے دربار میں حاضر ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے بادشاہ! میں آپ سے انصاف طلب کرنے آیا ہوں۔"

نجاشی اس تاجر کو پہچان گیا۔ اس کے ساتھ وہ احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اسے بٹھایا اور پوچھا "کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ تمہارے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔"

اس پر اس تاجر نے کہا۔ "اے بادشاہ! کچھ عرصہ پہلے میں نے ایک بڑی رقم کے عوض ایک نوجوان کو غلام کی حیثیت سے خریدا پھر حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ اس غلام کو مجھ سے زبردستی چھین لیا گیا اور میری رقم ادا نہ کی گئی۔ پس اے بادشاہ! میں اپنی اسی رقم کا مطالبہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

Marfat.com

نجاشی سمجھ گیا کہ تاجر کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ لہٰذا اس نے اسے اس کی رقم ادا کر دی"

یہاں تک کہنے کے بعد سوید بن صامت ذرا رکا پھر دوبارہ کہا "اے صاحبو! نجاشی سے متعلق جس قدر میں جانتا تھا تم سے کہہ چکا" اس پر ابوقیس کھڑا ہوتا ہوا بولا "اے ابنِ صامت! یہ حالات کہہ کر تم نے یقیناً ہمارے علم میں اضافہ کیا ہے۔ اب آؤ اپنے اپنے گھر چلیں اور سماک کو بھی آرام کرنے دو"۔ ابوقیس، قطبہ، خبیب اور سوید چاروں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ جب کہ سماک بھی دیوان خانے سے نکل کر اپنے بستر پر جا لیٹا تھا۔

O

سورج ابھی ابھی طلوع ہوا تھا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ، مربع بن قیظی، نبتل بن حارث اور ابوحبیبہ چاروں دوست بنو خزرج کے یزید بن حارث کے ہاں داخل ہوئے۔ وہ اس وقت کہیں باہر جانے کو تھا۔ ان چاروں کو دیکھ کر وہ رک گیا۔ پھر عبداللہ بن ابی نے یزید بن الحارث کو مخاطب کر کے کہا "اے ابن الحارث! تھوڑی دیر کے لیے اپنے دیوان خانے میں آؤ۔ میں ایک اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں"

یزید بن الحارث نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ بس ان چاروں کو لے کر وہ اپنے دیوان خانے میں بیٹھ گیا۔ پھر عبداللہ بن ابی نے گفتگو کی ابتداء کی اور بولا۔

"اے ابنِ حارث! مجھے بے حد دکھ اور غم ہے کہ تمہارا بھائی اور تمہارے دو عم زاد گزشتہ شب سماک بن خرشہ کے ہاتھوں مارے گئے"

اس پر یزید بن الحارث نے دکھیا سی آواز میں کہا "میں اس سلسلے میں ابھی خزرج کے سردار عمرو بن نعمان اور رئیس سعد بن عبادہ کی طرف جانے والا تھا کہ تم لوگ آ گئے ہو۔ میں اپنے بھائی اور عم زادوں کے قتل پر ہی ان سے مشورہ

Marfat.com

کرنے جا رہا تھا۔"

اس بار ابو حبیبہ نے یزید بن الحارث کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابن الحارث! تم عمرو بن نعمان اور سعد بن عبادہ سے مشورہ کر کے کیا کرو گے۔ وہ دونوں تو تمہارے بھائی اور عم زادوں کا قصاص معاف کرنے کا اعلان کر چکے ہیں"۔ یزید بن الحارث جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس بار مربع بن قیظی بول پڑا اور کہا۔

" اس میں سماک بن خرشہ کا کیا قصور! اس کے لیے قصاص تو معاف کیا ہی جانا چاہیے تھا کیوں کہ مرنے والے تینوں اس کے گھر کی دیوار پھاند کر سماک بن خرشہ کو قتل کرنے کی نیت سے اس کی حویلی میں داخل ہوئے تھے۔ اب یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ رات کی تاریکی میں سماک اکیلے نے ان تینوں سے مقابلہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے جب کہ اصل قاتل خاموش بیٹھا ہے اور اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دے رہا۔"

مربع بن قیظی کے خاموش ہونے پر نبتل بن حارث نے بات کو آگے بڑھاتے ہو کہا۔" اس میں سماک بن خرشہ کا کیا قصور! اس نے تو اپنی جان اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مقابلہ کیا اور اپنے گھر میں داخل ہونے والے یزید بن الحارث کے بھائی اور عم زادوں کو قتل کر دیا۔ اصل قاتل تو بنو اوس کا حاطب بن الحارث ہے جس کی طرف کوئی دھیان ہی نہیں دے رہا۔

نبتل بن حارث کے اس نئے انکشاف پر یزید بن الحارث ایک طرح سے اپنی جگہ پر اچھل سا پڑا۔ پھر اس نے سراسیمہ سی آواز میں پوچھا۔" یہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو کہ اصل قاتل بنو اوس کا حاطب بن الحارث ہے؟ میں سماک بن خرشہ سے انتقام لینے کا عزم کر چکا تھا۔ جب کہ تم لوگوں نے ایک نیا انکشاف کر کے میرے ذہن میں ایک ہلچل اور طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ اے ریگستان یثرب مجھے کھل کر تو بتاؤ کہ میرے بھائی اور عم زادوں کو قتل بنو اوس کے حاطب بن الحارث نے کیسے کر دیا۔ جب کہ وہ سماک بن خرشہ کی حویلی میں مارے گئے اور سب لوگ

Marfat.com

گواہ ہیں کہ ان کا مقابلہ سماک بن خرشہ سے ہوا اور وہ اسی کے ہاتھوں مارے گئے تم دیکھتے ہو کہ میرے اور میرے عم کے گھر میں اس وقت ماتم برپا ہے اور ہمارے ایک ساتھ تین جوانوں کا قتل ہمارے لیے ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ پس میں تم لوگوں سے التماس کروں گا کہ مجھے اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کرو۔ تاکہ میں اسی سے انتقام لوں جس نے میرے بھائی اور میرے عم زادوں کا خون کیا ہے میں سمجھتا ہوں۔ حاطب بن الحارث میرا ساتھی اور دوست ہے اور وہ ایسا نہیں کر سکتا اور اگر اس نے ایسا کیا ہے تو میں اسے زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

یزید بن الحارث کے خاموش ہونے پر عبداللہ بن ابی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور بڑی شفقت اور نرمی میں اس نے کہا "اے ابن الحارث! میرے عزیز! سنو، میں تمہیں پوری تفصیل سے آگاہ کرتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ بنو غطفان کے نعیم بن سعود کے اونٹ چوری ہوئے تھے اور وہ تم نے، حاطب اور عکابہ یہودی نے چرا کر بیچ دیئے تھے۔ پس نعیم بن سعود نے سماک بن خرشہ کی خدمات حاصل کیں اور سماک بن خرشہ نے اونٹوں کا کھرا نکال کر ثابت کر دیا کہ اونٹ تم تینوں ہی نے چرائے ہیں اور اس کے لیے تم تینوں کو اونٹوں کی رقم نعیم بن سعود کو ادا کرنا پڑی تھی۔ اس کے لیے حاطب بن الحارث کو دو اشخاص پر بڑا قلق تھا ایک سماک بن خرشہ اور دوسرا عکابہ۔ سماک بن خرشہ پر اس بنا پر کہ اس نے اونٹوں کا کھرا تلاش کرنے کی جدوجہد کی اور عکابہ پر اس وجہ سے کہ اس نے ہی سب سے پہلے نعیم بن سعود اور سماک بن خرشہ کے سامنے اس چوری کا اقرار کیا اور اونٹوں کی رقم ادا کرنے کی حامی بھی بھری۔

پس اے ابن الحارث! اس حاطب بن الحارث نے ان دونوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تم جانتے ہو عکابہ یہودی کو تو اس نے گزشتہ رات خود ہی قتل کر دیا لیکن وہ سماک بن خرشہ کے خلاف خود حرکت میں نہ آیا۔ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ سماک کوئی عام جوان نہیں اور اس سے مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

Marfat.com

لہٰذا حاطب بن الحارث نے یہاں ایک سازش سے کام لیا۔ اس نے تمہارے بھائی اور عم زادوں کو ایک بھاری رقم کا لالچ دیا اور اس رقم کے عوض اس نے انہیں سماک کے قتل کی ترغیب دی۔ تمہارے عم زاد اور تمہارا بھائی حاطب کی اس ترغیب میں آئے اور رات کے وقت سماک کو قتل کرنے کی نیت سے دیوار پھاند کر اس کی حویلی میں داخل ہوئے لیکن ان کی بدقسمتی کہ سماک نے ان تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اے یزید بن الحارث! اب بتاؤ قاتل سماک ہے یا حاطب؟ سماک نے تو صرف اپنا دفاع کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو خود مارا جاتا۔ جب کہ حاطب نے اس جارحیت اور قتل کی ترغیب دی۔ پس اے یزید بن حارث! تمہارے بھائی اور عم زادوں کا قاتل سماک نہیں بنو اوس کا حاطب بن الحارث ہے۔"

یزید بن الحارث کی گردن جھک گئی اور وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔ اس پر ابو حبیبہ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔" اے ابن الحارث! اب تم کیا سوچنے لگے ہو۔ کوئی آخری فیصلہ کرنے سے قبل یہ بات ضرور اپنے ذہن میں رکھنا کہ سماک بن خرشہ کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ اس کے تمہیں دو نقصان ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر تم نے سماک بن خرشہ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو وہ تمہارا خاتمہ بھی کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ سمجھتا ہوں کہ یثرب کے اندر ابھی کوئی ایسا جوان پیدا نہیں ہوا جو سماک بن خرشہ کو زیر کر سکے اور اے ابن الحارث! یثرب شہر اور اس کے نواح میں نہ ہی کسی آہن گر نے ابھی تک وہ تلوار بنائی ہے جو سماک بن خرشہ کی تلوار کی کاٹ کا سامنا کر سکے۔

اور اے ابن الحارث سماک بن خرشہ کے خلاف حرکت میں آنے پر تمہیں دوسرا نقصان یہ ہو سکتا ہے کہ بنو نضیر کے یہودی بھی تمہارے دشمن ہو جائیں گے اس لیے کہ یثرب کی دو سب سے حسین و جمیل لڑکیاں جن کا تعلق بنو نضیر سے ہے ان کی منگنی سماک بن خرشہ سے ہو چکی ہے۔ لہٰذا جو بھی قدم اٹھانا سوچ سمجھ

Marfat.com

کر اُٹھانا اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رکھنا کہ سماک بن خرشہ یثرب کے اندر عربوں کی شان و شوکت اور جرأتمندی و شجاعت کا ایک مظہر ہے۔"

ابو حبیبہ کے خاموش ہونے پر یزید بن الحارث نے اس کی طرف غور سے دیکھا اس دوران وہ شاید کوئی آخری فیصلہ کر چکا تھا۔ پھر اس نے ان چاروں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے رئیسان اوس و خزرج! تم لوگوں کی گفتگو سننے کے بعد میں نے جو فیصلہ کیا ہے، اسے بھی سنو! میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آج اپنے بھائی اور عم زادوں کی تدفین کے بعد جو پہلا کام کروں گا وہ حاطب بن الحارث کا قتل ہوگا۔" اس پر عبداللہ بن ابی نے یزید بن الحارث کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "اے ابن الحارث! تم نے بہترین اور عمدہ فیصلہ کیا ہے اور اس میں ہم پوری طرح تمہارے ساتھ ہیں۔ سنو! اگر تم بنو اوس کے حاطب بن الحارث کو قتل کرتے ہو تو بنو خزرج کو تمہارے حق میں میں کروں گا جب کہ ابو حبیبہ بنو اوس کو تمہارے خلاف اُٹھنے نہ دے گا۔ اے ابنِ حارث! اس سے بڑھ کر ہم تمہاری کیا مدد اور حمایت کر سکتے ہیں۔"

اس پر یزید بن الحارث نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اے رئیسانِ عرب! مجھے تم لوگوں سے ایسی ہی یقین دہانی کی توقع تھی۔" اس کے ساتھ ہی عبداللہ بن ابی، ابو حبیبہ، نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یزید بن الحارث سے انہوں نے مصافحہ کیا پھر وہ باہر نکل گئے تھے۔

باہر گلی میں آکر ابو حبیبہ نے بڑی رازداری کے ساتھ عبداللہ بن ابی کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "اے عبداللہ! اب اس کے بعد تمہارا کیا لائحہ عمل ہے"۔

عبداللہ بن ابی نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔ "لائحہ عمل اب صاف واضح اور خوش کن ہے۔ سنو میرے عزیزو! میں اب اپنے کچھ آدمی یزید بن الحارث کے

Marfat.com

پیچھے لگا دوں گا اور جب یہ بنو اوس کے حاطب بن الحارث کو قتل کرے گا تو وہ شور کرنا شروع کر دیں گے کہ ہمارے سامنے یزید نے حاطب بن الحارث کو قتل کر دیا ہے۔ یہ معاملہ ہونے کے بعد میں اپنے آدمیوں کے ذریعے سے اس واقعہ کے باعث ایسی نفرت اور عداوت پھیلانے کی کوشش کروں گا کہ بنو اوس و بنو خزرج ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور اے ابو جیبہ! جب یہ جنگ ہو گی تو میں اپنے کچھ جوانوں کو بھاری رقم دے کر جنگ میں بنو خزرج کے سردار عمرو بن نعمان اور بنو اوس کے سردار حضیر بن سماک کو قتل کرا دوں گا اور ان دونوں کے قتل ہونے کے بعد اے ابو جیبہ! بنو اوس کے سردار تم اور بنو خزرج کا سردار میں ہوں گا۔ اب بولو میرا یہ لائحہ عمل کیسا ہے؟"

ابو جیبہ، نبتل بن الحارث اور مربع بن قیظی نے عبداللہ بن ابی کی اس تجویز کو سراہا، پھر وہ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔

○

بنو نضیر کا سردار ابی حقیق اور اس کی بیوی خنسا دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے سماک کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اس وقت خولیہ اور ریطہ مطبخ کے ساتھ والے کمرے میں کھجور کی چٹائی پر صبح کے کھانے کے لیے برتن رکھ رہی تھیں جب کہ سماک اور آمنہ بھی ان دونوں کے پاس ہی کھڑے تھے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ابی حقیق نے بڑی بے چینی اور بے تابی سے پوچھا "اے سماک! میرے بیٹے! تم ٹھیک تو ہو۔ مجھے صبح ہی صبح خبر ہوئی کہ رات کو کچھ جوان دیوار پھاند کر تجھے قتل کرنے کے ارادے سے داخل ہوئے تھے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ حویلی میں داخل ہونے والے ان تینوں جوانوں کو سماک نے قتل کر دیا ہے۔ پھر بھی مجھے اور تمہاری چچی کو بڑی پریشانی اور فکر مندی ہو رہی تھی۔ لہذا ہم دونوں بھاگے بھاگے ادھر چلے آئے۔"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ کی شفقت اور محبت ہے کہ

Marfat.com

آپ میرا اِس قدر دھیان اور خیال رکھتے ہیں ۔ بہر حال فکر مند نہ ہوں ۔ مَیں نے تینوں حملہ آوروں کو ٹھکانے لگا دیا تھا ۔ ان تینوں کا تعلق بنوخزرج سے تھا اور بنوخزرج کا سردار عمرو بن نعمان ان مرنے والے تینوں جوانوں کا قصاص بھی معاف کر چکا ہے ۔ بہر حال آپ دونوں بڑے اچھے وقت پر آئے ہیں ۔ آئیے سب مل کر کھانا کھاتے ہیں" ۔ کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی پر بیٹھ کر پہلے سب نے کھانا کھایا ۔ پھر کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھ کر گھریلو امور پر گفتگو کرتے رہے تھے ۔ اس کے بعد ابی حقیق اور اس کی بیوی خنسا ، خویلہ کو لے کر وہاں سے چلے گئے تھے ۔

○

اپنے بھائی اور اپنے دونوں عم زادوں کی تدفین کے بعد رات کے وقت یزید بن الحارث نے جو سب سے پہلے کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے بنو اوس کے حاطب بن الحارث کو قتل کر دیا ۔ بظاہر اس نے یہ کام بڑی راز داری کے ساتھ کیا تھا لیکن عبداللہ بن ابی کے آدمی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے ۔ رات کے وقت جونہی اس نے حاطب کو قتل کیا انہوں نے شور کرنا شروع کر دیا اس طرح سب لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ حاطب کا قتل یزید نے کیا ہے ۔ اس پر بنو اوس نے بنوخزرج سے یزید بن الحارث کو مانگا تاکہ حاطب کے بدلے میں اسے قتل کر دیا جائے لیکن ان سارے امور کے پیچھے تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی سیاست کام کر رہی تھی ۔ انہوں بنوخزرج کے سردار اور رؤسا کو اس بات پر راضی کر لیا کہ یزید بن الحارث کو بنو اوس کے حوالے نہ کیا جائے ۔ اس پر بنو اوس بگڑ گئے اور بنوخزرج کو انہوں نے جنگ کی دعوت دے دی ۔ اس پر دونوں قبائل کے درمیان اس جنگ کے لیے وقت اور تاریخ طے ہو گئی اور دونوں قبائل بڑی بے چینی سے اس تاریخ اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے تھے ، جب جنگ ہونا طے پائی تھی ۔

Marfat.com

O

گو شعب ابی طالب کی محصوری اب ختم ہو چکی تھی اور مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے امور کی طرف توجہ دینے لگے تھے لیکن اسی دوران میں حضورؐ کے چچا ابی طالب اور آپؐ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ فوت ہو گئیں۔ کفار کے مقابلے میں حضورؐ کو ان دونوں ہی کی وجہ سے بڑی ڈھارس اور تسلی تھی۔ اب لوگ کھل کر آپؐ کا ٹھٹھہ مذاق اور مسلمانوں پر جبر و ستم کرنے لگے تھے۔ ان ہی دنوں قبیلہ اراش کا ایک سوداگر اپنے اونٹ فروخت کرنے کے لیے مکہ شہر میں داخل ہوا۔ ابوجہل نے وہ اونٹ اس اراشی سوداگر سے خرید لیے اور اونٹوں کی قیمت ادا کرنے کے علاوہ مدت بڑھاتا رہا۔

تنگ آکر وہ اراشی حرم کعبہ میں اس وقت داخل ہوا جب کہ قریش کے سارے بڑے بڑے سردار مجلس لگائے بیٹھے تھے اور قریش کے روساء کی اس مجلس کے قریب ہی حرم کعبہ کے اندر حضورؐ بھی تشریف فرما تھے۔ وہ اراشی سوداگر قریش کی مجلس میں آیا اور وہاں بیٹھے سارے رؤسا کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔ یَامَعْشَرَ الْقُرَيْش (اے گروہ قریش) کیا تم لوگوں میں کوئی ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) کے خلاف کوئی میری مدد اور دادرسی کرنے والا ہے۔ اے اہل قریش! مَیں ایک مسافر و راہ گیر اور غریب و حاجتمند ہوں۔ مَیں اپنے اونٹ فروخت کرنے کے لیے مکہ میں داخل ہو۔ ابوالحکم بن ہشام نے میرے اونٹ تو خرید لیے لیکن اب وہ میری رقم ادا نہیں کر رہا۔ اس لحاظ سے اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو حق دار کو اس کا حق دلائے۔

قریش کے سرداروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھٹھہ اور مذاق کرنے کا بہترین موقع ہاتھ لگ گیا۔ پس قریش کے ایک سردار نے حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے حضورؐ کی طرف اشارہ کرکے اس اراشی سوداگر سے کہا۔ "حرم کعبہ کے اندر وہ جو شخص تمہیں دکھائی دے رہا ہے اس کے پاس چلا جا۔ وہی تیری دادرسی اور مدد کر سکتا

Marfat.com

ہے اور ابن ہشام جیسے سرکش اور سخت انسان سے وہی تمہیں تیرا حق دلا سکتا ہے"۔
قریش جانتے تھے کہ ابوجہل اور حضورؐ کے درمیان کس درجہ کی عداوت اور مخالفت تھی۔ پس وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ابوجہل کے اس ظلم اور زیادتی کے خلاف حضورؐ کیا اقدام کرتے ہیں۔

وہ اراشی سوداگر بے چارہ حقیقتِ حال سے بے خبر تھا۔ وہ قریش کے اس سردار کی باتوں میں آگیا۔ سیدھا حضورؐ کے پاس آیا اور آپؐ کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔

"اے بندۂ خدا! میں ایک مسافر و راہ گیر ہوں۔ میرا تعلق قبیلہ اراش سے ہے۔ اس مکہ شہر میں اپنے کچھ اونٹ فروخت کرنے کے لیے میں داخل ہوا۔ میرے اونٹ ابوالحکم بن ہشام نے خرید لیے۔ پر وہ قیمت ادا نہیں کر رہا۔ اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ میں نے وہ سامنے بیٹھے قریش کے رؤسا سے کسی ایسے شخص سے متعلق دریافت کیا۔ جو ابن ہشام کے مقابلے میں میری دادرسی کر سکے اور میرا حق مجھے دلا سکے تو انہوں نے مجھے آپؐ کی طرف جانے کا مشورہ دیا۔ اے بندۂ خدا! اللہ آپؐ پر رحم کرے مجھے اس سے میرا حق دلا دیجئے"۔

جب وہ اراشی سوداگر اپنی بات کہہ چکا تب حضورؐ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس اراشی سوداگر کو مخاطب کرکے آپؐ نے فرمایا۔ "اِنْطَلِقْ اِلَیْہِ (چل اس کے پاس چلیں)"

اس پر وہ اراشی سوداگر حضورؐ کے ساتھ ہو لیا۔ جب قریش کے رؤسا نے دیکھا کہ حضورؐ اس اراشی سوداگر کے ساتھ جانے پر رضامند ہو گئے تو انہوں نے فوراً اپنا ایک آدمی ان کے پیچھے روانہ کیا تاکہ وہ جا کر دیکھے کہ حضورؐ اور ابوجہل کے درمیان کیا گفتگو، کیسا معاملہ اور کس نوعیت کا جھگڑا ہوا۔ پس قریش کے رؤسا کا مقرر کیا ہوا وہ جوان حضورؐ اور اراشی سوداگر کا تعاقب کرنے لگا تھا۔

اس اراشی سوداگر کو لے کر حضورؐ ابوجہل کے گھر پہ آئے اور اس کے بیرونی

Marfat.com

دروازے پر آپؐ نے دستک دی۔

اس پر ابوجہل نے پکار کر پوچھا۔" کون ہے؟"

جواب میں آپؐ نے فرمایا" مُحَمَّدٌ فَاَخْرِجْ اِلَیَّ (میں محمدؐ ہوں باہر آ)"

آپؐ کی اس پکار پر ابوجہل باہر نکل آیا اور اس اراشی سوداگر کے ساتھ حضورؐ کو دیکھ کر ابوجہل کی حالت ایسے ہوگئی تھی جیسے اس کے چہرے میں خون کا ایک قطرہ نہ رہا ہو اور اس کی رنگت سیاہ ہوگئی تھی۔

آپؐ نے تھوڑی دیر تک غور سے ابوجہل کی طرف دیکھا۔ پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔" اَعْطِ هٰذَا الرَّجُلَ حَقَّهٗ (اس شخص کو اس کا حق دے دے)"۔

جواب میں ابوجہل نے کہا۔" بہت خوب، آپ یہاں سے نہ جائیے۔ یہاں تک کہ میں اس اراشی کو اس کا حق دے دوں"۔

غرض ابوجہل اپنے گھر میں گیا اور جو رقم اس اراشی کی بنتی تھی وہ لا کر اس کے حوالے کر دی۔ پھر حضورؐ نے اس اراشی کو مخاطب کر کے فرمایا۔" جا اپنا کام کر"۔

وہ اراشی قریش رؤسا کی مجلس میں دوبارہ آیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔" اے گروہِ قریش! تمہارا شکریہ، تم لوگوں نے صحیح اور مناسب شخص کی طرف میری راہنمائی کی۔ اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے۔ واللہ اس نے میرا حق مجھے دلا دیا ہے"۔

قریش کے ان رؤسا نے اس اراشی سوداگر جو یہ گفتگو سُنی تو بڑے حیران اور پریشان ہوئے کہ حضورؐ کے کہنے پر ابوجہل نے اس کے اونٹوں کی رقم کیسے ادا کر دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ان کا آدمی جو انہوں نے حضورؐ اور اراشی کے تعاقب میں روانہ کیا تھا واپس آ گیا۔ تو اسے مخاطب کر کے قریش کے ایک سردار نے پوچھا" تو نے وہاں کیا دیکھا؟"

اس جوان نے قریش کے رؤسا کو مخاطب کر کے کہا۔" اے رئیسانِ قریش! میں نے ابوجہل کے گھر کے سامنے ایک عجیب سماں دیکھا۔ محمدؐ نے کچھ نہ کیا۔ بس اس کا دروازہ

Marfat.com

کھٹکھٹایا - ابوجہل باہر نکلا اور اس کی حالت یہ تھی کہ لگتا تھا اس میں جان تک باقی نہ رہی ہو۔ جب محمدؐ نے کہا - اس کا حق دے دے - تو اس نے کہا - بہت خوب، آپؐ یہاں سے نہ جائیے۔ یہاں تک کہ میں اسے اس کا حق دے دوں - چنانچہ وہ اندر گیا اس اراشی سوداگر کا حق لے کر آیا اور اس کے حوالے کر دیا"

قریش کے روسا یہ گفتگو سن کر بڑے پریشان اور حیران ہوئے - تاہم انہیں اسی پریشانی اور حیرت میں چھوڑ کر وہ اراشی سوداگر وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابوجہل وہاں آ گیا - اسے دیکھتے ہی ایک سردار نے اسے مخاطب کر کے غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اے کم بخت! یہ تجھے کیا ہو گیا کہ محمدؐ کے کہنے پر تُو نے اس اراشی کی رقم کچھ کہے بغیر اس کے حوالے کر دی - اے ابنِ ہشام! واللہ! ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا جیسا تُو نے کیا۔"

اس پر ابوجہل انہیں مخاطب کر کے بولا "کم بختو! اصل واقعہ تو یہ ہے کہ ناگاہ میں نے اپنا دروازہ کھٹکھٹائے جانے کی آواز سنی - اس پر میں نے پوچھا تو جواب ملا "میں محمدؐ ہوں - باہر آؤ"- اے صاحبو! میں نے جب یہ آواز سنی تو میری حالت ایک پتلے کی سی ہو کر رہ گئی تھی - میں جب اس کی طرف گیا اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر ایک نر اونٹ کھڑا ہے - میں نے ایسا سر، ایسے کندھے اور ایسے دانت کبھی کسی اونٹ کے نہ دیکھے تھے - لہذا میں نے فوراً اس اراشی سوداگر کو اس کے اونٹوں کی رقم ادا کر دی - اے میرے رفیقو! سن رکھو اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ اونٹ مجھے ضرور کھا جاتا۔"

ابوجہل کے اس جواب پر قریش کے وہ سارے رئیس خاموش اور لاجواب ہو کر رہ گئے تھے۔

○

قریش نے حضورؐ کی نسبت سے پیش آنے والے اس واقعہ سے بھی کوئی عبرت نہ پکڑی اور وہ لگاتار آپؐ کو ستانے کے ساتھ ساتھ آپؐ کو ٹھکراتے بھی رہے۔

Marfat.com

اسی طرح ایک روز قریش کے بہت سے رؤسا اور دیگر لوگ ایک مجلس کی صورت میں حرم کعبہ کے اندر بیٹھے تھے اور اُن سے ذرا فاصلے پر حضورؐ بھی حرم کے اندر تنہا تشریف فرما تھے۔ آپؐ کی طرف تھوڑی دیر تک غور سے دیکھنے کے بعد قریش کے ایک رئیس عتبہ بن ربیعہ نے دیگر رؤسا اور گروہِ قریش کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے گروہِ قریش! اگر تم لوگوں کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اُٹھ کر محمدؐ سے گفتگو کروں۔ اس کے سامنے بعض ایسی باتیں پیش کروں۔ جن میں سے ہو سکتا ہے وہ کچھ قبول کر لے۔ اس طرح کچھ رعائتیں وہ ہمیں دے دے گا اور کچھ ہم اسے دے دیں گے۔ یعنی نہ وہ ہمارے بتوں کے خلاف آواز بلند کرے گا اور نہ ہی ہم اس کے واحد رب کے خلاف کوئی بات کریں گے۔

اے گروہِ قریش! تم دیکھتے ہو کہ اسلام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ بڑے سردار اور رؤسا بھی اس کی طرف مائل ہونے لگے ہیں اور اگر ایسی کوئی بات ہم محمدؐ کے ساتھ طے کر لیں تو میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف اسلام کا پھیلاؤ رک جائے گا بلکہ اس کا بڑھتا ہوا زور بھی ٹوٹ جائے گا۔"

قریش کے رؤسا نے بخوشی عتبہ کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ پس عتبہ بن ربیعہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضورؐ کے پاس آیا اور آپؐ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے بھتیجے! تمہیں معلوم ہے کہ تم ہماری نظروں میں باعتبارِ خاندان بڑے رتبے والے ہو۔ نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو۔ تم اپنی قوم کے پاس بہت بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ لائے ہو۔ جس کے ذریعے سے تم نے قوم کو تتر بتر کر دیا ہے قوم کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا ہے۔ قوم کے معبودوں اور دین کو عیب دار کر دیا ہے اور قوم کے قدیم بزرگوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔ میری باتیں غور سے سنو۔ میں چند چیزیں تمہارے غور و فکر کے لیے پیش کرتا ہوں۔ شاید ان میں سے کچھ نہ کچھ قبول کر لو۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ "قُلْ یَا اَبَا الْوَلِیْدِ اِسْمَعْ (اے

Marfat.com

ابو ولید[1]! کہو میں سُنتا ہوں"۔

عتبہ بن ربیعہ نے آپؐ کو مخاطب کر کے پھر کہا۔" اگر تم اس دین کے ذریعے سے جسے تم لائے ہو صرف مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لیے اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں زیادہ صاحبِ ثروت ہو جاؤ گے۔ اگر تم اس کے ذریعے سے اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیں گے اور کوئی بھی بات تمہارے فیصلے کے بغیر قطعی نہ ہوا کرے گی۔ اگر تم اس کے ذریعے سے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور یہ جو تمہارے پاس وحی آتی ہے جسے تم دیکھتے ہو اور اپنے پاس سے دُور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو اس کے لیے ہم تمہارے لیے جھاڑ پھونک کا انتظام بھی کریں گے اور ہم اپنا مال خرچ کر کے اس سے تمہیں نجات دلائیں گے اس لیے کہ بعض اوقات تابع مؤکل و جن آدمی پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور علاج معالجہ کے بغیر نہیں جاتا"۔

حضورؐ عتبہ بن ربیعہ (ابو ولید) کی باتیں غور و صبر اور خاموشی سے سُنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تب حضورؐ بولے۔" اے ابو ولید! تجھے جو کچھ کہنا تھا کیا تو کہہ چکا"۔

ابو ولید نے کہا۔" ہاں"۔

تب حضورؐ نے فرمایا۔" اے ابو ولید! اب مجھے سنو۔ اس کے بعد حضورؐ نے قرآن مقدس کا ایک حصہ عتبہ بن ربیعہ کے سامنے تلاوت کیا پھر سجدے میں گئے اور اس کے بعد آپؐ نے عتبہ بن ربیعہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔" اے ابو ولید! جو تو نے سُنا وہ تو سُن ہی لیا۔ اب تم جانو اور وہ"

اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اُٹھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اس پر رؤسائے قریش میں سے ایک نے عتبہ بن ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے

---

[1] عتبہ کی کنیت ابو ولید تھی۔

Marfat.com

ابو ولید! تم جیسے گئے تھے ویسے ہی لوٹ کر نہیں آئے۔ اے ابو ولید! تم مکمل طور پر بدلے بدلے لگ رہے ہو۔ ہاں یہ بتاؤ تمہاری کیا گفتگو ہوئی؟"

اس پر عتبہ بن ربیعہ نے روسائے قریش کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے گروہِ قریش! میری بات غور سے سنو! میں نے محمدؐ سے ایسی باتیں سنی ہیں جو کبھی نہیں سنیں۔ جو کلام میں نے ان سے سنا ہے واللہ وہ نہ شعر ہے نہ جادو، نہ کہانت ہے، نہ فال گوئی۔"

اے گروہِ قریش! میری بات سنو! اور اس کام کو میری رائے کے مطابق کرو اس شخص یعنی محمدؐ بن عبداللہ کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ۔ واللہ جو کلام میں نے اس سے سنا ہے اسے بڑی اہمیت حاصل ہو گی۔ اگر عربوں نے اس کا خاتمہ کر دیا تو سمجھ لینا انہوں نے تمہیں اس سے بے نیاز کر دیا اور اگر اس نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس شخص کی حکومت تمہاری حکومت اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم لوگ اس کے طفیل سب لوگوں میں زیادہ خوش ہو جاؤ گے۔"

اس پر قریش کے رؤسا نے اپنا متفقہ فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ "اے ابو ولید! آخر اس نے تم پر بھی اپنا جادو کر ہی دیا۔"

اس پر عتبہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ میری رائے تو اس سے متعلق وہی ہے جس کا میں نے تم لوگوں کے سامنے اظہار کر دیا ہے۔ اب تم لوگوں کو جو مناسب معلوم ہو وہ کرو۔"

○

اس کے بعد ایسا ہوا کہ قریش کے ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار جن میں عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوسفیان بن حرب۔ نضر بن حارث۔ ابوالبختری بن ہشام۔ اسود بن عبدالمطلب۔ زمعہ بن الاسود، ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ۔ العاص بن وائل اور امیہ بن خلف شامل تھے۔ یہ

Marfat.com

سب لوگ ایک روز غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے۔ پھر ان میں سے بعض نے کہا ۔ محمدؐ کو بلوا بھیجو اور گفتگو کر کے اسے قائل کر دو تاکہ تم لوگ اس کے متعلق معذور نہ سمجھے جاؤ ۔ پھر اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے حضورؐ کو وہاں بلوایا گیا۔ آپؐ بخوشی اس مجلس میں تشریف لائے ۔

آپؐ خیال فرما رہے تھے کہ شاید ان کی باتوں پہ ان لوگوں پر اچھا اثر ہوا ہوگا۔ کیوں کہ آپؐ انہیں راہِ راست پر دیکھنے کے بے حد مشتاق تھے ۔ جب آپؐ اس مجلس میں آکر بیٹھے تو ان کے سردار نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے محمدؐ ! ہم نے تمہیں اس لیے بلوایا کہ تم سے گفتگو کریں۔ واللہ ! ہم نے عرب میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم پر وہ آفت ڈھائی ہو، جو تم نے ڈھائی ہے ۔ تم نے ہمارے باپ دادا کو بُرا بھلا کہا۔ ہمارے دین پر عیب لگایا۔ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ عقل مندوں کو احمق بنایا اور جماعت کے اندر پھوٹ ڈال دی۔ غرض ہمارے اور اپنے درمیان کوئی ایسی بُرائی نہ چھوڑی جسے کر نہ گزرے ہو۔ اگر یہ سب کچھ تم نے اس لیے کیا کہ اس کے ذریعے تم سے کچھ مال چاہتے ہو تو ہم اپنے مال میں سے تمہارے لیے اس قدر جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم سب سے مالدار ہو جاؤ۔

اگر اس نئے دین کے ذریعے سے تم ہم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں ۔ اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر کسی بھوت یا جن کو تم دیکھتے ہو اور وہ تم پر غالب آگیا ہے اور بعض اوقات ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ تو ہم مال خرچ کر کے اور تمہارے جھاڑ پھونک کی تدبیر کریں گے تاکہ تم کو اس سے نجات دلائیں"۔

اس گفتگو کے جواب میں حضورؐ نے قریش کے ان سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مجھے اِن چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیے جو تم کہتے ہو۔ جو کچھ میں لایا

Marfat.com

ہوں وہ اس لیے نہیں کہ اس کے معاوضے میں تمہارے اموال میں سے حاصل کروں - نہ میں تم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہوں اور نہ ہی تم پر میں حکومت کا خواہاں ہوں - اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف پیغامبر بنا کر بھیجا ہے - مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے اور مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے خوشخبری سنانے والا اور برائیوں کے انجام سے ڈرانے والا ہو جاؤں - میں نے تو اپنے پیغامات پہنچا دیئے اور تم سے خیر خواہانہ بات کہہ دی - اگر تم لوگوں نے وہ باتیں مان لیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت میں تمہارے لیے خوش نصیبی ہو گی اور اگر تم نے میرے ان پیغامات کو مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکمِ الٰہی تک صبر کروں گا، یہانتک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا"

آپؐ سے باتیں سننے کے بعد رئیسانِ قریش نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے جو چیزیں پیش کی ہیں - ان میں سے کسی کو بھی اگر تم قبول نہیں کرتے ہو تو اس بات کو تو جانتے ہی ہو کہ لوگوں میں کوئی بھی ہم سے بڑھ کر تنگ شہر والا نہیں ہے - نہ پانی کی قلت میں ہم سے کوئی بڑھ کر ہے اور نہ کوئی ہم سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنے والا ہے - لہٰذا اگر اللہ نے تمہیں ہماری طرف مبعوث کیا ہے تو اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا کرو کہ وہ ہمارے شہر کو کشادہ کر دے - ہمارے لیے اس سرزمین میں ارض شام و عراق کی طرح ندیاں جاری کر ہمارے بزرگوں میں سے جو گزر چکے ہیں انہیں ہمارے لیے زندہ کر دے - اور جن لوگوں کو ہماری خاطر زندہ کیا جائے ان میں قصی بن کلاب بھی ہوں - کیوں کہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے - جو کچھ تم کہتے ہو ہم ان سے پوچھ لیں گے کہ یہ صحیح ہے یا غلط - پس اگر اس نے تمہاری تصدیق کی - تو ہم تمہیں سچا جان لیں گے اور اس کے سبب سے جو تمہاری قدر و منزلت اللہ کے ہاں ہے وہ ہمارے دل میں بھی جاگزین ہو جائے گی اور ہم تسلیم کر لیں گے کہ اس نے واقعی تمہیں رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے -

Marfat.com

قریش کے اس دُوسرے مطالبے کے جواب میں حضورؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: "میں تمہارے پاس اِن چیزوں کے لیے مبعوث نہیں ہُوا۔ میں تمہارے پاس وہ چیز لایا ہوں جو اس نے مجھے دے کر بھیجا ہے اور میں نے وہ چیز تم لوگوں تک پہنچا دی ہے۔ پس اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تمہاری خوش بختی ہے اور اگر نہ مانا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا یہاں تک کہ وہ میرے اور تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔" اس کے بعد قریش نے اپنا تیسرا مطالبہ پیش کیا اور کہا۔

"جب تم ہمارے لیے کچھ نہیں کرتے تو اپنی ذات ہی کے لیے کچھ کرو۔ اپنے پروردگار سے استدعا کرو کہ وہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے اور جو کچھ تم کہتے ہو وہ فرشتہ اس کی تصدیق کرے اور ہمارے لیے ان باتوں کو دہرائے جو تم کہتے ہو۔ اگر تم رسول ہو جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو تو اپنے رب سے التجا کرو کہ وہ تمہارے لیے باغات، محل اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کر دے اور ان خزانوں کے ذریعے سے تمہیں ان مشغلوں سے بے نیاز بنا دے۔ جن کا ہم تمہیں محتاج دیکھتے ہیں۔ یعنی تم بازاروں میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو جس طرح ہم کھڑے رہتے ہیں معاش کی تلاش ایسے ہی کرتے ہو جیسے ہم کرتے ہیں۔ آخر ہم بھی تو جان لیں کہ خدا کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت کس قدر ہے۔"

قریش کے اس تیسرے مطالبے کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا: "میں تو ایسا نہ کروں گا اور نہ میں ایسا شخص ہوں جو اپنے رب سے اِن باتوں کی استدعا کروں۔ اللہ نے مجھے بُرے کاموں سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اگر تم نے اسے قبول کر لیا جو میں لایا ہوں تو آخرت میں تمہارے لیے فلاح ہو گی اور اگر رد کر دیا تو میں اپنے رب کے احکامات کا انتظار کروں گا۔ یہاں تک کہ میرے اور تمہارے درمیان وہ کوئی فیصلہ کر دے۔"

اس پر قریش کے سرداروں نے کہا۔ اگر ہم تمہارا کہا نہیں مانتے تو پھر اپنے پروردگار سے کہو کہ وہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی گرا دے اور ہم اس کے بغیر تو

Marfat.com

ایمان نہیں لانے والے"۔

جواب میں آپؐ نے فرمایا " یہ اللہ کی مرضی ہے اگر اس نے تم سے یہی کرنا چاہا تو یقین کرلو کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا"۔

آپؐ کے اس جواب کے بعد قریش کے رؤسا نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا۔

" اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمہارے پروردگار کو اس بات کا علم نہ تھا کہ ہم تمہارے پاس بیٹھیں گے اور تم سے وہ سوال کریں گے جو ابھی ہم نے کیے اور تم سے ایسے مطالبات کریں گے جو اس وقت کر رہے ہیں۔ اگر علم ہوتا تو وہ پہلے سے تمہارے پاس آجاتا۔ ہم نے آپس میں جو سوالات وجوابات کیے ہیں۔ ان کے جوابات کی تعلیم تمہیں دے دیتا۔ نیز یہ بھی بتا دیتا کہ وہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔ جب کہ ہم تمہاری لائی ہوئی باتیں قبول کرنے والے نہیں ہیں اور اے محمدؐ! ہمیں تو یہ خبر ملی ہے کہ تمہیں ان باتوں کی تعلیم یمامہ کا ایک شخص دیا کرتا ہے اور اس شخص کا نام رحمٰن ہے اور ہم تو واللہ! رحمٰن پر کبھی ایمان نہ لائیں گے۔

اے محمدؐ! ہم نے تو تمہارے عذرات تم سے بیان کر دیتے ہیں۔ واللہ! ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں خواہ تم ہم پر کچھ ہی اثر کر ڈالو۔ یہاں تک کہ یا ہم تمہیں (نعوذ باللہ) مٹا ڈالیں۔ یا تم ہمیں نیست ونابود کر کے رکھ دو"۔

ایک رئیس نے آپؐ کو مخاطب کر کے مزید کہا۔" اے محمدؐ! ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے تاوقتیکہ تم اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آؤ"۔

قریش کے ان رؤسا کے ساتھ اس طرح کی گفتگو کے بعد حضورؐ وہاں سے جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ قریش کا ایک رئیس عبداللہ بن ابی امیہ بھی اس مجلس سے اٹھ گیا۔ پھر وہ آپ کے قریب آیا اور آپ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

" اے محمدؐ! قوم نے آپؐ پر بہت سی چیزیں پیش کیں۔ پر آپؐ نے کسی کو

Marfat.com

قبول نہ کیا - پھر آپؐ سے اپنے فائدے کے لیے بہت سی چیزیں طلب کی گئیں۔ تاکہ ان کے ذریعے سے وہ آپ کی قدر و منزلت کو جانیں جو اللہ کے نزدیک آپ کو ہے تاکہ وہ آپؐ کو سچا جان کر آپؐ کی پیروی کر سکیں لیکن آپؐ نے وہ بھی نہ کیا - پھر انہوں نے استدعا کی کہ آپؐ خود اپنے فائدے کے لیے ایسی چیزیں حاصل کریں جن سے وہ یہ جانیں کہ آپؐ کو ان پر برتری حاصل ہے اور اللہ کے ہاں آپؐ کی قدر و قیمت ہے۔ آپؐ نے وہ بھی نہ کیا - پھر انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ جس عذاب سے آپ انہیں ڈراتے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا ان پر فوراً لایا جائے - پر آپؐ نے یہ بھی نہ کیا۔ واللہ! میں تو ہرگز آپؐ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ تاوقتیکہ آپ کوئی ایسی سیڑھی حاصل کر لیں جو آسمان کی طرف جاتی ہو اور آپؐ اس سیڑھی پر اس طرح چڑھیں کہ میں آپ کو دیکھتا رہوں - آپؐ آسمان پر پہنچ جائیں - پھر آپؐ اپنے ساتھ ایک نوشتہ لائیں اور آپؐ کے ساتھ فرشتوں میں سے چار ایسے ہوں جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو کچھ آپؐ کہتے ہیں وہ درست اور سچ ہے۔ واللہ! اگر آپؐ نے ایسا کر بھی لیا تب بھی میں آپؐ پر ایمان نہ لاؤں گا"۔ پھر وہ حضورؐ کے پاس سے ہٹ گیا جب کہ حضورؐ غم گین اور متاسف اپنے گھر کی طرف لوٹ گئے تھے۔

حضورؐ کے وہاں سے چلے جانے کے بعد ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا - "اے گروہِ قریش! محمدؐ نے ہمارے دین پر عیب لگائے ہیں - ہمارے آباو اجداد کو گالیاں دیں - ہمارے عقلمندوں کو احمق بنایا اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا - اے گروہِ قریش! میں نے اپنے دل میں ایک بہت بڑا عزم کر لیا ہے اور وہ یہ کہ کل میں کوئی بڑا سا پتھر لے کر جسے میں اٹھا سکوں میں ایسا پتھر لے کر گھات میں بیٹھ جاؤں گا - پھر جب محمدؐ نماز کے لیے سجدے میں جائیں گے تو اس پتھر سے ان کا سر پھوڑ دوں گا - اس کے بعد تم میری مدد کرو یا نہ کرو اور بنی عبد مناف مجھ سے جو چاہیں سلوک کریں۔

اس پر قریش کے سرداروں نے یک زبان ہو کر کہا - واللہ! ہم تیری امداد

Marfat.com

سے کبھی اور کسی قیمت پر بھی دستبردار نہ ہوں گے"۔

جب صبح ہوئی تو ابوجہل نے ایک پتھر لیا اور حضورؐ کی گھات میں بیٹھ گیا قریش کے رؤسا بھی انتظار کرنے لگے تھے کہ دیکھیں ابوجہل کیا کرتا ہے۔ حضورؐ جب حرم میں نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور پھر سجدے میں گئے تو ابوجہل نے پتھر اٹھایا اور آپؐ کی جانب بڑھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے قریب ہوا۔ پھر وہ حضورؐ پر پتھر پھینکنا بھول گیا اور اس حالت میں مجلس کی صورت میں بیٹھے قریش کے رؤسا کی طرف لوٹا کہ اعضا پاش پاش، چہرے کا رنگ سیاہ اور ہیبت زدہ تھا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر اس نے قریش کے ان رؤسا کے پاس لا پھینکا۔

اس پر ابوجہل نے کہا" میں نے محمدؐ پر پتھر پھینکنا چاہا لیکن مجھ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ میں ایسا نہ کر سکا" اور یوں ابوجہل اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔

○

بنو اوس اور بنو خزرج کے درمیان جنگ کے لیے جو دن مقرر ہوا تھا۔ اس روز دونوں قبائل کے مسلح جوان یثرب شہر سے نکل کر کوہستان سلع کے سامنے وادی بطحان میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ سماک بن خرشہ بھی اس روز مسلح ہو کر اپنے کمرے سے نکل کر اپنی حویلی کے صحن میں آیا تو اس نے دیکھا ریطہ اس کے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑی تھی۔ گھوڑے کو دھانہ چڑھا کر زین کس دی گئی تھی۔ زین کے ساتھ دو چمکتے ہوئے نیزے، مضبوط آہنی ڈھال، تیروں سے بھرا ترکش اور پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ بھی باندھ دیا گیا تھا اور گھوڑے کے قریب ہی ریطہ کے پہلو میں سماک کی ماں آمنہ بھی کھڑی تھی۔

سماک بن خرشہ اپنے کمرے سے نکل کر جب ان دونوں کے قریب آیا تو تھوڑی دیر تک آمنہ اور ریطہ سماک کو غور سے دیکھتی رہیں۔ جو اپنے بدن پر آہنی کڑیوں کی مضبوط زرہ، سر پہ چمکتا ہوا خود اور اپنے بازوؤں پر جوشن

Marfat.com

باندھے ہوئے تھے۔ کمر میں مضبوط عدیم مینی کی پیٹی تھی جس سے اس کی تلوار اور خنجر لٹک رہے تھے۔ جب وہ ان دونوں کے قریب آیا تو آمنہ نے اسے مخاطب کرکے کہا۔

"اے سماک! میرے بیٹے! پہلے ایسے مواقع پر تو اپنے گھوڑے پر خود زین ڈال کر اسے اپنے ہتھیاروں اور مشگیزے سے مزیّن کرتا تھا۔ پر دیکھ آج تیرے یہ سارے کام ربیطہ نے کیے ہیں۔ گو اس نے یہ سارے کام محنت اور لگن کے ساتھ کیے ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ یہ تمہارے جنگ میں حصّہ لینے پر اُداس اور افسردہ بھی ہے۔ میں نے اسے پوری طرح سمجھا دیا ہے کہ اس قبائلی جنگ میں سماک کا حصّہ لینا کیوں ضروری ہے۔ یہ ابھی بچّی ہے۔ قبائلی روایات کا اسے علم نہیں ہے۔ آہستہ آہستہ یہ اور خویلہ دونوں بہنیں وقت کے تقاضوں کی ساری حقیقتوں سے آگاہ ہو جائیں گی۔ اب یہ تمہارے اس جنگ میں حصّہ لینے پر مطمئن اور رضامند ہے۔"

سماک نے آگے بڑھ کر اپنے گھوڑے کی زین کا جائزہ لیا۔ گھوڑے کے تنگ میں انگلی ڈال کر اس کے تناؤ اور کساؤ کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے زین کے ساتھ بندھی ساری چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد غور اور پیار سے ربیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے ربیطہ! تو نے کیا خوب میرے گھوڑے پر زین ڈالی ہے اور جنگ کی ضروری چیزوں سے اسے مزیّن کیا ہے۔ بخدا میں ——— سماک کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ ابی حقیق، خویلہ اور خنسا تیزی سے حویلی میں داخل ہوئے تھے۔ ابی حقیق نے آتے ہی سماک کو مخاطب کرکے کہا۔" اے سماک! میرے بیٹے! مجھے اُمید تھی کہ تم جنگ میں شامل ہونے کے لیے اپنی تیاریاں مکمّل کر چکے ہو گے۔ خویلہ تمہارے اس جنگ میں حصّہ لینے پر بے حد فکر مند اور معترض ہے اور ——— اس موقع پر حسین خویلہ نے فوراً اپنے باپ ابی حقیق کی بات کاٹتے

Marfat.com

ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک کہتی ہوں بابا! سماک کو اس جنگ میں حصّہ نہیں لینا چاہیے۔ پہلے یہ اکیلے تھے تو اور بات تھی۔ اب میں اور ریطہ بھی ان سے وابستہ ہیں۔ لہذا ان کے جنگ میں حصّہ لینے یا نہ لینے پر میری اور ریطہ کی رضامندی کا بھی عمل دخل ہونا چاہیے۔ لہذا اسی نسبت اور اسی تعلق کی بنا پر میں یہ زور دے کر کہوں گی کہ سماک کو بنواوس اور بنوخزرج کے درمیان ہونے والی اس جنگ میں قطعی طور پر حصّہ نہیں لینا چاہیے۔"

اس پر آمنہ نے خولیہ کو مخاطب کیا اور بولی۔ "اے میری بیٹی! تُو نے اپنے جذبات اپنے خیالات کا درست اظہار کیا ہے۔ یہی باتیں تم سے پہلے ریطہ بھی مجھ سے کہہ چکی ہے لیکن اسے تو میں مطمئن کر چکی ہوں۔ اے خولیہ! میری بیٹی! سماک کا اس جنگ میں حصّہ لینا بے حد ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہ قبائلی جنگ ہے۔ اور اگر اس نے اس میں شرکت نہ کی تو پورا بنوخزرج ہمارے خلاف ہو جائے گا۔ اور یثرب کے اندر ہمارا زندگی بسر کرنا مشکل و ناممکن ہو کر رہ جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنگ کے بعد بنوخزرج کے لوگ ہم دونوں ماں بیٹے پر حملہ آور ہو کر ہم دونوں کا خاتمہ کر دیں۔ اے خولیہ! میری بیٹی! اگر تم میری اور سماک کی ضرورت محسوس نہیں کرتی ہو تو میں سماک کو اس جنگ سے روک دیتی ہوں۔" اس پر خولیہ اپنے کانوں میں انگلیاں دیتی ہوئی چلّا اُٹھی۔

"نہیں نہیں! آپ اور سماک تو اب میری زندگی کا محور اور محرک ہیں۔ آپ دونوں کی زندگیاں تو اب مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔" پھر خولیہ نے غور سے سماک کی طرف دیکھا۔ کوئی فیصلہ کیا اور نگاہیں جھکاتے ہوئے اس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ ماں کی مرضی کے مطابق اس قبائلی جنگ میں ضرور حصّہ لیں کیوں کہ اسی میں ہم سب کی سلامتی اور عزت ہے۔ میں آپ کی واپسی تک یہیں رُک کر آپ کا انتظار کروں گی۔"

Marfat.com

خولہ کے اس جواب سے آمنہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اس نے سماک کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ بیٹے! تمہیں دیر ہو رہی ہے خداوند لازوال تیری حفاظت کرے گا۔"

آمنہ کے خاموش ہونے پر ابی حقیق بھی سماک کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ بیٹے! اور جاؤ۔ موسیٰؑ کا خداوند تجھے اپنی امان میں رکھے۔"

سماک نے باری باری وہاں کھڑے سب پر ایک نگاہ ڈالی۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر وہ حویلی سے نکل گیا تھا۔ جب کہ آمنہ اور ربیطہ دونوں خولہ، ابی حقیق اور خنساء کو سامنے والے کمرے کی طرف لے جا رہی تھیں۔

○

کوہستان سلع کے مغربی دامن کے سامنے وادی بطحان کے اندر بنو اوس اور بنو خزرج دونوں قبائل کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے تھے۔ پھر بنو اوس کے لشکر سے ایک جوان اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا۔ اور بنو خزرج کے لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے انہیں پکارا اور کہا۔ "اے بنو خزرج! تم لوگوں میں اگر کوئی ایسا جوان ہے جو میری ضرب برداشت کر سکے تو اسے میدان میں اتارو۔ پر سن رکھو جسے بھی تم میرے مقابلے کے لیے میدان میں اتارو۔ اس سے متعلق یہ امید بھی ضرور رکھنا کہ میں اس کا تن دو حصوں میں کاٹ کر ایک ناکارہ شے کی طرح تمہارے لشکر کی طرف پھینک دوں گا۔"

اپنے لشکر کے سامنے کھڑے بنو خزرج کے سردار عمرو بن نعمان نے اپنے گھوڑے کو موڑ کر ایک نگاہ اپنے لشکر پر ڈالی۔ اس نے دیکھا اس کے لشکر میں کوئی حرکت نہ تھی اور بنو اوس کے میدان میں اترنے والے جوان سے مقابلہ کرنے کے لیے کوئی میدان میں نہ اترا تھا۔ اس پر عمرو بن نعمان نے اپنے قریب کھڑے

Marfat.com

بنوخزرج کے رئیس سعد بن عبادہ کو مخاطب کرتے ہوئے حیرت و تعجب کا اظہار کر کے پوچھا۔

" اے ابن عبادہ! تم نے سنا نہیں۔ بنو اوس کے میدان میں اُترنے والے اس لشکری نے بنوخزرج کے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے مقابلے کے لیے للکارا ہے۔ پر میں حیران اور پریشان ہوں کہ بنوخزرج میں سے کسی نے بھی اس کی پکار کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی کوئی اس سے مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اترا ہے"۔ عمرو بن نعمان کے اس سوال پر تھوڑی دیر کے لیے سعد بن عبادہ کے چہرے پر تشویش کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اپنے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے کہا۔

" اے ابن نعمان! بنو اوس کے اس لشکری کے مقابلے پر اُترتے ہوئے ہر کوئی سوچے گا اور ہچکچائے گا۔ اے ابنِ نعمان! جانتے ہو یہ میدان میں اُتر کر مقابلے کے لیے للکارنے والا جوان کون ہے۔

بنوخزرج کے سردار عمرو بن نعمان نے تشویش بھری نگاہوں سے سعد بن عبادہ کی طرف دیکھتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔" اے ابن عبادہ! واللہ! میں نہیں جانتا کہ میدان میں بنو اوس کا اترنے والا یہ جوان کون ہے؟ اور کوئی ہمارے قبیلے سے کیوں اس کے مقابلے کے لیے نہیں اُتر رہا"۔

اس پر سعد بن عبادہ نے کہا۔" اے ابن نعمان! میدان میں مقابلے کے لیے اُترنے والے بنو اوس کے اس جوان کا نام اسود بن حنظلہ ہے۔ بنو اوس کا یہ ایک ناقابلِ تسخیر پہلوان ہے۔ آہنگری کا پیشہ کرتا ہے اور بنو اوس کے اندر اس سے متعلق یہ کہاوت مشہور ہے کہ اس کے بازو آہنی اور دِل پتھر کا ہے۔ اپنے مدِمقابل کو لمحوں کے اندر خون میں نہلا دینے کا فن جانتا ہے۔ انتہائی ظالم و جابر اور پُرقوت و بے رحم انسان ہے۔ بنو اوس نے اسی لیے تو اس پہلوان کو میدان میں اُتارا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے انفرادی مقابلے میں کامیابی حاصل

Marfat.com

کر کے اپنے لشکریوں کے حوصلے بلند کریں اور بنوخزرج لے لشکر میں مایوسی اور ناامیدی پھیلا دیں"۔

اس پر عمرو بن نعمان چلا اٹھا "نہیں نہیں۔ اے ابن عبادہ! ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ بنواوس کے اس پہلوان کو میدان سے کامیاب و کامران نہ نکلنا چاہیے"۔

عمرو بن نعمان کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے سعد بن عبادہ کو مخاطب کر کے رازدارانہ انداز میں پوچھا "اے ابن عبادہ! تمہارے اندازے اور تمہارے خیال کے مطابق بنوخزرج کے اندر کون ایسا جوان ہے جو بنواوس کے اس پہلوان کا مقابلہ کر سکتا ہے؟"

سعد بن عبادہ فوراً بول پڑا "اے ابن نعمان! میرے خیال میں بنوخزرج کے اندر صرف سماک بن خرشہ ہی ایک ایسا جوان ہے جو اس اسود بن حنظلہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس پر اس سے اگر بڑھ کر نہیں تو اسی جیسی ضرب لگا سکتا ہے۔ اے ابن نعمان! بنوخزرج کے اندر اس وقت میری نگاہوں کے سامنے صرف سماک بن خرشہ ہی ہے جو اسود بن حنظلہ کی طاقت و قوت گھمنڈ و گمان، زور و جبر، شہرت و ناموری اور اس کی جرأت مندی و جسارت کے سارے وہم اور سحر کو توڑ سکتا ہے۔ اس لیے کہ اسود بن حنظلہ اگر خزاں ہے تو سماک بہار ہے۔ ابن حنظلہ اگر آگ ہے تو سماک اس کے مقابلے میں پانی کا ایک بے روک ریلہ ہے۔ ابن حنظلہ اگر تیرگی ہے تو سماک روشنی ہے۔ پس اے ابن نعمان! جب خزاں و بہار، آگ و پانی اور تیرگی و روشنی کا رابطہ ہوگا تو پھر خود ہی جان لو کون غالب کون مغلوب ہوگا"

سعد بن عبادہ کی گفتگو سن کر بنوخزرج کا سردار عمرو بن نعمان خوش ہوا اور اس پر اس نے مطمئن انداز میں کہا "اے سعد بن عبادہ! واللہ! تو نے صحیح رخ کی طرف میری راہنمائی کی ہے۔ واقعی بنوخزرج کے اندر سماک

Marfat.com

بن خرشہ ہی ایک ایسا جوان ہے کہ جو اقصائے دشت و دمن کی تاریکیوں کے اندر روشنیاں بن کر جھلملا سکتا ہے۔ جو سویرا اور سحر بن کر ظلمتوں اور اندھیروں کی نعش پر کھڑے ہو کر قہقہے لگا سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ ہمارے لیے اُمید عزم کی تابانی ہے کہ وہ شجاعت کی ساری پرتوں سے آگاہی رکھتا ہے کہ وہ جنگی اسلوب کے سارے ہی زاویوں سے واقف ہے۔

واللہ! وہ اس بنو اوس کے پہلوان اسود بن حنظلہ کی ظاہری اور باطنی دُنیا کی گہرائی کو خوب ناپے گا کہ وہ اس بنو اوس کے پہلوان کے لب و رُخ پر غلامی و شکست کی گرد ڈالے گا اور اس کی برق خوفی اس سے چھین کر اسے آدمیت میں لاکھڑا کرے گا۔"

پھر عمرو بن نعمان نے اپنے قریب کھڑے اپنے ایک لشکری کو مخاطب کر کے کہا۔" ذرا تم سماک بن خرشہ کو تو میرے پاس بُلا کر لانا۔" اور وہ لشکری اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

چند ہی ساعتوں بعد سماک بن خرشہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا وہاں آیا۔ عمرو بن نعمان اور سعد بن عبادہ کے سامنے آکر اس نے اپنے گھوڑے کو روکا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے رئیسانِ خزرج! کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے؟"

اس پر عمرو بن نعمان نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے ابو دجانہ! اس ضرورت کے وقت مَیں نے ہی تجھے بُلایا ہے۔ اے ابو دجانہ! میں نے اپنی زندگی میں بنو خزرج پر ایسا سخت اور کڑا وقت نہیں دیکھا جیسا مَیں اس وقت دیکھ رہا ہوں۔"

اس پر سماک بن خرشہ نے استفہامیہ سے انداز میں عمرو بن نعمان کی طرف دیکھا اور تشویش بھری آواز میں اس نے پوچھا۔" اے ابنِ نعمان! تمہارا اشارہ بنو خزرج کے لیے کس سخت اور کڑے وقت کی طرف ہے۔ اے ابن نعمان! جو

Marfat.com

کہنا ہے کھل کر کہو۔"

عمرو بن نعمان پھر بولا۔ "اے ابو دجانہ! میدانِ جنگ کے وسط میں کھڑے بنو اوس کے اس پہلوان اسود بن حنظلہ کی طرف دیکھو۔ سارے بنو خزرج کو للکار کر اور جنگ کی دعوت دے کر وہ کیسی علو بختی کے ساتھ کسی زمزمہ ساز کی طرح پُرسکون اپنی جگہ پر کھڑا ہے۔ جب کہ بنو خزرج کے اندر سے کوئی اس کے مقابلے کے لیے نہیں نکل رہا۔

اے ابو دجانہ! کیا میں یہ سمجھ لوں کہ بنو اوس کا وہ پہلوان حادثوں اور سانحوں کا ایک طوفان ہے جس کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے، جہل کی ظلمتوں میں ظلم و شقادت کا ایسا خوگر ہے جس کا ہم سامنا نہیں کر سکتے۔ زندگی کے امتحانات اور اوج و رفعت کا ایک ایسا نشان ہے جسے ہم چھو تک نہیں سکتے۔ اے ابو دجانہ! واللہ! میں تو اس ردِ عمل پر ہی ندامت محسوس کر رہا ہوں کہ بنو اوس کے اس پہلوان نے بنو خزرج کو للکارا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ نکلا۔

سماک بن خرشہ نے غور سے عمرو بن نعمان کی طرف دیکھا اور حیرت افزا آواز میں اس نے کہا۔ "اے ابن نعمان! تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ بخدا! میں تو اب تک بنو اوس کے اس پہلوان کے مقابلے پر جا چکا ہوتا۔ میں تو خود رکا ہوا تھا کہ شاید تم خود کسی کا نام لے کر اس کے مقابلے پر بھیجو۔ ورنہ میدان میں بنو اوس کے اس پہلوان کی کیا جرأت ہے کہ یہ ہمارے لیے ایک امتحان ایک آزمائش بن کر کھڑا ہو۔

اے ابن نعمان! واللہ! اگر تو نے پہلے مجھے اس کے مقابلے پر بھیجا ہوتا تو ابھی تک میں اس کے سارے کمال و ہنر کو نوحہ کناں اور ماتم گسار کر چکا ہوتا اور اب تک تو دیکھتا کہ اس کی حالت دل کبیدہ، تن دریدہ اور سر بریدہ اور خون چکیدہ انسانوں جیسی ہو چکی ہوتی۔ اے ابن نعمان! میں اس سے مقابلے کے لیے میدان میں اترتا ہوں پھر تو دیکھنا کہ میں کیسی چابک دستی اور سرعت کے ساتھ

Marfat.com

اسے بے زور و بے مایہ کرتا ہوں ۔ بے سطوت و بے ننگ و نام بناتا ہوں ۔
اے ابن نعمان ! بنو اوس کا یہ پہلوان میرے سامنے غلبہ حاصل کرنے کی تگ و دو کرے گا ۔ پر میں اس کے ان گنت خوابوں کے رنگ اور اس کی امیدوں کے گوہر اس کی ابدی ساعتوں میں ڈال دوں گا ۔
اے ابن نعمان ! یہ زندگی ایک امتحان ہے اور موت بھی ایک امتحان ۔ تو دیکھنا میں اس امتحان میں کیسے سرخرو ہوتا ہوں ۔ اے رئیسانِ خزرج ! میں میدان میں اترتا ہوں ۔ تم دونوں میرے حق میں دعا گو رہنا ۔"
اس کے ساتھ ہی سماک بن خرشہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر میدان کے وسطی حصے کی طرف دوڑا دیا تھا ۔ میدان کے وسط میں کھڑے بنو اوس کے پہلوان کی طرف جاتے ہوئے سماک نے ایک بار غور سے آسمان کی طرف نگاہ دوڑائی پھر اس نے اپنے سامنے دیکھتے ہوئے انتہائی رقت و انکساری میں دعائیہ انداز میں کہا ۔ " اے خداوند لازوال ! میں تیرا ایک حقیر بندہ ! تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا ۔ تیرے حضور التماس کرتا ہو ۔ اے خداوند ! ارضِ یثرب کے اندر مجھے نقیبِ شعور اور ابنِ خرد بنا کر رکھنا ۔ مجھے عفتِ گل رخاں ، قانونِ تقدیس ، محنتوں کے پھلے اور آشتی کی لگن جیسا ہر دلعزیز بنا کر رکھنا ۔
اے میرے اللہ ! غموں کی دھوپ ، اندیشوں کی موت اور ہوس کی آگ کے اندر مجھے سرخرو رکھنا ۔ اس تمدنِ کہنہ ، نظامِ فرسودہ اور گناہ کے سایوں کے اندر مجھے خوش کن سویرے اور خوش رنگ اجالے کی صورت رکھنا ۔
اے میرے اللہ ! اس مقابلے میں ، اوج و پستی کے اس خطے میں مجھے کامیاب و فوز مند رکھنا ۔ اے اللہ ! آدمیت کی تعمیر کے اندر مجھے پرچم اخوت کی طرح بلند اور حق آشنا و باطن شکن بنا کر رکھنا ۔ اے میرے رب ! تیرے نام سے ابتدا کرتے ہوئے میں مقابلے کے اس میدان میں اترتا ہوں ۔ مجھے غلبہ و کامیابی عطا فرمانا ۔"

Marfat.com

اپنی دعا ختم کر کے سماک نے اپنے سر پہ اپنا آہنی خود درست کیا۔ چہرے پر اس نے نقاب ڈال لیا۔ اپنی جیب کے اندر سے اپنی سرخ پٹی نکال کر اپنے سر پر باندھ لی۔ اپنے بائیں ہاتھ میں اس نے ڈھال اور دائیں ہاتھ میں اپنی بھاری اور وزنی تلوار سنبھال لی تھی۔ اس حالت میں اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا سماک بنو اوس کے اس پہلوان کے سامنے آرکا تھا۔

سماک جب میدان کے وسط میں پہنچا تو اسود بن حنظلہ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "مَیں بنو اوس کا پہلوان اسود بن حنظلہ ہوں۔ یثرب ہی نہیں بلکہ اطراف و اکناف کی بستیوں اور شہروں کے لوگ بھی مجھے میری پہلوانی اور میری شجاعت کی وجہ سے خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ مَیں جب اپنے دشمن، اپنے عدو اور مقابل پر وارد ہوتا ہوں۔ تو شبنم سے شعلہ دن سے رات اور ہیرے سے پتھر بن جایا کرتا ہوں۔ اے میرے مقابلے کیلئے میدان میں اترنے والے قبل اس کے کہ مَیں تم پر سایوں کے طلسم کی طرح وارد ہوں، اور تیری ہستی کو سناٹوں کی دیواروں کی طرح گراتا ہوا تھکا تھکا، بجھا بجھا، لٹا لٹا اور ٹوٹا ٹوٹا کر دوں۔ بتا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے۔ سماک نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا اور کھولتے لہجے میں اس نے کہا۔

" اے احمق! میرے سر پر بندھی سُرخ پٹی سے ہی تمہیں اندازہ کر لینا چاہیئے تھا کہ مَیں کون ہو۔ سن مَیں بنو خزرج کا سماک بن خرشہ ہوں۔ اور مجھے تیری باتوں سے، یاوہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان، گالی، لاف و گزاف، طنز و تمسخر اور طعن و تشنیع کی بو آتی ہے، پر تیری یہ ساری لن ترانیاں بیکار اور عبث جائیں گی اور اس رزم گاہ میں تمہیں مَیں مذاقِ سلیم اور شائستگی سکھاؤں گا۔ اے ابن حنظلہ، مَیں دیکھتا ہوں۔ میرا نام سن کر تم پر ایک طرح لرزہ اور طرح کا خوف طاری ہو گیا ہے۔ اگر تو اس مقابلے سے پہلو تہی کرتے ہوئے اب بھی واپس جانا چاہے تو مَیں تمہیں اس کی اجازت۔ مَیں تیری راہ نہ روکوں۔ جا اپنے لشکر

Marfat.com

کی طرف چلا جا ۔ لوٹ جاؤ کہ مَیں کوئی تعرض نہ کروں گا ۔ اِسی میں تیری سلامتی اور بھلائی ہے "۔

سماک کی اس گفتگو کے جواب میں اسود بن حنظلہ نے اپنے پورے جوش اور تکبر میں کہا " اے سماک بن خرشہ ! مَیں تمہیں خوب جانتا ہوں ۔ مجھے یہ بھی خبر ہے کہ تو ایک معمولی کھوجی ہے ۔ پھر بھلا کیوں تیرے نام سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گا ۔ اے سماک بن خرشہ ! مَیں تو یہ جانتا ہوں جب مَیں تم پر اپنی تلوار سے ضرب لگاؤں گا تو تیری ساری نظارگی اور تیری ساری اسودگی وتابندگی ایسے ہو جائے گی ، جیسے کسی کے احساسات کی تختیوں پر لکھے ہوئے بدبختی کے حروف ۔ اے سماک ! بن خرشہ ! آج تک جس نے بھی میری منزل ' میرے راستوں میں حائل ہونے کی کوشش کی مَیں نے اسے اس کی اَوج سے اتار کر اس کی ذِلت اور پستی کے قِصتوں میں ڈال کر رکھ دیا ۔

اے سماک بن خرشہ ! جب مَیں تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیری زیست کے سارے قہقہے بے کل روحوں کے گھاؤ جیسے اور تیرا سارا صبر و استقلال ۔ روشنی کے تیز اور منظم رابطوں کے اندر رکھوہ جلنے والی تاریکی جیسا ہو کر رہ جائے گا ۔ اے سماک بن خرشہ ! مَیں نے تمہیں اپنے متعلق تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے ۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد اگر تم واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو اور اگر تم ایسا نہ کرنا چاہو تو پھر مَیں اس رزم گاہ میں اپنے کام کی ابتدا کرتا ہوں "۔

سماک نے اپنی تلوار فضا میں لہرائی اور کہا " اے ابن حنظلہ ! تم مجھ پر حملہ آور ہو کر دیکھو ، مَیں ایک معمولی کھوجی ضرور ہوں ، پر جب مَیں تم پر ضرب لگاؤں گا تو تیری روح کے دریچے بند ہونا شروع ہو جائیں گے اور تیری کھردری زبان میں لکنت پیدا ہونا شروع ہو جائے گی ۔

اے ابن حنظلہ ! مَیں اپنی ایک علیحدہ فکر و نظر ، منفرد خیال و چال اور اپنی ہی منزل اپنی راہیں رکھتا ہوں ۔ اے اسود ! تیرے جیسے مَیں نے زندگی میں بہت

Marfat.com

دیکھے ہیں۔ آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو اور پھر دیکھ کیسے میں تمہیں عقل و شعور کا تیم کرتا ہوں۔ ابھی جو تو میرے ساتھ بڑھ چڑھ کر گفتگو کرتا ہے تو میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد میں تیری حالت ایسی کر دوں گا کہ تو کوچہ و بازار کے لیے ایک عبرت خیزی ایک درس آمیزی بن کر رہ جائے گا۔ اے اسود! مجھ پر حملہ آور ہو تاکہ میں دیکھوں تیری ضرب کیسی ہے؟"

سماک کی اس گفتگو کا اسود بن حنظلہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی۔ اس کے اس کے چہرے کا رنگ غصے میں سرخ ہو کر رہ گیا۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور سماک پر حملہ آور ہونے کے لیے وہ آگے بڑھا۔

اپنے گھوڑے کو قریب لا کر اسود بن حنظلہ نے اپنی ڈھال اپنے سامنے کر لی اور تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے سماک پر ایک خطرناک وار کیا۔ سماک نے بڑی آسانی سے اسود بن حنظلہ کا وار اپنی ڈھال پر روک لیا اور ساتھ ہی اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے ابن حنظلہ! بس اس قدر ہے تیری ضرب جس کے لیے تو اس قدر لاف و گزاف کر رہا تھا۔ بس یہ ہے تیرے فن کی صباحت، واللہ میں تو تجھے خلا کی خاک بنا کر رکھ دوں گا۔ تیری ہستی اور تیری جرأت مندی کی ساری فکر و تزئین مٹا ڈالوں گا۔ اے ابن حنظلہ! اب میری حملہ آور ہونے کی باری ہے۔ دیکھ میری ضرب نے تمہیں دن میں تارے نہ دکھا دیئے تو ابن خرشہ مت کہنا۔ اس نے ساتھ ہی سماک نے اپنے گھوڑے کو مہمیز لگائی اور پھر وہ ابن حنظلہ کے ارد گرد اپنے گھوڑے کو طوفانی انداز میں دوڑانے لگا تھا۔

ابن حنظلہ اپنی جگہ پر فکر مند اور بے چین کھڑا اس کا انتظار کرنے لگا اس کے دل میں اب یہ وسوسات اٹھنے لگے تھے کہ نہ جانے کس وقت سماک اپنے گھوڑے کو موڑ کر اس پر حملہ آور ہو جائے۔

جب سماک کا گھوڑا ہنہناتا ہوا اور نتھنے پھڑپھڑاتا ہوا تیزی سے بھاگ

Marfat.com

رہا تھا۔ اچانک اور بغتتاً سماک نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور ابن حنظلہ پر وہ حملہ آور ہُوا تھا۔ اس نے اپنی تلوار بلند کر کے پوری قوت سے اسود پر گرائی تھی۔ اسود نے بڑی مشکل سے سماک کی تلوار کو اپنی ڈھال پر لیا تھا۔ پر اسود بن حنظلہ کی بدقسمتی کہ تلوار گرانے کے ساتھ ہی سماک نے اس کے چہرے پر اپنی ڈھال بھی دے ماری تھی جس کی وجہ سے ابن حنظلہ گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنا توازن کھو بیٹھا اور انتہائی بے بسی کے عالم میں وہ زمین پر گر گیا تھا۔ سماک بھی اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا۔

اتنی دیر تک اسود بن حنظلہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہُوا تھا۔ سماک اس کے نزدیک ہُوا اور پوچھا۔ "اے اسود بن حنظلہ! تُو نے ایک معمولی کھوجی کی ضرب کو کیسا پایا۔ کیا مَیں نے اس میدان کے اندر تیری عظمتوں کے نشانات کی تدفین کا کام نہیں شروع کر دیا۔ کیا مَیں نے تجھے کوہ و دریا اور شہر و قریہ میں عبرت خیز بنانے کی ابتدا نہیں کر دی۔ اے ابن حنظلہ! یہ تو کر دیکھ لیتی ایک ترنگ کی ابتدا ہے اس کے بعد تو مَیں تیری آنکھیں اُجاڑ کرنے، تیری فصیل بدن کو تاریک کرنے اور تیری ذات کو خاک و خون کرنے والے مرحلے تجھ پر طاری کروں گا۔"

سماک کی اِن باتوں کا اسود بن حنظلہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایسا لگتا تھا سماک کی پہلی ہی ضرب نے اس کی ہر صدا کو بے صدا۔ اس کی ہر نظر کو بے بصر۔ اس کے حروف و معنی کو جُدا۔ اس کی ہمراہیوں کو گمراہیوں میں بدل کر اس کی زندگی کے سارے ہی رابطوں کو بے ضابطہ بنا کر رکھ دیا ہو۔

ابن حنظلہ جب خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا تو سماک پھر آگے بڑھا اور آگ و آہن کے ایک خوفناک کھیل اور طوفانوں کی بیداری کی طرح اس نے ابن حنظلہ پر حملہ کر دیا تھا۔ ابن حنظلہ نے اپنا دفاع کیا لیکن اب اس کی آنکھوں میں اس کی دل کی بستی میں بیکراں بحر جیسی ویرانیاں اور سنسانیاں رقص کر رہی تھیں۔

اچانک سماک نے اپنے حملوں میں جارحیت اور تیزی پیدا کر دی تھی۔ اس نے

Marfat.com

اپنے حملوں سے ایک ساحرانہ فضا پیدا کر دی تھی۔ پھر اچانک اور دفعتاً سماک کا ایک وار ابن حنظلہ کی گردن پر آ کر گرا اور اسود بن حنظلہ کی گردن کٹ کر علیحدہ جا گری تھی۔ ابن حنظلہ کی لاش زمین پر گر گئی۔

سماک نے اس کے لباس سے اپنی تلوار صاف کی اور کہا "اے ابن حنظلہ! کاش تُو دیکھتا کہ کیسے میں نے تیری آنکھوں میں خوف بھر کے تیری زیست کی زنجیرِ ماہ سال کاٹ دی ہے"۔

پھر سماک اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور اپنی فتح مند تلوار فضا میں بلند کر کے اس نے بنو اوس کے لشکر کو مخاطب کر کے کہا "اے بنو اوس کے فرزندو! میں بنو خزرج کا سماک بن خرشہ ہوں۔ میں نے تمہارے پہلوان اسود بن حنظلہ کو اس رزم گاہ میں قتل کر دیا ہے۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس کا انتقام مجھ سے لینا چاہتا ہو۔ اگر کوئی ہے تو میدان میں اُترے۔ تاکہ اسود بن حنظلہ کی طرح میں اس کی ہستی کے بھی سارے گمان نکال کر اس کی نگاہوں میں زیست کی بدترین پستی بھر دوں۔ اس کا لہو اس کی آواز بنا دوں اور اس کے شباب کے آخری لمحات اس سے چھین لوں"۔

سماک کی اس پکار کا بنو اوس میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ لہذا سماک اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر کی طرف واپس چلا گیا تھا۔

اس کے بعد اوس و خزرج میں عام جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔ دونوں قبائل کے لشکر ایک دوسرے پر بھوکے گدھوں اور خونی بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ تلواروں اور ڈھالوں کے ٹکرانے، نیزوں اور تیروں کے فضا میں بلند ہونے اور مرنے والوں کے علاوہ زخمی ہونے والوں کی چیخوں اور آہ و پکار نے وادی بلطحان کے اندر ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ وادی بلطحان لہولہان ہو گئی تھی۔ ہستیٔ دہر کے اندر گرمیٔ نور کی طرح ہر کوئی سرگرم عمل تھا۔ ایسا لگتا تھا دونوں قبائل اپنی ساری قبائلی رونقوں اور اپنے سارے نفوس کو دربدر کر دینے کا

Marfat.com

عزم کر چکے ہوں ۔ ظلم و تعدی کے گہرے اندھیروں کے اندر دل کی بستیاں اُجڑ رہی تھیں ۔ ہر کوئی اپنی پوری سعی اور جد و جہد کے ساتھ غبار مہ و انجم اور بیکراں بحر کی طرح ایک دوسرے کو زیر د مغلوب کرنے کی تگ و دو میں تھا ۔ دونوں قبائل چاہتے تھے کہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کر کے اپنی بڑائی کو یثرب اور اس کے اطراف میں مستحکم کریں ۔

آخر کافی دیر کی جنگ کے بعد بنو خزرج کا پلّہ بھاری دکھائی دینا شروع ہوا جب کہ بنو اوس کا لشکر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا تھا ۔ پھر ایسا ہوا کہ بنو اوس میں یکسر ہی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور ان کا ہر لشکری اپنی جان بچانے کی فکر میں لگ گیا تھا ۔ آخر بنو اوس نے ہتھیار پھینک کر امان طلب کر لی اس جنگ میں بنو خزرج کو بنو اوس پر فتح نصیب ہوں ۔ یوں اس قبائلی جنگ کا خاتمہ ہو گیا تھا ۔

○

ابو قیس، سماک بن خرشہ کی حویلی میں داخل ہوا ۔ اس کے ساتھ اس کی مُنہ بولی بیٹی جمانہ اور نواسی کبشہ بھی تھی ۔ جمانہ اپنے سر پر روٹیوں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا اور کبشہ اپنے سر پر ایک کافی بڑا دیگچہ اُٹھائے ہوئے تھی ۔ تینوں مطبخ کے ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئے جہاں اس وقت آمنہ، خویلہ، ربیطہ، ابی حقیق اور خنسا بیٹھے باتیں کر رہے تھے ۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ابو قیس نے بلند آواز میں کہا " اے اہلِ خانہ! میں تم لوگوں کو سماک کی کامیابی و کامرانی اور اس کی جرأت مندی و شجاعت پر مبارک باد دیتا ہوں ۔"

اس موقع پر خویلہ اور ربیطہ سماک کے متعلق دی جانے والی اس مبارک باد سے متعلق کچھ پوچھنے ہی والی تھیں کہ جمانہ اور کبشہ کمرے میں داخل ہوئیں ۔ ان دونوں کے سروں پر ٹوکرا اور دیگچہ دیکھ کر آمنہ نے پوچھا ۔ " اے ابو قیس! یہ جمانہ اور

Marfat.com

کبشہ دونوں ماں بیٹی نے اپنے سروں پر کیا اٹھا رکھا ہے۔

آمنہ کو کوئی جواب دینے کے بجائے ابو قیس نے جمانہ اور کبشہ کو مخاطب کرکے کہا۔ ”اے میری بچیو! یہ ٹوکرا اور دیگچہ اُتار کر یہاں رکھ دو۔ پھر میں ان لوگوں کو بتاتا ہوں کہ ان میں کیا ہے۔“

اتنے میں خویلہ اور ربطہ ایک دوسرے کو نگاہوں کا اشارہ کرتے ہوئے اٹھیں پہلے دیگچے کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا۔ اس کے بعد روٹیوں سے بھرے ہوئے ٹوکرے کا جائزہ لیا۔ پھر خویلہ نے آمنہ کو مخاطب کرکے کہا۔ ”اے میری ماں! یہ ٹوکرا جو ہے اس میں تو روٹیاں ہیں اور دیگچہ عمدہ طریقے سے پکائے گئے گوشت سے بھرا ہوا ہے۔“

اس پر آمنہ نے غور سے ابو قیس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ”اے ابو قیس! میرے بھائی! یہ کیا معاملہ ہے“۔ اس دوران خویلہ اور ربطہ فوراً اٹھیں اور کبشہ اور جمانہ کو پکڑ کر ان دونوں کو اپنے پاس بٹھا لیا تھا۔ جب کہ ابو قیس ابی حقیق کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر سکون، لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں کامیابیوں کی چمک تھی۔ پھر اس نے آمنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اے اُم سماک! اے میری بہن! میں اوس اور خزرج کی جنگ کا نظارہ کرنے گیا تھا۔ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں جنگ میں حصّہ تو نہیں لے سکتا۔ پر دیکھنے کا تو بہت شوقین ہوں۔ سو میں جبل سلع کی ایک چٹان پر چڑھ کر کھڑا ہوا۔ دونوں لشکر جب صف آرا ہوئے تو بنو اوس کی طرف سے ان کے قبیلے کا سب سے نامور پہلوان اسود بن حنظلہ انفرادی جنگ کے لیے میدان میں اُترا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور میدان کے وسط میں آکر اس نے بنو خزرج کے لشکریوں کو مقابلے کے لیے للکارا۔

پھر جانتے ہو کیا ہوا۔ بنو خزرج میں سے کسی نے بھی اس اسود بن حنظلہ کی اس پکار کا جواب نہ دیا اور یہ سماں بنو خزرج کے سردار عمرو بن نعمان کے لیے

Marfat.com

بڑا ہی مایوس و پریشان کن تھا۔ اس موقع پر اس نے سماک کو بلایا اور بنو اوس کے پہلوان اسود بن حنظلہ کے مقابلے پر بھیجا۔ جس وقت سماک اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں اترا۔ اس وقت اے میرے عزیزو! میں نے اپنے خداوند کے حضور یہ دعا کی تھی کہ اگر سماک اس مقابلے میں فتح مند رہا تو اس کے جیتنے کی خوشی میں اپنا سب سے اچھا اور بڑا بکرا میں ذبح کر کے سماک اور اس کے اہلِ خانہ کی ضیافت کروں گا اور تم سب دیکھتے ہو کہ میں نے اپنا وعدہ کیسا پورا ——— خویلہ نے فوراً ابوقیس کی بات کاٹ دی اور شکووں سے بھرپور آواز میں اس نے ابوقیس کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے عم! آپ تو ضیافت کی بات لے بیٹھے۔ ایسی گفتگو تو بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔ آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ جب سماک میدان میں اترے تو پھر اس کے بعد کیا ہوا۔"

خویلہ کی اس گفتگو پر ابوقیس مسکرایا اور فوراً معذرت طلب انداز میں اس نے کہا۔ "اے میری بیٹی! معاف کرنا، میں اسی موضوع کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ مجھے تمہارے اور ربطیہ بیٹی کے جذبات کا احساس ہے۔

ہاں تو سنو۔ سماک اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا جب رزم گاہ میں اترا، تو حملہ آور ہونے میں بنو اوس کے پہلوان اسود بن حنظلہ نے کی اور سماک پر اس نے اپنی تلوار کا ایک بھرپور وار کیا جسے سماک نے اپنی ڈھال پر روک لیا۔ اس کے بعد سماک نے اسود بن حنظلہ پر وار کیا۔ اور اے خویلہ اور ربطیہ! میری بیٹیو! سماک کا حملہ بھی عجیب تھا کہ اس نے تلوار اور ڈھال دونوں سے ایک ساتھ اسود بن حنظلہ پر ضرب لگا دی تھی اور یہ ضرب ایسی پُرقوت اور زوردار تھی کہ اسود بن حنظلہ اپنے گھوڑے سے زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے بعد سماک بھی اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا اور دونوں ایک دوسرے پر پل پڑے تھے۔

Marfat.com

پر اے میری مہربان بیٹیو! اسود بن حنظلہ زیادہ دیر تک سماک کے سامنے جم کر لڑ نہ سکا اور سماک نے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ سماک کی اس انفرادی فتح کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی تھی۔ شروع میں دونوں قبائل کا پلہ بھاری تھا۔ پھر آہستہ آہستہ بنو اوس میں شکست کے اور ہزیمت کے آثار دکھائی دینے لگے تھے اس موقع پر میں اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ بکرا ذبح کر کے میں نے جمانہ اور کبشہ کو کھانا تیار کرنے کو کہا اور دوبارہ رزم گاہ کی طرف بھاگا اور جب میں دوبارہ جبل سلع پر گیا تو میں نے دیکھا بنو اوس کو وادیِ بطحان میں مکمل طور پر شکست ہو چکی تھی اور بنو اوس کے لشکری اپنی اس شکست کے بعد امان طلب کر رہے تھے۔ جب کہ بنو خزرج کے لوگ سماک کو اپنے کندھوں پر اٹھائے خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں اپنے گھر کی طرف لوٹا اور اپنی بیٹی اور نواسی کے ساتھ ضیافت کا یہ سامان لے کر ادھر چلا آیا۔ سماک بھی اب تھوڑی دیر تک آنے ہی والا ہو گا۔

اے خولیہ اور ربطہ! میری بیٹیو! تم دونوں خوش بخت ہو کہ تم دونوں کی منگنی سماک سے ہوئی ہے۔ واللہ! سماک ایک ایسا جوان ہے جو زنجیرِ ماہ و سال کو کاٹ کر اپنے پاؤں کی دھول کو غبارِ مہر و انجم بنا سکتا ہے۔"

ابو قیس کی اس گفتگو کے جواب میں حسین خولیہ نے اپنے یاقوت جیسے لب کھولے۔ پھر اس نے اپنے مدھ بھرے ترنم اور سکوں کی طرح کھنکھناتی ہوئی آواز میں کہا: "سماک تو اب ہماری سوچوں کا آئینہ، ہماری صداؤں میں ڈھل جانے والا گیت اور رنگین شعاعوں کا ملبوس ہیں۔

اے عم! اندھیروں کے ہجوم اور مایوسیوں کے طوفانوں کے اندر سماک تو اب ہماری زلف کی خوشبو، ہمارے عارض کے گلاب اور ہمارے لیے افق تا افق امیدوں کی پھیل جانے والی فروزاں کرن ہیں۔ سماک تو اب میرے اور ربطہ دونوں ہی کے دل کے تراشیدہ صنم ہیں۔"

خولیہ کی اس گفتگو کے جواب میں آمنہ، ابی حقیق، خنسا، ربطہ، جمانہ اور

Marfat.com

کبشہ بھی مسکرا رہے تھے۔ جب کہ ابوقیس بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔
جب خویلہ خاموش ہوئی تب ابوقیس نے ربیطہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔
"اے ربیطہ! میری بیٹی! سماک سے متعلق خویلہ نے تو اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ تم بھی کچھ کہو۔ سماک سے متعلق میں تم سے بھی کچھ سُننا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ تم لوگ جانتے ہو سماک مجھے ایک بیٹے کی طرح عزیز ہے۔ لہٰذا خویلہ کے بعد تمہارے مُنہ سے اس سے متعلق کچھ سُننا میری بہت بڑی خواہش ہے۔ کہو بیٹی! تم بھی تو اس سے متعلق کہو کہ تمہارا بھی تو اس سے وہی رشتہ ہے جو خویلہ کا ہے"۔
ابوقیس کے اس استفسار پر ربیطہ کی حالت شرم و حیا کے باعث بابل و نینوا کی خوشنما وادیوں جیسی ہوگئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر صندلی سُبک جھونکوں سے لپٹے لمحات رقص کرنے لگے تھے۔ پھر شاید اس نے اپنے ذہن کی شاہراہ کو استوار کیا۔ اس کے بعد اس نے ابوقیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"اے عم ابوقیس! میرے اور خویلہ کے خیالات سماک سے متعلق مختلف نہیں ہیں۔ اگر آپ میرے ہی مُنہ سے کچھ سُننا چاہتے ہیں تو میں اسی قدر کہوں گی کہ سماک میری اور خویلہ کی تشکیل و تعمیر اور تزئین ہیں۔ ہم دونوں کے لیے وہ خداوند کی بخشش و عطائے بے مثال ہیں۔ وہ ہماری ارتفاد کا آئینہ ساز ساتھی ہیں۔ ہمارے لیے وہ روشنی کا شہر، جسم و جان کا رابطہ اور رات کا اندھا طلسم ختم کر دینے والی صبح ہیں۔
اے عم! سماک اب ہمارے چارہ گر، کوہِ حصار، روشنیوں کی فکر، رنگِ فطرت اور صبحِ جمال ہیں۔ جس طرح سکوت کے بے کراں سمندر کے اندر اچانک کوئی اٹھنے والی صدا بھلی اور پُرکشش لگتی ہے ایسے ہی ہمارے لیے سماک ہیں۔ اے عم! جس طرح آنے والی ہر صبح رات کی کہانی کہتی ہے۔ ایسے ہی سماک ہمارے لیے ہمیں سکون اور خوشیاں مہیا کرنے والے ہیں"۔
یہاں تک کہنے کے بعد ربیطہ رک گئی۔ پھر اس نے اپنے تمتماتے خدوخال

Marfat.com

میں ابو قیس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے عم ابو قیس! اسی قدر کافی ہے یا آپ کچھ اور بھی سُننے پر اصرار کریں گے؟

ابو قیس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اب مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے۔ میری بیٹیو! تم دونوں نے سماک سے متعلق میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اور ـــــــ

ابو قیس کہتے کہتے رُک گیا کیوں کہ سماک حویلی میں داخل ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی ربیطہ اُٹھ کر باہر بھاگی تھی۔ خولیہ بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر دوڑ گئی تھی اور اس کے بعد کمرے میں بیٹھے سب لوگ باہر نکل آئے تھے۔ ربیطہ نے بھاگ کر سماک سے اس کے گھوڑے کی باگ لیتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کو فتح کی مبارکباد دیتی ہوں"۔

ربیطہ جب گھوڑا لے کر اسے باندھنے کے لیے ایک طرف لے گئی تو خولیہ سماک کے قریب آئی اور اپنی خوشیاں برساتی آنکھوں اور رس برساتی آواز میں اس نے سماک سے کہا۔ "میں آپ کو بنو اوس کے پہلوان اسود بن حنظلہ کو زیر کرنے پر مبارک باد دیتی ہوں۔ عم ابو قیس ہمیں جنگ کے پورے حالات سُنا چکے ہیں"

سماک، خولیہ اور ربیطہ دونوں کی مبارک باد پر ابھی مسکرا ہی رہا تھا وہ ان دونوں سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کمرے سے ابی حقیق، آمنہ، خنسا، ابو قیس جمانہ اور کبشہ بھی نکل آئے۔

کبشہ کو دیکھتے ہی سماک نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آج تو میں بے حد خوش ہوں کہ آج میری بہن کبشہ بھی یہاں آئی ہوئی ہے"۔

سب نے قریب آ کر سماک کو مبارک باد دی۔ اتنی دیر تک ربیطہ بھی گھوڑے کو باندھ کر اور اس کے آگے چارہ ڈال کر وہاں آ گئی تھی۔ پھر ابو قیس نے وہاں کھڑے ہی کھڑے ضیافت کا سامان وہاں لانے کی تفصیل سماک سے کہہ دی

Marfat.com

تھی۔ اس پر سماک نے نرمی اور مسکراہٹ میں کہا۔

"اے عم ابوقیس! تمہیں اس قدر تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

اس پر ابوقیس نے خوشی کے اظہار میں کہا۔ "اے سماک! تم اندر چلو تو میں تمہیں ایک اور بڑی خوش خبری سناتا ہوں"۔

سب سماک کے ساتھ پھر کمرے میں داخل ہوئے اور وہاں بیٹھتے ہوئے سماک نے پوچھا۔ "اے عم! اب کہو کیا خوش خبری ہے"۔

اس پر ابوقیس نے ایک بار غور سے اپنی نواسی کبشہ کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا۔ "اے سماک! گزشتہ شب میں نے کبشہ کی منگنی تمہارے دوست اور دست راست قطبہ بن عامر سے کر دی ہے۔ بخدا! میں اس کام پر بڑا پرسکون ہوں اور قطبہ بھی اس پر بے حد خوش ہے"۔

اے سماک! میں نے عہد کیا ہے کہ جس روز تمہاری شادی خویلہ اور ریطہ کے ساتھ ہوگی۔ اسی روز میں بھی کبشہ کو قطبہ کے ساتھ رخصت کر دوں گا"۔

سماک بولا۔ "اے عم! یہ تو بہت اچھا کام کیا ہے۔ میں اس پر تمہیں، خالہ جمانہ اور اپنی بہن کبشہ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ لیکن اے عم ابوقیس! اس موقع پر میرے پاس ایک بری خبر بھی ہے"۔

اس پر ابی حقیق نے چونک کر پوچھا۔ "وہ کیا بیٹے!"

سماک نے دکھ اور تکلیف دہ احساس میں کہا۔ اس جنگ میں سوید بن صامت مارا گیا ہے۔ آہ وہ ایک جاں نثار بھائی، ایک مخلص دوست اور ایک شفیق و مہربان محسن اور مربی تھا"

سوید بن صامت کی مرگ کا سن کر ماحول بوجھل سا ہو گیا تھا۔ پھر آمنہ کے کہنے پر سب اٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

○

اہل مکہ اور قریش کے لوگ حضورؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں پر اپنے

Marfat.com

ظلم کی رسی اور اپنے جبر وستم کی طیلسان دراز کرتے جا رہے تھے۔ ایک روز قریش کے بڑے بڑے سردار کعبہ مکرمہ میں مقام حجر[1] میں جمع تھے۔ ان میں سے ایک رئیس نے حضور کا ذکر چھیڑا اور کہا۔

"ہم نے اس شخص کے معاملے میں اس قدر صبر کیا ہے کہ کسی دوسرے معاملے میں اس کی نظیر اور مثال نہیں ملتی۔ اس نے ہمارے عقلمندوں کو احمق بنایا۔ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں۔ ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہماری جماعت کو منتشر کر دیا ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہا۔ ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا۔"

وہ رئیس ابھی اسی طرح کی گفتگو کر رہا تھا کہ حضورؐ حرم کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے قریش کے ان رؤسا کے پاس سے گزرے۔

حضورؐ کو اپنے پاس سے گزرتے دیکھ کر رئیسانِ قریش میں سے کچھ نے حضورؐ کے خلاف کچھ باتیں طعن و تشنیع کے طور پر کیں۔ جنہیں سُن کر آپؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا تھا اور ان کی بے ہودہ گفتگو کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا جا سکتا تھا۔ بہرحال آپؐ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ طواف کے دوران جب حضورؐ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پہلے سے بڑھ کر آپ کو نشانہ بناتے ہوئے آوازیں کسیں۔ ان باتوں کا اثر پھر آپ کے چہرہ مبارک پر ہوا۔ تاہم آپ آگے بڑھ گئے تھے۔

تیسری مرتبہ جب حضورؐ ان کے پاس سے گزرے تو ان رئیسانِ قریش نے پہلے سے بھی زیادہ زوردار اور بلند آوازمیں آپؐ پر طعنہ زنی کی۔ اس پر حضورؐ قریش کے ان رؤسا کے پاس رُک گئے۔ ایک بار انہیں غور و انہماک سے دیکھا۔

---

[1] یہ الفاظ اس متن سے حاصل کیے گئے ہیں۔ جس کے راوی عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔

Marfat.com

پھر انہیں مخاطب کرکے آپؐ نے فرمایا۔

"اے گروہِ قریش! کیا تم سُن رہے ہو؟ سن لو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے پاس ایک صاف ستھری چیز لے کر آیا ہوں۔"

آپؐ کے اِن الفاظ نے قریش کے ان رؤسا پر ایسا اثر کیا کہ ان کی حالت ہی بدل کر رہ گئی۔ تھوڑی دیر قبل تک جہاں وہ بڑے زور شور اور جوش و جذبے کے ساتھ آپؐ کے خلاف گفتگو کر رہے تھے۔ وہاں ان کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ گویا وہ لوگ اپنے منہ میں زبان نہ رکھتے ہوں۔ ایسا محسوس ہونے لگا تھا، گویا ان کے ذہنوں کو کسی نے بیڑیاں اور زبانوں کو قفل لگا دیئے ہوں اور آپؐ کے خلاف گفتگو کرنے کے بجائے وہ سب ہر طرح سے حضورؐ کی مدارت اور دل جوئی کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے کہ وہ حضورؐ کے خلاف نہیں بلکہ کسی اور ہی موضوع پر طعن و تشنیع کر رہے تھے۔ قریش کے ایک سردار نے تو اپنی جگہ سے اُٹھ کر اور حضورؐ کو مخاطب کرکے انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ یہ تک کہہ دیا۔

"اے ابوالقاسم! جائیے۔ واللہ آپؐ نے کبھی نادانی کی بات نہیں کی۔"[1]

رؤسائے قریش کی اس گفتگو کے بعد حضورؐ اپنے گھر تشریف لے گئے تھے۔

دوسرے روز یہ سب رؤسا پھر گزشتہ دن کی جگہ پر اکٹھے ہوئے تو ایک رئیس نے دیگر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرکے کہا۔

"اے صاحبو! تم لوگوں کو کچھ یاد ہے کہ کل تمہاری جانب سے محمدؐ بن عبداللہ کے لیے کس طرح کی گفتگو کا آغاز ہوا۔ ہر کوئی بڑھ چڑھ کر اس کے خلاف بول رہا تھا اور گفتگو سے تو ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے تم لوگ ابھی اُٹھ کر اسے پکڑ لو

---

[1] یہی الفاظ علامہ ابن ہشام نے سیرت النبیؐ میں لکھے ہیں اور حضورؐ کے ساتھ پیش آنے والا یہ واقعہ بھی تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

Marfat.com

گے اور ہمارے دین کے خلاف اس کے رویّے پر اس سے باز پُرس کروگے لیکن ہوا کیا ؟ جب وہ ہم لوگوں کے قریب آیا اور ڈنکے کی چوٹ پر اس نے ایسی گفتگو کی جیسی وہ اکثر کیا کرتا ہے۔ ہم میں سے کسی کو بھی اس کے خلاف عملی قدم اٹھانا تو بہت دُور کی بات، اس کے خلاف زبان تک کھولنے کی جرأت اور جسارت نہ ہوئی۔ بلکہ ہر کوئی اپنا پہلو بچانے کی خاطر اس کی مدارت و دلجوئی کرنے لگا تھا۔

اے محشرِ قریش ! اس موقع پر بجائے اس کے کہ ہم اس سے اس کی باتوں پر باز پُرس کرتے اور اس سے سخت تعرض کرتے۔ ہم نے اسے چھوڑ دیا اور جانے دیا۔ گویا ہم نے یہ تسلیم کر لیا کہ وہ حق پر ہے اور ہم باطل و بُرائی پر ہیں۔

اے گروہِ قریش ! سُن رکھو ! اگر تم نے ایسا ہی رویّہ رکھا تو پھر تیار ہو جاؤ وہ دن دُور نہیں جب تم لوگ مغلوب ہو گے اور وہ تم پر غالب ——— وہ سردار ابھی یہیں تک ہی کہنے پایا تھا کہ حضورؐ وہاں حرمِ کعبہ میں داخل ہوئے۔ قریش کے رُوسا اپنے ساتھی کی گفتگو پر پہلے ہی حضورؐ کے خلاف غصے میں بھرے بیٹھے تھے۔ لہٰذا وہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے حضورؐ کا گھیراؤ کر لیا اور سخت لہجے میں وہ آپؐ کو یوں مخاطب کرنے لگے۔

"تم نے ہی ہمارے عاقلوں کو احمق و بے وقوف بنایا۔ ہمارے بزرگوں کو تم نے گالیاں دیں۔ ہمارے صدیوں پرانے دین کے اندر عیب اور کیڑے نکالے۔ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہماری قوم کے اندر انتشار پیدا کر دیا۔"

ان رؤسا کی اس گفتگو کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا " نَعَمْ اَنَا الَّذِیْ اَقُوْلُ ذَالِكَ [1] (ہاں میں ہی وہ شخص ہوں جو ایسی باتیں کیا کرتا ہے)۔

اس پر اُن میں سے ایک آگے بڑھا اور حضورؐ کے جسمِ مبارک کی دونوں چادروں

---

[1] حضورؐ کے یہ الفاظ سیرت ابنِ ہشام سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

کے تو جہاں ملتے تھے وہاں سے سختی کے ساتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ کر وہ حضورؐ سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک طرف سے ابو بکر صدیقؓ بھاگتے بھاگتے اور ہانپتے کانپتے آئے اور حضورؐ کے اور اس شخص کے درمیان حائل ہو گئے جس نے آپؐ کو پکڑ رکھا تھا پھر حضرت ابو بکرؓ نے اپنی سانس درست کرنے اور حضورؐ کی حالت کا جائزہ لینے کے بعد رونے لگے تھے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ روتے جاتے تھے اور ان کفار اور رؤسا سے کہتے جاتے تھے۔

"اے لوگو![1] تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔"

اس پر ان ظالموں نے حضورؐ کو چھوڑ کر ابو بکر صدیقؓ کو پکڑ لیا۔ آپؓ کے سر اور داڑھی کے بال اس قدر بری طرح کھینچے کہ کئی روز تک سیدنا ابو بکر صدیقؓ سر کے درد میں مبتلا رہے۔ تاہم حضور اکرمؐ اور ابو بکر صدیقؓ وہاں سے چلے گئے۔ رؤسائے قریش کی طرف سے حضور نبی کریمؐ اور صدیق اکبرؓ کے ساتھ یہ بدترین سلوک تھا۔

○

سماک کے ہاں ابو قیس کا لایا ہوا کھانا کھا کر ابھی سب لوگ فارغ ہوئے ہی تھے کہ ابی حقیق کا غلام لمیس سماک کی حویلی میں داخل ہوا اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے آقا! خیبر سے ایک شخص آیا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنا نام رباب بن صفر بتایا ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ ہی یہاں لے آیا ہوں اور اس وقت وہ سماک کی حویلی سے باہر آپ کا منتظر کھڑا ہے۔"

ابی حقیق اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور لمیس کو مخاطب کر کے کہا۔ "اسے سماک کے دیوان خانے میں بٹھاؤ۔ میں وہیں اس سے ملتا ہوں۔"

ابی حقیق کا غلام لمیس کمرے سے نکل کر حویلی سے باہر آیا اور وہاں اپنے گھوڑے

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ (ابن ہشام) صفحہ ۳۱۲ جلد اول

Marfat.com

کی باگ پکڑے ایک جوان کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔ "یہی سماک بن خرشہ کی حویلی ہے۔ اپنے گھوڑے کو وہ دیوار کے پاس لگے کھونٹے سے باندھ دو اور آؤ میں تمہیں دیوان خانے میں بٹھاتا ہوں۔ ابی حقیق بھی یہیں آنے والے ہیں۔ پھر ان سے تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہہ لینا۔"

اس نوجوان نے اپنا گھوڑا وہاں باندھ دیا۔ اس کے بعد لمیس نے اسے دیوان خانے کا دروازہ کھول کر اندر بٹھا دیا تھا اور خود لمیس وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہاں سماک، ابی حقیق اور ابوقیس داخل ہوئے۔ ابی حقیق نے اس جوان کو مخاطب کرکے کہا۔ "جیسا کہ میرے غلام لمیس نے مجھے بتایا ہے۔ اس کے مطابق اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام رباب بن صفرہ ہے۔ جب کہ میں ابی حقیق ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

اس جوان نے اپنی جگہ سے اٹھ کر باری باری ابی حقیق، سماک اور ابوقیس سے مصافحہ کیا اور کہا۔ "مجھے خیبر سے آپ کے بیٹے سلام نے بھیجا ہے۔ اس نے آپ کے نام یہ پیغام بھیجا ہے کہ یثرب کے کھوجی سماک بن خرشہ کو خیبر بھیجا جائے۔ کیوں کہ آپ کے بیٹے سلام کے ایک دوست کا انتہائی قیمتی گھوڑا کوئی چرا کر لے گیا ہے اور سلام، سماک بن خرشہ کی مدد سے اس گھوڑے کو تلاش کرنا چاہتا ہے۔ سلام یہ بھی کہہ رہا تھا کہ سماک بن خرشہ اب اس کا رشتہ دار بھی ہے۔"

رباب بن صفرہ کے خاموش ہونے پر ابی حقیق نے کہا۔ "اے ابن صفرہ! سماک کے لیے تم نے غلط الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اگر یہ الفاظ میرے بیٹے کے ہیں تو اس نے بھی اپنی بات کہنے میں الفاظ کا بخل استعمال کیا ہے۔ کیوں کہ سماک صرف ہمارا رشتہ دار ہی نہیں بلکہ سلام کی بہن خولیہ اور اس کی ماموں زاد ربطیہ دونوں ہی بیک وقت سماک بن خرشہ سے منسوب ہو چکی ہیں۔ لہٰذا سماک بن خرشہ اب صرف ہمارا رشتہ دار ہی نہیں بلکہ میرا بیٹا اور سلام کا بھائی ہے۔"

اس پر رباب نے معذرت طلب انداز میں کہا۔ "اے ابی حقیق! یہ الفاظ

Marfat.com

آپ کے بیٹے کے نہیں میرے ہیں اور میں اپنے ان الفاظ اور ایسے رویے پر شرمندہ ہوں۔ اب بتایئے سماک بن خرشہ سے متعلق میں آپ کے بیٹے سے جا کر کیا کہوں۔"

ابی حقیق نے سماک بن خرشہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ سماک بن خرشہ تو اس وقت تمہارے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ بہر حال مجھے اپنے اہلِ خانہ سے مشورہ کرنے دو پھر میں تمہیں آکر جواب دیتا ہوں۔"

ابی حقیق اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ "اے ابو قیس! تم تھوڑی دیر کے لیے یہیں مہمان ہی کے پاس بیٹھو میں اور سماک تھوڑی دیر تک لوٹتے ہیں"۔ پھر ابی حقیق نے سماک کو مخاطب کیا اور کہا۔ "سماک! تم تھوڑی دیر کے لیے میرے ساتھ آؤ بیٹے"۔ سماک اُٹھ کر ابی حقیق کے ساتھ ہو لیا۔

دونوں اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں آمنہ، خنسا، خولیہ، ریطہ، جمانہ اور کبشہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر ابی حقیق نے اپنی بیٹی خولیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے خولیہ! میری بیٹی! لو تمہارا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ تم کئی روز سے اپنے بھائی کے پاس خیبر جانے کے لیے اصرار کر رہی تھی۔ لو خیبر سے تمہارے بھائی کا ایک آدمی آیا ہے۔ اس نے سماک کو بلا بھیجا ہے۔ کیوں کہ اس کے کسی دوست کا ایک قیمتی گھوڑا چوری ہو گیا ہے اور سماک کی مدد سے تمہارا بھائی سلام اس گھوڑے کو تلاش کرنا چاہتا ہے۔"

"اے خولیہ! میری بیٹی! میرا ارادہ ہے کہ سماک کے ساتھ تم بھی بھائی کے پاس خیبر چلی جاؤ۔ جب تک اس گھوڑے کی تلاش کے سلسلے میں سماک وہاں قیام کرے تم بھی وہیں رہنا اور جب سماک واپس لوٹے تو تم بھی اس کے ساتھ چلی آنا۔ اب بولو تم کب سماک کے ساتھ خیبر جانے کے لیے تیار ہو سکتی ہو۔ تاکہ خیبر سے آنے والے جوان کو میں وہی دن بتا سکوں جس کا تم تعین کرو۔"

ابی حقیق سے یہ خوش خبری سن کر حسین خولیہ خوشی اور مسرت میں شعلہ طور اور تلوہ نور ہو گئی تھی۔ اس کے ہونٹوں کی آنچ پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ وہ سرگوشیوں

Marfat.com

کے جال بُنتی ہوا جیسی پُرسکون، بادلوں میں چھپ کر گنگناتے پرندوں جیسی خوش کن اور یادوں کے اُلٹتے صفحات جیسی پُرکشش ہو کر رہ گئی تھی۔

پھر حسین خولہ نے گنگناتی اور چہکتی آواز میں کہا۔ "اے ابی! خیبر سے جو جوان آیا ہے۔ اسے تو آپ واپس کر دیں۔ آج تو میں تیاری کروں گی اور کل صبح ہی میں سماک کے ساتھ یہاں سے خیبر روانہ ہو جاؤں گی"

ابی حقیق نے خولہ سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔" یہ بالکل درست ہے بیٹی! میں اب دیوان خانے میں جا کر اس جوان کو واپس بھیج دیتا ہوں جب کہ تم اور سماک کل صبح یہاں سے روانہ ہو جانا"۔

ابی حقیق جب مڑ کر جانے لگا تو ربیطہ نے فوراً اسے مخاطب کر کے کہا۔" یا ابی! ایک بات میری بھی سنیے!"

ابی حقیق پھر مڑا اور ربیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بڑی شفقت میں پوچھا "کہو میری بیٹی! اب تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

ربیطہ بولی "اے ابی! میں بھی سماک اور خولہ کے ساتھ خیبر جانا چاہتی ہوں اور ان کے ساتھ ہی لوٹ بھی آؤں گی۔ اُمید ہے کہ آپ میری اس خواہش کو رد نہ کریں گے"۔

ابی حقیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔" اے ربیطہ! میری بیٹی! میں کیوں کر تمہاری اس خواہش کو رد کر سکتا ہوں۔ میری طرف سے تو تمہیں سماک کے ساتھ خیبر جانے کی اجازت ہے لیکن اس لیے سب سے پہلے تمہیں اپنی ماں آمنہ سے اجازت لینا ہو گی۔ اس لیے کہ ان دنوں تم آمنہ کے پاس رہ رہی ہو اور کہیں جانے کے لیے تمہارا آمنہ سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے گھر کے ماحول اور اپنے گھریلو کام کاج کو مدنظر رکھتے ہوئے تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کر سکتی ہے۔ اے ربیطہ! میری بیٹی! واللہ! اگر تمہاری جگہ خولہ یہاں رہ رہی ہوتی تو میں اس پر یہی اور ایسی ہی پابندی عائد کرتا"۔

ربیطہ کے کچھ کہنے سے قبل ہی آمنہ بول پڑی اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے اس

Marfat.com

نے کہا "اے بھائی! میں خوش ہوں کہ آپ نے میری اس قدر عزت افزائی اور قدر دانی کی۔ پر مجھے تو ربیطہ اور خویلہ دونوں ہی ایک جیسی ہیں۔ دونوں ہی میری بیٹیاں اور اور میں دونوں میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتی اور سماک اور خویلہ کے ساتھ اگر ربیطہ بھی خیبر جانا چاہتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اسے بخوشی اجازت دیتی ہوں۔"

آمنہ کے خاموش ہونے پر سماک نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔ "یہ سارے فیصلے بالا ہی بالا ہو رہے ہیں۔ میرا ان دونوں سے اصل اور خاص تعلق ہے اور مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ تم خویلہ اور ربیطہ کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے یا نہیں۔"

اس بار خویلہ کی ماں غنسا نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے سماک! میرے بیٹے! تم سب سے پہلے بعد میں کسی اور کو اہمیت دی جاسکتی ہے۔ اگر تمہاری اجازت ہوگی تو یہ دونوں تمہارے ساتھ خیبر جائیں گی ورنہ نہیں۔"

اس موقع پر خویلہ اور ربیطہ دونوں لطافت بھرے اور پُر جمال و جمیل انداز میں سماک کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ سماک نے باری باری دونوں کو غور سے دیکھا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس نے کہا۔ "میں ایک شرط پر ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جانے کو تیار ہوں"

خویلہ اور ربیطہ نے چونک کر ایک ساتھ پوچھا۔ "کیا شرط ہے آپ کی؟"

سماک پھر بولا۔ "اے خویلہ اور ربیطہ! تم دونوں جانتی ہو اور جیسا کہ عم ابو قیس نے تھوڑی دیر قبل بتایا ہے کہ کبشہ کی منگنی قطبہ بن عمرو سے ہوگئی ہے اور تم یہ دونوں یہ بھی جانتی ہو کہ کبشہ کو میں نے اپنی بہن کہہ رکھا ہے۔ لہٰذا میں تم دونوں کو رقم دیتا ہوں اس رقم سے تم دونوں اپنی اپنی طرف سے کپڑا خریدو اور کل صبح سے پہلے پہلے کبشہ کو وہ کپڑے سی کر بھی دو۔ اس صورت میں کل صبح ہم تینوں یہاں سے خیبر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

خویلہ نے فوراً کہا۔ "یہ تو کوئی شرط ہی نہ ہوئی۔ ہم تو شام ہونے سے پہلے پہلے ہی

Marfat.com

کبشہ کو کپڑے سی کر تیار کر دیں گے۔"

سماک نے اپنی کمر سے بندھی ہوئی نقدی کی تھیلی خویلہ اور ربیطہ کے سامنے رکھ دی۔" اس کام کے لیے پھر یہ رقم اٹھا لو۔ آج کا مقابلہ جیتنے پر بنو خزرج کے رؤسا کی طرف سے یہ رقم مجھے انعام کے طور پر ملی ہے۔"

خویلہ کے اشارے پر ربیطہ نے وہ نقدی کی تھیلی سنبھال لی۔ اس موقع پر ابی حقیق نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا۔" سماک کی نسبت سے کبشہ اب ہماری بھی بیٹی ہے۔ سماک اگر اسے اس کی منگنی کے موقع پر کپڑے دے رہا ہے تو تم اسے ایک انگوٹھی دے دو۔ رقم تمہارے پاس ہے۔ خویلہ اور ربیطہ کے ساتھ بازار جا کر خرید لو۔ آمنہ اور سماک کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ جب کہ میں اب گھر جاتا ہوں۔"

اس طرح سب لوگ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سماک، خویلہ، ربیطہ، آمنہ اور خنسا بازار روانہ ہو گئے جب کہ ابو قیس بھی جمانہ اور کبشہ کو لے کر گھر چلا گیا تھا۔ ابی حقیق بھی رباب بن صفرہ کو اپنے ساتھ اپنی حویلی میں لے گیا تھا تاکہ اسے وہاں سے رخصت کر سکے۔

⊙

دوسرے روز سماک، خویلہ اور ربیطہ نے یثرب سے خیبر کی طرف کوچ کیا۔ سماک کے ساتھ اکیلے سفر کرتے ہوئے خویلہ اور ربیطہ کرنوں کی ضیاء پاتی زمین، پیڑوں پر طائروں کی ٹولیوں، پرانے ساحلوں پہ گونجتے نغموں اور کسی مسافر کے لبوں پر واپسی کے گیت جیسی خوش کن تھیں۔ ایسا لگتا تھا وہ ہجر کے صدموں سے بے نیاز خوابوں کے وصال اور خوشبو کے تعاقب میں نکلی ہوں۔

وہ دونوں سماک کے پہلو بہ پہلو اپنے گھوڑوں پر سوار چاند تاروں کو زمین کے بھید بتانے والی ہواؤں کی طرح پُرسکون تھیں۔ وہ دونوں سماک سے باتیں کرتی جا رہی تھیں اور اس موقع پر ان کی باتوں اور ان کے انداز میں گوہر کی طرح کافرانہ تمکنت، طراوتِ گل، لحنِ مغنی، امواجِ نسیم اور طغیانِ نشاط تھی۔ ان دونوں کی

Marfat.com

گہری نیلی آنکھوں میں تقدیر ساز گار کے اَن گنت پیغامات، ان کی ہواؤں میں اُڑتی سنبلیں زُلفیں رگ و پے میں سنسنی پیدا کر رہی تھیں اور اپنے لطافت بھرے ہونٹوں سے جو وہ سماک سے گفتگو کر رہی تھیں۔ اس گفتگو میں ذہنی کشادگی کا سامان اور ساحرانہ کلام کی سی کشش تھی۔

جب وہ تینوں یثرب اور خیبر کے درمیان آئے تو ریت کے ایک بلند ٹیلے سے اچانک تین سوار نمودار ہوئے اور ان کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر خویلہ اور ریطہ کی حالت ٹوٹے برتن، رنج و کرودھ، سوچوں کے لٹے قافلے اور بھٹکی رتوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ ان کے چہروں سے ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے کوئی نہایت تلخ مشروب پی لیا ہو اور ان کی طبیعت برہم ہو کر رہ گئی ہو۔ چاروں طرف جانکنی کا عالم، سراب واہمے، سازش و سرگوشیاں اور ہمرنگ زمین دام رقص کرنے لگے تھے۔ خویلہ اور ریطہ انتہائی بے چارگی سے سماک کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ جب کہ سماک کی آنکھیں غصے میں آگ برسا رہی تھیں اور وہ غضب ناک انداز میں ان تینوں سواروں کی طرف دیکھ رہا تھا جو ان کی راہ روک کھڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

آخر سماک حرکت میں آیا اور اپنی خولیہ اور ربیطہ کی راہ روکنے والے ان تینوں مسلح جوانوں کو برق خاطف کے سے انداز میں مخاطب کرتے ہوئے اپنی سلگتی ہوئی آواز میں پوچھا ۔" تم کون ہو اور کیوں میری راہ روک کھڑے ہوئے ہو۔ میں یثرب کا سماک بن خرشہ ہوں ۔ میں نہیں جانتا تم کون ہو ۔ بہر حال ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ اور اگر تم نے کسی بری نیت کے تحت ایسا کیا ہے تو بھی سن رکھو کہ اس آتشی اجاڑ کے اندر میں زبردستی بھی تم تینوں کو اپنی راہ سے ہٹا کر اپنی منزل کی طرف بڑھ جاؤں گا ۔"

ان تینوں میں سے ایک نے جس کی داڑھی بھوری، کان بڑے اور آنکھوں کے اندر بے رحمی اور سفاکی رقص کر رہی تھی ایک زوردار وحشی قہقہہ لگایا ۔ پھر طنز و تشنیع سے بھرپور آواز میں اس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا ۔

حیرت ہے تم اکیلے ہو کر ہم سے ایسے انداز میں گفتگو کر رہے ہو ۔ جب کہ ہم تم پر حملہ آور ہو کر لمحوں کے اندر تمہارا خاتمہ کر سکتے ہیں ۔ یوں جانو کہ ہم تمہاری موت ہیں اور کیا کبھی کوئی اپنی موت و مرگ سے بھی ایسی گفتگو کرتا ہے جیسی تم نے کی ہے ۔"

سماک نے اپنی تلوار کھینچ لی ۔ ڈھال پر اپنی گرفت اس نے مضبوط کر لی اور رعد کی طرح کڑکتی آواز میں بولا ۔" اے بزدل اور کم ہمتو ! میں پہلے ہی تم پر واضح

Marfat.com

کر چکا ہوں کہ میں یثرب کا سماک بن خرشہ ہوں اور سن رکھو قسم خداوند کی۔ میں ایسی گفتگو سننے کا عادی نہیں ہوں جیسی تم نے کی ہے اور یہ بات بھی اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھو کہ میں تم جیسے مکروہ منصوبے بنانے والوں پر حملہ آور ہو کر ان کے خون کی شریانوں میں شکست و ریخت کی جل تھل کرنے کا کام خوب جانتا ہوں۔"

سنو! اے قاطع الطریق کے فرزندو! قبل اس کے کہ میں یہ شب و روز کا تسلسل تم پر منقطع کروں اور تمہارے ظلم کے گہرے اندھیروں کے اندر وحشتوں کا رقص شروع کر دوں۔ قبل اس کے کہ میں تمہارے پاؤں میں مقدر کی منحوس اور بدترین بیڑیاں پہناؤں اور تمہارے بدن کی لو اور روح کی ضو کو گل کر دوں قبل اس کے کہ میں تم پر موت کی بے رنگ دھول بن کر چھاؤں اور تمہارے ارادوں کی دلدل کے اندر خون کی جل تھل کر دوں۔ قبل اس کے کہ میں تمہارے لیے عفریت کا روپ دھاروں اور تمہاری خواہشوں کے ریلے کو روک کر میں تمہارے ارادوں کو لہو لہو اور تمہاری خواہشوں کو کرچی کرچی کر دوں، میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اپنی حماقت سے کام لے کر مجھے اپنا قاتل بننے پر مجبور نہ کرو۔"

سماک کے خاموش ہونے پر ان میں سے ایک نے پھر سماک کو مخاطب کیا اور کہا۔ "تمہیں اس موقع پر بار بار ہمیں اپنا نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تم سماک بن خرشہ ہو اور یہ بھی سن رکھو کہ ہماری دشمنی صرف تمہارے ساتھ ہے۔ ان دونوں لڑکیوں سے نہیں جن کے نام خویلہ اور ربطہ ہیں۔ لہذا ہم صرف تمہارا ہی خاتمہ کریں گے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ دونوں لڑکیاں یثرب کے ابی حقیق کی بیٹیاں اور خیبر کے سلام بن ابی حقیق کی بہنیں ہیں۔ لہذا تمہارا خاتمہ کرنے کے بعد ہم ان دونوں بہنوں کو بحفاظت خیبر میں ان کے بھائی کے پاس پہنچا دیں گے۔ اے سماک بن خرشہ! ہماری دشمنی صرف تم سے ہے۔ لہذا ہم صرف تم پر ہی ضرب لگائیں گے اور یہ خویلہ اور ربطہ تو ہماری بھی بہنیں ہیں۔ ان سے ہم کوئی تعرض نہ کریں گے۔"

Marfat.com

سماک نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا " اگر تمہاری میرے ساتھ دشمنی ہے تو پھر آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکراؤ تاکہ میں بھی دیکھوں کہ تم کیسے میرے ساتھ دشمنی نباہتے ہو۔ میں تمہارے ارادوں کی ساری راہوں کا رخ اندھے اور موت کے کنوؤں کی طرف موڑ دوں گا۔ آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو تاکہ میں تمہیں بتا سکوں کہ تمہارے الفاظ کو کیسے میں لہو بنا کر رکھتا ہوں۔

سماک کے اس چیلنج کے جواب میں وہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہو کر سماک کے گرد ایک حصار بنانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر خولیہ اور ریطہ بھی مستعد ہو گئی تھیں۔ سماک نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔ تم دونوں بہنیں میرے پیچھے رہنے کی کوشش کرنا، تاکہ اپنے ساتھ ساتھ میں تمہارا دفاع بھی کر سکوں اور اس کے علاوہ ــــــــــــ

اچانک سماک کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیوں کہ اس نے دیکھا ان تینوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے اپنی اپنی تلواریں زینوں سے لٹکا دیں اور ایک ساتھ وہ اپنے ہاتھ اپنے بائیں پہلو کی طرف لے گئے تھے۔ اس موقع پر سماک بھی برق کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا۔ تلوار اس نے زین سے لٹکا کر خنجر نکال لیا تھا اور نیچے جھکتے ہوئے اپنے چہرے سے ناف تک اپنے جسم کو اس نے اپنی ڈھال کی اوٹ میں کر لیا تھا۔

سماک نے ابھی یہ اقدام کیا ہی تھا کہ ان تینوں نے ایک ساتھ سماک پر اپنے خنجر دے مارے تھے۔ ان تینوں کے خنجر سماک کی ڈھال پر آ لگے تھے۔ جب کہ اسی لمحے سماک نے بھی ان میں سے ایک کو ہدف بناتے ہوئے اپنا خنجر پھینکا تھا۔ جو ان میں سے ایک کے دل میں پیوست ہوا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر کر زمین پر تڑپنے اور لوٹنے لگا تھا۔

اس موقع پر خولیہ اور ریطہ کی حالت بدل کر خوشیوں کے ریلے اور رنگوں کے میلے جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر سماک نے فوراً اپنی تلوار پر دوبارہ گرفت کر لی اور

Marfat.com

انہیں مخاطب کر کے اس نے سنگ و آہن جیسی سخت و کرخت آواز میں کہا۔ ”کیا رہا میرا یہ دفاع اور حملہ آور ہونے کا انداز،

اے باؤلے کتو! میں نے تم میں سے ایک کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب باقی تم صرف دو رہ گئے ہو اور تمہیں بھی اب میں اپنی زیر کمند رکھتے ہوئے تمہاری حالت زرد و بد ذوق جسموں اور سوکھی و بنجر زمین جیسی کر دوں گا۔ تمہیں اپنے اپنے لہو میں پھڑکنے پر مجبور کروں گا۔ تمہاری سوچوں کو کانٹے بناؤں گا۔ تمہارے جسموں کی دیواروں کو گراؤں گا۔

سن رکھو! اے بدی کے فرزندو! میں اب تمہاری آنکھوں کی بے ننگ تہوں میں تاریکیاں بھر دوں گا اور تمہاری زندگی کی فضاؤں کو ویران اور راستوں کو اندھا کر دوں گا۔“ اس کے ساتھ ہی سماک نے اپنے گھوڑے کو ایک زوردار مہمیز لگاتے ہوئے اس کی لگام کو ایک جھٹکا دیا۔ اس پر سماک کا گھوڑا اپنی پچھلی ٹانگوں پر ستون کی طرح سیدھا کھڑا ہو کر ہنہنا اٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سماک چلا اٹھا تھا۔

”سنبھلو! میں تم دونوں پر حملہ آور ہوتا ہوں۔“ سماک نے پھر اپنے گھوڑے کی لگام کو ایک جھٹکا دیا اور وہ دوبارہ اپنی چاروں ٹانگوں پر کھڑا ہو کر بیخ پا اور سرکش انداز میں اپنے چاروں پاؤں پر موت کا رقص کرتا ہوا اور اپنی تنی ہوئی گردن ہلاتا، کنوتیاں بدلتا ہوا بار بار نتھنے پھڑپھڑانے لگا تھا۔ اس کے بعد سماک نے پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھایا اور ان دونوں پر وہ حملہ آور ہوا تھا اپنے ایک ساتھی کے مارے جانے پر باقی کے دونوں گم سم راہوں، کہر زدہ رات اور روتے پرندوں کی طرح ہو رہے تھے اور جب سماک ان پر ایک نئے انداز اور ولولے کے ساتھ حملہ آور ہوا تو ان کی حالت وحشت کے تنہا بگولے کی طرح سراپا اضطراب اور مجسم انتظار ہو کر رہ گئی۔ تاہم وہ سنبھل کر سماک کا مقابلہ کرنے کو تیار اور مستعد ہو گئے تھے۔

اس بار سماک ان پر سنگین موت، سنسان مسافت، ہواؤں میں رچی خفگی

Marfat.com

عکس در عکس حیرت اور سیل زماں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور ان دونوں پر وہ اس تیزی کے ساتھ پینترے بدل بدل کر حملہ آور ہونے لگا تھا جیسے وقت میں راستے ہی راستے ہوں اور راستوں پر منزل کی طرف جانے کے لیے اَن گنت پیچ و خم ہوں ایسے ہی سماک بھی نئے نئے رنگ بدل کر جسموں کی لذت کو رُوح کا روگ بنا دینے والے حملے کر رہا تھا۔

اچانک ان دونوں میں ایک پر سماک کی تلوار گری اور وہ خون میں نہاتا ہُوا اپنے گھوڑے سے زمین پر گر کر دم توڑ گیا تھا۔ ان کا پہلا ساتھی جس کے دِل میں سماک نے اپنا خنجر پیوست کر دیا تھا وہ بھی اب تک تڑپ تڑپ کر اور پھڑک پھڑک ختم ہو چکا تھا۔ اب ان تینوں میں صرف ایک باقی بچ گیا تھا۔

اپنے دُو ساتھیوں کے مارے جانے پر اس ایک بچ جانیوالے کی حالت کاسۂ خیرات، کش مکش ذات، بوسیدہ ورق اور بکھری ہوئی کرچیوں جیسی ہو رہی تھی۔ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر سماک ذرا پیچھے ہٹا اور اس باقی بچنے والے ایک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اے غلیظ انسان! حماقت میں گدھا، نحوست میں کتا، غرور و ناز میں طاؤس، بزدلی میں خرگوش، مکاری میں لومڑی، گندگی میں خنزیر اور خیانت میں سانپ مشہور ہیں لیکن میری نگاہوں میں تم تینوں ان سے بھی ادنیٰ اور بدتر ہو۔ اے اپنے دو ساتھیوں میں سے اکیلے بچنے والے! دیکھ میں نے تیرے ساتھیوں جرات مندی کی فصل کیسے کاٹی اور ان کے جسم کی فصیلوں کو کیسے گرا مارا ہے۔ ان کی تمناؤں کی زمین کو میں نے کیسا بنجر کیا ہے۔ دیکھ میں نے ان کی باطلی عداوت ان کے لاف و گزاف کے فسوں اور ان کی خزاؤں جیسی رنجشت کے اندر کیسے سچائی اور حقیقت کا علم بلند کیا ہے۔

اے بچنے والے اب تیری باری ہے۔ اب میں تجھ پر موت کی خاموشی اور بے قرار ہیولوں کا غبار طاری کروں گا اور تجھے خیر و شر کا فرق اور راستی و بدی

Marfat.com

کا امتیاز سکھاؤں گا۔"

ایک بار پھر سماک نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اک قتال قوت، آندھیوں کے تھپیڑوں اور کسی فطرت شناسا کی طرح وہ حملہ آور ہوا۔ وہ آخری بچنے والا اب ایسا بدحواس ہو رہا تھا کہ وہ اپنا دفاع تک بھول گیا تھا اور سماک نے اپنے پہلے ہی حملے میں اسے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد سماک اپنے گھوڑے سے اتر پڑا۔ مرنے والے کے پیٹ سے اس نے خنجر نکال کر ریت پر صاف کیا اور اسے میان میں ڈال لیا۔ پھر اس نے مرنے والوں کی تلواروں اور خنجروں پر بھی قبضہ کر کے اپنے گھوڑے کی خرجین میں ڈال لیا۔ اس کے بعد وہ ریت پر رگڑ رگڑ کر اپنی خون آلود تلوار صاف کرنے لگا تھا۔

خولہ اور ریطہ بھی دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئی تھیں۔ جہاں وہ تھوڑی دیر قبل تک سانسوں کی مناجات، ویران ہتھیلیوں کی دعا، پُر ہول خاموشی، گھمبیر سکوت اور زندگی کے ویران قبرستانوں جیسی ہو رہی تھیں وہاں اب ان دونوں کی حالت جھرنوں کے رقص، ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹ، شیشے کے تالاب میں کنول اور شرماہٹوں کے نقاب جیسی ہوگئی تھی۔ پھر وہ دونوں قریب آئیں۔ پھر خولہ نے اپنی بل کھاتی اور جھلملاتی احمریں و مرمریں باہوں پر سرکتا اپنا آنچل درست کرتے ہوئے سماک سے اَور قریب ہوئی۔ پھر اس کے ساغر جیسے چھلکتے ہونٹ حرکت میں آئے اور شرم کی آگ میں مہکتے رخساروں اور اپنی تیز سانسوں کی سوندھی مہکار کے ساتھ کہا۔ "میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے کیا خوب سرما کی آندھیوں کی طرح ان حملہ آوروں کو ذلت نفس اور موت کی نحوس ساعتوں سے دو چار کر کے اس جلتے تپتے صحرا کے اندر اپنی فتح و کامرانی اور اپنا عروج و ارتقاء بلند کیا ہے۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں اور ہمیشہ آپ کا ساتھ دینے کا سچا عہد کرتی ہوں۔"

خولہ کے خاموش ہونے پر ریطہ حرکت میں آئی۔ نمی میں بھگوتی دھند اور پھولوں کی طرح ہلکورے لیتی ہوئی وہ بھی سماک کے قریب ہوئی۔ پھر تزئین حیا میں اپنے دل

Marfat.com

کی گرہ کھولنے کی خاطر اس کے عنبر آلود اور بھیگی کلیوں جیسے سرخ ہونٹ حرکت میں آئے۔ پھر اس نے اس پھوار ٹپکاتی اور احمریں نغمے بکھیرتی اپنی آواز میں کہا۔ "اے میری خواہشوں میری تمناؤں کے رفیق! فاصلوں میں لپٹی ان خاموشیوں اور اور سلگتی خزاں جیسے اس سنسان اُجاڑ کے اندر کیا خوب آپ نے ان حملہ آوروں کے کینے اور نفرتوں، ان کی دوپہر کی صرصر کو اور ان کی شیطانی خواہشوں کا خاتمہ کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند اس سے بڑھ کر آپ کو طاقت و قوت کے زمزمے سمندر کی لہروں جیسی زورداری، آتشِ سیال جیسی قوتِ برداشت عطا کرے۔ آپ کی روح کی ساری اُمیدیں۔ آپ کے دل کی تمام آرزوئیں پوری ہوں۔ آپ نے موت کے ان سیاہ نقابوں سے اپنی، میری اور خویلہ کی طوفانِ باد و باراں کی طرح کیا خوب حفاظت کی ہے۔ خویلہ کی طرح میں بھی زندگی بھر آپ کا ساتھ دینے کا عہد کرتی ہوں"۔

سماک خویلہ اور ربیطہ دونوں کی گفتگو خاموشی سے سنتا رہا اور جواب میں اس نے کچھ نہ کہا۔ اس پر خویلہ نے شکووں بھری آواز میں سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "میں اور ربیطہ نے آپ کے ساتھ اپنی زندگی کا سب سے بڑا عہد کیا اور آپ نے اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا"۔

سماک کے لبوں پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے کہا۔ "اے میری زندگی کی ساتھیو! آؤ دشت کی ان خاموش فضاؤں اور پُرسکوت ہواؤں کے اندر ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اور اپنے رب کو گواہ بنا کر ہم زندگی بھر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا عہد کریں اور یہ عہد ہماری زندگی کا سب سے قیمتی عہد ہو"۔

سماک کی اس تجویز پر خویلہ اور ربیطہ دونوں ہی خوش ہو گئی تھیں۔ پھر ان دونوں نے اپنے چہرے پر حیا کی تھرتھراتی روشنیوں، آنکھوں میں بہتے نغموں کے جھرنوں کے ساتھ اپنے دائیں ہاتھ سماک کی طرف بڑھا دیئے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھ ملا کر

Marfat.com

سماک نے اپنے دائیں ہاتھ میں لیے۔ پھر اس نے بلند آواز میں کہا۔
"اے خداوند! تو کہ سب سے اوّل اور سب سے آخر ہے۔ تو کہ سب سے بڑھ کر ظاہر اور سب سے بڑھ کر مخفی ہے۔ تو کہ ہر جگہ ہر انسان کے ساتھ ہے سو ہم اے خداوند! تجھے ہی گواہ بنا کر عہد کرتے ہیں کہ ہم تینوں زندگی بھر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا عزم اور عہد کرتے ہیں اور یہ کہ موت و مرگ کے سوا دنیا کا کوئی ظلم و ستم ہمیں علیحدہ اور جدا نہ رکھ سکے گا۔
اے خداوند! اب ہم تینوں کے الفاظ اور دل کی دھڑکنوں میں اہلتے راز سا تجھے اور مشترکہ ہیں۔ اے خداوند! یہ خویلہ اور ربیطہ میرے دو پھول ہیں۔ میں ان کے لیے بے گلاب پودا ثابت نہ ہوں گا۔"
اے خداوند! یہ دونوں میرے شبستانِ آرزو کی شمعیں ہیں۔ موت تک میں انہیں بجھنے نہ دوں گا۔ اے خداوند! یہ خویلہ اور ربیطہ میری زندگی کے سمندر جیسے بیکراں سکوت کے اندر اونچی اڑانوں کے نغمات ہیں۔ میں موت تک ان نغمات کی آواز ڈوبنے نہ دوں گا۔ یہ دونوں میری نئی صبح کی نوید اور محراب ابرو ہیں۔ یہ دونوں میری کرنیں اور میں ان کا محافظ ہوں۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں انہیں دودھ کے جل تھل مشکیزے جیسا پُر سکون اور چڑھتی و بلند ہوتی شفق جیسا پُر کشش بنا کر رکھوں گا۔"
اِس قدر کہنے کے بعد سماک خاموش ہو گیا تھا۔ پھر اس خاموشی میں خویلہ کی آواز بلند ہوئی۔
"اے خداوند! اے ابراہیمؑ اور اس کی نسلوں کے خدا! میں اور ربیطہ بھی دونوں عہد و اقرار کرتی ہیں کہ سماک ہماری قسمتوں اور ہمارے مقدرات کے لیے دشمنوں کا منہ چڑاتی ہماری تلوار ہیں۔ یہ ہمارے بدن کی رُوح، ہماری خوبصورتی کی آرائش اور ہمارے رنگین تفکّرات کا محور ہیں۔ ہم دونوں ہمیشہ انہیں اپنی پلکوں کی جھالر بنا کر رکھیں گی اور ہم دونوں ان کے لیے خوش رنگ اور ثمر آور ثابت

Marfat.com

ہوں گی۔ ہم دونوں ان کی سوچوں کا کانٹا اور ان کے لیے پارینہ دیوار ثابت نہ ہوں گی اے خداوند! اے ابراہیمؑ کی نسلوں کے خدا! ہم تجھ کو گواہ بنا کر عہد کرتی ہیں، کہ ہم دونوں سماک کی زندگی کے دو نقوش، ان کی جستجو کی مہک، ان کے لیے سکھ کی لہر اور کانچ سے تراشے ہوئے خوشنما بدن کی طرح خوش کُن بن کر رہیں گی۔"

خویلہ جب خاموش ہوئی تو ربیطہ نے کہا۔ "ہاں، میری طرف سے بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔"

جب خویلہ اور ربیطہ خاموش ہوگئیں تب سماک نے ان دونوں کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے خویلہ اور ربیطہ! میری عزیز ساتھیو! ان ویرانوں کے اندر ہم نے کیسا خوشنما اور خوب صورت عہد اپنے خداوند کو گواہ بنا کر ایک دوسرے کے ساتھ باندھا ہے۔ آؤ اب یہاں سے خیبر کی طرف کوچ کریں۔"

سماک جب خاموش ہُوا تو ربیطہ نے چہکتی ہوئی آواز میں سماک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو مَیں ان مرنے والے تینوں کی تلاشی لے لوں اور ان کے پاس اگر کوئی نقدی یا قیمتی شے ہو تو نکال لوں۔ کیونکہ انہوں نے ہم پر حملہ آور ہونے میں پہل کی ہے۔ لہٰذا ان کے پاس جو کچھ بھی ہُوا اس کے ہم تینوں حقدار ہیں۔"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں ربیطہ! تم ایسا کر سکتی ہو۔"

ربیطہ فوراً آگے بڑھی اور ان مرنے والے تینوں کی بڑی تیزی کے ساتھ تلاشی لینے لگی تھی۔

اس موقع پر خویلہ بھی بولی اور کہا۔ "مَیں ان مرنے والے تینوں کے گھوڑے پکڑتی ہوں۔ کیوں کہ ان کے مرنے کے بعد ہم ان کے گھوڑوں کے بھی حق دار ہیں۔" سماک نے جب مسکراتے ہوئے گردن ہلادی تو خویلہ آگے بڑھ کر ان گھوڑوں کو پچکار پچکار کر پکڑنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر تک خویلہ نے ان تینوں

Marfat.com

گھوڑوں کو پکڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا اور دوبارہ وہ سماک کے پاس آکھڑی ہوئی تھی۔ پھر ریطہ بھی فارغ ہوگئی اور لوٹ کر ان دونوں کے پاس آئی۔ اس کے ہاتھوں میں نقدی کی تین چرمی تھیلیاں تھیں۔ وہ تھیلیاں اس نے سماک اور خویلہ کو دکھاتے ہوئے کہا۔ " یہ دیکھیں، تینوں کے پاس سے نقدی کی یہ تھیلیاں نکلی ہیں"۔

اور اس کے ساتھ ہی ریطہ نقدی کی وہ تینوں تھیلیاں کھول کھول کر انہیں دکھانے لگی تھی۔ جب کہ سماک اور خویلہ اس کی اس خوشی اور معصومیت پر مسکرا رہے تھے۔ پھر سماک نے ریطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ " ریطہ! یہ نقدی کی تھیلیاں تم اپنے پاس ہی رکھو اور آؤ یہاں سے کوچ کریں"۔

پھر وہ تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور خیبر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ مرنے والے تینوں کے گھوڑوں کو سماک اپنے آگے آگے ہانکتا جا رہا تھا۔

○

سورج دن بھر دھرتی کو اپنی دھوپ کے گرم بوسوں سے نوازتا ایک کیف خماریں کے ساتھ اپنے مانوس گوشوں کی طرف پنہاں و غروب ہو رہا تھا۔ سائے دراز و لمبے ہونے کے بعد بے تکے ہیولوں کی صورت میں کسی منز منزل و بے حدف مسافر کی طرح فاصلوں کے سمندر میں کھونے لگے تھے۔ شام کی تاریک نگاہوں کے اندر قربتوں کا نشہ چھلکنے لگا تھا۔

خویلہ اور ریطہ کی راہنمائی میں سماک خیبر کی ایک بہت بڑی حویلی میں داخل ہوا تھا۔ صدر دروازے کے قریب ہی خویلہ نے انتہائی چاہت سے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔ " یہ میرے بھائی سلام کی حویلی ہے"۔ اتنی دیر میں حویلی کے اندرونی حصے سے ایک مرد، ایک عورت اور دو بچے تقریباً بھاگتے ہوئے باہر نکلے اور خویلہ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے اور خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ " یہ جو حویلی سے نکل کر ہماری طرف آ رہے۔ وہ میرا بھائی، اس کی

Marfat.com

بیوی اور ان کی بیٹی اور بیٹا ہیں "۔ اس کے ساتھ ہی سماک، خولیہ اور ریطہ اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے تھے۔

اتنی دیر تک حویلی کے اصطبل کی طرف سے دو غلام بھی بھاگتے ہوئے ادھر آ گئے تھے۔ سلام بن ابی حقیق نے قریب آ کر پہلے خولیہ اور ریطہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار کیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر سماک کے ساتھ مصافحہ کیا تھا۔ ان کی طرف آنے والے دونوں غلام سارے گھوڑوں کو پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گئے تھے۔ پھر سلام سب کو لے کر اپنے دیوان خانے میں آیا اور وہاں بیٹھتے ہوئے اس نے سماک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "یہ تین گھوڑے تم لوگوں کے ساتھ فالتو ہیں یہ تم لوگوں نے کہاں سے حاصل کیے "۔

اس پر سماک کے جواب دینے سے قبل ہی خولیہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "یا اخی! راستے میں ہمارے ساتھ بہت بڑا حادثہ پیش ہے۔ یثرب اور خیبر کے درمیان تین مسلح جوان ہم پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ سماک اکیلے نے ان تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان تینوں مرنے والوں کے گھوڑے ہم اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ وہ مرنے والے چونکہ ہماری جانوں کے درپے ہوئے تھے۔ لہذا ہم ان کے گھوڑوں کے حقیقی وارث ہے۔ یہاں سے یثرب واپس جانے سے قبل ہم ان تینوں گھوڑوں کو بیچ دیں گے اور اس سے جو نقدی ہمیں ملے گی اس کے حقدار سماک ہیں۔

خولیہ کی ان باتوں کے جواب میں سلام جھٹ بول پڑا۔ "اے خولیہ! میری بہن! مجھے خود بھی چند گھوڑوں کی سخت ضرورت۔ اگر میں یہ گھوڑے خریدنا چاہوں تو مجھ سے کیا قیمت وصول کرو گی "۔

خولیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ بھائی ہیں۔ بہن کے رشتے کو نگاہ میں رکھتے ہوئے جو رقم بھی آپ دیں گے وہ میں قبول کر لوں گی۔ ویسے اس موقع پر میں یہ ضرور کہوں گی کہ آپ جیسے صاحب حیثیت بھائی سے میں اوروں کی

Marfat.com

نسبت کچھ زیادہ ہی رقم کی امید رکھوں گی۔"

سلام فوراً اُٹھ کر ساتھ والے کمرے میں گیا۔ وہاں سے وہ نقدی کی ایک تھیلی اُٹھا لایا اور اسے خولہ کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔" نقدی کی یہ تھیلی سنبھالو اس سے بڑھ کر تمہیں ان تین گھوڑوں کی قیمت کوئی نہ دے گا۔"

خولہ نے فوراً تھیلی کھول کر نقدی کا جائزہ لینے لگی تھی۔ اس موقع پر سماک نے خولہ کو مخاطب کیا اور کہا۔

" خولہ! خولہ! تم اپنے بھائی سے ان گھوڑوں کی رقم کیوں لے رہی ہو؟ یہ تینوں گھوڑے تم بلا قیمت انہیں کیوں نہیں دے دیتی ہو؟"

خولہ نے فوراً میٹھی میٹھی نگاہوں سے سماک کی طرف دیکھا اور کہا" بلا قیمت کیوں دے دوں۔ یہ گھوڑے تو ہمیں آپ کی سخت محنت اور جد وجہد کے بعد ہاتھ لگے ہیں۔ ورنہ ان گھوڑوں کے سوار تو ہم پر حملہ آور ہو کر ہماری جانوں کے ہی درپے ہو گئے تھے۔ اگر آپ ان کے سامنے بہترین تیغ زنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کا خاتمہ نہ کرتے تو وہ یقیناً ہمیں خاک و خون میں ملا کر رکھ دیتے۔ لہٰذا اس قدر کوشش اور محنت کے بعد ہاتھ لگنے والے یہ گھوڑے میں کسی کو بلا قیمت نہیں دے سکتی، خواہ خریدار میرا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔"

پھر خولہ نے نقدی کی تھیلی ربیطہ کی گود میں رکھ دی اور کہا" اے ربیطہ! اُم آمنہ کی خزانچی تم ہی ہو۔ لہٰذا یہ رقم سنبھال لو اور واپس جا کر اُم آمنہ کے حوالے کرنا۔" ربیطہ نے فوراً نقدی کی وہ تھیلی سنبھال لی تھی۔

سلام نے اس بار گفتگو کا رُخ بدلا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ " جس نوجوان کو یثرب بھیج کر میں نے تمہیں بلایا تھا۔ اس نے واپس آ کر مجھے تفصیل سے خبر دی تھی کہ سماک کے ساتھ خولہ اور ربیطہ دونوں آ رہی ہیں۔ لہٰذا تم لوگ جب حویلی میں داخل ہوئے تو میں اسی وقت جان گیا تھا کہ خولہ اور ربیطہ کے ساتھ تم سماک ہی ہو۔"

Marfat.com

سلام تھوڑی دیر کے لیے رُکا۔ عجیب بے رُخی رکھے سے انداز میں اس نے سماک کی طرف دیکھا اور کہا۔" اے سماک! میں نے جس کام کے لیے تمہیں یہاں خیبر میں بلایا تھا۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لیے کہ جو گھوڑا گم ہوا تھا اور جس کی تلاش کے سلسلے میں تمہاری خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا وہ گھوڑا خود بخود ہی آج صبح سویرے کہیں سے آگیا ہے"۔

اس انکشاف پر سماک نے غور سے سلام کی طرف دیکھا اور پوچھا "کیا میں اس گم ہونے والے گھوڑے کو دیکھ سکتا ہوں۔ اس گھوڑے کے مالک سے مل سکتا ہوں اور جہاں سے وہ گھوڑا چوری ہوا اس جگہ کا جائزہ لے سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس جگہ مجھے چوروں کے پاؤں کے نشانات مل جائیں جنہیں دیکھ کر میں بتا سکوں گا کہ چور کون ہیں۔ اس لیے کہ ان سرزمینوں کے اکثر چوروں کے کھرے میرے جانے پہچانے ہیں"۔

سماک کی اس گفتگو پر سلام کے چہرے کا رنگ کچھ بدل گیا تھا جسے سماک، خولیہ اور ریطہ تینوں نے محسوس کیا تھا۔ پھر سلام نے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے سماک سے کہا۔" نہیں میں اب اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ چور جو بھی تھے اور ہیں جہنم میں جائیں۔ مجھے چونکہ تم تینوں کے آنے کا پختہ یقین تھا لہذا میں نے تم تینوں کے لیے بہترین ضیافت کا بندوبست کر رکھا ہے۔ آؤ پہلے کھانا کھاتے ہیں۔ اس کے بعد تم تینوں آرام کرنا کیوں کہ سفر کے باعث تم تینوں تھکے ہوئے ہو اور ہاں سماک! کھانے کے بعد تم اسی دیوان خانے میں آجانا۔ یہیں پر تمہارا بستر لگا دیا جائے گا۔ تاہم خولیہ اور ریطہ کے ساتھ میں کھانے کے بعد ذرا اپنی اُم اور ابی سے متعلق بھی گفتگو اور استفسار کروں گا"۔

پھر سلام نے اپنی بیوی کو کھانے کے برتن لگانے کو کہا اور وہ اپنی بیٹی اور بیٹے کو لے کر وہاں سے نکل گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹی اور کھانے کے برتن لگائے جانے کی اطلاع کی۔ اس پر وہ سب اُٹھ کر ساتھ والے کمرے میں

Marfat.com

کھانا کھانے کے لیے چلے گئے تھے ۔

کھانا کھانے کے بعد سماک جب واپس دیوان خانے میں آیا۔ تو اس کا بستر وہاں لگا ہوا تھا۔ لہذا وہاں وہ اپنے بستر پر دراز ہو گیا تھا۔ خویلہ اور ربیطہ کو سونے کے لیے علیحدہ کمرہ مہیا کیا گیا تھا جو دیوان خانے سے دُور تھا۔ کھانا کھانے کے بعد خویلہ اور ربیطہ جب اپنے اس کمرے میں آئیں تو سلام بھی ان کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا " اے میری عزیز بہنو! میں ایک اہم موضوع پر تم دونوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم یہاں نہ آتیں تو چند روز تک میں خود یثرب میں ہوتا اور اسی موضوع پر تم دونوں سے گفتگو کرتا ۔"

جب وہ تینوں کمرے کے اندر نشستوں پر بیٹھ گئے تو خویلہ نے سلام کو مخاطب کر کے پوچھا " اے میرے بھائی! کس موضوع پر آپ ہم دونوں سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں ۔"

اس پر سلام چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے پوچھا ۔
" اے میری عزیز بہنو! تم دونوں نے کیسے اور کیوں اس سماک بن خرشہ کے ساتھ اپنی منگنی کو قبول کر لیا۔ جب سے میرے ابی نے مجھے اس کی اطلاع کی ہے۔ تب سے ہی میرا خون کھول رہا ہے ۔ کہاں تم دونوں ناز و نعمت میں پرورش پانے والی حسین ترین لڑکیاں اور کہاں وہ مٹی کا بیٹا ۔ جو کھوجی کا کام کر کے بمشکل اپنی گزر بسر کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں اب بھی کچھ نہیں گیا ۔ کون سی تمہاری اس سے شادی ہو گئی ہے ۔ تم تینوں کی آپس میں منگنی ہی ہوئی ہے نا ۔ جو کسی وقت بھی توڑی جا سکتی ہے ۔ لہذا تم دونوں کو میں برادرانہ اور مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ سماک بن خرشہ سے تم دونوں اپنی اپنی منگنی توڑ کر اس سے قطع تعلقی کا اعلان کر دو ۔ اس میں تم دونوں کی بہتری اور بھلائی ہے ۔"

اس گفتگو پر خویلہ اور ربیطہ تھوڑی دیر تک عجیب ناپسندیدگی کے سے انداز

Marfat.com

میں سلام کی طرف دیکھتی رہیں ۔ جب سلام خاموش ہُوا تب خویلہ اور ریطہ نے ایک بار غور سے سلام کی طرف دیکھا ۔ پھر ریطہ نے خویلہ کو مخاطب کر کے کہا ۔

" اے خویلہ ! میری عزیزہ بہن ! مَیں اپنے حقوق بھی تمہیں سونپتی ہوں ۔ لہذا میری طرف سے اخی سلام کی اس گفتگو کا تم ہی جواب دو ۔"

خویلہ تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتی رہی ۔ پھر شاید وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی ۔ اس لیے کہ اس نے اپنی گردن سیدھی کی ۔ اس لمحے اس کے چہرے پر غصّے اور غضب کے باعث جلتے انگاروں اور آتشیں نقوش کا سا سماں تھا ۔ پھر اس نے احتجاج کرتے اور سخت لہجے میں سلام کو مخاطب کر کے کہا ۔

" اے اخی ! آپ نے ایسی گفتگو کر کے ہماری دِل آزاری کا کام کیا ہے ۔ پہلے آپ نے ہم دونوں سے یہ تو پوچھا ہوتا کہ سماک بن خرشہ سے متعلق ہم دونوں کے کیا خیالات اور جذبات ہیں ۔ اس کے بعد آپ نے اس موضوع پر گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا ہوتا ۔ اب مَیں سب سے پہلے آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ سماک سے متعلق ہم دونوں کے کیا جذبات ہیں اور ان سے ہمارا رشتہ کس قدر گہرا اور پختہ ہے ۔"

" اے میرے بھائی ! سماک کا نام ہی ہمارے لیے قابلِ تکریم اور واجبِ عزت ہے ۔ یہی اسم ہم دونوں کا جمال اور یہی اسم ہم دونوں کا کمال ہے ۔ اس نام میں ہم دونوں کی عمر بھر کی خوشیاں اور زندگی بھر کی راحتیں ہیں ۔"

" اے اخی ! سماک ہم دونوں کے لیے رقصاں تبسم کی ضو ، صداقت کی لو ، مرکزِ جلوۂ تو بہ تو ہیں ۔ ہمارے لیے وہ اندھیروں میں مہتاب ، محبت کا صحرا ، آنکھ کا تارہ ، رنگین آنچل ، شبنمی سائبان ، خیابانِ ہستی ، طلوعِ صبح کی امید اور مسرت کا بے کراں لمحہ ہیں ۔ اے اخی ! سماک بن خرشہ ہم دونوں کے لیے برف کے پانی کی وہ بوندیں ہیں جو آتشِ دِل بہ گرہ کہ روح کی راحت کا سامان فراہم کرتی ہے ۔

" اے اخی ! بات یہیں تک جا کر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ہمارا اور سماک کا

Marfat.com

تعلق اور رشتہ اٹوٹ اور مستقل ہے۔ اب میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ میں اور ربطیہ سماک کے لیے کیا ہیں۔

اے اخی! ہم دونوں سماک کے لیے جھلستی دھرتی میں سکھ چین کی برکھا۔ تعصب کے تاریک زندانوں میں بصارتوں کی دھلیز، بوسیدہ رسموں کی اونچی فصیلوں میں رنگین پھولوں کی ڈال، تصنع کی پُرخار باڑوں میں نگہتوں کے گلستان۔ اے اخی! پرانی دکھتی چوٹوں کے اندر ہم سماک کے لیے قرب کی خوشبو ہیں۔ اے اخی! سماک کے وجود سے میرا اور ربطیہ کا ظاہر و باطن دونوں نکھرتے ہیں سماک ہمارے لیے چڑھتے دریاؤں کی روانی ہیں۔ جس طرح الفاظ سے اس کے معنی جدا نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح میں اور ربطیہ بھی سماک سے جدا نہیں ہو سکتیں۔

اے میرے بھائی! جس کسی نے بھی ہمارے اور سماک کے درمیان قلزم کی زہر، مکروہ آرزوؤں کا ناگ، نامہربان رویہ، رنج و ملال کا خشک پتہ، فرقت و جدائی کی سوکھی ڈال بننے کی کوشش کی ہم اسے اپنا دشمن سمجھیں گی۔ خواہ اس سے ہمارا کیسا ہی قریبی اور عزیز رشتہ کیوں نہ ہو۔

اس موقع پر خویلہ خواب آلود گونجوں کی طرح بولے جا رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا اپنے بھائی سلام کی باتیں سننے کے بعد اس کے اوسان بس میں اور احساسات باقی نہ رہے ہوں اور سلام کے ساتھ سارے رشتوں کو بھول کر وہ برف کی سل کی طرح منجمد ہو کر رہ گئی ہو۔

اے میرے بھائی میں جان گئی ہوں کہ سماک سے متعلق آپ کے کیا خیالات ہیں۔ پر میں آپ سے یہاں تک کہہ دوں کہ سماک سے ہمارا تعلق اب ایسا مضبوط اور پختہ ہے کہ اگر میرے ابی بھی مجھ سے کہیں کہ اس تعلق، اس رشتے اور اس منگنی کو ختم کر دو تو میں ہرگز ایسا نہ کروں۔

اے اخی! ہم دونوں اب سماک کو کسی بھی صورت چھوڑ نہیں سکتیں۔ لہذا میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ آپ فوراً ہمارے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں،

Marfat.com

اس لیے کہ آپ نے اگر سماک سے متعلق کچھ اور کہا تو وہ ہم دونوں کے لیے ناقابلِ برداشت ہوگا اور اس طرح ہمارے اور آپ کے درمیان جو رشتہ ہے اس پر ضرور ضرب لگے گی اور میں اور ربطہ دونوں ایسا ہرگز نہیں چاہتیں۔"

خویلہ کی اس گفتگو کے جواب میں سلام نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموشی سے اٹھ کر وہ ان دونوں کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

سلام کے چلے جانے کے بعد خویلہ اپنے بستر سے اُٹھی۔ پہلے اس نے کمرے کے دروازے کو اندر سے زنجیر لگائی پھر وہ اپنے بستر میں جانے کے بجائے ربطہ کے بستر پر آئی اور اس سے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے انتہائی رازداری میں کہا۔

"اے ربطہ! میری عزیز بہن! میں تم سے ایک اہم بات کہتی ہوں۔ پر تو اس کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا۔ حتیٰ کہ سماک یا اُم آمنہ سے بھی یہ بات نہ کہنا۔"

ربطہ نے سرگوشی میں کہا۔ "تم بے دھڑک ہو کر بتاؤ۔ میں کیوں کسی سے اس کا ذکر کرنے لگی"۔

تب خویلہ اور زیادہ ربطہ کے قریب ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے ربطہ کو مخاطب کر کے مدھم آواز میں کہا۔

"اے ربطہ! میری بہن! اخی سلام کی اس گفتگو کے بعد میرا دل ان کی طرف سے کچھ مشکوک ہو گیا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اخی سلام ذہنی اور عملی طور پر سماک کے خلاف ہے اور میرے دل میں اب یہ شبہات بھی پیدا ہونے لگے ہیں کہ راستے میں جن تین مسلح جوانوں نے ہم پر حملہ کیا تھا اور جنہیں سماک نے ٹھکانے لگا دیا تھا وہ بھی اخی سلام ہی کے آدمی تھے۔ اس لیے کہ تو نے دیکھا نہیں اخی نے فوراً ان مرنے والوں کے گھوڑے ایک بڑی رقم دے کر ہم سے خرید لیے۔ میرے خیال میں یہ ان کے اپنے آدمیوں کے گھوڑے تھے۔ مجھے اسی وقت ہی ان کے رویّے پر شک ہو گیا تھا۔ جبھی میں نے ان سے گھوڑوں کی قیمت وصول کر لی تھی۔ ورنہ سماک کے کہنے پر وہ تینوں گھوڑے میں بلا قیمت بھی ان کے حوالے کر سکتی تھی۔ پر میں نے

Marfat.com

ایسا نہیں کیا۔ ان سے گھوڑوں کی پوری پوری قیمت وصول کی ہے اور اے ریطہ! اب یہ رقم تم سنبھال کر رکھنا اور اُم آمنہ کو جا کر دینا۔

اے ریطہ! میری بہن! پہلے تو اخی سلام کے رویے سے میرے دل میں شکوک ہی نے سر ابھارا تھا لیکن جب انہوں نے تھوڑی دیر قبل سماک کے خلاف گفتگو کی اور ہمیں اس کے ساتھ منگنی توڑ دینے کی ترغیب دی تو میرے سارے شک و شبہات اب یقین میں بدل گئے ہیں کہ راستے میں ہم پر حملہ آور ہونے والوں کا تعلق اخی سلام سے تھا۔ تم نے سنا ہو گا کہ راستے میں حملہ آور ہونے والوں نے سماک کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم صرف تمہارے دشمن ہیں اور یہ کہ خویلہ اور ریطہ ہماری بہنیں ہیں اور انہیں ہم بحفاظت خیبر ان کے بھائی سلام کے پاس پہنچا دیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہم سے خوب واقفیت رکھتے تھے اور انہیں ہمارے خیبر کی طرف آنے کا دن اور وقت تک معلوم تھا۔ بس یہی وہ باتیں ہیں جن کی بنا پر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سماک کے ہاتھوں مرنے والے وہ تینوں اخی سلام کے آدمی تھے۔

اے ریطہ! میری بہن! ان باتوں کی بھنک بھی سماک کے کانوں میں نہ پڑنے دینا۔ ورنہ ان کی دل شکنی ہو گی۔ میں دنیا کا ہر غم ہر دکھ برداشت کر سکتی ہوں۔ پیارے میری بہن! میں اب سماک کو دکھ اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی"۔

خویلہ کہتے کہتے تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ پھر اس نے دوبارہ بولتے ہوئے کہا "اے ریطہ! میں تو اب سماک کو اپنے جسم اور اپنی روح کا ایک حصہ سمجھنے لگی ہوں اور اس سے علیحدگی کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتی"۔

خویلہ جب خاموش ہوئی تب ریطہ بولی اور کہا "میں کلی طور پر تمہارے ان خیالات سے اتفاق کرتی ہوں۔ مجھے بھی اخی سلام کی باتوں سے سماک کے لیے نفرت اور لاتعلقی کی بو آتی تھی۔ اے خویلہ تو اب سماک کے ساتھ اپنی منگنی توڑنے اور ان سے علیحدگی اختیار کرنے سے متعلق سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں۔ آؤ دونوں بہنیں

Marfat.com

اس تنہائی میں مل کر عہد کریں کہ حالات کچھ بھی ہو جائیں ہم کسی صورت سماک سے علیحدگی اختیار نہ کریں گی اور اگر ہمارے ماں باپ اور عزیز و رشتہ دار بھی ہمیں اس پر مجبور کریں تو اوّل تو ان کے خلاف بغاوت کر کے ہم مستقل طور پر سماک کے ہاں آباد ہو جائیں گی، یا انہیں اس امر پر آمادہ اور مجبور کر دیں گی کہ وہ سماک کو ہماری منزل اور ہماری اُمید و مراد رہنے دیں"۔

خولیہ آگے بڑھ کر ربطہ کے ساتھ لپٹ گئی اور کہا "اے ربطہ! میں بھی سماک سے متعلق تمہارے ساتھ ایسا ہی وعدہ کرتی ہوں۔ ربطہ! ربطہ! میری بہن! رات کافی جا چکی ہے۔ آؤ اب آرام کریں"۔

اس کے ساتھ ہی خولیہ اُٹھ کر اپنے بستر کی طرف چلی گئی تھی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گہری نیند سو رہی تھیں۔

○

زندگی کے اسرار کی رازدار رات ڈھلتی، جھلکتی صبح کی تلاش میں چڑھتی ندی کے طوفان کی طرح بلندی و پستی کو زیرنگین کرتی، صرصر کے جوش، بگولوں کے خروش اور طلسمِ رنگ و بُو کی طرح بھاگی جا رہی تھی۔ تیند کے کھیتوں سے آتی ہوائیں رات کی خاموشیوں کے اندر بیداری کی سوچوں میں زہر بھرتی جا رہی تھیں سلگتی ریت کے صحراؤں اور کرنوں کے ہجوم کے اندر خاموشیوں کی ایک جھیل اور وقت کے سکوت کا ایک سمندر طاری تھا۔ ہاں کبھی کبھی گھنگھرو بجاتی ہوائیں اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں رات کے خوابیدہ سناٹوں کے اندر ایک ارتعاش اور ہلچل ضرور پیدا کر دیتی تھیں۔

زیست کے تلخ حقائق سے گریزاں رات کے آخری حصّے کی سسکتی تنہائیوں اور سلگتے سکوت کے اندر خولیہ اور ربطہ گہری نیند سوئی ہوئی تھیں کہ فضاؤں کے اندر شریانوں کے لہو کی آخری بوند بھی خشک کر دینے والی ہولناک چیخیں بلند ہوئیں کچھ ایسے انداز میں جیسے رات کے خوابیدہ سناٹوں کے اندر کوئی اچانک ظالم کی

Marfat.com

ستم کوشی اور سرکشی کا شکار ہو کر چلا اٹھا ہو۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کند چھری سے کسی کا حلقوم کاٹا گیا ہو اور وہ بُری طرح چیخ چلا اٹھا ہو۔

رات کے سناٹے میں رگوں میں بجلیاں، دل میں تڑپ، سینوں میں انگارے اور ذہن میں اضطراب پیدا کر دینے والی یہ چیخیں فضاؤں کے اندر ایک ہلچل پیدا کر گئی تھیں۔

ان چیخوں پر خولیہ اور ربطہ دونوں ہی بوکھلا کر اپنے اپنے بستر سے اٹھ بیٹھی تھیں۔ پھر ربطہ نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں خولیہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "خولیہ! خولیہ! میری بہن! یہ بُری طرح چیخنے کی آوازیں تم نے سُنیں؟"

ربطہ کے خاموش ہونے پر خولیہ نے پریشان کن اور بوکھلائی ہوئی سی آواز میں کہا۔ "اے ربطہ! میری بہن! اور یہ آوازیں آئی بھی دیوان خانے کی طرف سے ہیں۔"

ربطہ بے چاری نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ خولیہ بھی اپنے بستر سے نکل گئی اور پھر وہ دونوں دیوان خانے کی طرف بھاگ رہی تھیں۔ انہوں نے دیکھا ان دونوں سے آگے آگے ان کا بھائی سلام اور اس کی بیوی بھی دیوان خانے کی طرف بھاگ رہے تھے۔ خولیہ اور ربطہ بھی ان سے جا ملی تھیں۔

جب وہ چاروں بھاگتے ہوئے دیوان خانے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا دیوان خانے کے وسط میں خون میں لت پت دو لاشیں پڑی تھیں اور ان لاشوں کے قریب سماک اپنے ہاتھ میں اپنی ڈھال اور خون آلود تلوار لیے کھڑا تھا۔

دیوان خانے کا یہ سماں دیکھ کر خولیہ اور ربطہ کی حالت فنا کے خاکوں، موسموں کی سازشوں، ختم ہوتی ساعتوں اور زہر آلود ہو جانے والی سوچوں اور اجل کا شکار ہو جانے والے تفکرات جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

قبل اس کے کہ خولیہ اور ربطہ آگے بڑھ کر سماک سے کچھ پوچھتیں۔ ان سے پہلے ہی سلام آگے بڑھ کر سماک کے قریب ہوا اور پوچھا، "سماک! سماک! میرے عزیز!

یہ کیا معاملہ ہے ۔ یہ کون لوگ ہیں جو تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں ۔ کیا ان سے تمہارا کوئی ذاتی عناد تھا ۔ یا ان سے کوئی تمہاری قدیم اور پرانی دشمنی تھی ۔

سماک تھوڑی دیر تک پتھر کے کسی خاموش مجسمے کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا اسلام کو تیز نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے کسی اجل قاطع طریق کے گماشتوں جیسی ہولناک اور گونجدار آواز میں کہا ۔" اے ابن ابی حقیق ! میرا نہ کسی سے ذاتی عناد ہے نہ کسی سے قدیم اور پرانی دشمنی ۔ میں نہیں جانتا یہ کون لوگ ہیں اور کیوں مجھ پر حملہ آور ہوئے ہیں ۔

اے ابن ابی حقیق ! رات کے اس سناٹے میں ان دونوں نے اس دیوان خانے میں داخل ہو کر مجھے ہلاک کرنے کی پوری کوشش کی تھی ۔ اے ابن حقیق ! گو یہ دونوں بڑے رازدارانہ انداز میں اور دبے دبے قدموں سے اس کمرے کی طرف بڑھے تھے پر تم جانتے ہو کہ میں ایک کھوجی ہوں اور ایک کھوجی کے سامنے زمین بولتی ہے ۔ سو ان دونوں کے قدموں کی چاپ بھی مجھے یوں سنائی دی جیسے سرکش اور سیخ پا گھوڑے ٹاپیں مارنے لگے ہوں ۔ یا اس طرح جیسے چکی کے بھاری پاٹوں کی آواز کسی زہر بھرے سناٹے میں بلند ہوئی ہو ۔ میرے ذہن میں موت و حیات کے اجزاء رقص کرنے لگے تھے اور میرے نکتہ رس حواس نے میری زیست کو جنوں خیز کر کے رکھ دیا تھا ۔ پس اپنے حواس کی اس تنبیہہ کے جواب میں اپنے بستر سے اٹھ کر اور اپنی تلوار ڈھال سنبھال کر میں دیوان خانے کے دروازے کے پیچھے چھپ گیا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد ہی مرنے والے یہ دونوں اس کمرے میں داخل ہوئے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد سماک تھوڑی دیر کے لیے رکا اور پھر عجیب سے خوفناک انداز میں اس نے سلام کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ کہنا شروع کیا ۔

" اے ابن ابی حقیق ! جانتے ہو پھر اس کے بعد کیا ہوا ۔ یہ دونوں اپنی تلواریں سونتے میرے اس بستر کی طرف بڑھے اور جب ان دونوں نے میرے بستر کو خالی پایا تو ان کی حالت درد ہجر کی ساعتوں اور بے وصال لمحوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی ۔

Marfat.com

اے ابنِ ابی حقیق! شاید تم تو ان دونوں مرنے والوں کو خوب جانتے ہو گے۔ اس لیے کہ میرا گمان نہیں بلکہ پختہ یقین ہے کہ مرنے والے ان دونوں کا تعلق خیبر ہی سے ہے۔"

اس پر سلام نے فوراً بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔" اے سماک! نہ جانے یہ بد بخت لوگ کون ہیں اور کیوں تم پہ حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر تمہاری ان سے کوئی دشمنی اور عناد نہیں ہے تو پھر تم پر حملہ آور ہو کر ان بدبختوں اور نامرادوں نے مجھے اپنی بہنوں اور اپنے ماں باپ کی نگاہوں میں ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی ہے" سماک نے پھر سلام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اے سلام! اگر تم ان دونوں کو نہیں جانتے ہو تب بھی سنو! میں بنیادی طور پر ایک کھوجی ہوں اور میں کبھی بھی خرگوش کی طرح غفلت کی نیند نہیں سوتا۔ یثرب سے خیبر کی طرف آتے ہوئے جو مجھ پہ حملہ ہوا تھا اس کی بنا پر خیبر اور اس کے اطراف و اکناف میں مجھے موت کی بُو آنے لگی تھی لہذا رات کو سوتے میں خوب چوکنا اور پوری طرح محتاط تھا۔ جب یہ دونوں میرا خالی بستر دیکھ کر مایوس و نامراد پلٹے تو دروازے کی اوٹ سے نکل کر میں ان کی راہ روک کھڑا ہوا اور پھر اے ابن ابی حقیق! جانتے ہو کیا ہوا۔ میری بھاری وزنی اور خونچکاں تلوار موت کی رازداں اور اضطراب نہاں بن کر ان پہ نازل ہوئی اور میں نے لمحوں کے اندر ان دونوں کی تدبیروں کو اُلٹ کر اور ان کی تقدیروں کو پلٹ کر رکھ دیا۔ گو یہ دونوں موجوں کے تھپیڑوں اور اجل کے ہم نفسوں کی طرح مجھ پر حملہ آور ہوئے تھے پہ آخر کار میرے حملوں نے ان کے دلوں پہ بحر و بر کے زلزلے اور ان کے نفس و جان پہ موت کی تھرتھراہٹ طاری کر دی۔

اور پھر دونوں میرے ہاتھوں مارے گئے اور اب دونوں کی لاشیں تم اپنے سامنے پڑی ہوئی دیکھ رہے ہو۔ ان دونوں نے میرے متعلق کوئی اندازہ لگانے کی غلطی کی ہے۔ کاش میں جان سکتا کہ ان کے دل میں میری طرف سے کیا کدورت

Marfat.com

تھی ۔

اے ابن ابی حقیق! اب جب کہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے تو تم ان دونوں کی لاشوں کو یہاں سے اٹھوا لو۔ اور اے ابنِ ابی حقیق! مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تمہاری حویلی کے اس دیوان خانے میں ان دو جانوں کا زیاں ہوا۔ میں تو خویلہ اور ربیطہ کے ساتھ تمہارے بلوانے پر گمشدہ گھوڑے کو تلاش کرنے آیا تھا۔ اب جب کہ وہ چوری ہونے والا گھوڑا بقول تمہارے مل گیا ہے تو پھر اب میرا یہاں ٹھہرنا بے کار ہے۔ میں کل صبح ہی یہاں سے یثرب کی طرف کوچ کر جاؤں گا خویلہ اور ربیطہ اگر دونوں یہاں رہنا چاہیں تو بخوشی رہیں۔ میں چند دن بعد پھر ادھر آؤں گا اور ان دونوں کو آ کر لے جاؤں گا۔"

اس موقع پر خویلہ نے فوراً دخل اندازی کی اور درمیان میں بولتے ہوئے اس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" میں اور ربیطہ تو اب ایک لمحہ بھی یہاں نہ رکیں گی۔ ہم دونوں بھی کل صبح ہی صبح آپ کے ساتھ یثرب کی طرف روانہ ہو جائیں گی۔

سماک نے سلام کو مخاطب کر کے پھر کہا۔" اے سلام! ہر کام، ہر حادثے کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ بات کی تاریکی میں جو یہ دونوں مجھ پر حملہ آور ہوئے ہیں تو ایسا ان دونوں نے بلا وجہ نہیں کیا اور تمہاری حویلی کے اس دیوان خانے میں ان دونوں کا مجھ پر حملہ آور ہونا اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ ان دونوں کا اس حویلی میں صرف آنا جانا ہی نہیں بلکہ ان کا تمہارے ساتھ کوئی تعلق بھی ہے۔ اے سلام! میری جان لے کر تمہیں کیا ملے گا؟"

سماک کی اس بات پر سلام زور سے چلا اٹھا۔" تو تم مجھ پر یہ الزام تراشی کر رہے ہو کہ تم پر حملہ آور ہونے والے یہ دونوں میرے آدمی ہیں اور یہ کہ میں نے تمہاری جان لینے کی کوشش کی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ اور الزام تراشی ہے۔ خاص کر اس طور بھی کہ تم خویلہ اور ربیطہ کے منگیتر اور میرے ہونے والے بہنوئی ہو۔"

Marfat.com

قبل اس کے کہ سماک وہاں سلام بن ابی حقیق کی ان باتوں کا جواب دیتا خولیہ نے بولنے میں پہل کر دی اور بڑے غضب اور غصّے کی حالت میں اس نے اپنے بھائی سلام کو مخاطب کر کے کہا۔

"یا اخی! یہ الزام تراشی نہیں ہے۔آپ خیبر کے سرکردہ لوگوں میں سے ہیں۔آپ کی اجازت کے بغیر آپ کی حویلی میں داخل ہونے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی یوں کھلے عام حویلی میں داخل ہو کر ان پر حملہ آور ہو جائے۔ آپ کی حویلی میں جو آپ کے پہریدار اور محافظ و خدام ہیں کیسے یہ دونوں ان کی نظریں بچا کر دیوان خانے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اے اخی! آپ نے ایسا کر کے سماک کی نگاہوں میں اپنے ماں باپ کو رسوا اور بہنوں کو ذلیل کیا ہے۔

خولیہ کی گفتگو سننے کے بعد سلام نے اپنی پوری آتشِ نفسی سے اسے مخاطب کر کے کہا۔" اے خولیہ! جانتی ہو، یہ الزام تم کسے دے رہی ہو"۔

خولیہ نے پھر پہلے سے لہجے میں جواب دیا۔" ہاں مَیں خوب جانتی ہوں کہ یہ بات مَیں اپنے بھائی سے کہہ رہی ہوں اور یہاں مَیں آپ سے یہ بھی کھل کر کہہ دوں کہ کل صبح اکیلے سماک ہی خیبر سے یثرب کی طرف کُوچ نہ کریں گے بلکہ مَیں اور ربطیہ بھی ان کے ساتھ جائیں گی۔ ہم زندگی بھر کے لیے سماک سے منسوب ہو چکی ہیں اور جہاں سماک کی زندگی محفوظ نہیں ہے وہاں مَیں اور ربطیہ رہ کر کیا کریں گے۔ آپ ان لاشوں کو یہاں سے اُٹھا لیں۔ صبح تک جو وقت ہم نے یہاں گزارنا ہے۔ وہ اب مَیں اور ربطیہ دیوان خانے میں سماک کے ساتھ ہی گزاریں گی۔ تاکہ ہم پر اگر کوئی ابتلا اور مصیبت آئے تو اکٹھی ہی آئے"۔

سلام نے خولیہ کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے غلاموں کو آواز دے کر وہ دونوں لاشیں دیوان خانے سے اُٹھا لے گیا تھا۔ سماک، خولیہ اور ربطیہ نے صبح تک اسی دیوان خانے میں ہی وقت گزارا اور پھر وہ تینوں کچھ کھائے پیئے اور سلام سے ملے بغیر وہاں سے یثرب کی طرف کُوچ کر گئے تھے۔

Marfat.com

○

خیبر سے یثرب پہنچنے کے بعد خویلہ اکیلی جب اپنی حویلی میں داخل ہوئی تو ابی حقیق اور خنسا نے صحن میں آکر اس کا استقبال کیا۔ جب کہ ایک غلام بھاگتا ہوا وہاں آیا تھا اور خویلہ کا گھوڑا پکڑ کر وہ حویلی کے اصطبل کی طرف لے گیا تھا۔ اس کے بعد ابی حقیق اور خنسا نے پہلے خویلہ کو گلے لگا کر پیار کیا۔ پھر خنسا نے تفکر سے لہجے میں پوچھا۔ "اے خویلہ! میری بیٹی! تم اس قدر جلدی خیبر سے کیوں لوٹ آئی ہو اور پھر سماک اور ربیطہ کہاں ہیں"۔

خویلہ نے مردہ سی آواز میں کہا۔ "سماک اور ربیطہ گھر چلے گئے ہیں اور میں ادھر آگئی ہوں"

اس بار ابی حقیق نے زور دے کر پوچھا۔ "پر تم تینوں اس قدر جلدی اور عجلت میں وہاں سے کیوں لوٹے ہو"۔

ابی حقیق کے اس استفسار پر خویلہ نے وہاں کھڑے ہی کھڑے خیبر کی طرف جاتے ہوئے تین جوانوں کے حملہ آور ہونے کا واقعہ اور خیبر میں پیش آنے والے حالات تفصیل سے سنا ڈالے تھے۔

پورے حالات سننے کے بعد ابی حقیق اور خنسا نے جواب میں تو کچھ نہ کہا تاہم وہ ملول اور فکر مند ضرور ہو گئے تھے۔ پھر وہ دونوں خویلہ کو حویلی کے اندرونی حصے کی طرف لے جا رہے تھے۔

○

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں لوگوں کو اعلانیہ اور خفیہ اللہ کی طرف بلانے کا سلسلہ جاری رکھا اور جو جو تکالیف اہلِ مکہ آپؐ کو پہنچاتے اور جس طرح سے آپؐ کی تکذیب کی جاتی اور آپ کا مذاق اڑاتے وہ سب آپؐ برداشت کرتے اور صبر کرتے تھے۔

اہلِ مکہ کی بے ہودگیاں یہاں تک بڑھی تھیں کہ بعضوں نے بکری کی اوجھڑی

Marfat.com

آپؐ پر نماز کی حالت میں ڈال دی۔ آپؐ کے گھر پر اکثر پتھر پھینکے جاتے۔ پھر آپؐ ایک کی اوٹ میں گھر سے باہر نکلتے اور لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے بہر حال مکہ میں آپ کے لیے دِن بدن مصائب اور تکالیف میں اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا تھا۔

ایک روز آپؐ مکہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے کہ کسی بدبخت نے آپؐ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ آپؐ اسی حالت میں گھر لوٹے تو آپؐ کی ایک صاحبزادی اُٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے پاس بٹھا کر وہ خود حضور کا سر دھونے لگی تھیں۔ اپنے والد محترم کی اس حالت پر وہ بیٹی روتی بھی جاتی تھی اور حضورؐ کا سر مبارک بھی دھوتی جارہی تھیں۔

اس پر حضورؐ نے اپنی اس بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا "اے میری بیٹی مت رو، اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

اہل مکہ کی ایسی کارروائیوں میں دِن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا اور یہ کوشش کی جانے لگی تھی کہ کسی نہ کسی طرح حضورؐ کے اس کام میں رکاوٹیں ڈال کر آپؐ کو اس تبلیغ کے کام سے روک دیا جائے لیکن آپؐ ہر مشکل سے مشکل رویے اور بر سے بدتر سلوک کو بھی برداشت کرتے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے کا کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ تاہم اب اس فکر میں تھے کہ اس کا کوئی نعم البدل تلاش کیا جائے جہاں آپؐ سکون اور بے فکری سے اپنا مشن جاری رکھ سکیں۔

مکہ میں اپنے لیے تنگی اور ناموافق حالات دیکھ کر حضورؐ نے فیصلہ کیا کہ وہ طائف شہر کی طرف جائیں گے اور وہاں بنو ثقیف کو تبلیغ کرنے کے علاوہ وہ ان سے مدد حاصل کریں گے اور اپنی قوم کے خلاف ان کی حفاظت میں رہیں گے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد آپؐ نے مکہ سے طائف کی طرف کوچ کیا۔

طائف شہر پہنچنے کے بعد حضورؐ نے ارادہ فرمایا کہ پہلے طائف کے سرداروں سے ملنا چاہیے اور ان کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کرنا چاہیے۔ طائف کے اس

Marfat.com

وقت تین بڑے سردار تھے اور یہ تینوں بھائی تھے۔ ان کے نام عبد یالعل، مسعود اور حبیب بن عمرو تھے۔ ان تینوں میں سے ایک کی بیوی کا تعلق قریش کی شاخ بنی جمح[1] سے تھا۔

جس وقت آپؐ ان سرداروں سے ملنے کے لیے گئے اس وقت وہ تینوں سردار ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پس حضورؐ نے ان کے سامنے تبلیغ کی انہیں اللہ کی جانب دعوت دی۔ اسلام کی اشاعت میں امداد اور اسلام کے مخالفوں کے مقابلے میں معیت سے متعلق گفتگو کی۔

جب حضورؐ اپنی بات ختم کر چکے تب عبد یالعل[2] نے آپؐ کو مخاطب کر کے انتہائی گھٹیا انداز میں کہا۔ "اگر اللہ نے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں تو کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا۔"

جب عبد یالعل خاموش ہوا تو اس کے دوسرے بھائی مسعود نے آپؐ کو مخاطب کر کے تمسخر اور ٹھٹھہ کرنے کے انداز میں کہا "کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا؟" اور آخر میں ان کے تیسرے بھائی حبیب بن عمرو نے سفاکانہ انداز میں کہا۔ "واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر حقیقت میں تو اللہ کا رسول ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے۔ کہ تجھ سے بات کرنے اور تیری باتوں، تیری گفتگو کا جواب دینے میں بڑا اندیشہ اور خطرہ ہے۔ اور اگر تو ایسا نہیں ہے اور اللہ پر افترا باندھ رہا ہے تو بھی مجھ پر لازم ہے کہ میں تم سے بات نہ کروں۔"

حضورؐ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ ایک خدا کی طرف بلائی جانے والی تبلیغ کو تسلیم نہیں کرتے اور اہل مکہ ہی کی طرح تمسخر اور استہزا پر اتر آئے ہیں تو آپؐ بنو

---

[1] ماخوذ سیرت النبیؐ علامہ ابن ہشام اور تاریخ طبری جلد اول

[2] ان تینوں میں سے ایک اس گفتگو کے وقت غلافِ کعبہ بٹ رہا تھا۔

Marfat.com

ثقیف کے اس رویّہ پر بڑے افسردہ اور ملول ہوئے اور ان سرداروں کے پاس سے اٹھ جانے سے قبل انہیں مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا :

اِذْ فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوْ عَنِّیْ

(تم نے جو کچھ کیا سو کیا لیکن جو کچھ مجھ سے سُنا ہے اسے راز میں رکھنا۔

آپ نے اِن تینوں سرداروں کو یہ بات اس لیے بتائی تھی۔ چونکہ آپ بنو ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے تھے لہٰذا آپ نے پسند نہ فرمایا کہ دوسرے لوگ بھی یہ گفتگو سُنیں کیوں کہ اس طرح اور زیادہ فساد اور برگشتگی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔

لیکن طائف کے اِن تینوں سرداروں نے اس گفتگو کو راز میں نہ رکھا بلکہ انہوں نے اپنے یہاں کے اوباشوں اور غلاموں کو حضورؐ کے خلاف بھڑکایا اور ابھارا اور یہ نامعقول اور بدبخت لوگ آپ کو گالیاں دینے کے علاوہ آپؐ پر پتھروں کی بارش بھی کرنے لگے جن سے آپؐ بُری طرح زخمی[1] ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ان بدمعاشوں سے ایک باغ میں انگور کی ایک بیل تلے پناہ لی۔ اتنے میں قریش کی شاخ بنی جمح کی وہ عورت وہاں سے گزری جو طائف کے ایک سردار کی بیوی تھی۔ آپؐ نے اس خاتون کو مخاطب کر کے فرمایا۔

مَاذَا لَقِيْنَا مِنْ اَحْمَائِكِ

(تُو نے دیکھا کہ ہمیں تیرے سسرال سے کیا ملا ہے)

جواب میں بنی جمح کی اس عورت نے کچھ بھی نہ کہا اور وہ شرمندگی کا سا احساس لیے آگے بڑھ گئی تھی۔

جب طائف کے وہ اوباش و بدمعاش اور غلام پیشہ لوگ جنہوں نے آپؐ پر گالیوں کی بوچھاڑ کے علاوہ سنگ باری بھی کی تھی واپس چلے گئے، اور

---

[1] ماخوذ از تفہیم القرآن بسلسلہ تفسیر سورہ الاحقاف

Marfat.com

انگور کی اس بیل تلے آپؐ کو کچھ سکون اور عافیت میسّر ہوئی تو اس موقع پر جب کہ آپ بنو ثقیف کے سلوک اور رویّے سے بے حد دُکھی اور مغموم تھے تو آپؐ نے دُعائیہ انداز میں اپنے ہاتھ بلند کیے اور اپنے رب کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا۔

"خداوندا! مَیں تیرے ہی حضور اپنی بے بسی و بے چارگی اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو سارے ہی کمزوروں کا رب ہے۔ میرا رب بھی تُو ہی ہے۔ مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؛ کیا کسی ایسے اجنبی کے حوالے جو مجھ سے درشتی کے ساتھ پیش آئے۔ یا کسی ایسے دُشمن کے حوالے جو مجھ پر قابو پالے۔"

"اے اللہ! اگر تُو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی مصیبت کی پرواہ نہیں۔ مگر تیری طرف سے اگر عافیت مجھے نصیب ہو جائے تو اس میں میرے لیے زیادہ کشادگی ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے اس نور کی جو اندھیروں میں اُجالا اور دُنیا و آخرت کے معاملات کو درست کرتا ہے۔ مجھے اس سے بچا کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا مَیں تیرے عتاب کا مستحق ہو جاؤں۔ مَیں تیری مرضی پر راضی ہوں یہاں تک کہ تُو مجھ سے راضی ہو جائے۔ کوئی زور اور طاقت تیرے بغیر نہیں۔"

اور وہ باغ جس میں انگور کی بیل تلے آپؐ نے پناہ لی تھی، دو بھائیوں کا تھا جن کے نام عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ تھے۔ وہ دونوں بھائی بھی حضورؐ کے ساتھ اہلِ طائف[1] کا یہ سلوک دیکھ رہے تھے۔ اس موقع پر عتبہ کے اپنے بھائی

---

[1] اس سفرِ طائف کے دوران لوگوں کے ناروا سلوک کی وجہ سے آپ شکستہ و غمگین حالت میں تھے تو آسمان پر ایک بادل سا چھایا۔ پھر جبرائیل امینؑ حاضر ہوئے (باقی صفحہ ۲۴۹ پر)

Marfat.com

شیبہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"شیبہ! شیبہ! تم اس شخص کو دیکھ رہے تھے جس نے اہلِ طائف کے مظالم سے بچنے کے لیے ہمارے باغ میں انگور کی بیل تلے پناہ لی ہے۔ اہلِ طائف نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس سرزمین میں اس کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اس نے چونکہ ہمارے باغ میں پناہ لی ہے۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اس کی خاطر مدارت کریں۔ اس طرح ان زیادتیوں اور ظلم کا بھی کچھ مداوا ہو جائے گا جو طائف والوں نے اس پر کیے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے غلام عداس کو اس کی طرف بھیجیں اور وہ اسے کھانے کے لیے انگور کا ایک خوشہ پیش کرے۔"

شیبہ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بھائی! میں اس معاملے میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔"

اس پر عتبہ نے زور سے پکارنے لگا۔ "عداس! عداس! تم کہاں ہو بھاگ کر آؤ۔"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک نوجوان غلام بھاگتا ہوا وہاں آیا اور مؤدب ہو کر اس نے عتبہ سے پوچھا۔ "اے آقا! آپ نے مجھے آواز دی ہے۔"

عتبہ نے انگور کی بیل تلے حضورؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ جو شخص ہمارے باغ میں انگور کی بیل تلے پناہ لیے بیٹھا ہے اس پر طائف کے لوگوں نے ستم ڈھائے ہیں۔" اے عداس! تو ایسا کر انگور کا ایک اچھا، بڑا، خوشنما اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۸) اور پکار کر کہا۔ "تو م نے جو کچھ آپ کو جواب دیا ہے وہ اللہ نے سن لیا ہے میرے ساتھ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ ہے۔ آپ اسے جو حکم دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔" پھر پہاڑوں کے اس فرشتے نے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر آپ حکم دیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑوں کو ان پر الٹ دوں۔" آپ نے فرمایا۔ "نہیں بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کریں گے۔"

Marfat.com

میٹھا خوشہ لے، اسے پلیٹ میں رکھ اور اس شخص کی خدمت میں پیش کر کہ اس کی ڈھارس اور دلجمعی ہو۔"

عداس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے آقا! اگر اہلِ طائف نے اس شخص پر ستم ڈھائے ہیں پھر تو وہ ضرور ہماری ہمدردی اور ہماری توجہ کے قابل ہے۔ اس لیے کہ اس نے ہمارے باغ میں پناہ لی ہے اور پھر اے آقا! ایک غریب الوطن اور ستم رسیدہ انسان کی خدمت کرنا نیک کاموں میں سے بہترین اور عمدہ کام ہے۔"

اس بار عقبہ کے بھائی شیبہ نے بولتے ہوئے عداس کو مخاطب کیا۔" عداس! عداس! اب تم جاؤ اور دیکھو وہاں زیادہ دیر بیٹھ نہ رہنا۔"

عداس فوراً حرکت میں آیا۔ انگور کا ایک خوشہ دھو کر اس نے ایک صاف ستھری طشتری میں جمایا اور حضورؐ کی طرف بڑھا۔

عداس حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو مخاطب کر کے اس نے کہا " میرا نام عداس ہے اور جس باغ کے اندر اس وقت آپ بیٹھے ہوئے ہیں میں اس باغ کے مالک کا غلام ہوں۔ انگور کا یہ خوشہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپؐ اسے کھائیے۔"

عداس کی اس پیش کش کو حضورؐ نے قبول فرمایا۔ پھر آپؐ نے بسم اللہ پڑھا اور تناول فرمایا۔ یہ الفاظ سن کر عداس حیرت سے آپؐ کی صورت دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ واللہ! یہ الفاظ جو آپؐ نے ادا کیے ہیں یہ تو نئے ہیں۔ یہ تو ایسی بات ہے جو یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے۔"

اس پر حضورؐ نے عداس کو مخاطب کر کے پوچھا:۔

وَمِنْ اَهْلِ اَيِّ الْبِلَادِ اَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِيْنُكَ

(اے عداس! تو کس بستی کا رہنے والا ہے اور تیرا دین کیا ہے)

حضورؐ کے اس استفسار پر عداس نے کہا۔" میں نصرانی ہوں اور نینوی کا

Marfat.com

باشندہ ہوں"۔

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔

"آمِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى"۔

(کیا تم اس نیک شخص کی بستی کے رہنے والے ہو جس کا نام یونس بن متی تھا)

اس پر عداس نے حیرت و تعجب سے حضورؐ کی طرف دیکھا اور پوچھا "آپ کو کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا؟

اس سوال کے جواب میں آپؐ نے فرمایا۔

"ذَالِكَ اَخِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّ اَنَا نَبِيٌّ"

(وہ میرا بھائی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں)

حضورؐ کے یہ الفاظ سنتے ہی عداس آپؐ پر جھک گیا۔ پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ حضورؐ کا سر، آپؐ کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا تھا۔ باغ کے مالک دونوں بھائی عقبہ اور شیبہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ اس پر ایک بھائی نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا۔ ایسا لگتا ہے اس اجنبی نے عداس کو بگاڑ دیا ہے۔

عداس جب حضورؐ کو انگور کھلانے کے بعد لوٹا تو عقبہ نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔" ارے اے کم بخت عداس! یہ تجھے کیا ہو گیا تھا کہ تو اس شخص کے ہاتھ پاؤں اور سر چومنے لگا تھا"۔

اس پر عداس نے عقبہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے میرے آقا! قسم مجھے میرے خداوند کی۔ زمین پر کوئی بھی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ایسی باتیں بتائی ہیں جو ایک نبی کے سوا اور کوئی نہیں بتا سکتا"۔

اس پر عقبہ پھر بولا اور کہا۔" اے عداس مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ اور منحرف کر دے گا"۔

عداس نے رقت آمیز آواز میں جواب دیا اور بولا۔" اے آقا! ایسا معاملہ نہیں،

Marfat.com

سے یہ تو انسانوں کے اندر دین کی اصلاح کرنے والی ہستی ہے ۔ اس کے بعد عداس چپ چاپ دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا تھا ۔

روسائے طائف کے سلوک اور رویے سے مایوس ہو کر حضورؐ نے پھر مکّہ واپس جانے کا قصد کیا اور قرن المنازل، اشیلِ کبیر[1] اور الزیمہ سے ہوتے ہوئے آپ مکّہ کے قریب آئے اور شہر میں داخل ہونے کے بجائے آپ باہر ہی ایک جگہ رُک گئے ۔ آپؐ کو خدشہ تھا کہ طائف میں جو کچھ ان کے ساتھ سلوک ہوا اس کی خبریں مکّہ پہنچ چکی ہوں گی لہٰذا مکّہ کے کفّار اور ان کے سردار اور زیادہ بڑھ چڑھ کر انہیں ظلم وستم اور تضحیک و تمسخر کا نشانہ بنائیں گے ۔

اتنے میں ایک شخص مکّہ کی طرف جانے والا وہاں سے گزرا۔ وہ آپؐ کا جاننے والا تھا اور آپؐ کے قریب آکر جب رکا تو آپ نے اسے مخاطب کر کے کہا ۔

' جہاں میں تمہیں کہوں کیا وہاں تم میرا ایک پیغام پہنچا دو گے "۔

وہ شخص بولا۔" بہتر ہے ۔ میں پہنچا دوں گا اور اس پیغام کا جواب بھی واپس آکر آپؐ سے آن کہوں گا ۔"

حضورؐ نے فرمایا ۔" تو پھر ایسا کرو کہ مکّہ کے سردار اخنس بن شریک کے پاس جاؤ اور اس سے کہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو، تاکہ میں اللہ کا پیغام تمہیں سناؤں "۔

وہ شخص حضور کا یہ پیغام لے کر چلا گیا ۔ تھوڑی بعد وہ شخص واپس آیا اور آپؐ کو مخاطب کر کے اس نے کہا ۔

" میں نے آپؐ کا پیغام اخنس بن شریک کو پہنچایا اور آپؐ کے پیغام کا جواب اس نے

---

[1] اس مقام پر جب آپؐ قرآن مقدس کی تلاوت فرما رہے تھے تو جنوں کے ایک گروہ نے اس تلاوت کو سنا اور وہ آپؐ پر ایمان لے آئے تھے ۔ اس کے بعد حضورؐ جنات کی طرف تبلیغ و راہنمائی کے لیے تشریف لے جاتے رہے ۔

Marfat.com

یہ دیلہ ہے کہ میں چوں کہ عرب کا حلیف ہوں۔ اس لیے ان کی مخالفت میں آپؐ کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔"

حضورؐ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا: "کیا تم میری خاطر پھر جا سکتے ہو؟"

اس نے کہا۔ "ضرور جا سکتا ہوں۔"

آپؐ نے فرمایا: "تو پھر مکہ کے رئیس سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور اسے وہی پیغام دو جو تم نے اخنس بن شریک کو دیا ہے۔"

وہ شخص آپ کے پاس سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور آپؐ سے کہا: "میں نے آپؐ کا پیغام سہیل بن عمرو کو پہنچایا۔ اس نے جواب میں کہا ہے کہ میں بنی عامر بن لوی بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔"

حضورؐ نے پھر اس شخص سے پوچھا۔ "کیا تم پھر میری خاطر جا سکتے ہو؟"

اس نے جواب دیا "ضرور جا سکتا ہوں۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ "تو پھر مکہ کے رئیس مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو" محمدؐ تم سے کہتے ہیں۔ کیا تم مجھے پناہ دے سکتے ہو کہ میں اپنے رب کے احکام و پیام تمہیں سناؤں۔"

وہ شخص آپ کا پیغام لے کر جب مطعم بن عدی کے پاس گیا تو مطعم بن عدی نے جواب دیا۔ "ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں، حضور مکہ آ جائیں۔"

اس شخص نے یہ جواب حضورؐ کو جا سنایا اور اس جواب کے بعد حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے۔ جب کہ مطعم بن عدی اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کے ساتھ مسلح ہو کر حرم کعبہ میں آ جمع ہوئے تھے۔ تاکہ حضورؐ کا استقبال کریں۔

مکہ میں داخل ہونے کے بعد حضورؐ بھی وہاں حرم میں تشریف لائے۔

ابوجہل کو جب اس معاملے کی خبر ہوئی تو وہ بھی غصے اور غضب کا اظہار کرتا ہوا حرم میں داخل ہوا اور مطعم بن عدی کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ "اے ابن عدی! تم اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کے ساتھ اس مسلح حالت میں محمدؐ کے پیرو کار یا پناہ

Marfat.com

دینے والے بن کر حرمِ کعبہ میں داخل ہوئے ہو۔"

مطعم بن عدی نے کہا۔ "مَیں نے محمّدؐ کو پناہ دی ہے"۔ اس پر ابوجہل کو حضورؐ کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی اور مطعم بن عدی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "اے ابن عدی جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی"۔

اس طرح حضورؐ دوبارہ مکّہ میں مقیم ہو کر تبلیغ کے کام میں لگ گئے تھے۔

○

خیبر سے یثرب آنے کے تھوڑی دیر بعد سماک اپنے گھر میں بیٹھا اپنی ماں آمنہ اور ربیطہ کے ساتھ محوِ گفتگو تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ سماک اُٹھ کر باہر آیا اور جب اس نے گھر کا بیرونی دروازہ کھولا تو وہاں قطبہ بن عامر کھڑا تھا۔ اسے دیکھتے ہی سماک کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے سماک نے کہا۔ "اے ابن عامر! تم یوں اجنبیوں کی طرح گھر سے باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہو؟"

اس پر قطبہ نے بڑی عجلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابنِ خرشہ! مَیں بڑی جلدی میں ہوں۔ دراصل میں بنو خزرج کے ایک شخص ایاس بن معاذ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے خبر ملی کہ تم خیبر سے لوٹ آئے ہو تو میں بھاگا بھاگا تمہاری طرف چلا آیا۔ مَیں خبیب بن لیساف کو بھی اپنے ساتھ لے کر آتا لیکن وہ آج ہی صبح سوداگری کی غرض سے ایک تجارتی کاروان کے ساتھ ارضِ شام کی طرف چلا گیا ہے۔ رہا ابوقیس تو وہ اس وقت کوہستان سلع پر اپنا اور تمہارا ریوڑ چرا رہا ہے۔ لہٰذا جس نیک کام کے لیے مَیں نکلا ہوں۔ اس میں تم ہی میرا ساتھ دے سکتے ہو"۔

سماک نے غور سے قطبہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ "اے ابنِ عامر! تمہارا اشارہ کس نیک کام کی طرف ہے"۔

قطبہ نے سماک کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "تم پہلے میرے ساتھ ایاس بن

Marfat.com

معاذ کے پاس تو چلو۔ وہ بیمار ہے اور مر رہا ہے۔ اس کی موت کے بعد تو ہمیں کچھ حاصل نہ ہو گا۔

اس معاملے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ میں نے بنو خزرج کے ایک شخص سے سُنا ہے کہ ایاس بن معاذ اسلام قبول کر چکا ہے اور قریب المرگ ہے۔ بس میں اس کے پاس تمہیں لے جانا چاہتا ہوں تاکہ ہم اس سے اس معاملے کی تفصیل حاصل کر سکیں۔ اب جلدی کرو اور آؤ چلیں۔

سماک نے دروازے پر کھڑے ہی کھڑے زور سے پکارا "ربطہ! ربطہ! میں ذرا قطبہ بن عامر کے ساتھ جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر تک لوٹتا ہوں اور پھر سماک بن خرشہ اور قطبہ بن عامر بڑی تیزی سے ایک طرف بڑھنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک مکان کے سامنے رُک گئے اور قطبہ نے دروازے پر دستک دی۔ چند ہی لمحوں بعد ایک لڑکے نے دروازہ کھولا اور اسے مخاطب کر کے قطبہ نے پوچھا۔ "ہم دونوں ایاس بن معاذ سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس لڑکے نے کہا۔ "وہ میرے بڑے بھائی ہیں اور سخت علیل ہیں۔ اس وقت وہ دیوان خانے میں بسترِ علالت پر ہیں۔ وہ کسی سے ملتے نہیں تنہا پڑے رہتے ہیں۔ پر ٹھہریے! میں اُنہیں آپ دونوں کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے بلا لیا تو آپ ضرور ان سے مل لیجئے گا۔"

سماک نے فوراً اس لڑکے کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے میرے عزیز! اپنے بھائی ایاس بن معاذ سے کہنا کہ سماک بن خرشہ اور قطبہ بن عامر ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں تم سے ملنا چاہتے ہیں۔"

لڑکے نے ایک بھرپور عزم میں کہا۔ "آپ مطمئن رہئے میں ایسا ہی کہوں گا۔" اس کے بعد وہ لڑکا اپنے گھر کے دیوان خانے کی طرف چلا گیا تھا۔

چند ہی ثانیوں بعد اس لڑکے نے دیوان خانے کا بیرونی دروازہ کھولا اور سماک و قطبہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ آپ دونوں آئیے۔ اخی آپ کو

Marfat.com

بلا رہے ہیں" - اس لڑکے کے بلانے پر سماک اور قطبہ دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے - اندر ایاس بن معاذ بستر علالت پر دراز تھا -

سماک اور قطبہ اس کے بستر کے قریب ایک نشست پر بیٹھ گئے - جب وہ لڑکا اس کمرے سے نکل گیا تب ایاس بن معاذ حرکت میں آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا "تم دونوں کس کام اور کس ارادے کے تحت مجھ سے ملنے آئے ہو؟"

سماک بولا اور پوچھا - "اے ابنِ معاذ! ہم نے سنا ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم دونوں اسی سے متعلق معلومات حاصل کرنے آئے تھے -"

اس استفسار پر ایاس بن معاذ نے ایک بار غور سے ان دونوں کی طرف دیکھا - پھر اس نے کہا - "الحمدللہ! میں مسلمان ہوں اور اسلام قبول کر چکا ہوں"۔

قطبہ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا - "اے ابن معاذ! تم نے یہ بات کہہ کر ہمارا دل خوش کر دیا ہے - سنو میں اور سماک بھی مسلمان ہیں اسی بنا پر ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تم سے یہ جانیں کہ تم نے کیسے اسلام قبول کیا -"

قطبہ کے اس انکشاف پر ایاس بن معاذ خوش ہوا - چند ثانیوں تک وہ مسکرا مسکرا کر سماک اور قطبہ کی طرف دیکھتا رہا - پھر انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا - "اے میرے دینی بھائیو! تمہارے مسلمان ہونے کا سن کر مجھے بیحد خوشی ہوئی - میں ضرور تم دونوں کو بتاؤں گا کہ میں نے کیسے اور کب اسلام قبول کیا - سنو میرے عزیزو! میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں -

" تم دونوں جانتے ہو گے کہ جنگِ حاطب[1] سے قبل بنو خزرج کا ایک

---

[1] اوس اور خزرج میں بنو اوس کے حاطب کے قتل پر جو جنگ ہوئی تاریخ میں وہ جنگِ حاطب کہلاتی ہے -

Marfat.com

وفد اس غرض سے مکہ گیا تھا تاکہ وہ بنو اوس کے خلاف قریش کے ساتھ کوئی معاہدہ کرے اور اس وفد کا سردار ابوالحیسر[1] بن رافع تھا۔ میں بھی اس وفد میں شامل تھا۔ جب ہمارا وفد مکہ پہنچا تو رسول اللہ کو ابھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ لہٰذا حضورؐ ہمارے وفد کے پاس آئے اور ہم لوگوں کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا۔ "جس غرض سے تم لوگ یثرب سے مکہ آئے ہو اگر میں تم لوگوں کو اس سے بہتر بات بتا دوں تو کیا تم لوگ اسے قبول کر لو گے"۔

اس پر وفد کے لوگوں نے پوچھا۔ "وہ بہتر بات کیا ہے جو آپؐ ہم سے کہنا چاہتے ہیں"۔

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ "وہ بہتر بات یہ ہے کہ" میں[2] اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے تاکہ میں انہیں اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اللہ ہی کی پرستش کریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے"۔

اس کے بعد حضورؐ نے ہمارے وفد کے لوگوں کو اسلام کے ارکان سے متعلق تفصیل بتائی اور ہمارے سامنے اس کے بعد حضورؐ نے قرآن مقدس کی تلاوت بھی فرمائی۔

اے میرے دوستو! جس وقت حضورؐ نے ہمارے سامنے قرآن مقدس کی تلاوت فرمائی۔ اس وقت میری حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ میں ایسا محسوس کرنے لگا جیسے میرے شانوں سے مسافرت کی تھکن جاتی رہی ہو۔ حضورؐ کی آواز میں جھیلوں کا ٹھہراؤ اور سورج کا جلال تھا۔ ان کے انداز میں ایک سیرابی ایک آسودگی تھی۔

---

[1] علامہ طبری نے اس کا یہی نام تحریر کیا ہے۔

[2] ماخوذ از سیرت النبیؐ علامہ ابن ہشام۔ تاریخ ابن خلدون اور تاریخ طبری

Marfat.com

اور اے میرے عزیزو ! اس موقع پر میں ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے میں آگ کے دریا اور لہو کی ندیوں سے نکل کر خوشبو کے تبسم اور رنگین ہنسی میں کھو گیا ہوں ۔ میرے اندر ظلمتِ شب کا طلسم منزل کی بشارتوں اور گمراہی کے اندھیرے نورِ صبح کی ہدایت میں بدل گئے تھے ۔ میرے بدن کی خاک کے اندر تہوں کا جمال اور میری نظروں کے غبار میں ارض و سما کے قافلے رواں ہو گئے تھے ۔ میرے اندر بے دینی کی ہر سمت بے سمت اور بدی کی ہر ویرانی بے لباس ہو کر رہ گئی تھی ۔ میری رگ و پے میں نیکی کے گرداب اور طوفان اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔

جب حضورؐ نے قرآن مقدس کی تلاوت ختم کی تو میں اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور میں نے وفد کے سردار اور دیگر اراکین کی پرواہ کیے بغیر حضورؐ کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا ۔ "بے شک[1] ! یہ بات اس بات سے بدرجہا بہتر ہے جس کے لیے ہم یثرب سے مکّہ آئے ہیں ۔"

اے میرے دوستو ! جانتے ہو میری اس بات کا وفد کے اندر کیا ردِّ عمل ہُوا ۔ وفد کے سردار ابو الحیسر بن رافع نے کنکریاں اپنی مٹھی میں بھر کر میرے مُنہ پر دے ماریں اور کہا تم خاموش رہو ۔

ابو الحیسر کے اس رویّے سے حضورؐ تو وہاں سے چلے گئے لیکن میری حالت بدل چکی تھی ۔ خدائے خلاق کے پیغام اور حضورؐ کے صوت و آہنگ سے میرے اندر کا انسان بدل چکا تھا ۔ میری روح میں بدی اور گمراہی کی تاریکیاں چننے والی نیکی کی شمعیں بے لباس ہو کر روشن ہو گئی تھیں ۔ لہٰذا اے میرے عزیزو اپنے وفد کے اراکین سے چوری چوری میں نے مکّہ ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور اب میں الحمد اللہ مسلمان ہوں ۔"

---

[1] علامہ ابن ہشام نے ایاس بن معاذ کے یہی الفاظ تحریر کیے ہیں ۔

Marfat.com

ایاس بن معاذ کے خاموش ہونے پر سماک نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔
"اے ابن معاذ! کیا تم ہمیں حضورؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں سے متعلق کچھ بتاؤ گے اور کیا تم اس بات پر بھی روشنی ڈالو گے کہ ان سرزمینوں کے اندر مسلمانوں اور اسلام کا مستقبل کیا ہو گا۔"

سماک کے اس استفسار پر ایاس بن معاذ تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا۔ "اے میرے دینی بھائیو! حضورؐ تو غار سے نکلنے والا ایک ایسا ستارہ ہیں، احساس کی تنہائیوں کے اندر گم گشتہ مسافروں کی راہنمائی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ آپؐ تو گناہوں کے کھنڈرات کے اندر طلوع ہونے والے اس مہتاب زرنگار کی طرح ہیں جو اپنی دودھیا چاندنی سے زمین کی تیرہ شبی کو نور و روشنی بخش کر شبِ تاریک کی روداد کو انجام دیتا ہے۔ آپؐ اجالوں کے پیغامبر، نجاتِ بنی نوع انسان، صداقت کی قندیل، مسرت کی تنویر اور آدمیت کی تقدیر ہیں۔ آپؐ کے شیشے جیسے احساسات و افعال بیماروں کا علاج اور ڈسنوں کا تریاق ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے آپؐ پر ایمان لانے والوں کا تو وہ ظلمتِ جہلِ باطل میں انقارۂ نقیب کی طرح سربلند۔ کفّار کے جبر و جور کے سامنے عجز و صبر کی معراج، حیرت کے دوراہے پر لمحاتِ طرب اور شامِ الم میں نغماتِ مسرت کی مانند ہیں۔ وہ حمایتِ مظلوم میں فلک بوس اور باطل کی سرکشی کے خلاف انقلابِ نو کی علامت ہیں۔ گو وہ کفّار و مشرکین کے نرغے میں گھرے ہوئے ہیں اور ان کے لیے ہر گام ایک آزمائش اور ہر موڑ ایک امتحان ہے پھر بھی وہ پیکرِ مہر و وفا، محبت کے پیغامبر اور روشنی کے سفیر بن کر اللہ کے اتباع اور حضورؐ کی حمایت میں ہمہ وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ کاش میں ہمیشہ کے لیے مکّہ میں رہ سکتا اور وہیں مجھے میری موت نصیب ہوتی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میں جتنے دن مکہ میں رہا وہاں کی فضائیں

Marfat.com

میرے لیے اجنبی اور صورتیں بیگانہ نہ تھیں۔ کاش میں وہیں اپنے دینی بھائیوں کے اندر مر سکتا۔ آہ! میں تو اسی کارواں کی بچھڑی ہوئی ایک اکائی ہوں"۔

ایاس بن معاذ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر سماک اور قطبہ کو دوبارہ مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔

"اے میرے عزیزو! میرا دل کہتا ہے کہ میں اس علالت سے بچ نہ سکوں گا میرے ایک نوجوان کا خیال رکھنا، اس کا نام سلیمان ہے۔ وہ ایرانی ہے اور مشہور یہودی رئیس غزال بن شمویل کا غلام ہے وہ اسلام کی طرف مائل ہے اور بڑی بے چینی کے ساتھ حضورؐ سے ملنے کا منتظر و متمنی ہے۔ وہ اکثر مجھ سے ملتا رہا ہے اور میں اسے اپنے دین کی باتیں بتاتا رہا ہوں۔ ایران سے نکل کر وہ مختلف شہروں میں دھکے کھانے کے بعد حضورؐ ہی کی تلاش میں یثرب پہنچا ہے اور اب ابن شمویل کا غلام ہے"۔

سماک نے بڑی نرمی کے ساتھ ایاس بن معاذ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "اے ابن معاذ! اس سلیمان سے تو ہم ابھی ابن شمویل کے باغ میں جا کر مل لیتے ہیں۔ پہلے یہ کہو کہ اس بیماری میں تمہیں ہماری طرف سے کسی شے کی ضرورت ہو تو بلا تکلف کہو"۔

ایاس بن معاذ نے بڑی انکساری میں کہا۔ "تم دونوں بھائیوں کی مہربانی میں کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میری خواہش ہے کہ تم دونوں ابھی ابن شمویل کے باغ میں جا کر سلیمان سے مل لو اور سنو اس کے وہ حالات جن کے تحت وہ ایران سے یہاں پہنچا ضرور سننا۔ قسم خداوندِ واحد کی اس کے حالات بڑے عبرت خیز اور درس آمیز ہیں"۔

ایاس بن معاذ کے کہنے پر سماک اور قطبہ اپنی جگہوں پہ اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس سے مصافحہ کرنے کے بعد دیوان خانے سے نکل گئے تھے۔

○

Marfat.com

تھوڑی دیر بعد سماک اور قطبہ غزال بن شمویل کے باغ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا ایک جوان ننگی زمین پر ایک کھجور تلے لیٹا ستا رہا تھا۔ سماک اور قطبہ کے قدموں کی آہٹ پا کر وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ قریب آ کر سماک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"میرا نام سماک بن خرشہ اور میرے اس ساتھی کا نام قطبہ بن عامر ہے۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تم غزال بن شمویل کے غلام سلیمان ہو"

اس جوان نے خوش طبعی میں کہا "میں ہی سلیمان ہوں اور سماک بن خرشہ کا نام بھی میرے لیے اجنبی نہیں ہے کیوں کہ ایک کھوجی کی حیثیت سے یہ نام ان سرزمینوں کے اندر بڑی شہرت اور ناموری رکھتا ہے۔ کہو میں تم دونوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"

سماک اور قطبہ دونوں سلیمان کے سامنے اس کھجور تلے ننگی زمین پر بیٹھ گئے پھر سماک بولا اور کہا۔ "ہم دونوں ابھی ابھی ایاس بن معاذ سے مل کر آ رہے ہیں وہ ہمارا دینی بھائی ہے۔ اس نے ہمیں تمہارا خیال رکھنے کی تلقین کی ہے اور تم سے تمہاری زندگی کے عبرت خیز حالات سُننے کو کہا ہے۔

لہذا اب میرے دوست! کہو تم کیسے اور کیوں کر ایران کی سرزمین سے نکل کر اور مختلف شہروں میں دھکے کھانے کے بعد یہاں یثرب میں آ کر غلامی کرنے پر مجبور ہوئے"

سلیمان چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ پھر کہا "آہ! یہ حالات خاصے طویل اور اذیت ناک ہیں۔ پر اس وقت میرا ستانے کا وقت ہے اور میرا آقا آرام کرنے اپنے گھر گیا ہوا ہے۔ لہذا میں اپنے حالات تم دونوں سے ضرور کہوں گا۔

سنو صاحبو! میں ایران کے شہر اصفہان کی ایک بستی جیّ کا باشندہ ہوں میرے باپ اس بستی کے ایک کسان تھے اور تمام مخلوقِ خدا سے میں انہیں زیادہ

Marfat.com

عزیز اور پیارا تھا اور میرے ساتھ ان کی محبت اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ مجھے ہمہ وقت گھر میں اس طرح مقید رکھتے جس طرح ایک لڑکی کو چار دیواری کے اندر بند رکھا جاتا ہے۔

میں مجوسیت اور آتش پرستی کا قائل تھا اور اس مذہب میں اس قدر کوشش، محنت اور جد وجہد میں نے کی کہ میں آتش کدے کے ان خدام میں شامل کر دیا گیا جو آتش کدے میں آگ کو ہمیشہ روشن رکھتے ہیں اور گھڑی بھر کے لیے بھی اسے بجھنے نہیں دیتے اور میں اپنے اس حال میں خوش اور مگن تھا۔ میرے باپ کے پاس کاشتکاری کی بڑی زمین تھی۔ جس سے اس قدر آمدنی ہو جاتی تھی جو انسان کو دُنیاوی تفکرات سے آزاد کر دیتی ہے۔

ایک روز میرے باپ نئے مکان کی تعمیر میں لگ گئے اور مجھ سے کہا کہ میں اس مکان کی تعمیر کی وجہ سے کھیتوں اور باغات کی دیکھ نہیں کر سکتا۔ لہذا تم جاؤ اور اپنی زمینوں کا چکر لگا کر آؤ اور یہ بھی تلقین کی کہ وہاں رُک نہ جانا۔ کیونکہ اگر وہاں تم رُک گئے تو زمین، کھیت اور باغات کی نسبت مجھے تمہاری فکر زیادہ ہو گی۔

اپنے باپ کی ہدایت کے مطابق میں زمین کی طرف جانے کے لیے اپنے گھر سے نکلا۔ راستے میں میرا گزر نصرانیوں کے کلیسا سے ہُوا۔ وہ اس وقت عبادت کر رہے تھے۔ میں ان نصرانیوں کے حالات اور ان کے طریقۂ عبادت سے قطعی طور پر بے خبر تھا۔ کیونکہ میرے والد تو ہر وقت مجھے گھر میں ہی بند رکھا کرتے تھے۔ جب میں نے اس کلیسا کے اندر ان نصرانیوں کو عبادت کرتے دیکھا تو مجھے ان کا عبادت کرنے کا طریقہ بے حد پسند آیا۔ لہذا مجھے ان سے متعلق جاننے کی رغبت ہوئی اور میں نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔

"قسم یزدان کی، یہ نیا دین اس دین سے بہتر ہے جس کا میں پیروکار ہوں۔

Marfat.com

پھر اس نئے دین کی رغبت نے مجھے اپنی طرف مائل کیا اور میں کھیتوں کی طرف جانا بھول ہی گیا اور اسی کلیسا میں پڑا رہا۔

کلیسا میں قیام کے دوران میں نے ایک نصرانی سے پوچھا "تمہارے اس دین میں شامل ہونے کے لیے مجھے کہاں جانا ہوگا؟"

اس پر اس نصرانی نے بتایا کہ اس کے لیے تمہیں ارضِ شام کا رُخ کرنا ہوگا۔

اس کے بعد شام کے قریب میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ جب کہ میرے باپ نے اس سے قبل ہی میری تلاش میں کچھ آدمیوں کو روانہ کر دیا تھا۔ جب میں گھر میں داخل ہوا تو میرے والد نے فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ "اے میرے بیٹے! تم کہاں تھے۔ جب کہ میں نے تمہیں بتایا بھی تھا کہ کھیت و باغات کی نسبت میں تمہارے متعلق زیادہ فکرمند رہوں گا۔"

اس موقع پر میں نے اپنے باپ سے سچ کہہ دیا کہ میرا گزر نصرانیوں کے کلیسا سے ہوا۔ وہاں وہ لوگ عبادت کر رہے تھے اور یہ کہ مجھے ان کا دین ایسا پسند آیا کہ میں شام تک ان کے پاس کلیسا ہی میں پڑا رہا۔

میرے باپ کو میرا یہ سچ تو اچھا لگا۔ پر انہوں نے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا۔ "اے میرے فرزند! نصرانیوں کے اس دین میں کوئی بہتری نہیں۔ تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا دین نصرانیوں کے اس دین سے بہتر ہے۔"

اس نصیحت کے جواب میں اپنے باپ کے خیالات کی مخالفت کرتے ہوئے میں نے کہا۔ "اے میرے باپ! ایسا نہیں ہے۔ بلاشبہ نصرانیوں کا دین ہمارے دین سے بہت بہتر ہے"۔

اس پر میرا باپ بگڑ گیا۔ مجھے نصرانی دین میں دلچسپی لینے پر دھمکانے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر مجھے گھر میں قید کر دیا۔

میں نے اپنے گھر کے ایک غلام کو اپنے ساتھ ملایا اور کلیسا کے نصرانیوں کو اپنے سارے حالات کہلوانے کے علاوہ میں نے انہیں غلام کے ہاتھ یہ پیغام

Marfat.com

بھی بھجوایا کہ ارضِ شام کی طرف سے اگر کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع کرنا میں اس قافلے کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ میری خوش بختی کہ چند ہی دن بعد کلیسا والوں نے مجھے ایک شامی قافلے کے آنے کی اطلاع کی۔ میں نے پھر کلیسا والوں کو کہلوا بھیجا کہ جب قافلہ اپنا تجارتی لین دین مکمل کر کے واپسی کا ارادہ کرے تب مجھے اس کی اطلاع کرنا۔ پس کلیسا والوں نے مجھے اس وقت اطلاع کی جب وہ قافلہ واپس لوٹنے کی تیاری میں تھا۔

اس پر اپنے غلام کی مدد سے میں نے اپنے آپ کو ان آہنی بیڑیوں سے آزاد کرا لیا جن میں کہ میرے باپ نے مجھے گھر کے اندر جکڑ کر اسیر بنا رکھا تھا۔ گھر سے بھاگ کر میں کلیسا کی طرف گیا اور وہاں سے قافلے میں شامل ہو کر میں ارضِ شام کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ارضِ شام پہنچ کر وہاں کے نصرانیوں سے میں نے پوچھا کہ تمہارے دین میں اس وقت یہاں علم کے لحاظ سے کون بہتر ہے؟

انھوں نے کہا۔" مقامی کلیسا کا اسقف"۔

اس پر میں اس اسقف کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے بتایا کہ مجھے تمہارے دین کی رغبت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ اس کلیسا میں رہوں۔ تمہاری خدمت کروں۔ تمہارے ساتھ عبادت کروں اور اس دین سے متعلق تم سے کچھ سیکھ لوں۔"

وہ اسقف مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس طرح میں اس اسقف کے ساتھ رہنے لگا تھا۔ وہ اسقف ایک لالچی اور برا آدمی تھا۔ لوگوں کو وہ صدقات دینے کی تلقین کرتا اور انہیں اس کی طرف بڑی رغبت دلاتا تھا۔ جب لوگ کچھ نہ کچھ جمع کر کے صدقات کی صورت میں اس کے پاس لاتے تو اسقف اس رقم کو اپنی ذات کے لیے جمع کیے رکھتا مسکینوں اور ضرورت مندوں پر کچھ خرچ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس اسقف نے اپنے پاس کلیسا میں سات مٹکے

Marfat.com

سونا چاندی جمع کر رکھا تھا۔

میں اب اس اسقف سے نفرت کرنے لگا تھا۔ تاہم میں دل و جان سے اس کی خدمت کرتا رہا اور اس سے اس دین سے متعلق معلومات اور علوم حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اسقف مر گیا۔

جب نصرانی لوگ اسے دفن کرنے کے لیے وہاں جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا: "یہ اسقف تو بڑا ہی بُرا آدمی تھا۔ تمہیں صدقے کا حکم دیتا اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقات لے کر آتے تو یہ شخص ان صدقات کو اپنے خزانے میں جمع کر دیا کرتا تھا اور اس میں سے کچھ بھی وہ مسکینوں اور حاجت مندوں پر خرچ نہ کیا کرتا تھا۔"

اس پر نصرانیوں نے مجھ سے پوچھا: "تجھے ان باتوں کی کیا خبر؟"

میں نے ان پر انکشاف کیا کہ میں تو تمہیں اس اسقف کا خزانہ بتا سکتا ہوں۔ جو تم لوگوں سے صدقات لے کر وہ جمع کرتا رہا ہے۔ تب میں نے ان لوگوں کو اس جگہ کی نشان دہی کر دی جہاں مرنے والا وہ اسقف اپنا خزانہ رکھتا تھا۔ انہوں نے وہاں سے سونے چاندی کے سات مٹکے نکال لیے اور میری دیانت داری پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

مرنے والے اسقف کو انہوں نے دفن کرنے کے بجائے صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بعد اس پر انہوں نے شدید سنگباری کی۔ پھر ایک شخص کو لا کر انہوں نے اسے کلیسا کے اندر مرنے والے کی جگہ اسقف مقرر کر دیا تھا۔

یہ نیا اسقف انتہائی نیک انسان تھا۔ ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہنے والا تھا۔ اور میں نے اپنی زندگی میں اس سے بڑھ کر دنیا سے روکش، آخرت کی طرف راغب اور رات دن کی عبادت کا پابند شخص کبھی نہ دیکھا تھا۔ پس میں اس سے محبت کرنے لگا اور ایسی محبت میں نے پہلے کبھی کسی سے نہ کی تھی میں دل و جان سے اس اسقف کی خدمت کرنے لگا اور اس سے علوم حاصل کرتا رہا۔

Marfat.com

Marfat.com

اسقف نے مجھے تمہاری نشاندہی کی تھی اور مرتے وقت نصیحت کی تھی کہ میں تیرے پاس جاؤں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ بھی مذہب میں اس کے ہم خیال ہیں۔ اس پر موصل کا وہ اسقف بے حد خوش ہوا اور اس نے مجھے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔

میں نے اس اسقف کو مرنے والے اسقف کا نہ صرف بہترین ہم خیال پایا بلکہ وہ اس جیسا مہربان، شفیق اور دیانت دار بھی تھا۔ میں کچھ عرصہ اس کے پاس بھی رہا۔ یہاں تک کہ وہ بیمار پڑا اور جب میں نے دیکھا کہ وہ مرنے والا ہوگیا ہے تو میں نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے مہربان اسقف! مجھے ایک دوسرے بزرگ نے تیرے پاس آنے اور رہنے کی وصیت کی تھی۔ اب جب کہ میں دیکھتا ہوں تو علیل ہے اور مرنے کے قریب ہے تو اس موقع پر تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے؟"

اس پر اس اسقف نے کہا۔ "اے فرزند عزیز! میں صرف ایک شخص کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا جو اس دین پر ہو جس پر میں ہوں اور یہ شخص جو میرے جیسے دین پر ہے وہ نصیبین[1] کے سب سے بڑے کلیسا کا اسقف ہے۔ پس میرے بعد تم اسی کے پاس چلے جانا۔"

چند دن کے بعد یہ اسقف مرگیا تو میں نصیبین شہر پہنچا اور جو وصیت مرنے والے نے کی تھی وہاں کے اسقف کو کہہ سنائی۔ اس نے کہا تم بخوشی میرے پاس رہو۔ لہٰذا میں اس اسقف کے پاس رہنے لگا۔

---

[1] نصیبین کسی زمانے میں دوآبہ دجلہ و عراق کے شمالی حصے کا ایک مشہور شہر تھا۔ آج کل جمہوریہ ترکی میں شامل ہے اور شامی سرحد کے قریب ہے۔ دریائے خابور اسی کے پاس سے ہی نکل کر دریائے فرات میں گرتا ہے۔ ترکی کو جانے والی ریلوے پر یہ ایک اسٹیشن بھی ہے۔

Marfat.com

کسی کے پاس جانے کی وصیت کرتا رہا۔ لہٰذا اب تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو۔ اس پر وہ شخص بڑا ملول، دِل گیر اور مغموم ہوا۔ سر جھکائے نہ جانے وہ کیا سوچتا رہا۔ پھر مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے فرزند! قسم خداوند کی مَیں اس قدر لوگوں میں سے کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو میری اور میرے مرنے والے پہلے ساتھیوں کی طرح راستی پر ہو اور جس کے پاس جانے کی مَیں تمہیں وصیت کر سکوں۔ گویا جسطرح تُو ایک کے بعد دوسرے کے ہاں جاتا رہا ہے اس طرح اَب کوئی اور ایسا شخص نہیں رہا جس کے پاس میں تمہیں جانے کے لیے کہہ سکوں۔ ہاں ایک نبی کا زمانہ ضرور قریب آلگا ہے اور وہ دینِ ابراہیمیؑ پر مبعوث ہونے کو ہے۔ اس کا ظہور عرب کی سرزمین میں ہوگا اور اس کی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں[ف] والی زمینوں کے درمیان ہوگی۔ ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے اور جو علامتیں اس نبیؐ میں ہوں وہ چھپ نہ سکیں گی۔

وہ نبیؐ ہدیہ کھائے گا پر صدقہ نہ کھائے گا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان میں مُہرِ نبوت ہوگی۔ اگر تُو ان شہروں کی طرف جانے کی سکت رکھتا ہے تو میرے بعد ان ہی سرزمینوں اور شہروں کی طرف چلے جانا جن کے اندر وہ نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ پس اپنی موت سے پہلے مَیں تمہیں اسی آنے والے نبیؐ کی طرف جانے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے بعد عموریہ شہر کا وہ اسقف بھی مر گیا اور دفن کر دیا گیا۔

ف اصل میں کالے پتھروں کے لیے لفظ حرتین استعمال ہوا ہے۔ یعنی دو حرے یا دو کالے پتھروں کا سلسلہ۔ مدینۃ النبیؐ دو حروں (دو کالے پتھروں) کے درمیان ہے جو شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک کا نام حرہ واقم اور دوسرے کا نام حرہ دیرہ ہے۔ گویا کالے پتھر مدینہ کے دونوں جانب دیوار کی صورت موجود ہیں۔

Marfat.com

پھر کچھ دنوں تک میں عموریہ شہر میں ہی پڑا رہا اور سوچتا رہا کہ مجھے اب کن سر زمینوں کا رخ کرنا ہے کیوں کہ مرنے والے نے تو کہا کہ اس آنے والے نبی کی ہجرت گاہ دو حروں (کالے پتھروں) والی زمین کے درمیان ہو گی اور وہاں کھجور کے بڑے درخت بھی ہوں گے۔ اب میں اس تفکر اور تردد میں پڑ گیا تھا کہ ایسی سر زمین کو میں کہاں اور کس جگہ تلاش کروں۔ اتفاق سے ایک روز عموریہ شہر میں بنو کلب کے چند تاجر خیمہ زن ہوئے۔ وہ اپنا تجارتی لین دین کرنے کے بعد عرب کی سرزمین کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ عرب کی سرزمین کی طرف لے چلو اور اس کے بدلے میں تمہیں اپنی ساری گائیں اور بکریاں دے دوں گا۔

میری اس پیش کش پر انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ مجھے انہوں نے اپنے ساتھ ایک سواری پر بٹھا لیا اور اس طرح عربوں کے اس تجارتی کارواں کے ساتھ میں عموریہ سے عرب کی طرف کوچ کر گیا۔ اس طرح میں بڑے شوق و جستجو کے ساتھ اس نبیؐ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تھا جس کی مجھے نشاندہی کی گئی تھی۔

جب یہ تجارتی کاروان وادی القریٰ میں پہنچا تو اس تجارتی کارواں کے لوگوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا وہاں مجھے انہوں نے وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ یوں میں ایک غلام کی حیثیت سے اس یہودی کے ہاں کام کرنے لگا۔

میں نے جب اس وادی کے اندر نخلستان دیکھے تو مجھے کچھ امید ہوئی کہ شاید یہ وہ سرزمین ہو جو آنے والے نبیؐ کا دارالہجرت کہلائے گی لیکن اس بستی اور اس کے ماحول نے میرے دل پر کوئی ایسا خوشگوار اثر نہ کیا جس پر مجھے یقین ہو جاتا کہ یہ وہی جگہ ہے جس کے لیے میں پریشان حال اور سرگرداں ہوں۔" یہاں تک کہنے کے بعد سلیمان نام کا وہ جوان تھوڑی دیر کے لیے

Marfat.com

خاموش ہُوا پھر وہ سماک اور قطبہ کو مخاطب کر کے دوبارہ کہہ رہا تھا۔
"اے میرے عزیزو! چند ہی دن بعد ایسا ہُوا کہ میرا موجودہ آقا جس کا تعلق یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ سے ہے یہ یثرب سے وادی القریٰ پہنچا اور یہ میرے پہلے آقا کا چچا زاد بھائی ہے۔ اس نے مجھے اپنے چچا زاد بھائی سے خرید لیا اور مجھے غلام بنا کر یہ وادی القریٰ سے یثرب لے آیا۔ یثرب میں آ کر جب میں نے دیکھا کہ یہ شہر تو سیاہ پتھروں کی دو دیوار نما چٹانوں کے درمیان ہے اور اس میں کھجور کے درخت بھی بہتات سے ہیں تو مجھے اس قدر خوشی ہوئی جس کا بیان کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہی وہ شہر ہے جو آنے والے نبیؐ کا دارالہجرت بنے گا۔ اس لیے کہ اس شہر کے اندر وہ ساری نشانیاں موجود ہیں جو عموریہ شہر کے مرنے والے بزرگ نے مجھے بتائی تھیں۔
اب گو میں بنی قریظہ کے اس یہودی غزال بن شمویل کا غلام ہوں۔ لیکن مجھے کوئی دکھ اور افسوس نہیں بلکہ میں خوش ہوں کہ میں اس نبیؐ کے دارالہجرت پہنچ گیا ہوں۔ پھر جب یہ ایاس بن معاذ مکہ سے لوٹا اور مجھے اس نے حضورؐ کی زندگی کے حالات سُنائے تو میرا یقین اور پختہ ہو گیا۔ اب میں حضور کا منتظر ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ایک روز وہ مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے اور میں ان کو دیکھوں گا بلکہ ان پر ایمان لا کر اُخروی دولت سے مالا مال ہو جاؤں گا۔"
اے میرے دوستو! یہ ہیں میری زندگی کے وہ حالات جن کے سنانے کا تم دونوں نے تقاضا کیا تھا۔ میں اب غلام ہوں لیکن اپنی اس موجودہ حالت میں خوش ہوں۔
سلیمان کی اس گفتگو کے جواب میں سماک کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک نوجوان بھاگا بھاگا اس باغ میں داخل ہُوا اور اُن کے قریب آ کر اس نے کہا "میں بڑے دُکھ اور افسوس کے ساتھ تم تینوں کو یہ بتاتا ہوں کہ ایاس بن معاذ فوت ہو گیا ہے اور اپنی موت کے وقت اس نے تم تینوں کو بہت یاد کیا اور ہمیں یہ بھی بتایا کہ تم تینوں اس وقت بنو قریظہ کے غزال بن شمویل کے باغ میں ہو گے اور

Marfat.com

اس نے زور دے کر یہ بھی کہا تھا کہ اس کی موت کی اطلاع تم تینوں کو کی جائے۔ میں مرنے والے ایاس بن معاذ کا چچیرا بھائی ہوں اور یہی اطلاع تم تینوں کو دینے آیا ہوں"۔

اس پر سماک، قطبہ اور سلیمان اپنی اپنی جگہوں پر اُٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس نوجوان کے ساتھ ایاس بن معاذ کے گھر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

O

طائف سے واپسی کے بعد حضورؐ نے مکہ شہر میں داخل ہونے والے قبائل اور شہر کے اطراف میں مختلف قبائل کو تبلیغ کرنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ ایک روز آپؐ ایک ایسے قبیلے کے پڑاؤ میں داخل ہوئے جو اطراف و اکناف سے سفر کر کے مکہ کے نواح میں خیمہ زن ہوا تھا۔

آپؐ اس قبیلے میں داخل ہوئے اور ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں تبلیغ کرنے کی خاطر حضورؐ نے فرمایا۔

"اے قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھہرائی ہوئی ہستیوں کو، جن کی کہ تم لوگ پرستش کرتے ہو چھوڑ دو۔ مجھ پر ایمان لاؤ مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو کہ اللہ نے جو چیزیں دے کر مجھے بھیجا ہے انہیں میں صاف صاف بیان کر دوں"۔[۱]

جب آپؐ اپنی تقریر سے فارغ ہوئے تو اسی وقت قبائل کے اس مجمع کے سامنے ایک شخص نمودار ہوا۔ جو بھینگا اور سُرخ و سفید تھا جس کے بالوں کی دو

---

[۱] یہ اس عربی متن کا ترجمہ ہے جو علامہ ابن ہشام نے سیرت النبیؐ کی جلد اوّل کے صفحہ ۲۷۰ پر بیان کیا ہے۔

Marfat.com

چوٹیاں تھیں اور سر پہ وہ عدنی حُلّہ پہنے ہوئے تھا۔ یہ ابو لہب تھا اور قبائل کے ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے قبیلے والو! یہ شخص جو ابھی ابھی تمہارے سامنے تقریر و تبلیغ کر کے ہٹا ہے یہ تمہیں اس امر کی طرف دعوت دیتا ہے کہ تم لوگ اپنی گردنوں سے لات و عزیٰ کا جُوا نکال پھینکو۔ یہ چاہتا ہے جو تمہارے حلیف ہیں ان سے تم الگ ہو کر جو بدعت و گمراہی یہ شخص لایا ہے تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ پس اے لوگو! میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا اور اس کی باتیں سُن کر ہرگز ان پہ عمل نہ کرنا"۔

اس کے بعد جب حضورؐ وہاں سے روانہ ہوئے تو ابو لہب بھی ان کے پیچھے ہو لیا تاکہ جہاں بھی جا کر وہ تبلیغ کریں وہ ان کا رد کر سکے۔ اس طرح ابو لہب نے یہ طریقہ بنا لیا تھا کہ حضورؐ کے پیچھے پیچھے رہتا اور آپ کی باتوں کی مخالفت کرتا رہتا تھا۔ اس صورتِ حال سے تنگ آ کر حضورؐ نے مکہ کے اطراف میں جو قبائل آباد تھے ان میں جا کر تبلیغ کا کام کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اس مقصد کے لیے آپؐ پہلے بنی کندہ میں داخل ہوئے۔ اس قبیلے کے سردار کا نام ملیح تھا۔ حضورؐ نے اسے اللہ کی طرف دعوت دی لیکن ملیح اور اس کے قبیلے والوں نے حضورؐ کی اس دعوتِ تبلیغ کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ بنو کنانہ سے نکل کر آپؐ بنو کلب کی ایک شاخ بنی عبداللہ میں داخل ہوئے اور انہیں مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا۔

يَا بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحْسَنَ اِسْمَ اَبِيْكُمْ

اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا نام دیا ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے قبیلے کو اللہ کی طرف بلایا۔ لیکن بنی عبداللہ نے بھی آپؐ

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ

Marfat.com

کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس کے بعد ایک روز آپؐ بنو حنیفہ کی قیام گاہوں میں داخل ہوئے اور انہیں آپؐ نے اللہ کی طرف دعوت دی لیکن آپؐ کی اس دعوتِ اسلام کے جواب میں بنو حنیفہ نے جو حضورؐ کو جواب دیا وہ عرب قبائل میں سے اس دعوتِ اسلام کے سلسلے میں سب سے بڑا اور بدترین جواب تھا۔

بنو حنیفہ کے بعد ایک روز حضورؐ بنی عامر کی قیام گاہوں میں تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اس تبلیغ کے بعد بنی عامر کا ایک نوجوان کہ نام جس کا ابن فراسؔ تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اگر میں اس قریشی جوان کو اپنے ساتھ ملا لوں تو اس کے ذریعے سے میں سارے عرب کو ہضم کر جاؤں"۔

پھر اس ابن فراس نے حضورؐ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "اگر آپؐ کے پیش ہوئے دعوے پر ہم آپؐ سے بیعت کر لیں اور جب اللہ آپ کو ان لوگوں پر غلبہ عطا کر دے جو اس وقت آپؐ کی مخالفت کر رہے ہیں تو پھر کیا آپؐ کے بعد ان سرزمینوں کی حکومت ہمیں ملے گی"۔

اس سوال کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا "حکومت تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے دے۔"

حضورؐ کے اس جواب پر ابن فراس بولا۔ "ہم تو آپؐ کی حفاظت کے کے لیے اپنے گلے عرب کے تیروں کا نشانہ بنوائیں اور جب اللہ آپؐ کو فتح نصیب کرے تو حکومت ہمیں ملنے کے بجائے غیروں کو ملے۔ اس بنا پر ہمیں آپؐ کی ضرورت نہیں۔" اس طرح بنو عامر نے بھی دعوتِ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

ؔ علامہ ابن ہشام نے اس شخص کا یہی نام تحریر کیا ہے۔

Marfat.com

حضورؐ سے یہ دعوتِ اسلام سننے کے بعد بنی عامر کے لوگ جب اپنی بستیوں اور گھروں میں داخل ہوئے تو وہ لوگ جو اس تبلیغ کو نہ سن سکے تھے اور اپنے گھروں میں رہ گئے تھے انہوں نے جب اس تبلیغ اور دعوت سے متعلق دریافت کیا اور انہیں جو بتایا گیا کہ ایک قریشی جو بنی مطلب میں سے ہے آیا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دے رہا تھا کہ ہم اسے اس کے دشمنوں سے بچائیں۔ اس کی حفاظت کریں اور اپنی بستی میں لے آئیں۔ پر ہم نے ایسا کرنے اور اس کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اس بیان پر بستی کا ایک بوڑھا اٹھا اور اس نے بلند آواز میں اپنے قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بنی عامر! تم نے اس کی دعوت سے انکار کر کے ایک بہت بڑی کوتاہی کی ہے کیا اس کوتاہی کی کوئی تلافی ممکن ہے؟ کیا گزرا ہوا موقع واپس آسکتا ہے اور کیا تم نے اس سے متعلق غور کیا ہے کہ اس کی دعوت سے انکار کا کیا نتیجہ ہوگا۔

اے بنی عامر! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تمہیں دعوت دینے والے اس شخص کا تعلق بنی اسمٰعیلؑ میں سے ہے اور اب تک بنی اسمٰعیل میں سے کبھی بھی کسی نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ نہیں کیا۔ بلاشبہ اے بنی عامر! وہ شخص سچا ہے۔ آہ تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی"۔

بہرحال قبائل کی اس مخالفت اور انکار کے باوجود حضورؐ نے ان کے اندر دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

○

ایک روز سماک اپنی ماں آمنہ اور منگیتر ربیطہ کے ساتھ صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوا ہی تھا کہ گھر کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی۔ سماک نے اپنے کندھے پر رکھے ہوئے انگوچھے سے منہ صاف کیا۔ پھر اس نے اٹھ کر جب اپنی حویلی کا بیرونی دروازہ کھولا تو اس نے دیکھا دروازے پر ایک گھوڑ سوار کھڑا تھا۔

Marfat.com

اسے دیکھتے ہی وہ سوار اپنے گھوڑے سے اُترا اور سماک کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔" اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا ہی نام سماک بن خرشہ ہے اور تمہاری ہی کنیت ابو دجانہ ہے"۔

سماک نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور کہا "تمہارا اندازہ یقیناً درست ہے۔ اس لیے کہ میرا ہی نام سماک بن خرشہ ہے اور میری کنیت ابو دجانہ ہے"۔

اس پر اس سوار نے آگے بڑھ کر پہلے سماک کے ساتھ پُرعزم اور پُرجوش مصافحہ کیا۔ پھر اس نے سماک کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی اور اپنائیت میں کہا۔

" اے ابو دجانہ! میرا نام عدنان بن معد ہے۔ میرا تعلق وادی القریٰ سے ہے۔ میرے اونٹ کسی نے اس وقت چُرا لیے جب وہ باہر چراگاہ میں چر رہے تھے۔ یہ گزشتہ دو دن کا واقعہ ہے۔ چراگاہ کے اندر میں نے اپنے چوری ہو جانے والے اونٹوں میں سے کچھ کے پاؤں کے نشانات بھی محفوظ کر رکھے ہیں۔ تاکہ اونٹوں کا کھُرا تلاش کرنے میں آسانی رہے اور اے ابو دجانہ! میں تمہیں لینے آیا ہوں، تاکہ میرے اونٹ تلاش کرنے میں تم میری مدد کرو۔ اے ابو دجانہ! میں تمہیں اس کا معقول معاوضہ دوں گا اور اس کے لیے میں کچھ رقم تمہیں پیشگی دینے کو بھی تیار ہوں"۔

سماک نے خوشگوار لہجے میں کہا۔" میں اس کام کے لیے کوئی پیشگی نہ لوں گا۔ میں ابھی تمہارے ساتھ روانہ ہوتا ہوں اور تمہارا کام کرنے کے بعد ہی تم سے معاوضہ لوں گا"۔

پھر سماک نے اپنے دیوان خانے کا دروازہ کھولا اور کہا۔" تم تھوڑی دیر کے لیے دیوان خانے میں بیٹھو میں اپنی تیاری کر لوں پھر یہاں سے روانہ ہوتے ہیں"۔ اس پر عدنان بن معد نے اپنا گھوڑا وہاں باندھ دیا اور دیوان خانے میں داخل ہو کر وہاں بیٹھ گیا۔

Marfat.com

سماک وہاں سے مُڑ کر حویلی کے اندرونی حصّے کی طرف جانے لگا تھا کہ اسے قطبہ بن عامر بڑی تیزی سے اپنی حویلی کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر سماک اپنی حویلی کے دروازے پر رُک گیا۔

قریب آکر قطبہ نے پوچھا۔" سماک! سماک! میرے دوست! میرے بھائی! تم حویلی کے دروازے پر کھڑے کیا کر رہے ہو۔"

سماک نے ہاتھ آگے بڑھا کر قطبہ بن عامر کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد کہا۔" اے ابنِ عامر! ابھی ابھی ایک شخص وادی القریٰ سے آیا ہے۔ اس کے اونٹ چوری ہو گئے ہیں اور اس کے اونٹ تلاش کرنے کی خاطر میں ابھی اس کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہونے والا ہوں۔"

قطبہ نے کہا۔" تم ضرور اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہیں یہ بتلانے آیا ہوں کہ میں آج ہی تھوڑی دیر تک حج کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہو رہا ہوں اور میرے ساتھ بنو خزرج کے پانچ اشخاص اور بھی ہیں اور اے سماک! میں نے ابوقیس سے بھی بات کر لی ہے۔ میں اس حج سے واپس آنے کے بعد اپنی منگیتر کبشہ سے شادی کر لوں گا۔ کیا تم اس پر رضامند ہو۔ کیوں کہ تم نے کبشہ کو اپنی بہن بنا رکھا ہے۔

سماک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے ابنِ عامر! یہ تمہارا بہترین فیصلہ ہے۔ میں مکمل طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس طرح کبشہ کی ماں جمانہ اور ابوقیس ایک بہت بڑے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

اس پر قطبہ نے پیار سے سماک کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" اچھا پھر تم وادی القریٰ کی طرف جاؤ اور میں مکہ کی طرف آج ہی کوچ کرتا ہوں۔"
اس کے ساتھ ہی قطبہ بن عامر نے سماک کے ساتھ مصافحہ کیا اور وہاں سے وہ چلا گیا تھا۔

سماک حویلی کے اندرونی حصّے کی طرف آیا اور وہاں اس نے آمنہ اور ربیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" وادی القریٰ سے ایک شخص مجھے لینے کے لیے آیا

Marfat.com

ہے۔ اس کے اونٹ چوری ہو گئے ہیں۔ میں اس کے ساتھ ابھی اور اسی وقت کوچ کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس کام میں مجھے دو ایک راتیں باہر رہنا پڑ جائے۔"

اس پر ربیطہ نے چاہتوں کے جذبوں میں بھیگی اور زندگی کے نغموں سے بھرپور اپنی آواز میں سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" اگر ایسا ہے تو میں اور ماں رات کے وقت خویلہ کے پاس چلی جایا کریں گی اور دن کو یہاں آجایا کریں گی۔"

سماک نے بخوشی کہا۔" ہاں، تم ماں کو ضرور رات کے وقت خویلہ کے ہاں لے جایا کرنا۔"

سماک کے اس جواب پر ربیطہ رمز بھری رات، بھید بھرے دن، بارش کی کھنک اور ترشے لبوں کے مہکتے میٹھے بولوں جیسی خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر سماک کا گھوڑا تیار کرنے لگی تھی۔ جب تک سماک نے زرہ پہننے کے بعد اپنے سر پر خود جمایا۔ اس وقت تک ربیطہ نے گھوڑے پر زین ڈال کر اسے تیار کر دیا تھا اور زین کے ساتھ اس نے سماک کی ڈھال، دو چھوٹے نیزے، پانی کا مشکیزہ، تیروں سے بھرا ہوا ترکش اور اس کی کمان بھی باندھ دی تھی۔

اپنی تیاری مکمل کرنے کے بعد سماک نے ربیطہ سے اپنے گھوڑے کی باگ لی۔ ماں اور ربیطہ پر اس نے ایک الوداعی نگاہ ڈالی اور دیوان خانے میں بیٹھے عدنان بن معد کو ساتھ لے کر وہ اپنی حویلی سے نکلا۔ پھر دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وادی القریٰ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جب وہ دونوں یثرب اور وادی القریٰ کے درمیان اس حصے میں داخل ہوئے تو ایک ٹیلے کے پیچھے سے چار سوار نمودار ہوئے اور سماک کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ جب کہ سماک کو اپنے ساتھ لانے والا عدنان بن معد اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر راستہ روکنے والوں کے ساتھ جا ملا تھا۔ پھر ان چاروں میں سے ایک نے سماک کو مخاطب کر کے

Marfat.com

کہا۔ "یہ عدنان بن معد ہمارا ہی آدمی ہے جو تمہیں اس طرف لے کر آیا ہے۔ اونٹ چوری ہونے کا تو ایک بہانہ تھا۔ ورنہ اصل مقصد تمہیں یثرب سے نکال کر یہاں تک لانا تھا تاکہ ماضی میں تم نے جو زیادتیاں کی ہیں ان کا تم سے حساب وصول کیا جائے۔

اے سماک بن خرشہ! میری گفتگو غور سے سنو۔ ہم بنو سلیم کے زعب بن مالک کے آدمی ہیں جس سے تُو نے سوید بن صامت کے اونٹوں کی قیمت زبردستی وصول کرنے کے علاوہ تم نے اس کی بے عزتی اور ذلت کا سامان بھی کیا تھا۔ اے سماک بن خرشہ! ان ریگستانی ویرانوں کے اندر ہم سے ٹکرانے کا فیصلہ مت کرنا۔ اپنے ہتھیار پھینک دو اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم تمہیں کوئی ضرر پہنچائے بغیر زعب بن مالک کے پاس لے جائیں گے۔

اور ہاں زعب بن مالک تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اس کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہمیں تو زعب بن مالک نے ایک بھاری رقم دے کر یہ تاکید کی تھی کہ تمہیں ہر صورت میں زندہ اور سلامت اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ لہٰذا تم خاموشی کے ساتھ اپنے ہتھیار ہمارے حوالے کر کے ہمارے ساتھ ہو لو۔ ہم تمہیں زعب بن مالک کے پاس لے جائیں گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور ہمارے خلاف ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی تو پھر سُن رکھو تمہیں ان ریگستانوں کے اندر سلاسل و خار اور رجان کے آزار کا سامنا کرنا ہو گا۔

ان ویرانوں کے اندر ہم وحشتوں کی آندھیوں اور بدبختیوں کے گرداب کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہاری حالت ہم سناٹوں کی گونجتی چیخوں تنہائی کے ہانپتے سایوں، پل پل سلگتے اور لمحہ بہ لمحہ جلتے وقت جیسی کر کے رکھ دیں گے۔ دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے ہتھیار ہمارے حوالے کر دو۔ اس کے بدلے ہم تمہیں سلامتی کے ساتھ زعب بن مالک کے پاس لے جانے کی ضمانت دیتے ہیں۔ بصورت دیگر میرے یہ ساتھی تم پر اُبلتے سیلاب اور چنگارتے طوفانوں

Marfat.com

کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہاری حالت زوال پذیر لہروں اور انحطاط کی کہر میں پھنسے مسافر جیسی کر کے رکھ دیں گے۔

سماک چند ثانیوں تک انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پوچھا "تم میں سے کون ایسا ہے جو اکیلا میرے سامنے آئے اور میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ پھر میں اسے بتاؤں کہ کیسے میں اپنے عدو اور اپنے دشمنوں کی بوالہوسی و خطاکاری دُور کرتا ہوں۔ اگر تم میں سے کوئی اکیلا میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہے تو اپنے گھوڑے کو مہمیز لگا کر آگے بڑھ آئے تاکہ میں اس پر ثابت کروں کہ سماک بن خرشہ کیسے اپنے مخالفوں کی خواہشوں اور اُمنگوں کے حلقوم کاٹتا ہے۔"

جو ان چاروں میں سے پہلے سماک سے مخاطب ہوا تھا۔ دوبارہ وہی بولا۔ اور سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "ہم میں سے کوئی بھی تمہارے ساتھ انفرادی مقابلہ نہ کرے گا۔ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں انفرادی مقابلے میں تم ہم سب پر بھاری ثابت ہو گے۔

اے سماک بن خرشہ! زعب بن مالک تمہاری طاقت و قوت اور تمہاری تیغ زنی و شجاعت سے خوب واقف ہے۔ اسی بنا پر تو اس نے تم اکیلے کے مقابلے میں ہم چار کو روانہ کیا ہے اور جب ہم چاروں کی تلواریں تم پر مینہ کی طرح برسیں گی تو تم اپنا سارا عملی وجدان اور ساری اڑان و رفعت بھول کر رہ جاؤ گے۔

اے سماک بن خرشہ ہتھیار ڈال دو۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ تم دیکھتے ہو سورج غروب ہونے کو جھک رہا ہے اور ہم نے کل صبح سے پہلے ہی پہلے تمہیں لے کر زعب بن مالک کے پاس بنو سلیم میں پہنچنا ہے۔"

سماک نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "اے روح کے علیلو! میں تمہارے سامنے یوں ہتھیار تو نہ ڈالوں گا۔ میں تم چاروں کا مقابلہ کروں گا اور وادی القریٰ کی طرف جانے والی اس کھردری اور پُرپیچ راہ پر میں تمہارے اندر زندگی کے

Marfat.com

اندھیروں میں روشنی کا ستون بن کے کھڑا ہوں گا۔ تم چاروں نے جو کالے سؤر کی طرح میری راہ روک لی ہے تو میں اس راہ کو اپنے لیے ضرور کھول دوں گا۔ تمہاری موجزن قوتِ عمل پر ضرب لگاؤں گا اور تمہارے اسرارِ ہستی کو کاٹ دوں گا۔" سماک ذرا رکا۔ ان چاروں پر اس نے ایک تنفرانہ نگاہ ڈالی پھر یادوں کے سیل جیسی اس ہولناک خاموشی کے اندر اس کی جوان اور توانا آواز فضاؤں کے اندر گونجی۔

"میرا راستہ چھوڑ دو، ورنہ یاد رکھو، صدیوں کے سکوت میں لپٹی ان فضاؤں کے اندر تمہیں چیخیں بلند ہونا شروع ہو جائیں گی۔"

ان چاروں نے سماک کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنی تلواریں لہراتے ہوئے وہ سماک پر حملہ آور ہونے کی تیاری کرنے لگے تھے۔ اس کے بعد وہ اپنے گھوڑوں کو آہستہ آہستہ آگے بڑھاتے ہوئے اپنے اور سماک کے درمیان فاصلوں کو سمیٹنے لگے تھے۔

سماک نے جب دیکھا کہ وہ چاروں اس کا محاصرہ کرنے لگے ہیں تو وہ حرکت میں آیا اور پہل کرتے ہوئے وہ ان چاروں پر سلگتی دوپہر، گریز نا آشنا طوفان اور رجالِ غیب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

وہ چاروں اکٹھے ہو کر سماک سے اپنا دفاع کرنے لگے تھے۔ انہیں امید تھی کہ سماک ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کرے گا۔

جس وقت سماک ان چاروں کے وار روکنے اور ان پر حملہ آور ہونے میں بری طرح مصروف تھا تو اس کی پشت کے ٹیلے کے پیچھے سے دو سوار نمودار ہوئے۔ سماک کے حواس نے اسے متنبہ کر دیا تھا اور جب سماک عقب پر نمودار ہونے والوں کی طرف لپکا تو پشت کی طرف سے ایک ساتھ کئی ڈھالیں اس کے سر پر برس گئیں اور سماک اپنا توازن کھو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان چھ میں سے دو نے سماک کے اوپر چھلانگیں لگا کر اور اسے

Marfat.com

دبوچ کر بے بس کر دیا تھا جب کہ دو اور نے آگے بڑھ کر سماک کو اس کے ہتھیاروں سے محروم کر دیا تھا۔ اس وقت تک ان کے دوسرے ساتھی بھی اپنے گھوڑوں سے کود گئے تھے۔

پھر ایک نے سماک کو مخاطب کیا اور کہا۔ ہم اتنے نادان نہ تھے جتنا تم نے سمجھ لیا تھا۔ ہم اتنے احمق نہ تھے کہ اس صحرا کے اندر چار دن تمہارے مقابل آ کر تم سے فیصلہ کن معاملہ کرتے۔ ہم نے اپنے بُرے وقت کے لیے اپنے دو ساتھی وہ اُن سامنے والے ٹیلوں کے پیچھے کھڑے کر رکھے تھے۔ تاکہ وہ ضرورت کے وقت ہماری مدد کر سکیں اس لیے کہ ہمیں اندیشہ اور خطرہ تھا کہ تم کہیں ہم چاروں پر بھی غالب نہ آ جاؤ۔ سواے سماک بن خرشہ! تُو نے دیکھا ہم نے کیسے تم پر غلبہ حاصل کیا۔

پھر اس بولنے والے نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔" اس کے دونوں ہاتھ کس کر باندھ دو۔"

ان کا ایک ساتھی رسی لے کر آگے بڑھا اور پوچھا" میں اس کے ہاتھ اس کے سامنے یا پشت پر باندھوں"۔

جو اس سے قبل سماک کو مخاطب کر رہا تھا۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔" پشت پر باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس سامنے کی طرف سے ہی اس کے ہاتھ باندھ دو۔ اب یہ ہمارا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہا۔ ہماری ڈھالوں کی ضربوں نے اس کے شعور کو بھی لاشعور میں بدل دیا ہو گا۔ لہٰذا اب یہ ہم پر حملہ آور ہونے اور ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرے گا۔"

ان کا ایک ساتھی آگے بڑھا اور سماک کے دونوں ہاتھ اس نے ایک مضبوط رسی میں باندھ دیئے تھے پھر عدنان بن معد نے جو سماک کو یثرب سے دھوکہ دہی کے تحت بُلا کر ان ویرانوں تک لایا تھا۔ اس نے سماک کو پاؤں کی ایک ٹھوکر ران پر ماری اور کہا۔" اب تم اٹھ کھڑے ہو کہ ہم یہاں سے کوچ کریں۔"

Marfat.com

سماک اس کے کہنے پر اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ان سب کا جو سرخیل تھا اس نے عدنان بن معد کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابنِ معد! تم اپنے ان دو ساتھیوں کے ساتھ جو اس سماک کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سماک کو اپنے ساتھ بنو سلیم میں زعب بن مالک کی حویلی میں لاؤ۔ جب کہ میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ تیزی اور برق رفتاری سے بنو سلیم کی طرف جاتا ہوں اور زعب بن مالک کو اس سماک بن خرشہ کی گرفتاری کی اطلاع کرتا ہوں"

اس پر عدنان بن معد نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم سب اکٹھے اور ایک ساتھ بنو سلیم کی طرف چلیں۔

عدنان بن معد کے اس استفسار پر ان کے سرخیل نے کہا۔ "ایسا ممکن نہیں۔ تم تینوں کو اس سماک بن خرشہ کے ساتھ آنا ہے اور ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے یہ سماک بن خرشہ تیزی سے بھاگتے ہوئے گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے گا اور اگر اس کے ہاتھ کھول دیئے گئے تو یہ ہم سب کے لیے جان لیوا اور خطرناک ثابت ہو گا۔ لہذا اسے لے کر تم تینوں آہستہ آہستہ آؤ۔ جب کہ میں اپنے ان دو ساتھیوں کے ساتھ پہلے جا کر زعب بن مالک کو اس کی خبر کرتا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی ان کے گروہ کا سرخیل اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔ عدنان بن معد اور اس کے ساتھیوں نے سماک کو اس کے گھوڑے پر بٹھایا اور وہ بھی بنو سلیم کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ سورج اب دور اپنی مغربی فناگاہوں کی طرف غروب ہو رہا تھا اور فضاؤں کے اندر بے سمت اور بے جہت کر دینے والی تاریکیاں تیزی کے ساتھ پھیلنے لگی تھیں۔

○

شام کے قریب ابو قیس جب سماک بن خرشہ کی بکریاں اس کے گھر

Marfat.com

چھوٹنے آیا تو اس نے دیکھا آمنہ اور ریطہ صحن میں کھڑی تھیں۔ ابو قیس نے پوچھا۔" اے ریطہ! میری بیٹی! آج سماک کہاں ہے؟"

ریطہ بولی:" وہ وادی القریٰ کی طرف گئے ہیں۔ آج دوپہر سے کچھ پہلے وادی القریٰ کا ایک شخص آیا تھا اور سماک کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس کے کچھ اونٹ چوری ہو گئے تھے"۔ پھر ریطہ تھوڑی دیر کے لیے رُکی اور دوبارہ اس نے ابو قیس کو مخاطب کر کے کہا۔" بابا! اگر آپ بُرا نہ مانیں تو مَیں ایک بات آپ سے کہوں؟"

ابو قیس بولا۔" تم ضرور کہو بیٹی! مَیں کیوں تمہاری بات کا بُرا مانوں گا؟"

ریطہ خوش ہوتی ہوئی بولی" جب تک سماک وادی القریٰ سے واپس نہیں آجاتے مَیں اور ام دونوں دن کو یہاں رہا کریں گی اور رات ہم خویلہ کے پاس اس کی حویلی میں گزارا کریں گے۔ لہٰذا مَیں آپ سے یہ کہوں گا کہ جتنے دن تک سماک نہیں لوٹتے آپ ہماری بکریاں اپنے ہی ہاں رکھ لیا کریں۔

"کیوں نہیں بیٹی! یہ کون سی بڑی بات ہے۔ تم دونوں ماں بیٹی خویلہ کے پاس چلی جاؤ میں تمہاری بکریاں اپنے گھر لے جاتا ہوں اور سماک کے لوٹنے تک انہیں وہیں پر باندھ دیا کروں گا اور وہاں ہر روز صبح ہی صبح میں تمہیں اُن کا دُودھ بھی پہنچاتا رہوں گا۔" اس کے ساتھ ہی ابو قیس حرکت میں آیا اور بکریوں کو ہانک کر وہ حویلی سے باہر نکال لے گیا تھا۔"

ابو قیس کے جانے کے بعد ریطہ نے آمنہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے اُم! اب آؤ ہم بھی چلیں اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنے گھر کے دروازے بند کر کے تالے لگانے لگی تھیں۔

سُورج غروب ہو گیا تھا۔ سورج دن بھر کے زخم اپنے سینے میں چھپائے سیال آتش کی صورت سُرخیاں بکھیرتا غروب ہو گیا تھا۔ رُتوں کے گواہ درخت اپنے ہی سایوں میں ڈوب گئے تھے۔ تتلیاں دِن بھر گل بہ گل آوارہ گردی

Marfat.com

کرتیں اور پنکھڑی پنکھڑی پر سے بکھیرتی ہوئیں غائب ہو گئی تھیں۔ طیور دن بھر اپنے پیٹ بھرنے کے بعد آہٹوں کی گونجیں اور زندگی کے نغمے بکھیرتے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔ رات اپنی شب خوابی کا حریری لباس دراز کرتی ہوئی اپنے تنفس کے سلسلے کو اور زیادہ پھیلانے لگی تھی۔ فضائیں خوابوں کے جزیروں اور گونگے کواڑوں کی طرح خاموشیوں میں ڈوبنے لگی تھیں۔

ربطہ اور آمنہ اپنے گھر سے نکل کر بنو نضیر کی طرف جانے کے لیے جب تاریکی میں جا رہی تھیں تو پیچھے سے تین سوار نمودار ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی آمنہ پر اپنی تلواریں برسائیں اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر جلدی اور غیر متوقع طور پر ہوا کہ ربطہ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ آمنہ کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔

آمنہ جب لہولہان ہو کر زمین پر گر گئی۔ تب ان تین میں سے ایک سوار نے ربطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے حسین ربطہ! ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ اس لیے کہ تیرا تعلق سماک سے ضرور ہے۔ پر تو ابی حقیق کی عزیزہ بھی ہے۔ لہٰذا ہم تم پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ پس تم سماک بن خرشہ سے کہہ دینا کہ اس کی ماں کو قتل کر کے ہم نے زعیب بن مالک کا انتقام لے لیا ہے اور اگر سماک بن خرشہ نہ لوٹ سکے تو تو اس سے متعلق فکر مند نہ ہونا۔ کہ اب تک شاید ہمارے دوسرے ساتھی اس کا کام تمام کر چکے ہوں گے اور اگر وہ کسی طرح بچ نکلا تو اس کا کام تمام کرنے کی خاطر ہمیں ایک بار پھر یثرب کا رُخ کرنا ہو گا۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ سوار اپنے گھوڑوں کو موڑ کر جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ربطہ نے اپنے حواس کو درست کیا۔ بھاگ کر وہ زمین پر گری ہوئی آمنہ کی طرف بڑھی اور جب اس نے دیکھا کہ خون میں لت پت آمنہ مر چکی ہے تو ربطہ بچاری دھاڑیں مار مار کر اور بین کر کر کے رونے اور آہ و زاری کرنے لگی تھی۔

Marfat.com

وہ بار بار آمنہ سے لپٹ لپٹ کر اسے پکارتی۔ اسے آوازیں دیتی۔ پر مرنے والے بھی کبھی ایسی پکاروں پر بولے ہیں۔ ریطہ بے چاری بار بار آمنہ کی پیشانی کو بوسے دیتی اور بلند آواز میں روتی بھی جا رہی تھی۔ پھر شاید اس نے کوئی آخری فیصلہ کیا۔ ایک عزم کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ رونا اس نے بند کر دیا۔ پھر وہ بنو نضیر کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب ریطہ بے چاری گرتی پڑتی ابی حقیق کی حویلی میں داخل ہوئی۔ تو ابی حقیق، خنسا اور خولیہ اسے اس حالت میں اور خون آلود کپڑوں میں دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔ ان کے قریب آ کر وہ بے چاری فرش پر گر گئی۔ تب خولیہ نے اسے اُٹھا کر اور اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے پوچھا۔

" اے ریطہ! میری بہن! یہ تجھے کیا ہوا۔ تیرے کپڑے خون آلود کیوں ہیں اُم آمنہ اور سماک کہاں ہیں۔ ریطہ! جلدی بول کیا ہوا، خیریت تو ہے "

خولیہ کے یوں ہمدردی سے پوچھنے پر ریطہ بے چاری کی آنکھوں سے پھر آنسو بہہ نکلے اور اس نے ٹوٹتی، بکھرتی اور روتی دبین کرتی ہوئی آواز میں کہا

" آہ ہماری زندگی بکھری یادوں اور ٹوٹے سپنوں کی سی ہو کر رہ گئی ہے پاؤں بوجھل، منزل اوجھل گھر کے دیئے بجھتے اور نبضیں ڈوبتی دکھائی دینے لگی ہیں۔ آہ! دروازے چپ، دریچے بند ہو جائیں گے۔ گلیاں سونی اور راستے ویران ہو جائیں گے۔ آہ! لمحوں کے اس جنگل میں ہم پر غارت گروں کا نرغہ ہوا۔ دشمنوں کی طغیانی و تھر نے میری ماں کی گود، جسے میں نے اپنا جنم کدہ بنا لیا تھا وہ مجھ سے چھین لیا۔ آخری رات کی خاموشی میں میری آخری پونجی میری ماں مجھ سے چھین لی گئی۔

آہ! رات کے اندھیرے میں مجھے بکھرے خوابوں، ادھورے لمحوں اور ٹوٹتی ساعتوں کا شکار بنا دیا گیا۔ آہ! اُم آمنہ کو قتل کر دیا گیا۔ اب جب سماک لوٹیں گے تو میں کیسے ان کا سامنا کروں گی۔ کیا جواب انہیں دوں گی۔ کاش میں ماں

Marfat.com

کے ساتھ اپنے گھر ہی رہتی۔ انہیں سے کما دھر نہ آتی۔

ربیطہ کی گفتگو سُن کر خویلہ بے چاری بھی رونے اور آہ و زاری کرنے لگی تھی۔ تاہم اس کی ماں خنسا اسے اپنے ساتھ لپٹا کر اسے سنبھالا اور تسلّی دینے لگی تھی۔

دوسری طرف ابی حقیق نے ربیطہ کو پیار و شفقت میں اپنے ساتھ لپٹایا۔ پھر اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "اے میری بیٹی! کھل کر مجھے بتا کہ تیرے ساتھ کیا پیش آیا۔ کس نے آمنہ کو قتل کر دیا اور سماک اس وقت کہاں ہے۔"

ابی حقیق کے ان سوالات کے جواب میں حسین ربیطہ سے ہچکیوں اور سسکیوں میں اور رک رک کر سماک کے وادی القریٰ کی طرف جانے، ان کی طرف آتے ہوئے تین سواروں کے نمودار ہو کر آمنہ کے قتل کیے جانے اور ان سواروں کی سماک سے متعلق ساری دھمکیوں کی تفصیل ربیطہ نے ابی حقیق سے کہہ دی تھی۔

ربیطہ سے ساری تفصیل سُننے کے بعد ابی حقیق نے بدحواس سی آواز میں کہا۔ "آؤ پہلے آمنہ کی لاش کو سنبھالتے ہیں۔ اس کے لیے میں اپنے خدام کو بُلاتا ہوں۔"

خویلہ نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنی ہچکیاں اس نے روک لیں اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے میرے باپ! خدام کو بُلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود ہی چلتے ہیں۔ اُم آمنہ کی لاش تو میں اور ربیطہ ہی اُٹھا لیں گی۔"

اس پر ابی حقیق نے کہا۔ "آؤ پھر چلیں، دیر کا ہے کی۔" ساتھ ہی ابی حقیق نے اپنے خدام کو آواز دے کر حویلی کا خیال رکھنے کی تلقین کی پھر وہ چاروں حویلی سے نکل کر اس طرف بھاگ رہے تھے۔ جہاں آمنہ کی لاش ربیطہ چھوڑ کر آئی تھی۔ ربیطہ ان کی راہنمائی کرنے کے لیے ان کے آگے آگے بھاگ رہی تھی۔

جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں ربیطہ آمنہ کی لاش چھوڑ کر گئی تھی تو سب

Marfat.com

دنگ رہ گئے کیونکہ وہاں آمنہ کی لاش نہ تھی ۔ یہ سماں دیکھ کر ربطہ نے روتی ہوئی آواز میں ابی حقیق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔" میں ابھی ابھی تو اُم آمنہ کی لاش یہاں چھوڑ کر گئی ہوں پھر وہ لاش یہاں سے اُٹھا کر کون لے گیا ۔ آہ ! میں ماں سے متعلق سماک کو کیا جواب دوں گی ۔ کاش میں ماں کی لاش کے پاس ہی پڑی رہتی اسے چھوڑ کر نہ جاتی ۔ اب تو ماں کا نام و نشان بھی ختم ہو گیا ۔"

ربطہ ایک بار پھر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی ۔ خویلہ بے چاری خود بھی رونے لگی تھی اور ربطہ کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسے تسلّی بھی دینے لگی تھی ۔

ابی حقیق اس نئی صورتِ حال پہ تھوڑی دیر تک وہاں سر جھکائے کھڑا رہا اور کچھ سوچتا رہا ۔ پھر وہ مدھم اور دکھیاری سی آواز میں بولا ۔

" کاش ! اس المناک حادثے کے وقت سماک یہاں ہمارے پاس ہوتا اس کی غیر موجودگی نے ہمارے لیے مسائل اور پریشانیاں کھڑی کر دی ہیں ۔ کاش ! میں یہ جان سکتا کہ سماک کی ماں کے قاتل کون ہیں ۔ اب تم تینوں ماں بیٹی واپس حویلی چلی جاؤ ۔ میں آمنہ کی لاش تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔"

اس پر خویلہ بولی اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے اس نے کہا ۔" اے میرے باپ ! ہم تینوں واپس نہ جائیں گی ۔ بلکہ ہم تینوں بھی آپ کے ساتھ مل کر اُم آمنہ کی لاش تلاش کریں گی

ابی حقیق جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ابو قیس بھاگتا ہوا وہاں آیا ۔ وہ بے حد پریشان اور حواس باختہ ہو رہا تھا ۔ اس بے چارے کی حالت دستِ ناامیدی، اُجڑے راستوں اور دشت میں بے منزل و بے مقصد بھاگنے والے مسافر کی سی ہو رہی تھی ۔

ابو قیس جب اُن کے پاس آکر رکا تو ابی حقیق اس کے قریب آیا اور جذبوں کے انہدام میں دبی دبی آواز میں اس نے اس سے پوچھا ۔ اے ابو قیس ! یہ تیری حالت کیا ہو رہی ہے، تو کہاں سے بھاگا بھاگا آ رہا ہے ۔"

Marfat.com

ابوقیس نے پہلے اپنی سانس کو درست کیا۔ پھر اس نے تلخیٔ حیات میں ڈوبی خوف انگیز آواز میں پوچھا۔

"کیا تم یہاں سماک کی ماں آمنہ کی لاش تلاش کر رہے ہو؟"

ابی حقیق فوراً بول پڑا۔" ہاں ابوقیس! ہم یہاں آمنہ ہی کی لاش تلاش کر رہے ہیں"۔

اس پر ابوقیس بولا۔" آمنہ کی لاش تو میں اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا ہوں"
پھر ابوقیس نے غور سے ربطہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔" اے میری بیٹی! تم اور آمنہ جب گھر سے نکلیں تو تمہارے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا۔"

ربطہ نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔" اے ابوقیس! جس وقت آپ ہماری بکریاں واپس لے کر گئے۔ اس کے ساتھ ہی میں اور ام بھی گھر سے نکل کر ادھر آئی تھیں۔ جب ہم اس جگہ پہنچیں جب ہم کھڑی ہیں تو ہماری پشت کی طرف سے تین سوار نمودار ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی ام آمنہ پر تلواریں برسائیں اور اسے ہلاک کر کے رکھ دیا۔ پھر میں بھاگ کر گھر گئی اور جب ہم چاروں یہاں آئے تو یہاں ام آمنہ کی لاش نہ تھی۔ اے ابوقیس! آپ کیسے ادھر آ گئے اور کیسے آپ کو خبر ہو گئی کہ میری ام آمنہ کو قتل کر دیا گیا ہے"۔

ابوقیس نے اپنی آنکھوں میں امڈتے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔" آہ آمنہ اور کبشہ کے قاتلوں کا تعلق ایک ہی گروہ سے ہے"۔

اس پر ابوحقیق نے چونک کر پوچھا۔" کیا کبشہ بھی قتل ہو گئی"۔

ابوقیس نے روتی آواز میں کہا۔" ہاں میری نواسی کبشہ بھی ماری گئی۔ سنو! میں تم لوگوں کو اس کی تفصیل بتاتا ہوں۔ اے ربطہ! میری بیٹی! جب میں تمہارے ہاں سے بکریاں لے کر نکلا تو وہ مجھے تنگ کرنے لگیں۔ بھاگ بھاگ کر واپس گھر کو جاتی تھیں اور انہیں سنبھالنا میرے لیے بڑا دشوار اور مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے جب انہیں چھڑی مار کر اپنے آگے آگے ہانکنا شروع کیا تو ایک بکری اس طرف بھاگی

Marfat.com

جہاں اس وقت ہم کھڑے ہیں۔ میں ابھی اس بکری کے پیچھے بھاگ ہی رہا تھا کہ قریب ہی مجھے ایک ہولناک اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی نسوانی چیخ سنائی دی اور اس چیخ کی آواز میرے لیے شناسا اور میری سماعت کے لیے اجنبی نہ تھی۔ میں جب بھاگ کر یہاں آیا تو یہاں آمنہ کی لاس پڑی تھی۔

اے ریطہ! میری بیٹی! یہاں کھڑے ہو کر میں نے تمہیں بہت آوازیں لیکن تمہاری طرف سے کوئی جواب نہ پاکر میں آمنہ کی لاش اٹھا کر جب تمہارے گھر پہنچا، تو وہاں میری بیٹی جمانا بیٹھی بین کر کے رو رہی تھی۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ جب میں تم لوگوں کی بکریاں لے کر تمہاری حویلی کی طرف آیا تو جمانہ کھانا تیار کرنے میں مصروف ہو گئی جب کہ کبشہ دوسرے کمرے میں بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد مطبخ میں جمانہ کو کبشہ کی کربناک چیخ سنائی دی اور جب وہ بھاگ کر اس کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا وہاں کمرے کے فرش پر خون میں لتھڑی ہوئی کبشہ کی لاش پڑی تھی اور جمانہ کے دیکھتے ہی دیکھتے گلی میں دو جوان وہاں کھڑے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے تھے۔ اس کے بعد جمانہ بے چاری کبشہ کی لاش کو وہیں چھوڑ کر میری طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھی اور جب اس نے میرے کندھے پر رکھی ہوئی آمنہ کی لاش دیکھی تو وہ بے چاری کبشہ کو بھول کر آمنہ کے لیے رونے لگی تھی۔

اب جمانہ اس وقت وہیں سماک کی حویلی میں آمنہ کی لاش کے پاس بیٹھی ہے۔ محلے کے کافی مرد عورتیں وہاں جمع ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے ان میں سے کچھ عورتوں کو اپنے گھر کی طرف بھیجا کہ وہ کبشہ کی لاش اٹھا کر سماک کی حویلی میں لے آئیں۔ پھر میں کسی کو بتائے بغیر اس طرف بھاگا۔ کیونکہ میں ریطہ سے متعلق بڑا فکرمند تھا۔ ریطہ سے متعلق میرے دو گمان تھے۔ اوّل یہ کہ حملہ آور اسے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ دوم یہ کہ ریطہ خوف و ڈر کے باعث کہیں چھپ کر دبک گئی ہے۔ لہٰذا میں دوبارہ اس کی تلاش میں اس طرف آیا ہوں۔ آؤ اب سماک کی حویلی میں چلیں۔ سب چپ

Marfat.com

چاپ اور خاموش، ابو قیس کے ساتھ ہو لیے اور جب وہ حویلی میں داخل ہوئے، تو انہوں نے دیکھا کہ گھر کے صحن میں آمنہ اور کبشہ کی لاشیں پڑی تھیں اور عورتیں بین کرتی ہوئی رو رہی تھیں۔

خنسا، خویلہ اور ریطہ بے چاری تو وہاں لاشوں پر کھڑی ہو کر ماتم کرنے لگی تھیں جب کہ ابی حقیق اور ابو قیس افسوس کے لیے آنے والے مردوں کو بٹھانے کا انتظام کرنے لگے تھے۔

Marfat.com

اونگھتی چاندنی اور سنسان و پُرشور ہواؤں سے بغلگیر رات اپنی تاریکی کا دامن دراز کرتی گزرتی جا رہی تھی۔ عدنان بن معد اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ سماک کو لے کر بنو سلیم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ رات کے اندھیرے تمام ہوئے۔ مشرق نے روشنی و رنگ کی لہریں سحر کی خبر دینے لگی تھیں۔ پھر اُفق لال گوں ہو گئے اور دل کش داستانوں جیسی حسین سحر نمودار ہوئی، فضائیں شاداب ہوائیں دل آویز اور مناظر پُرکشش ہو گئے تھے۔ بادلوں سے خالی آسمان پر رنگ بکھر گئے تھے۔ زمین نے حُسن کی رنگین قبا پہن لی تھی اور ندی لال گوں ہو گئے تھے۔

سماک اسی طرح اپنے گھوڑے پر بیٹھا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ جو بندھے ہوئے تھے۔ ان سے اس نے زین کا ہنا پکڑ رکھا تھا۔

سحر طلوع ہونے پر سماک نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ابھی بنو سلیم سے کافی دُور تھے۔ پھر سماک نے اپنے دشمنوں کی طرف دیکھا۔ عدنان بن معد اپنے گھوڑے پر سوار اس کے آگے آگے تھا جب کہ اس کے دونوں ساتھی اس کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔

سماک نے کچھ سوچا۔ پھر اچانک گویا اس نے کوئی اہم اور بڑا فیصلہ کر لیا ہو۔ اس لیے کہ اس کی آنکھوں میں آگ اور خون کا ایک آشوب اُتر آیا تھا۔ چہرے

Marfat.com

پر غضب آلود شکنیں پھیل گئیں اور ان شکنوں کے اندر ظلم کے خلاف خونی اشتہا اور ستم کے خلاف وحشی جذبے رقص کناں ہو گئے تھے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے ہتھیار عدنان بن معد کے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھے ہوئے تھے جو اس کے آگے آگے جا رہا تھا۔

اپنے دل میں کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد سماک بن خرشہ کی گویا ساری حیاتی، جبلی، وجدانی، جمالیاتی، منطقی اور عقلی قوتیں حرکت میں آگئی تھیں اور اس نے اپنے آپ کو آزاد کرانے کا مکمل فیصلہ کر لیا تھا۔ ایک گہری مگر غضب ڈھاتی نگاہ اس نے صحرا کے اندر اس بوسیدہ گھسی پٹی راہ پر ڈالی جو بنو سلیم کو جاتی تھی۔ پھر اس نے ایک پُر وقار غصے کے ساتھ اپنے گھوڑے کو ایسی مہمیز لگائی کہ گھوڑا بیخ پا ہو کر بُری طرح اُچھل کُود کرنے لگا اور ایک طرف بھاگ کھڑا ہُوا۔

اس موقع پر جب کہ گھوڑا بھاگتے ہوئے بُری طرح اُچھل کُود کر رہا تھا سماک نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے گھوڑے سے گرا دیا اور یوں بے سُدھ سا ہو کر زمین پر پڑا رہ گیا تھا جیسے گھوڑے سے گرنے کی بنا پر اسے چوٹ آگئی ہو۔

عدنان بن معد پہلے یہ سمجھا تھا کہ سماک اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر بھاگ نکلنے کی کوشش کرے گا لیکن جب سماک اپنے گھوڑے سے گر کر زمین پر بے سدھ پڑا رہ گیا۔ تب عدنان بن معد نے اندازہ کر لیا کہ گھوڑے کے بیخ پا ہونے پر سماک اس سے گر گیا ہے۔

اس موقع پر عدنان بن معد نے اپنے ایک ساتھی کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں میں سے ایک آگے بڑھ کر سماک بن خرشہ کو دیکھے اور اُسے اُٹھائے۔ میں اتنی دیر تک اس کا گھوڑا پکڑ کر لاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی عدنان بن معد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر صحرا کے اندر بے راہ ہو کر بھاگنے والے سماک کے گھوڑے کے پیچھے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ تاکہ سماک کے گھوڑے کو پکڑ کر وہ واپس لائے جب کہ اس کے دو ساتھیوں میں سے

Marfat.com

ایک اپنے گھوڑے کو وہیں روک کر کھڑا ہو گیا جب کہ دوسرا ساتھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر سماک کی طرف بڑھا تاکہ اسے سہارا دے کر اٹھا سکے۔

وہ قریب آ کر چاہتا ہی تھا کہ سماک کو اس کے بازوؤں سے پکڑ کر اسے اُٹھنے میں مدد دے کہ سماک اس سے پہلے ہی حرکت میں آ گیا اور اپنے دونوں بندھے ہوئے ہاتھوں میں ریت بھر کر اس نے اس کی آنکھوں میں جھونک دی اور جس وقت وہ اپنی آنکھیں صاف کرنے لگا تھا سماک ہر سمت ایک حشر برپا کر دینے والے طوفان و تلاطم اور ہر جہت تسخیر کی دھول اُڑا دینے والی آندھیوں کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا اور اس کی تلوار اس کے میان سے کھینچ کر اس نے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

دوسرا ساتھی بجائے اس کے کہ وہ آگے بڑھ کر سماک پر حملہ آور ہو جائے وہ سماک سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ وہ چلا چلا کر عدنان بن معد کو اپنی مدد کے لیے پکارنے لگا تھا۔

سماک نے اس موقع پر فوراً اور پورا فائدہ اٹھایا۔ تلوار فوراً اس نے اپنے گھٹنوں میں دبا کر اس نے رسی کو تلوار کی دھار پر رگڑنا شروع کر دیا تھا جس میں اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اس نے فوراً رسی کاٹ دی۔ پھر وہ تلوار سنبھال کر عدنان بن معد کے دوسرے ساتھی کی طرف بھاگا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ عدنان بن معد ابھی دور ہے اور سماک بن خرشہ اس پر حملہ آور ہونے کو آ رہا ہے تو وہ سماک کا سامنا اور مقابلہ کرنے کے بجائے اپنی جان بچانے کی خاطر عدنان بن معد کی طرف بھاگا تھا۔ سماک نے اسے جا لیا تھا اور اپنے ہی وار میں اس نے اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا تھا۔

عدنان بن معد نے اپنے ساتھی کے پکارنے کی آواز سن لی تھی اور اپنے گھوڑے کو موڑ کر وہ اپنے ساتھی کی طرف تیزی سے بڑھنے لگا جب کہ سماک کا گھوڑا بھی تھوڑی دور جا کر پھر سماک کی طرف واپس آ رہا تھا۔

قریب آ کر عدنان بن معد نے جب دیکھا کہ سماک بن خرشہ نے نہ صرف یہ

Marfat.com

کہ اپنے بندھے ہوئے ہاتھ کھول لیے ہیں بلکہ اس کے دونوں ساتھیوں کو بھی تہ تیغ کر دیا ہے تو وہ غصّے میں انجانے آسیب اور آلاؤ کی گرماہٹ جیسی حالت اختیار کر گیا تھا۔ اس نے اپنی ڈھال سنبھالی، نیزہ تانا اور اپنے گھوڑے کو اس نے تیزی سے سماک پر حملہ آور ہونے کو دوڑا دیا تھا۔ اس کے دوسرے ساتھی کا کام تمام کرنے کے بعد سماک فارغ ہوا ہی تھا۔ سماک سنبھل کر اور مستعد ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اسی لمحہ عدنان بن معد نے اس کے پاس آکر اپنا گھوڑا روکا اور سماک کو اس نے اپنا نیزہ مارا تھا۔ سماک نے فوراً اس کے نیزے پر تلوار مار کر پیچھے ہٹاتے ہوئے اپنا دفاع کیا تھا لیکن اسی لمحہ عدنان بن معد نے اپنی ڈھال پوری قوت سے سماک کے سر پر دے ماری۔ بھاری اور وزنی ڈھال بُری طرح سماک کے سر پر لگی تھی۔ اس کا سر ایک جگہ سے پھٹ گیا تھا اور خون بہنے لگا تھا اور اس کے ساتھ ہی سماک زمین پر گر گیا تھا۔

عدنان بن معد اپنے گھوڑے کو موڑ کر پھر سماک کی طرف بڑھا تھا۔ اتنی دیر تک سماک نے کوشش کی تھی کہ اس کے مرنے والے ایک ساتھی کی ڈھال اٹھا کر وہ عدنان بن معد کا مقابلہ کرے۔ پر عدنان بن معد نے اسے ایسا کرنے کی مہلت نہ دی۔ اپنا گھوڑا موڑ کر وہ دوبارہ اس کے سر پر آرکا اور نیزے سے وار کیا۔ سماک نے پھر پہلے کی طرح اس کے نیزے پر تلوار مار کر اپنا دفاع کیا۔ پر عدنان نے بھی پہلے جیسی کارروائی کی اور اپنی ڈھال اس نے بڑے زوردار طریقے سے اس بار سماک کے سر پر ماری تھی۔ ڈھال کے لگنے سے سماک کے شانے پر زخم آگیا تھا اور وہاں سے اس کا لباس پھٹ گیا تھا اور دوبارہ وہ توازن کھو کر لڑکھڑایا تھا۔ پر اس بار وہ زمین پر نہ گرنے پایا۔ لڑکھڑاتے ہی لڑکھڑاتے وہ عدنان بن معد کے مرنے والے ایک ساتھی کی طرف بھاگا اور لپک کر اس کی ڈھال اٹھالی تھی۔ اتنی دیر تک عدنان بن معد اپنے گھوڑے کو گھما کر پھر

Marfat.com

اس کے سر پر آرکا تھا لیکن اس بار ڈھال مل جانے کی وجہ سے صورتِ حال مختلف تھی اور سماک پہلے کی نسبت کہیں زیادہ باعزم اور پُرحوصلہ دکھائی دے رہا تھا۔

قریب آکر عدنان بن معد نے پھر سماک کو نیزہ مارا۔ سماک نے پہلے کی طرح تلوار مار کر اس کے نیزے کو روک دیا تھا اور جب حسبِ سابق ابنِ معد نے سماک کو ڈھال ماری تو سماک نے اس کی ڈھال کو اپنے ہاتھ آنے والی ڈھال پر روکا۔ پھر بجلی کے کوندے اور آنکھ کے ایک جھپکے کی سی تیزی کے ساتھ اپنی ڈھال علیحدہ کی اور ابنِ معد کے گھٹنے پر دے ماری تھی۔ ڈھال اس زور سے ابن معد کے گھٹنے پر لگی تھی کہ وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھا تھا اور اسی کرب میں اپنا توازن کھو کر وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا لیکن صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اس دوران سماک بھی تیزی سے حرکت میں آیا۔ ابن معد کے گھوڑے کی زین سے لٹکتا ہوا خود اُتار کر اپنے سر پر بھی جمایا۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار اور ڈھال اس نے پھینک کر ابن معد کے گھوڑے کی زین سے لٹکتی اپنی تلوار اور ڈھال بھی اس نے لے لی تھی۔ ہاں وہ زین کے ساتھ اپنی زرہ اتار کر نہ پہن سکا تھا۔ ایسا کرنے کے لیے اسے وقت درکار تھا اور اس دوران ابن معد حملہ آور ہو کر اسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔

بہرحال سماک خم ٹھونک کر عدنان بن معد کے سامنے آیا۔ عدنان بن معد کو اب سماک پر یہی برتری تھی کہ وہ زرہ پہنے ہوئے تھا جب کہ سماک بغیر زرہ کے تھا۔ سماک جب ابن معد کے سامنے آیا تو ابن معد نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

" اے ابن خرشہ! تُو نے میرے اِن دو ساتھیوں کو دھوکہ دے کر جو ہلاک کیا ہے تو اس کی سزا تجھے مَیں ہر حال دوں گا۔"

ابن معد کے ان الفاظ پر سماک کی حالت بے قرار اُمنگ، حلقۂ گرداب اور لرزۂ خیز ترنگ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ لہٰذا اس نے اپنی پوری حِدت اور سوز

Marfat.com

میں کہا۔ "اے ابنِ معد! جو تُو مجھے دھوکہ دہی سے وادی القریٰ کی طرف لے گیا تھا اور مجھے اس چکر میں پھنسا دیا تھا تو کیا تُو سمجھتا ہے کہ تُو میرے انتقام سے بچ جائے گا۔"

سماک ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "اے ابنِ معد تو دیکھتا ہے کہ تیرے دو ساتھیوں کو تو میں پہلے ہی موت کی نیند سُلا چکا ہوں۔ اب تیری باری ہے اور تُو یہ بھی دیکھتا ہے کہ تیرے ساتھی کی تلوار اور ڈھال پھینک کر اب میری گرفت اپنی تلوار اور ڈھال پر ہے۔ اب تو میں تجھ پر موت کے گرداب، پھیلتے خوف اور مرگ کے پھیلتے آنچل کی طرح حملہ آور ہو کر تیرے طالع سازگار، طوفانی تاخت اور تیری فتنہ انگیزی اور ریاکاری کو جذبات کی طغیانیوں کا شکار بنا دوں گا۔

اے ابنِ معد! اس صحرا کے اندر تیری حالت میں پراگندہ جمعیت، بکھرے خواب ادھورے لمحوں، لوٹتی ساعتوں، سمیٹتی زیست اور اُڑتی گرد جیسی کر دوں گا اے ابن معد! میں تیرے دل کا دیا بجھاؤں گا، تیرا چہرہ بے شناخت کروں گا۔ تیرے ہر طاغوتی دام کو برباد اور تیرے وہم وگمان کے پردے چاک کر دوں گا۔ میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے تو اپنے آپ کو یقیناً اس بے بس مسافر جیسا پاؤ گے۔ جس کا صحرا کے اندر سایہ بھی تپ کر رہ گیا ہو۔

اے ابن معد! سنبھل! میں تجھ پہ حملہ آور ہونے کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔ پھر دیکھ کیسے میں تم پہ قضا کا وار بن کر نازل ہوتا ہوں۔"

سماک کی اس گفتگو کے جواب میں عدنان بن معد بولا۔ "اے ابن خرشہ کبھی وہم اور گمان میں نہ رہنا۔ میں پہلے ہی اپنی ڈھال سے تم پہ دو ضربیں لگا کر تیرے دل کے دروازے پر موت کی دستک دے چکا ہوں

اے سماک بن خرشہ! تو اگر پتھر کی کوئی دیوار اور فولاد کی کوئی چٹان نہیں تو پھر میں ضرور تجھے کاٹوں گا۔ تیری زندگی کا لمحہ لمحہ پگھلا دوں گا، تیری زیست کے عنوان میں زندگی کی پستیاں رقم کروں گا۔

Marfat.com

اے ابن خرشہ! جب میں تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیرے لہو کی حرارت بھاپ بنے بنے گی اور تو اپنی ذات کے قرب کو ترس کر رہ جائے گا۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مجھ سے بھاگ کر بہ سلامت یثرب میں اپنے گھر چلا جائے گا۔ تو یہ تیری بھول اور خام خیالی ہے۔ میں تو اس صحرا کے اندر تیری سرفروشی کے سارے قصائد کو خاک و خاکستر اور تیرے غرور نمود کی مٹی کو لہو لہو کر دوں گا۔

اے سماک بن خرشہ! آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھ میں تیرے انجام کو کیسا بے ننگ و ناموس کرتا ہوں۔ یہ سوچ کر مجھ پر حملہ آور ہونا کہ میرے جسم پر زرہ ہے جو کہ تیرے حملوں کو روک سکتی ہے جب کہ تیرے جسم پر زرہ نہیں اور میرا وار براہِ راست تیرے جسمانی اعضاء و جوارح کو کاٹ نکلے گا۔"

سماک نے کھولتے لہجے میں کہا۔ "اے ابن معد! اپنی اس کڑیوں کی زرہ پر گھمنڈ نہ کرنا قسم خداوند کریم و رحیم کی میری تلوار جسم کے ساتھ لوہا بھی کاٹے گی۔" پھر سماک کی آنکھوں میں آشوبِ وحشت اور زندگی کے بھرپور طوفان رقص کرنے لگے تھے پھر وہ جبر کے کسی دیوتا اور آندھیوں کے ہولناک تھپیڑوں کی طرح آگے بڑھا اور ابن معد پر حملہ آور ہوا تھا۔

ابنِ معد نے سماک کے وار کو اپنی ڈھال پر لیا اور جب سماک نے اسے اپنی ڈھال مارنا چاہی تو ابن معد نے اس کی ڈھال کو اپنی تلوار پر روک لیا۔ لیکن سماک اس سے کہیں زیادہ تیز اور چوکس ثابت ہوا۔ جس ہاتھ میں سماک نے ڈھال پکڑ رکھی تھی اس ہاتھ کی کہنی اس زور سے اس نے ابنِ معد کے چہرے پر ماری تھی کہ ابن معد چکرا کر زمین پر گر گیا تھا۔

سماک ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "اے ابنِ معد! اُٹھ اور پھر میرا مقابلہ کر۔ میں تجھے ایک اور موقع اپنے بخت آزمانے کو دیتا ہوں، ورنہ تو جانتا ہے کہ جس طرح تو زمین پر گرا ہے میں آگے بڑھ کر بآسانی تیری گردن کاٹ سکتا ہوں۔"

Marfat.com

سماک کے کہنے پر عدنان بن معد اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ جہاں اس سے قبل اس کے چہرے پر غضب آلود جذبے، فسق و فجور کی بدمستیاں اور جاگتی راتوں کے اندر زندگی کی راتوں کا اُمڈتا ہوا طوفان تھا، وہاں اب اس کی حالت زنگ آلود الفاظ۔ برگ زرد، درد کی لکیروں اور فرسودہ علامات جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ گو وہ جاڑے کا موسم تھا۔ اس کے باوجود وہ پسینے میں شرابور ہوا جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا اس کی آنکھوں میں وحشت بھر گئی ہو اور اس کے لبوں پر نطق و تکلّم چھین لیا گیا ہو۔

سماک دوبارہ ابتلا کی ساعتوں، موج ساحل گر اور دستِ جلال کی طرح اس پر حملہ آور ہوا۔ اس بار عدنان بن معد دھوکہ کھا گیا کیوں کہ سماک نے اپنی تلوار اس کے بائیں شانے پر گرانے کے لیے بلند کی تھی اور جب اس سمت ابن معد نے اپنا دفاع مکمل کیا تو سماک نے چشم زدن کے اندر اندر اپنی تلوار اس کے دائیں شانے پر گرا دی تھی اور سماک کی تلوار ابنِ معد کی آہنی زرہ کی کڑیاں کاٹ کر اس کے شانے کو چیرتی ہوئی نکل گئی تھی۔ کسی جڑ سے اُکھڑے ہوئے پیڑ کی طرح ابن معد زمین پر گرا اور پھر اس نے دم توڑ دیا تھا۔

سماک نے سب سے پہلے اپنے گھوڑے کو پکڑ کر زین سے لٹکتی اپنی چھاگل سے پانی پیا۔ پھر شانے اور سَر کا زخم دھو کر اس نے خرجین سے مرہم نکال کر زخموں پر لگا دی تھی۔ پھر اس نے عدنان بن معد کے گھوڑے کی زین سے اپنا تیروں سے بھرا ہوا ترکش، اپنی کمان اور زرہ اُتار کر اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھ دی تھی۔ اس کے بعد اس نے مرنے والے تینوں کو ریت کے اندر دبا دیا تھا جب کہ ان کے گھوڑوں کو مار مار کر اس نے وادی القریٰ کی طرف بھگا دیا تھا۔ پھر سماک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور صحرا کے اندر بل کھا کر بنو سلیم کی طرف جانے والے راستے پر اپنے گھوڑے کو وہ سرپٹ دوڑا رہا تھا۔ تھوڑی دُور آگے جا کر صحرا کے اندر ایک نالہ آ گیا تھا جس کے کنارے

Marfat.com

بہت بلند تھے اور جس کے اندر سرما کی بارشوں کے باعث پانی ایک پتلی لکیر بہتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور جاڑے کے باوجود اس نالے کے کنارے وافر اور دور دور تک ہری ہری گھاس دکھائی دے رہی تھی۔

اس نالے کے بلند کنارے پر سماک نے اپنے گھوڑے کو روک لیا تھوڑی دیر تک وہاں رُک کر وہ نالے کے اندر بہتے والے پانی کی پتلی سی اس لکیر کو دیکھتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے اس کی نگاہیں نالے کے بلند کناروں پر جم کر رہ گئی تھیں۔ اس کے بعد اس کے چہرے پر داستان ہائے زریں، رُوح کی تونگری، امن وسلامتی، مسرت و انبساط جیسے جذبات بکھر گئے تھے۔ اس کی آنکھوں کے اندر ایک طبعی ترنگ، حسن و جمال، لحن سادی، موسیقی کی الحان اور خمارِ حیات رقص کرنے لگے تھے۔

اس کے بعد اس کے لبوں پر اطاعت و عبودیت، تسلیم و رضا اور مہر و محبت کے آئینوں جیسی خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ شاید کوئی اگلا قدم اٹھانے کے لیے اس نے کوئی فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے گھوڑے سے اتر کھڑا ہوا تھا۔

اپنے گھوڑے کے منہ سے سماک نے دھانہ اُتار دیا۔ اپنا تیروں سے بھرا ترکش اور ڈھال اپنی پیٹھ پر اس نے باندھ لی۔ کمان کندھے پر لٹکا لی تھی۔ اپنی زرہ اس نے گھوڑے کی زین کے ساتھ ہی لٹکی رہنے دی تھی۔ پہلے گھوڑے کو کان سے پکڑ کر وہ نالے کے اندر لے گیا۔ وہاں گھوڑے کو پانی پلانے کے بعد وہ پھر کنارے پر آیا اور ہری ہری گھاس چرنے کو اس نے گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا تھا۔ خود سماک اس نالے کے کنارے ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

پھر ایک دم ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ دوبارہ گھوڑے کے پاس آیا۔ زین کے ساتھ لٹکتی پانی کی چھاگل اس نے کھول لی اور خورجین کے اندر سے سفید رنگ کی ایک تھیلی نکال کر وہ دوبارہ اس ٹیلے کی اوٹ میں آ بیٹھا تھا۔ پہلے اس نے سفید کپڑے

Marfat.com

کی اس تھیلی کا منہ کھولا۔ اس کے اندر شکر ملے ہوئے ستو تھے اور اس تھیلی کے اندر سفید کپڑے ہی کی ایک اور چھوٹی تھیلی تھی۔ وہ چھوٹی تھیلی نکال کر سماک نے ایک طرف رکھ دی۔ پھر وہ شکر ملے ستو پھانکنے لگا تھا۔ شکر ملے ستوؤں سے پیٹ بھرنے کے بعد اس نے چھاگل سے پانی پیا۔ اس کے بعد اس نے چھوٹی تھیلی کھولی اس کے اندر کھجوریں تھیں۔ چند کھجوریں کھانے کے بعد سماک نے اس تھیلی کا منہ بند کر کے بڑی تھیلی میں ڈالا۔ پھر اس کی نگاہیں اس راستے پر جم گئی تھیں جو نالہ پار کر کے بنو سلیم کو جاتا تھا۔

کافی دیر تک سماک اس ٹیلے کے پیچھے بیٹھا رہا اور اس کا گھوڑا نالے کے کنارے کی ہری ہری گھاس چر کر اپنا پیٹ بھرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب دوپہر ہونے کو آئی تو بنو سلیم کی طرف سے آنے والی شاہراہ پر اسے تین گھڑسوار آتے دکھائی دیئے انہیں دیکھتے ہی سماک چونکا اور مستعد ہو گیا۔ ستوؤں والی تھیلی کا اس نے کس کر منہ باندھا اور ایک طرف رکھ دیا۔ پھر وہ ٹیلے کے ایک ایسے کنارے کی اوٹ میں آکر بیٹھ گیا جہاں سے آنے والے وہ تینوں سوار اسے واضح طور پر دکھائی دیتے تھے۔

پھر سماک نے اپنی کمان سنبھالی۔ اپنا بایاں گھٹنہ زمین پر ٹیک کر اس نے ان تینوں کے نزدیک آنے کا انتظار کیا۔ جب وہ نالے کے اس کنارے پر آئے جہاں سماک اوٹ میں بیٹھا ہوا تھا تو سماک انہیں پہچان گیا وہ عدنان بن معد کے وہ تین ساتھی تھے جو عدنان بن معد کو سماک کو لے کر پیچھے پیچھے آنے کا کہہ کر خود پہلے زعب بن مالک کے پاس بنو سلیم کی طرف چلے گئے تھے۔ عدنان بن معد کے سماک کو لے کر نہ پہنچنے پر شاید وہ اس کی تلاش میں نکلے تھے۔

انہیں پہچان لینے کے بعد سماک کے چہرے پر موج نکہت، تاروں کے گیتوں کی لے اور لچکتی قوس وقزاح کے رنگوں جیسی خوشگوار و شادابی پھیل گئی تھی۔ پھر سماک نے اپنے ترکش سے کچھ تیر نکال کر اپنے پاس رکھے اور ایک تیر چلا پر چڑھا

Marfat.com

کہ اس نے ان تینوں کی شست لے لی تھی۔ پھر دفعتہً سماک نے یکے بعد دیگرے دو تیر چلائے اور ان تینوں میں سے دو اپنے گھوڑے سے گر کر زمین پر لوٹنے اور تڑپنے لگے تھے۔ تیسرا اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے فوراً اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا اور نالے کے بلند کنارے کی اوٹ میں ہو بیٹھا تھا۔

سماک نے اسے چھپ کر بیٹھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا بچے ہوئے تیر اس نے ترکش میں ڈالے، کمان کندھے سے لٹکائی اور اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر وہ بلند کنارے کے اس حصے کی طرف بڑھا جس کے پیچھے ان تینوں میں سے بچنے والا چھپا تھا۔

اس چھپنے والے نے بھی شاید سماک کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا تھا۔ لہٰذا وہ کنارے کی اوٹ سے نکلا اور وہاں سے فرار اختیار کرنے کی خاطر وہ اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔

سماک نے جب دیکھا کہ وہ جان بچانے کی خاطر بھاگنے لگا ہے تو وہ بھی پوری قوت سے اس کے گھوڑے کی طرف بھاگا تھا اور جس وقت ابن سعد کا وہ ساتھی اپنے گھوڑے پر چھلانگ لگا کر بیٹھا اسی وقت سماک نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ جا پکڑی اور پھر اپنی تلوار اس کی طرف لہراتے ہوئے اس نے سلگتی آواز اور کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر زندگی چاہتے ہو تو اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کھڑے ہو۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں سماک بن خرشہ ہوں اور میں اپنے دشمنوں کے آثارِ عظمت کو مٹی میں ملانے اور اپنے عدو کو عذابِ الیم کی اذیت میں ڈالنے کا فن خوب جانتا ہوں۔"

اس موقع پر ابن سعد کے اس ساتھی نے اپنی تلوار کو حرکت میں لانا چاہا لیکن سماک نے فوراً آگے بڑھ کر اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھی پھر اس نے قلب و نظر میں خوف و وحشت برپا کر دینے والے انداز میں کہا۔

تمہاری تلوار کا استعمال تمہارے لیے ہی نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اپنے گھوڑے

Marfat.com

سے نیچے اُترو۔ ورنہ یاد رکھو تمہاری حالت میں قحط و افلاس کی ماری فاختہ اور پتھرائی آنکھوں جیسی کر کے رکھ دوں گا "۔

سماک کی ہولناکی دیکھتے ہوئے وہ اپنے گھوڑے سے اُتر کھڑا ہوا۔ اسی وقت سماک نے اس سے اس کی تلوار اور ڈھال چھین کر دُور پھینک دی۔ پھر سماک نے ایک ایسا زور دار تھپڑ اس کے مُنہ پر مارا کہ وہ چکرا کر زمین پر گر گیا۔ سماک اس کے پاس ہی زمین پر بیٹھ گیا اور انتہائی کھردرے صحرائی لہجے میں اس نے پوچھا۔

" تم کون ہو، تمہارا اور تمہارے ان ساتھیوں کا تعلق کس قبیلے سے ہے اور کیوں تم لوگوں نے دھوکہ دہی سے کام لے کر مجھے زعب بن مالک کی طرف لیجانا چاہا "۔

سماک بن خرشہ کے اس استفسار کے جواب میں وہ خاموش رہا اور کچھ بتانے سے اس نے گریز کیا تھا۔ اس کے اس رویّے پر سماک کا چہرہ غصّے میں بھبوکا سی کسی چنگاری جیسا ہو گیا تھا۔ غصّے میں اس کی آنکھیں اُبلنے لگی تھیں۔ نفس بے کل ہونے لگا تھا اور اس کے ہر موئے تن میں گویا ایک آگ سی بھر گئی تھی۔

پھر سماک نے اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھی اور تپتے ہوئے لہجے میں اس نے کہا " جو کچھ میں پوچھتا ہوں بغیر رُکے اور بغیر کسی سوچ بچار کے اس کا جواب دیتے چلے جاؤ اور اگر تم نے کوئی بات چھپانے کی کوشش کی یا میرے سامنے تم نے چُپ اور خاموشی اختیار کر جانے کا ارادہ کیا تو پھر سُن رکھو میں تمہارے لیے اس قدیم نالے کے کنارے اور صدیوں کے راز جاننے والے اس صحرا کے اندر خون پی جانے والا دن اور ہڈیاں چبا جانے والی رات بن کر طاری ہو جاؤں گا۔ جو کچھ میں نے پوچھا ہے اس کا فوری جواب دو اور اگر تم نے ذرا بھی پیش و پس سے کام لیا تو پھر میری طرف سے تمہارے خلاف یہ ردِعمل ہو گا کہ میں تمہارے لیٹے ہی لیٹے کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔ اس کے بعد میں زعب بن مالک پر شب خون مار کر خود ہی اس سے اپنے سارے سوالوں کے جوابات حاصل کر لوں گا۔ اے بھیڑیے کی اولاد! میں تیرا نام نہ پوچھوں گا بلکہ اس موقع پر میں تمہیں بھیڑیا ہی کہہ کر

Marfat.com

پکاروں گا۔ دیکھو میں سات تک گننے لگا ہوں۔ اگر تم اس سے پہلے بول پڑے تو ٹھیک ورنہ میری بھاری چمکتی تلوار تم پر گرے گی اور ریت کے اس انبار کے اندر تمہیں تمہارے ہی خون کا غسل دیتی چلی جائے گی۔ خدائے لم یزل کی قسم! میں تجھے تیری خاموشی کی انتہائی بھیانک اور بُری سزا دوں گا۔"

سماک کی اس گفتگو پر اس کا رنگ ہلدی اور برگ زرد ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ دہشتوں کے ہجوم کا شکار ہو گیا ہو۔ پھر وہ بولا اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"ہمارا تعلق خانہ بدوش قبیلے سے ہے۔ ہم گرما میں ارضِ شام کی طرف نکل جاتے ہیں اور سرما ہم مدائنِ صالح کے کوہستانی سلسلے میں گزارتے ہیں کہ وہاں سرما میں ہمارے ریوڑوں کو کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔ بنو سلیم کے زعب بن مالک نے ہم گیارہ خانہ بدوش چرواہوں کی خدمات اپنی بھاری رقم کے عوض حاصل کی تھی۔

پانچ آدمی تمہیں قتل کرنے پر مقرر ہوئے تھے اور لائحہ عمل یہ تھا کہ دھوکہ دہی سے تمہیں وادی القریٰ کی طرف بُلایا جائے اور وہاں سے پکڑ کر تمہیں زعب بن مالک کے پاس لے جایا جائے اور وہاں اس کی موجودگی میں تمہیں قتل کر دیا جائے لیکن افسوس تم نے ہمارے سارے ہی لائحہ عمل کو خراب کر کے رکھ دیا اور ہم تمہیں پکڑ کر زعب بن مالک کے پاس نہ لے جا سکے"۔

وہ ذرا رُک کر پھر کہہ رہا تھا۔ تمہیں عدنان بن معد اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حوالے کرنے کے بعد ہم نے رات بنو سلیم کے زعب بن مالک کے پاس جا کر بسر کی۔ ہمارا خیال تھا کہ عدنان بن معد زیادہ سے زیادہ سورج چڑھنے تک تمہیں لے کر بنو سلیم میں داخل ہو جائے گا لیکن وہ جب وہاں نہ پہنچا تو ہمیں تشویش ہوئی۔ لہٰذا زعب بن مالک نے ہمیں تمہاری طرف روانہ کیا۔ آہ، جب اِدھر آئے تو تم موت و مرگ بن کر ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ آہ، تُو نے میرے دونوں ساتھیوں

Marfat.com

اس پر سعد بن عبادہ پر ترس کھانے والے اس شخص نے خوشی اور اطمینان میں سازداری کے ساتھ کہا۔ "ارے کم بخت[1]! پھر تو ان دونوں شخصوں کا نام لے کر پکار اور تیرے اور اُن کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ تو بلند آواز میں اُنہیں یاد دلا۔"

سعد بن عبادہ نے فوراً ابوالبختری کی اس تجویز پر عمل کیا اور زور زور سے وہ جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب کو پکارتے ہوئے انہیں مدد کے لیے بلانے لگے۔

اس پکار کے بعد ابوالبختری بھاگا بھاگا جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب کی طرف گیا۔ وہ دونوں اس وقت حرم کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوالبختری نے دونوں کو مخاطب کرکے کہا۔

"اے میرے عزیزو! کیا تم بنو خزرج کے کسی شخص کو جانتے ہو وہ بے چارہ مقام بطح میں لوگوں کے ہاتھوں پٹ رہا ہے اور تم دونوں کے نام باری باری لے کر مدد کے لیے پکار رہا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان پناہ دہی کا معاہدہ ہے۔"

اِن دونوں نے فورا ابوالبختری سے بے چینی میں پوچھا۔ "وہ شخص کون ہے؟"

اس استفسار پر ابوالبختری نے کہا۔ "بنو خزرج کے اس شخص کا نام سعد بن عبادہ ہے۔" اس پر ان دونوں نے بڑی ہمدردی میں کہا۔ "واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی کے لوگوں کو ہم پر ظلم سے روکا کرتا تھا۔"

اس پر وہ دونوں اُٹھ کر اس جگہ آئے جہاں سعد بن عبادہ کو مارا پیٹا جا رہا تھا۔ اِن دونوں نے سعد بن عبادہ کو رہائی دلائی اور اس کے بعد سعد بن عبادہ یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

---

[1] سعد بن عبادہ اور ابوالبختری کے ان واقعات کو علامہ ابنِ ہشام نے سیرت النبی میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ ابن سعد، علامہ جریر طبری اور علامہ ابن خلدون نے بھی ان حالات و واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

ایک روز ابوجبیبہ، نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی تینوں ایک ساتھ عبداللہ بن ابی کے ہاں داخل ہوئے۔ وہ اس وقت اپنے کچھ جاننے والوں سے باتیں کر رہا تھا۔ ان تینوں کو دیکھ کر اس نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔

نبتل بن حارث نے بے پناہ خوشی کے اظہار میں بغیر کسی تمہید کے کہا "اے ابن ابی! ہم لوگ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ اس لیے کہ ہم نہ صرف اوس وخزرج کے سردار سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ تمہیں یثرب کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے بلکہ ہم دوسرے ذیلی قبائل کے سرداروں کے علاوہ یہودیوں کے سرداروں اور رؤسا کو بھی اس پر آمادہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ اوس وخزرج کے لوگ بھی اس فیصلے پر خوش ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر تمہیں یثرب کا بادشاہ بنا دیا گیا تو پھر آئندہ کے لیے اوس وخزرج کے درمیان جنگیں نہ ہوں گی اور لوگ یثرب اور اس کے نواح میں پُرامن اور پُرسکون زندگی بسر کر سکیں گے"۔

نبتل بن حارث کے خاموش ہونے پر ابوجبیبہ بولا اور کہا۔ "اے ابنِ ابی! ابھی ہم یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ہم نے ان کے ایک زرگر سے مل کر تمہارے لیے سونے کا ایک خوب صورت اور قیمتی تاج بنانے کے لیے بھی کہہ دیا ہے۔ تاکہ جس روز یثرب کا تمہیں بادشاہ بنایا جائے اس روز تمہاری باقاعدہ تاجپوشی کی جائے اور مجھے امید ہے کہ یہ زرگر جلد ہی سونے کا یہ قیمتی تاج تیار کر دے گا اور اس کے لیے اس زرگر کو ہم لوگ کچھ رقم بھی ادا کر آئے ہیں"۔

نبتل بن حارث اور ابوجبیبہ سے یہ خبریں سن کر عبداللہ بن ابی خوش ہوا۔ پھر اس نے کسی قدر بے چینی اور بے تابی کی سی کیفیت میں پوچھا "اے میرے عزیزو! تمہارے اندازے کے مطابق آخر کب تک اس کام کی تکمیل کر لی جائے گی"۔

اس استفسار پر ابوجبیبہ نے کہا۔ "اے ابن ابی! تم جانتے ہو کہ بنو خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کے علاوہ کئی دوسرے سردار اور عام لوگ بھی حج کے لیے مکہ گئے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ حج کے لیے جانے والوں کی تعداد اس بار خاصی ہے۔ ان لوگوں کی واپسی کے

Marfat.com

بعد ہی اس کام کو حتمی شکل دے کر تمہارے بادشاہ ہونے کا اعلان کر کے تمہاری تاج پوشی بھی کر دی جائے گی "۔

ابو جبیہ کے اس جواب پر عبداللہ بن ابی مطمئن ہو گیا تھا۔

آخر میں مربع بن قیظی نے عبداللہ بن ابی کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابن ابی! یثرب کا بادشاہ بننے کے بعد اپنے ہم جیسے رفقاء کے حقوق اور تعلقات کو فراموش نہ کر جانا۔ اس لیے کہ تمہارے بادشاہ بننے کے بعد آخر ہم بھی تو تم سے کچھ توقعات وابستہ رکھیں گے"۔

اس پر عبداللہ بن ابی نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے ایک کم تر اور غیر ذمہ دار شخص کی طرح مربع بن قیظی کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔" اے ابن قیظی! میرے بادشاہ بننے کے بعد سارے اختیارات تو تم جیسے رفقاء کے ہاتھوں میں ہی ہوں گے "۔

عبداللہ بن ابی کے اس جواب پر وہ تینوں دوست خوشی میں مسکرا دیئے تھے۔ پھر وہ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

○

خویلہ اور ابی حقیق دونوں باپ بیٹی اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ابی حقیق کا بیٹا اور خویلہ کا بھائی سلام بن ابی حقیق دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بچے بھی تھے۔ دیوان خانے میں داخل ہوتے ہوئے سلام بن ابی حقیق کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر تلخ حقیقتوں کے گہرے زخم، خون کی تمازت اور جلتے صحرا جیسی کیفیت تھی۔ جب کہ اس کی آنکھوں میں کرب کے لمحات اور شر آلودی تھی۔

اس کی حالت دیکھتے ہوئے ابی حقیق اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور فکرمندی میں اس نے پوچھا۔" اے میرے بیٹے! یہ تیری حالت کیا ہو رہی ہے۔ تو خیبر سے یہاں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ خیریت سے تو آیا ہے"۔

Marfat.com

سلام غصے کی حالت میں خویلہ کے قریب بیٹھ گیا اور غضب کی حالت میں اس نے کہا - " اے میرے باپ ! میں آپ پر پہلا انکشاف تو یہ کروں کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ مستقل طور پر خیبر سے یثرب میں منتقل ہو گیا ہوں - باہر دو اونٹوں پر میرا سامان لدا ہے جسے میرے غلام اُتار کر حویلی میں رکھ رہے ہیں - اور میں خیبر میں اپنا کاروبار اور اپنی حویلی اپنے ایک رفیق سدی بن عسل کی نگرانی میں دے آیا ہوں - میں آپ پر دوسرا انکشاف یہ کروں کہ آپ نے میری عدم موجودگی میں ربطہ کی شادی سماک بن خرشہ سے کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے - میں آپ پر تیسرا انکشاف یہ کرتا ہوں کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا وہ ہمارے اوّلین اور خونی دشمنوں میں سے ایک ہے میرا آپ پر چوتھا انکشاف یہ ہے کہ اب جب کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اس کے ساتھ میری بہن خویلہ کی شادی کسی بھی صورت میں نہیں ہو سکتی - اب خویلہ کی شادی وہاں ہو گی جہاں میں چاہوں گا "

اور اے میرے باپ ! میرا پانچواں انکشاف آپ کے لیے یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت سماک بن خرشہ کی طرف جاؤں گا اور اس سے ربطہ کی طلاق حاصل کرنے کی کوشش کروں گا - اس کے بعد ربطہ کی شادی بھی میری مرضی اور خواہش کے مطابق ہو گی "

ابی حقیق چند ثانیوں شفقت اور تعجب ملے جلے جذبات سے اپنے بیٹے سلام کی طرف دیکھتا رہا - پھر بولا - " اے میرے بیٹے ! میں نے خویلہ اور ربطہ کی مرضی اور رضامندی ہی سے دونوں کو سماک بن خرشہ سے منسوب کیا تھا - ربطہ کی شادی تمہاری غیر موجودگی میں اس لیے کر دی گئی کہ تم اس میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرو گے - اس طرح مجھے خدشہ تھا کہ حالات دِگرگوں ہو جائیں گے - لہٰذا میں نے تمہیں اطلاع کیے بغیر ربطہ کی شادی کر دی - ہاں میرے لیے یہ انکشاف ضرور نیا ہے کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے - اگر یہ درست ہے تو پھر سنو ! میں نہ صرف سماک بن خرشہ کو اپنی نگاہوں سے گرا دوں گا بلکہ اب اپنی بیٹی خویلہ کی شادی بھی اس سے نہ ہونے دوں گا -

ابی حقیق کے اس فیصلے پر سلام خوش ہو گیا - پھر وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا

Marfat.com

"میں اب سماک کی طرف جاتا ہوں اور اس سے ربطہ کی طلاق حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی سلام اُٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔ ابی حقیق اپنی جگہ پر گم صم خاموش بیٹھا رہا اور اسے روک نہ سکا تھا۔ جب کہ خویلہ بے چاری کی حالت لفظوں سے بچھڑے معانی، گریہ نیم شبی اور دریا کی اس روانی جیسی ہو گئی تھی جیسے کسی ہولناک صحرا نے اچانک اور فوراً نگلنا شروع کر دیا ہو۔ وہ بے چاری سر جھکائے اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی تھی۔ اس دوران سلام بن ابی حقیق کی بیوی اُٹھی اور ابی حقیق سے اس نے کہا۔

"میں ذرا غلاموں سے اپنا سامان درست کر کے لگواتی ہوں" اور ابی حقیق کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ دیوان خانے سے اُٹھ کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی تھی۔

خویلہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھی بڑے غور اور انہماک سے اپنے باپ کی طرف دیکھتی رہی۔ جب کہ خود ابی حقیق بھی اپنی جگہ پر سر جھکائے یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کی ذات کو گہن لگ گیا ہو۔ اس موقع پر خویلہ نے کچھ ہمت اور جرأت مجتمع کی اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے باپ! میں سمجھتی ہوں کہ سماک کا اسلام قبول کرنا آپ کو بُرا اور ناگوار گزرا ہے۔ میں اس لیے سماک کی طرف معذرت خواہ ہوں، پر اے میرے باپ! اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام ایک سچا، فطری اور منزل من اللہ دین ہے تو کیا آپ سماک سے اپنی محبت اور شفقت کو بحال کر کے مجھے اس سے شادی کرنے کی اجازت دے دیں گے"۔

ابی حقیق نے غور سے خویلہ کی طرف اور پوچھا۔ "اے میری بیٹی! یہ کیسے اور کون ثابت کرے گا کہ اسلام ایک سچا اور فطری دین ہے اور یہ کہ سماک نے ایسا کر کے سچائی اور حقیقت اختیار کی ہے"۔

خویلہ نے ایک بھرپور عزم میں کہا۔ "اے میرے باپ! اسلام کا سچا ہونا یا نہ ہونا

Marfat.com

میں ثابت کردوں گی پر اس کے لیے آپ کو میرے ساتھ دور دراز کے سفر کر کے ان لوگوں کے پاس جاتا ہوگا جو اسلام اور مسلمانوں کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق سچی باتیں اور پیش گوئیاں بتا سکیں"۔

خویلہ کی اس گفتگو سے ابی حقیق کی آنکھوں میں ایک مانوس سی چمک پیدا ہوگئی تھی۔ پھر اس نے کسی قدر پرسکون انداز میں کہا۔" اے میری بیٹی! اگر تو یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئی کہ مسلمانوں کا دین اور رسولؐ دونوں سچے ہیں تو پھر سن رکھو، میں نہ صرف تمہیں سماک بن خرشہ کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دے دوں گا بلکہ میں خود بھی اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ اب مجھے ایک بات بتاؤ بیٹی! کیا تمہیں اور ربطہ کو علم تھا کہ سماک مسلمان ہو چکا ہے"۔

اس سوال پر خویلہ بے چاری کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر اس نے مدھم آواز میں کہا "اے میرے باپ! میں آپ سے جھوٹ نہ بولوں گی مجھے اور ربطہ کو علم تھا کہ سماک اسلام قبول کر کے مسلمان ہو چکے ہیں"۔

ابی حقیق نے پھر غور سے خویلہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔" پھر تمہاری اور ربطہ کی کیا کیفیت ہے؟"

خویلہ نے مدھم لرزتی آواز میں کہا۔ میں اور ربطہ بھی اسلام قبول کر چکی ہیں، ابی حقیق نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔" اے میری بیٹی! اگر تم نے ثابت کر دیا کہ اسلام ایک سچا دین ہے تو میں تمہاری شادی سماک سے کر کے اسلام قبول کر لوں گا اور اگر تم ایسا نہ کر سکی تو تمہیں اپنے دین میں واپس آنا ہوگا"۔

خویلہ نے بھی فیصلہ کن انداز میں کہا۔" مجھے منظور ہے"۔

اس پر ابی حقیق نے کہا۔" اب اٹھو شام ہونے والی ہے کھانے کا انتظام کریں"۔

خویلہ مطمئن سی ہو کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ دونوں باپ بیٹی دیوان خانے سے نکل کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

Marfat.com

سلام بن حقیق بڑی تیزی سے سماک بن خرشہ کی حویلی آیا اور دروازے پر اس نے زوردار اور غصیلی دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد سماک نے دروازہ کھولا۔ صرف ایک ساعت تک اس نے حیرت و تعجب سے سلام بن حقیق کو وہاں کھڑے دیکھا۔ پھر کہا "اے ابن حقیق! تم یہاں؟ پر تم باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہو۔ آؤ دیوان خانے میں بیٹھو۔"

سماک نے دیوان خانے کا دروازہ کھولا اور سلام چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا اور جب سماک وہاں سے باہر نکلنے لگا تو سلام نے اسے مخاطب کر کے کہا "اے ابودجانہ! میں اپنی بہن ربطہ سے ملنے آیا ہوں۔ کیا اس دیوان خانے میں اس سے میں علیحدگی میں بات نہیں کر سکتا؟"

سماک نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "کیوں نہیں، تم ایسا کر سکتے ہو، وہ تمہاری بہن ہے۔" اس کے ساتھ ہی سماک نے زور زور سے پکارنا شروع کیا۔

"ربطہ! ربطہ! بھاگ کر ادھر آؤ، دیکھو کون آیا ہے؟"

ربطہ بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور سماک کے لیے اپنے ننگے ہونٹوں کے اُفق پر دلفریب مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے پوچھا "کون آیا ہے؟"

سماک نے کہا "ذرا دیوان خانے میں تو دیکھو۔"

آگے بڑھ کر ربطہ نے دیوان خانے میں جب سلام بن ابی حقیق کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر سماک نے بولتے ہوئے کہا "ربطہ! ربطہ! سلام بن ابی حقیق علیحدگی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس کے پاس دیوان خانے میں بیٹھو اور سنو یہ کیا کہنا چاہتا ہے۔"

ربطہ نے ایک بار عجیب طرح سے سماک کی طرف دیکھا پھر اس نے دیوان خانے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا "اے میرے بھائی! تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

سلام بن ابی حقیق نے اسے اشارے سے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔ جب ربطہ اس کے سامنے وہاں بیٹھ گئی تب سلام بن ابی حقیق بولا اور کہا "اے ربطہ! میری بہن! میں تمہاری شادی میں شریک نہ تھا اور مجھے اس کی اطلاع بھی نہ دی گئی تھی۔ دوسرے

Marfat.com

الفاظ میں تم یہ سمجھ لو کہ تمہاری شادی میری مرضی کے خلاف ہوئی ہے ۔ معاملہ یہیں تک رہتا تو مَیں برداشت کر جاتا لیکن اب مجھے خبر ملی ہے کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے ۔ لہٰذا مجھے یہاں آنا پڑا ۔ بلکہ اب مَیں مستقل طور پر خیبر سے یثرب آ گیا ہوں اور مَیں نے عزم کر رکھا ہے کہ اس نئے دین کے خلاف سرگرمی سے کام کروں گا ۔"

"اے ربیطہ ! اس کام کے پہلے مرحلے میں تم سے مَیں یہ کہنے آیا ہوں کہ تم اپنے شوہر سماک بن خرشہ سے طلاق لے لو ۔"

ان الفاظ پر ربیطہ کی حالت فراق کے دُکھ، مجنونانہ جستجو اور تذلیل و بے چارگی جیسی ہو کر رہ گئی تھی، پھر وہ بولی، پر اس بار اس کی آواز میں غصّہ اور خفگی عیاں تھی اور اس نے سلام سے پوچھا " مَیں آخر اپنے شوہر سے طلاق کیوں اور کس وجہ کی بنا پر لوں ؟"

سلام نے بڑی بے باکی سے کہا " اس لیے کہ تم یہودی ہو اور سماک ایک نئے دین کا پیروکار اور ایک یہودی لڑکی کی شادی اس نئے دین کے پیروکار سے نہیں رہنی چاہیئے ۔"

ربیطہ نے اس بار بڑی پُرسکون حالت میں کہا " اگر مَیں یہ کہوں کہ مَیں نے بھی اس نئے دین کو قبول کر لیا ہے اور سماک کی طرح مَیں بھی اب اسی دین کی پیروکار ہوں تو پھر تمہارے کیا خیالات ہوں گے ۔"

سلام نے غصّے اور خفگی میں کہا ۔" ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔"

ربیطہ نے بھی اس بار غصے اور خفگی میں کہا ۔" اے ابن ابی حقیق ! ایسا ہو چکا ہے الحمد اللہ ! مَیں اب اپنے شوہر کی طرح مسلمان ہوں ۔ مَیں تمہاری آج کی گفتگو کو تو برداشت کر گئی ہوں لیکن آئندہ اگر تم نے کبھی مجھے میرے شوہر سے طلاق لینے کا مشورہ دیا تو مَیں تمہیں اپنے گھر سے یوں دھتکار کر نکالوں گی جیسے کبھی کتّے کو نکالا جاتا ہے ۔ آج کے بعد میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق، کوئی رشتہ نہیں ہے ۔ اے

Marfat.com

ابن ابی حقیق! تم یہودی اور میں مسلمان لہٰذا اب ہمارے ضابطے، ہماری حرمتیں، ہمارے آدرش، ہمارے فلسفے، ہمارے دین اور ہمارے لائحہ عمل کی صورتیں مختلف اور جدا ہیں"۔

سلام نے بھی غصے کی حالت میں کہا: "اے ریطہ! اگر ایسا ہے تو تم میرے ہاتھوں نقصان اُٹھاؤ گی۔ تمہیں میری بات ماننا ہو گی"۔

ریطہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اسی لمحہ سماک دروازے پر نمودار ہوا اور اپنی تلوار بے نیام کر کے فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

اے ابن ابی حقیق! میں ریطہ کے ساتھ تمہاری گفتگو سُن چکا ہوں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ریطہ کو نقصان پہنچاؤ گے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ تم جانو ریطہ میری بیوی ہے اور جو کوئی بھی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا واللہ میں یثرب میں سر بازار اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا"۔

"اے ابن ابی حقیق! تم کسی غلط فہمی اور دھوکے میں نہ پھنسے رہنا۔ میں سماک بن خرشہ ہوں۔ میں راستوں کی ناہمواریوں کی پرواہ کیے بغیر ریت، لو، چلچلاتی دھوپ، اور رقص کرتے آگ کے شعلوں کی طرح اپنے دشمن کا تعاقب کرتا ہوں۔ میں جابر کے ظلم، اور ظلم کی مطلق العنانی سے نمٹنا خوب جانتا ہوں۔ کسی غلط فہمی اور فریب میں نہ پڑے رہنا اگر تو نے میرے یا میرے اہل خانہ کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو پھر سن رکھو، میں موت بدست ہو کر اس دریا کی طرح تیرا تعاقب کروں گا جو اپنے راستے میں آنے والے سنگریزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

اے ابن ابی حقیق! ریطہ سے میری شادی ریطہ کی رضامندی اور خوشنودی سے ہوئی ہے اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وہ ریطہ کو مجھ سے زبردستی چھین لے گا یا طلاق دلوا لے گا تو وہ احمق اور مجنون ہے"۔

سماک جب خاموش ہوا تو ریطہ نے انتہائی غصے میں سلام بن ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا۔ "یہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ اور آئندہ کبھی اِدھر کا رُخ کرنے کی

Marfat.com

کوشش نہ کرنا۔ مَیں مسلمان ہوں تم یہودی لہٰذا میرا تمہارا کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں ہے"۔
سلام بن ابی حقیق خاموشی اور مایوسی سے اُٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

O

بیعت عقبہ ثانیہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی، اور اپنی حفاظت اور اسلام کی حفاظت کے لیے خونریزی آپ کے لیے حلال نہ کی گئی تھی صرف خداوند کی طرف دعوت دینے، تکالیف پر صبر کرنے اور جاہلوں سے رُوگردانی کرنے کا حکم تھا۔

قریش اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم و تشدد کر رہے تھے۔ انہیں صبر آزما مصیبتیں پہنچاتے تھے جن کی بنا پر کچھ ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں کی طرف بھاگ گئے اور کچھ ان کے اندر رہ کر ہی تکالیف برداشت کر رہے تھے۔ ایسے میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد خداوند کی طرف سے اِذنِ قتال دے دیا گیا۔ یعنی جنگ مسلمانوں کے لیے اس وجہ سے حلال کر دی گئی کہ اُن پر ظلم کیا گیا تھا۔

اس جہاد کے ساتھ ساتھ حضورؐ نے مسلمانوں کو یثرب کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ جس کے جواب میں مسلمانوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کرنے لگی تھیں۔ جب کہ حضورؐ خود بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

اس ہجرت کے موقع پر کفّار مکّہ کی طرف سے ان کے مظالم اور مسلمانوں کی طرف سے ان کے صبر کے عبرت خیز واقعات دیکھنے میں آنے لگے تھے۔

صُہیبؓ مکّہ کے صاحب ثروت لوگوں میں سے تھے جب یہ مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو کفّار کے لوگ ان کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہا "تم ہمارے پاس بھک منگوں کی سی حالت میں آئے تھے۔ ہمارے پاس رہ کر مالدار بنے اور اس حالت میں پہنچے جس میں تم اب ہو۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ مکّہ سے یثرب روانہ ہو جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو ہرگز نہ ہو سکے گا"۔

Marfat.com

اس پر صہیبؓ نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا - اگر میں سارا مال تم لوگوں کو دے دوں تو میری راہ میں حائل تو نہ ہوگے "؟

مشرکینِ مکہ نے کہا " ہاں یہ ممکن ہے "۔

پس صہیبؓ نے کہا " میں نے اپنا سارا مال تم لوگوں کو دیا" اور اس کے بعد صہیبؓ یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

حضورؐ کو جب صہیبؓ کے اس ایثار و قربانی کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا۔ " رَبِحَ صُهَيْبٌ رَبِحَ صُهَيْبٌ " (صہیب فائدے میں رہے - صہیب فائدے میں رہے)

مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کا ایک اور واقعہ اس سے بھی زیادہ عبرت خیز اور درس آمیز ہے - ابوسلمہؓ[1] بن عبدالاسد کا تعلق مکہ کے بنی مخزوم سے تھا - جب یہ یثرب کی طرف ہجرت کرنے لگے تو اپنی بیوی اُم سلمہ کو انہوں نے اُونٹ پر سوار کر لیا اور اپنے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو اپنی اہلیہ کی گود میں رکھا اور پھر خود اُونٹ کی مہار پکڑ کر وہ مکہ سے روانہ ہونے ہی لگے تھے کہ ان کے قبیلے بنی مخزوم نے ان کی راہ روک لی۔ اور کہنے لگے " تمہیں اپنی ذات پر تو اختیار ہے جو چاہو فیصلہ کرو اور جو دین تم چاہو اختیار کرو لیکن تمہاری بیوی اور تمہارے بچّے کو ہم تمہارے ساتھ نہ جانے دیں گے " اور آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ اور بچّے کو زبردستی اُتار کر اپنے ہاں لے گئے ۔

اتنے میں ابوسلمہ کے والد عبدالاسد کے خاندان والوں نے یلغار کر دی اور کہنے لگے کہ ابوسلمہ کے بیٹے کو اس کی ماں کے پاس کیوں رہنے دیں گے جب کہ وہ ہماری نسل سے ہے - لہٰذا وہ بچّے کو چھین کر اپنے ہاں لے گئے ۔ اسی کش مکش میں بچّے کے ہاتھ کا جوڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا ۔

اب صورتِ حال یہ ہوئی کہ اُم سلمہ کو اُن کے خاندان والوں نے اپنے پاس رکھ لیا - ان کے بیٹے کو اس کے دادا کے خاندان والے لے گئے جب کہ خود ابوسلمہ بیچارے

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام

یثرب کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

اُم سلمہ کی حالت عجیب ہو گئی، وہ ہر روز اپنے گھر سے نکلتی اور صبح سے شام تک ایک وادی میں بیٹھ کر روتی رہتی۔ اس طرح کوئی ایک سال کے لگ بھگ ایسی ہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ ایک روز اُم سلمہ کا ایک چچازاد بھائی وہاں سے گزرا اسے اُم سلمہ کی حالت پر رحم آیا اور اس نے جا کر بنی مخزوم کو مخاطب کر کے کہا۔ "کیا تم لوگ اس مسکین عورت کی حالت سے متاثر نہیں ہوتے کہ تم نے اس کے شوہر، اس کے بیٹے، اور خود اس کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔"

اس کے بعد اُن لوگوں کے دل کچھ نرم ہوئے اور انھوں نے اُم سلمہ کو یثرب جانے کی اجازت دے دی، جب کہ ان کا بچہ بھی ان کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اس طرح ایک سال کی اذیت اور کرب کے بعد اُم سلمہ اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر ابو سلمہ سے جا ملیں۔

مکہ سے تقریباً سبھی مسلمان ہجرت کر کے یثرب کی طرف چلے گئے تھے۔ حضورؐ کے پاس مکہ میں اب صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ رہ گئے تھے۔ ان حالات میں جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی حضورؐ سے ہجرت کر جانے کی اجازت طلب کی تو جواب میں حضورؐ نے فرمایا۔

"لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْعَلُ لَکَ صَاحِبًا" (جلدی نہ کرو، شاید اللہ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے)

حضورؐ کے ان الفاظ سے حضرت ابو بکرؓ کو اُمید ہو گئی تھی کہ اُنہیں حضورؐ کے ساتھ ہی ہجرت کرنا ہو گی لہٰذا وہ خاموش ہو رہے۔ جب کہ حضورؐ خود بھی ہجرت کے خود بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔

ان کے علاوہ مکہ میں صرف وہ مسلمان رہ گئے تھے جو ہجرت کرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے تھے اور مکہ میں صبر آزما تکالیف میں مبتلا کر دیے گئے تھے۔ اس لیے کہ مکہ کے کفار اپنے ان رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا کرتے تھے جو مسلمان ہونے کے بعد یثرب کی طرف ہجرت کی کوشش کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ابو جہل کے ساتھ بھی پیش آیا۔

Marfat.com

ہوا یوں کہ ابوجہل کا چچازاد بھائی عیاش بن ربیعہ ہجرت کر کے یثرب کی طرف چلا گیا تھا۔ ابوجہل کو اس کا بڑا قلق اور رنج تھا کہ عیاشؓ اس سے بچ کر ہجرت کر جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس نے عیاشؓ کو مکہ واپس لانے کا عہد کر لیا تھا۔ اس مقصد کے لیے ابوجہل نے اپنے بھائی حارث کو ساتھ لیا اور یثرب کی طرف روانہ ہوا تاکہ کسی بھی حیلے بہانے سے عیاشؓ کو واپس مکہ لایا جائے۔

ابوجہل اور حارث دونوں یثرب پہنچے اپنے چچازاد بھائی عیاشؓ سے ملے اور اس کے لیے بڑی ہمدردی اور شفقت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہیں دیکھ نہ لے سر میں کنگھی نہ کرے گی اور دھوپ سے سائے میں نہ جائے گی۔"

یہ خبر سن کر عیاشؓ کو اپنی والدہ پر رحم آیا اور ابوجہل کے ساتھ مکہ جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ ان کی ماں انہیں دیکھ کر اپنی قسم توڑے اور اپنے آپ کو اذیت میں نہ ڈالے۔

اس صورتِ حال میں جب حضرت عمر فاروقؓ کو عیاشؓ کے مکہ واپس جانے کے ارادے کی خبر ہوئی تو وہ عیاشؓ کے پاس آئے اور اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "اے عیاشؓ! واللہ! یہ لوگ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! تمہاری ماں کو جب جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور مکہ کی دھوپ جب اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہو گی تو وہ ضرور سائے میں چلی جائے گی۔" یہ عیاشؓ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا کچھ مال مکہ میں رہتا ہے اسے بھی لیتا آؤں گا اور اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر آؤں گا۔"

عمر فاروقؓ نے پھر اسے ایک نئی پیش کش کرتے ہوئے کہا۔ "جس قدر مال میرے پاس ہے اس کا آدھا میں تمہیں دیتا ہوں پر تم ابوجہل اور حارث کے ساتھ مکہ نہ جاؤ۔"

جب عیاشؓ نہ مانا اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے عیاشؓ کو اپنی اونٹنی دی اور نصیحت کی کہ یہ اونٹنی نہ صرف یہ کہ تیز رفتار ہے بلکہ یہ منتخب

Marfat.com

اور مرضی کے مطابق چلنے والی ہے۔ اس کی پیٹھ سے نہ اُترنا اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ یہ دونوں تمہیں دھوکہ دے رہے ہیں تو اس اونٹنی کی مدد سے بچ نکلنا۔

اس کے بعد عیاش اس اونٹنی پر ابوجہل اور حارث کے ساتھ ہو لیے۔ راستے میں ابوجہل نے عیاش کو بہانے سے رکوا کر اونٹ بٹھوائے اور ابوجہل اور حارث دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا۔ دونوں نے مل کر اسے رسیوں میں جکڑ لیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب یہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے تو ابوجہل نے کفارانِ مکہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے مکہ کے لوگو! اپنے بے ہودہ لوگوں سے اس طرح سلوک کیا کرو جس طرح ہم دونوں نے اپنے اس بے ہودہ عزیز عیاش کے ساتھ کیا ہے۔"

○

سماک اور ربیطہ شام کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ ابی حقیق کا غلام لمبس بڑی تیزی سے گھر میں داخل ہوا۔ وہ دونوں کے قریب آیا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "اے ابودجانہ! میں تمہارے لیے ایک بہت بری خبر لے کر آیا ہوں۔ سنو ابودجانہ! سلام بن ابی حقیق چاہتا تھا کہ ربیطہ کو تم سے چھین اور اسے تم سے طلاق دلوا کر اپنی مرضی سے اس کی کہیں شادی کرا دے لیکن اس میں چونکہ اسے ناکامی ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ انتقام پر اُتر آیا ہے اور اپنی مطلب برآوری کے لیے اس نے ایک دوسرا طریقہ اپنایا ہے۔"

"ربیطہ کو حاصل کرنے کے لیے اے ابودجانہ! سلام بن ابی حقیق نے خیبر سے دو یہودیوں کو بلایا ہے تاکہ وہ رات کے وقت تمہارے گھر پر شب خون ماریں اور ربیطہ کو اُٹھا کر خیبر لے جائیں اور یہ دونوں یہودی جو خیبر سے منگوائے گئے ہیں۔ یہ تلوار کے فن میں آگ اور آہن کا ایک طوفان ہیں۔ سلام بن ابی حقیق کا کہنا ہے کہ کوئی ظلم کوئی جبر اور کوئی طاقت ان دونوں کو ان کے ارادوں سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یا یوں سمجھ لو کہ وہ دونوں خیبر کے بہترین تیغ زن ہیں اور اس وقت وہ دونوں باب شامی اور جبل سلع

Marfat.com

کے درمیان پڑنے والی چٹانوں کے پیچھے چھپے بیٹھے ہیں۔ ان دونوں کے گھوڑے بھی وہاں ان کے ساتھ ہیں۔ میں ان دونوں کو وہاں دیکھ کر بھی آیا ہوں۔

کیونکہ سلام بن ابی حقیق ان دونوں کے لیے شام کا کھانا وہاں لے کر گیا تھا۔ اس پر خویلہ کو کچھ شک گزرا تھا۔ لہٰذا اس نے مجھے اپنے بھائی کے تعاقب میں لگا دیا۔ سو میں اس کے تعاقب میں گیا اور وہاں میں نے ان تینوں کی ساری گفتگو سن لی اور پھر واپس آکر خویلہ کو یہ ساری باتیں بتائیں۔ اب خویلہ ہی کے کہنے پر میں چھپ کر ادھر آیا ہوں۔ تاکہ آپ کو اس خطرے سے آگاہ کروں۔

میں اب جاتا ہوں کہیں میرے اس طرح حویلی سے باہر رہنے پر سلام بن ابی حقیق کو کوئی شک نہ ہو جائے۔ بہرحال آپ چوکس رہنا۔ وہ دونوں رات کے کسی بھی حصے میں آپ دونوں پر شب خون مار سکتے ہیں۔ سلام بن ابی حقیق کھل کر آپ پر حملہ آور بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ اب اوس و خزرج کی ایک بھاری جمعیت کے علاوہ دونوں قبائل بھی اسلام قبول کر چکے ہیں اس لیے سلام ڈرتا ہے کہ اگر وہ کھل کر اور اعلانیہ آپ کے خلاف حرکت میں آیا تو اوس و خزرج اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور اوس و خزرج کی دشمنی کو آواز دینا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے اسی بنا پر سلام نے خیبر کے دو یہودیوں کی مدد سے آپ پر شب خون مار کر اپنا کام نکلوانے کی کوشش کی ہے۔

ملیس مڑ کر جانے ہی لگا تھا کہ سماک نے اسے روکتے ہوئے کہا "ملیس! ملیس! رکو میری بات سنو! جانے سے قبل مجھے یہ بتاتے جاؤ کہ خیبر سے آنے والے دونوں یہودی اس وقت کہاں گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں"۔

ملیس فوراً بولا اور کہا "باب شامی سے نکلنے کے بعد جب آگے بڑھیں تو جہاں سے کوہستان سلع شروع ہوتا ہے وہاں پہلی ہی چٹانوں کے پاس ان دونوں کے گھوڑے بندھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں خود بھی اپنے گھوڑوں کے پاس ہی ہیں"۔

سماک نے ایک عزم میں کہا "اے ملیس! اب تم جاؤ۔ ان دونوں یہودیوں کو ہم پر شب خون مارنے کی زحمت ہی نہ اٹھانا پڑے گی۔ میں خود ان سے ملاقات کرنے

Marfat.com

جبلِ سلع کی طرف جاؤں گا۔ میرے رب کو منظور ہوا تو یہ رات اُن دونوں کے لیے زندگی کی آخری رات ہو گی۔"

ملیس جب چلا گیا تو ربطہ نے فکر مندی میں سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اب کیا ہو گا۔ یہ سلام تو اپنی حدود سے بھی بڑھتا جا رہا ہے۔"

سماک نے ربطہ کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ "اے ربطہ! اطمینان رکھو، تم سماک بن خرشہ کی بیوی ہو اور ابنِ خرشہ اپنی اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے کا دم خم رکھتا ہے۔ تم تھوڑی دیر رکو میں تیار ہو لوں، پھر میں بتاتا ہوں کہ میرا لائحہ عمل کیا ہے۔"

سماک تیزی سے کمرے میں گیا اور اپنے آپ کو مسلح کرنے لگا۔ ربطہ بھی اس کے پیچھے گئی اور اسے مسلح کرنے میں اس کی مدد کرنے لگی تھی۔ مسلح ہو کر سماک باہر آیا۔ اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی۔ پھر ربطہ کو مخاطب کر کے اس نے رازدارانہ انداز میں کہا۔" ربطہ! ربطہ! میں ابھی اور اسی وقت ان دونوں یہودیوں کی طرف جاؤں گا جو اس وقت جبلِ سلع کے اندر ہماری گھات میں ہیں اور ان کی طرف جانے سے قبل میں تمہیں ابو قیس کے ہاں چھوڑ جاؤں گا۔ لیکن تم ابو قیس سے ذکر نہ کرنا کہ رات کے وقت کس مہم پر نکلا ہوں۔ بس یہی کہہ دینا کہ میں ذرا کام سے نکلا ہوں اور تم اُن سے ملنے چلی آئی ہو۔"

ربطہ نے سہمی سہمی سی آواز میں کہا۔ آپ اکیلے ان دونوں کی طرف نہ جائیں خبیب اور قطبہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں اس طرح ان سے نمٹنے میں آپ کو آسانی رہے گی۔

سماک نے ربطہ کو ڈھارس دینے کی خاطر کہا۔" ربطہ! ربطہ! تم فکر مند نہ ہو۔ خبیب اور قطبہ کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سلام بن ابی حقیق پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنی اور ربطہ کی حفاظت خود اکیلا بھی کر سکتا ہوں۔ لہٰذا آؤ اب چلیں۔ میں تمہیں ابو قیس کے ہاں چھوڑ کر ان کی طرف جاؤں گا۔ میری اس غیر موجودگی میں تم فکر مند نہ ہونا۔ میں جلد ہی لوٹ آؤں گا۔"

Marfat.com

آبادی کے اندر وہ گھوڑے کو میانہ روی سے ہانکتا رہا۔ آبادی سے باہر نکل کر اس نے اپنے گھوڑے کو اس شاہراہ پر ڈالا جو وادی القریٰ کی طرف جاتی تھی پھر اپنے گھوڑے کو اس نے سیخ پا کر دینے والی ایک مہمیز لگائی تو اس کا گھوڑا وادی القریٰ کی طرف جانے، والی اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

رات تیزی سے سحر کی طرف بھاگ رہی تھی۔ اندھیروں کی عفریت لحد میں اترنا شروع ہو گئی تھی۔ پھر جب سماک صحرا میں اندر بہنے والے اس نالے کے قریب آیا جہاں اس نے زعب بن مالک کے تین آدمیوں کو قتل کر کے ریت میں دفن کر دیا تھا تو رات یادوں کے سرد خانوں میں کھو گئی۔ اندھیروں کے قصرِ ستم مسمار ہو گئے۔ مشرق سے ستارۂ سحری نمودار ہوا۔ چاند کا خمار لذت اور ستاروں کا طلسم بے کراں ٹوٹنے لگا۔ پھر سورج مشرق سے نمودار ہوا۔ چہچہاتے پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر رزق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ مسرت بھری ندیاں اور دریاؤں کے خشک ہونٹ جاگ اٹھے۔ ہواؤں کی سنسناہٹ اور ہوا میں اڑتے پرندوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ ایک نیا لطف بخشنے لگے تھے۔

نالے کو پار کرنے کے بعد سماک نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ پھر وہ گھوڑے کی باگ پکڑ کر اس جگہ آیا جہاں اس نے زعب بن مالک کے تین ساتھیوں کو مار کر دفن کیا تھا۔ گھوڑے کی باگ اس نے زمین پر پھینک دی پہلے زعب بن مالک کو گھوڑے سے نیچے اتارا اور اس کے منہ پہ بندھا ہوا کپڑا اس نے کھول دیا۔

اس موقع پر زعب بن مالک کی حالت اس میمنے جیسی ہو گئی تھی جو اپنے ریوڑ سے بچھڑ گیا ہو۔ پھر زعب بن مالک نے منت کرنے کے انداز میں سماک بن خرشہ کو مخاطب کر کے کہا۔

' اے ابودجانہ! جب کہ سوید بن صامت کے اونٹوں کی وجہ سے میرے اور تمہارے درمیان جو تنازعہ اٹھا تھا وہ ختم ہو گیا تو پھر تم نے میرے ساتھ یہ

Marfat.com

زیادتی کیوں کی کہ یوں مجھے باندھ کر میرے گھر سے اٹھا لائے۔ آخر میرا کیا قصور ہے جو تم مجھے یہ سزا دے رہے ہو۔ اے ابو وجاجہ! تم کیوں ایک نئی دشمنی کا آغاز کر رہے ہو۔ میں پرانی عداوتوں اور گزری ہوئی نفرتوں کو یکسر فراموش کر چکا ہوں۔

سماک نے زعب بن مالک کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ پہلے اس کے پشت پر بندھے ہوئے دونوں ہاتھ اس نے کھولے۔ تاہم اس کے پاؤں بندھے ہی رہنے دیئے۔ اس کے بعد سماک نے اسے مدھم آواز میں مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن مالک! اپنے سامنے ریت کے اندر گڑھا کھودو۔ پھر تمہیں تمہاری ان ساری باتوں کا آپ سے آپ جواب مل جائے گا جو ابھی ابھی تم نے مجھ سے کی ہیں"۔

زعب نے غور سے سماک کی طرف دیکھا پھر لرزتی ہوئی آواز میں اس نے پوچھا "یہ گڑھا کھدوا کر تم میرے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم مجھے اس گڑھے میں زندہ دفن کر دینا چاہتے ہو"؟

سماک نے پھر نرم آواز میں کہا۔ "نہیں، میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ میں نے کہا، تاکہ یہ گڑھا کھودنے پر تمہیں آپ سے آپ اس سوال کا جواب مل جائے گا۔ کہ میں تمہیں تمہارے گھر سے اٹھا کر کیوں ادھر لے آیا ہوں اور یہ کہ دشمنی اور عداوت کی ابتدا و تجدید میری طرف سے ہو رہی ہے یا تمہاری طرف سے ہوئی ہے"۔

زعب بن مالک کشمکش و پیچ میں پڑ گیا تھا اور مشکوک انداز میں وہ سماک کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

زعب بن مالک کی اس حالت پر سماک کا چہرہ غصے اور برہمی میں سمندر کے جلال اور جبلتوں کے نزول جیسا ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر ایک جھٹکے سے سماک نے اپنی تلوار کھینچی اور دہکتی بھڑکتی آواز میں اس نے زعب بن مالک کو مخاطب کر کے چلا کر کہا۔ اے ابن مالک! اپنے سامنے ریت میں گڑھا کھودو۔ حقیقت تمہارے سامنے خود عیاں ہو جائے گی کہ بدی کی ابتدا کس نے کی ہے"۔

Marfat.com

اپنے سر پر لہراتی سماک کی تلوار دیکھ کر زعب بن مالک لرز کانپ گیا تھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ریت کے اندر بڑی تیزی سے گڑھا کھودنا شروع کر دیا تھا۔ اچانک زعب بن مالک ہولناک چیخ مار کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی سانس پھول گئی تھی۔ ویرانیاں اس کے چہرے پر کچھ اس طرح یک لخت اُگ آئی تھیں جیسے کسی نے اسے پکڑ کر موت کی سرحد پر کھڑا کر دیا ہو۔ اس لیے کہ اس کے قتل ہونے والے تینوں ساتھیوں کی نعشیں ننگی ہو گئی تھیں اور ان کے چہرے دیکھ کر زعب بن مالک کی حالت ایسی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر سماک بن مالک نے اُسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے زعب بن مالک! یہ جو تین لاشیں اس گڑھے کے اندر تم نے دیکھی ہیں، تو کیا تم ان مرنے والے جوانوں کو پہچانتے ہو۔"

زعب بن مالک نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور روتی بکھرتی آواز میں اس نے کہا: "اے ابو دجانہ! واللہ! میں نہیں جانتا یہ کون لوگ ہیں اور ان سے میرا کبھی کوئی واسطہ اور تعلق نہیں رہا۔"

سماک نے اپنے غصے اور غضب کو ضبط کرتے ہوئے کہا: "حیرت ہے، تم ان لوگوں کو نہیں جانتے ہو۔" اس کے بعد سماک نے پہلے کی طرح زعب بن مالک کا منہ اور ہاتھ باندھے۔ دوبارہ اسے اپنے گھوڑے پر رکھ کر سوار ہوا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے ایک بار پھر وادی القریٰ کی طرف جانے والی شاہراہ پر ڈال دیا تھا۔ اب ایک بار پھر اس کا گھوڑا اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

اس کے بعد سماک بن خرشہ نے اپنے گھوڑے کو اس جگہ آروکا جہاں اس نے عدنان بن معد اور اس کے دونوں ساتھیوں کو تہ تیغ کر کے دفن کیا تھا۔ یہاں بھی سماک نے زعب بن مالک کو گھوڑے سے اتار کر اس کے ہاتھ کھولے اور مخصوص جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "یہاں ریت کے اندر

Marfat.com

گڑھا کھود دو"۔

زعب بن مالک نے ایسا کرنے میں جب ذرا ہچکچاہٹ سے کام لیا، تو سماک نے فوراً اپنی تلوار کھینچ لی اور سماک کو ایسا کرتے دیکھ کر زعب بن مالک نے کچھ کہے بغیر فوراً اپنے سامنے ریت میں گڑھا کھودنا شروع کر دیا تھا۔ اچانک زعب بن مالک چیخ مار کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس لیے کہ وہاں جب مرنے والوں کی نعشیں برآمد ہوئیں تو وہ اپنے ان مقتول ساتھیوں کو پہچان کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

سماک نے زعب بن مالک کے سر پہ تلوار لہراتے ہوئے کہا "اے زعب بن مالک! اس گڑھے کو بھر دو۔ پھر میں تمہارے ساتھ کام کی گفتگو کرتا ہوں"۔

زعب بن مالک نے فوراً ریت ڈال کر وہ گڑھا بھر دیا۔ پھر سماک نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے ابن مالک! اس صحرا کے اندر جو تو نے دو بار گڑھے کھود کر لاشیں دیکھیں تو کیا تو ان چہروں کو پہچانتا ہے؟"

زعب بن مالک نے فوراً اپنے دفاع میں بولتے ہوئے کہا "اے ابو دجانہ! میں جانتا ہوں ایک کھوجی کی حیثیت سے تم فکر و احساس کے ایک بہترین نقاش ہو۔ پر تم نے اپنی سوچوں کی لکیروں کو میری ہی ذات کے ساتھ کیوں بازنجیر کر دیا ہے۔ اے ابو دجانہ! ان لاشوں کے ساتھ میرا کیا تعلق؟"

سماک نے اپنی تلوار بلند کر کے زعب بن مالک کے چہرے کے سامنے لہرائی اور غضب ناک آواز میں اس نے کہا "اے زعب بن مالک! جھوٹ نہ بکو۔ ابن مالک ہی رہو، ابن کاذب نہ بنو۔ میں پوری تحقیق و تدقیق اور دیگر دلائل و شواہد سے کام لے چکا ہوں۔ کیا ان مرنے والوں کا تعلق ان دنوں مدائن صالح کے پاس خیمہ زن ہونے والے ایک خانہ بدوش قبیلے سے نہیں اور کیا تم نے ایک بھاری رقم کے عوض انہیں اس امر کے لیے نہ خریدا تھا کہ یہ مجھے،

Marfat.com

میری ماں اور میری منہ بولی بہن کبشہ کو قتل کر دیں۔

اے زعب بن مالک! تونے اپنی دولت کے بل بوتے پر انہیں خریدا میں توکسی کو اپنا مالک بجز خدا نہیں مانتا۔ یہ دولت جس پر تُونے بھروسہ کیا، یہ تو صبح آتی ہے، شام نہیں ہونے پاتی اور چلی جاتی ہے اور اے زعب بن مالک سچ بولو! کیا تم ان لوگوں کو نہیں جانتے ہو اور کیا تم نے ان لوگوں کو میرے خلاف حرکت میں آنے کے لیے نہ خریدا تھا۔ اگر تم نے سچ نہ بولا تو پھر میں اپنی تلوار بلند کرنے لگا ہوں اور تمہارے یہاں بیٹھے ہی بیٹھے کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

سماک کی اس دھمکی کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ زعب بن مالک کی حالت پر لوٹے ہوئے نگر کی سی اُداسی چھا گئی تھی۔ پھر اس نے مُردہ سی آواز میں کہا "اے ابو دجانہ! تم واقعی رُوح کی حقیقی عظمت، گہری، بے حد مضبوط اور نہایت مستقل مزاجی کے مالک ہو۔ میں ہی بھٹک گیا تھا۔ میں نے ہی ان لوگوں کو تیرے خلاف ایک بڑی رقم کے عوض حاصل کیا تھا۔ پر مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں عفوِ تقصیر کا طالب ہوں، مجھے معاف کر دو۔

سماک نے اپنی تلوار کا رُخ دوسری طرف کر لیا۔ اس پر زعب بن مالک کو کچھ اطمینان ہوا۔ اب سماک نے اسے مخاطب کر کے دوبارہ پوچھا" اے ابن مالک! ایک بات اور بتاؤ تو پھر اس معافی کے موضوع پر تمہارے ساتھ میں گفتگو کروں گا۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ وہ چھ جوان جو تُو نے میرے لیے مقرر کیے تھے ان کا تو میں نے خاتمہ کر دیا۔ پر ابھی وہ پانچ جوان باقی ہیں جنہیں تُونے میری ماں اور بہن کو قتل کرنے پر مقرر کیا تھا۔ اب تم مجھے ان پانچوں کے نام بتاؤ تاکہ ان چھ کی طرح میں ان پانچ سے بھی نمٹ سکوں۔"

زعب بن مالک نے اس بار بلا توقف کہا" اے ابو دجانہ! میں ان سب کے نام تو نہیں جانتا تاہم ان میں سے ایک کا نام جبیر بن ربیعہ ہے" سماک نے ایک بار پھر زعب بن مالک سے کہا۔

Marfat.com

"اے ابن مالک! اس جبیر بن ربیعہ کا حلیہ بھی بیان کرو۔ تاکہ میں اسے آسانی کے ساتھ تلاش کر کے پہچان سکوں۔"

اس پر زعب بن مالک نے کہا۔ "اس کا قد خوب لمبا، داڑھی بھوری اور گھنی، آنکھیں بھیڑیے جیسی بھوری، ہاتھ پاؤں ریچھ جیسے سخت، ناک شروع میں پتلی اور آخر میں موٹی۔ پیشانی پر بائیں طرف پرانے زخم کا ایک نشان۔ ٹھوڑی موٹی اور چھوٹی، گال بھرے ہوئے اور سفید، کان معمول سے کچھ بڑے اور سر کے بال خوب گھنے اور لمبے بھی۔ بس یہ ہے اس شخص کا حلیہ جس کا نام جبیر بن ربیعہ ہے۔"

زعب بن مالک کی یہ گفتگو سننے کے بعد سماک بن خرشہ کی حالت اس آتش نشا مدو جیسی ہو گئی تھی۔ جس نے اپنے دشمن کا سر کچلنے کا عزم کر لیا ہو۔ اس کے چہرے پر اندھی سرگرمیاں اور آنکھوں کے اندر سمندری لہریں اور آندھیوں کے بگولے رقص کرنے لگے تھے۔ پھر زعب بن مالک کو مخاطب کر کے اس نے غضب کی خونخواری میں کہا۔

"اے زعب بن مالک! اگر تو نے صرف میرے ساتھ ہی یہ معاملہ کیا ہوتا تو قسم مجھے اپنے خداوند کی جو بڑا قدوس، واحد، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان اور ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے، میں یقیناً تجھے معاف کر دیتا اور تجھے سنبھلنے کا موقع فراہم کرتا۔ لیکن وہ پانچ آدمی جو تو نے میری ماں اور بہن کو قتل کرنے پر مقرر کیے تھے، ان ظالموں نے میری ماں اور بہن کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ایسی حالت میں اے زعب بن مالک! میں تجھے کیسے اور کیوں کر معاف کر سکتا ہوں، اے زعب بن مالک! تو دیکھتا ہے کہ جن چھ جوانوں کو تو نے مجھ پر مامور کیا تھا۔ ان پر میں اپنی پوری جسم و جان کی یگانگت اور یک جہتی کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ اور تو دیکھتا ہے کہ ان کی ساری قزاقی و خونخواری اور ان کی ساری عصبیت و درندگی کو میں نے خون میں ڈبو کر رکھ دیا ہے۔ میں نے انہیں دوغلی ہوا اور منافق چھاؤں جان کر ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب میری اس سخت مہم اور کڑے سفر میں اے زعب

Marfat.com

بن مالک تیری باری ہے ـــــــــــــ

اچانک سماک بن خرشہ کہتے کہتے رُک گیا اور اس کی نگاہیں زعب بن مالک کی اُنگلی میں سونے کی ایک انگوٹھی پر رُک گئی تھیں۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس انگوٹھی پر زعب بن مالک کا نام کُھدا ہُوا تھا۔ سماک نے ہاتھ آگے بڑھا کر وہ انگوٹھی اُتاری اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا۔

" اے زعب بن مالک! تمہاری یہ انگوٹھی مَیں لے رہا ہوں۔ کیوں کہ اس کی مدد سے مَیں باقی پانچ کو آسانی کے ساتھ ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" پھر وہ انگوٹھی سماک نے اپنے لباس میں چھپالی اور دوبارہ زعب بن مالک کو مخاطب کرکے کہا۔ " اے ابن مالک! مَیں تجھے قتل کرنے پر مجبور ہوں۔ تُو نے شدید بغض و کینے اور تعصب و دشمنی میں میرے گھر کے درخشاں ایام کو ماتم و نوحہ میں تبدیل کیا۔ تو نے میرے گھر کے شہد جیسے شیریں ماحول میں سمندری لہروں جیسا تلاطم برپا کیا۔ تُو نے میرے مہکتے گلاب جیسے رشتوں کو منقطع کرکے میری خوشیوں کو غم میں تبدیل کیا۔

اے زعب بن مالک! مَیں ایسے شخص کو کیسے اور کیوں کر معاف کر سکتا ہوں۔ جس نے میری اس ماں کو قتل کرایا جو میری زندگی کے لیے احمریں کرنیں بکھیرنے والی ایک صبح تھی۔ جس نے میری ماں کی خاطر مجھے خون رونے پر مجبور کیا۔ اے زعب بن مالک! تجھے قتل کرنا میرے دھڑکتے دل کی حزنی آواز اور میرے فرض کی پکار اور تمہارے لیے مکافاتِ عمل ہے۔" اس کے ساتھ ہی سماک کا چہرہ پُرانی یادوں کے اُجالوں کے ہجوم اور خون کے اُمڈتے جوار بھاٹا جیسے ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنی تلوار بلند کرکے گرائی اور زعب بن مالک کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

جب زعب بن مالک ختم ہو گیا تب سماک نے ریت کے اندر گڑھا کھود کر اس کی لاش کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہُوا اور ایڑ لگا کر اسے ہانک دیا تھا۔ اب اس کا رُخ مدائن صالح کی طرف تھا۔ شاید وہ باقی پانچ سے نمٹنے کا عزم کر چکا تھا۔

Marfat.com

راستے میں فدک کی ایک سرائے میں قیام کر کے سماک نے وہاں رات بسر کر کے آرام کیا۔ سرما کے باعث وہاں اس نے نہ صرف اپنے گھوڑے کے لیے عمدہ چارے کا بندوبست کیا بلکہ اسے سردی سے محفوظ رکھنے اور اس کی تھکاوٹ اتارنے کے لیے اسے راکھ ملی ریت میں لٹانے کے بعد اسے سرائے میں ایک گرم اور محفوظ کمرے میں بندھوانے کا بھی بندوبست کیا تھا۔ اگلے روز کا کچھ حصّہ بھی اس نے وہاں گذار کیا پھر اس نے وہاں سے مدائنِ صالح کی طرف کوچ کیا تھا۔

O

دوسرے روز دوپہر کے قریب سماک مدائنِ صالح کے پاس نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا کوہستانوں کے دامن میں خانہ بدوشوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ وہاں خیمہ زن تھا۔ وہ ان خیموں سے قریب گیا اور جو پہلا شخص اسے ملا وہ ایک نوجوان تھا۔ سماک نے اُسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"یا اخی! مَیں ایک اجنبی ہوں، میرا تعلق بنو سلیم سے ہے۔ میرا نام عقبہ ہے۔ مَیں اس خانہ بدوش قبیلے کے ایک جوان جبیر بن ربیعہ سے ملنا چاہتا ہوں۔"

اس جوان نے غور سے ایک بار سماک کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اس خانہ بدوش قبیلے میں تو کئی ایسے جوان ہیں جن کے نام جبیر بن ربیعہ ہیں۔ اب مَیں کیا جانوں تم کس جبیر بن ربیعہ سے ملنا چاہتے ہو۔ ہاں اگر تم اس کی ولدیت یا حسب و نسب کہو تو شاید مَیں اس کے متعلق تمہیں کچھ بتا سکوں۔"

سماک نے تفکّرات میں ڈوبتے ہوئے اس جوان کو مخاطب کیا اور کہا۔ "مَیں اس کی ولدیت اور حسب نسب تو نہیں جانتا، نہ مَیں نے اسے اس سے قبل دیکھا ہوا ہے۔ مَیں تو بس بنو سلیم کے ایک شخص زعب بن مالک کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ اے میرے بھائی! اگر مَیں اس کا حلیہ تم سے کہہ دوں تو کیا تم میری راہنمائی کر سکو گے۔"

اس جوان نے کہا۔ "اگر تم اس کا صحیح حلیہ کہو، پھر تو مجھے قومی اُمید ہے کہ

Marfat.com

میں ضرور تمہاری راہنمائی کر سکوں گا "۔

سماک پھر بولا۔" اے بھائی میرے! اس کا قد لمبا، داڑھی بھوری اور گھنی، پیشانی کے بائیں طرف زخم کا داغ، آنکھیں بھیڑیے جیسی بھوری، ٹھوڑی موٹی اور چھوٹی۔ناک شروع میں پتلی آخر میں موٹی اور ———

اس جوان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور کہا۔" اے اجنبی بس کرو، میں جان گیا ہوں کہ تم کس جبیر بن ربیعہ سے ملنا چاہتے ہو۔ بس اب تم میرے ساتھ آؤ۔ میں اس کے خیمے تک تمہیں پہنچا آتا ہوں۔ جس جبیر بن ربیعہ کا تم نے حلیہ بتایا ہے وہ تو اس خانہ بدوش قبیلے کا سب سے ———

سماک نے فوراً اس جوان کو مخاطب کر کے کہا۔" تم کہتے کہتے رک کیوں گئے اپنی بات مکمل کرو نا "۔

اس جوان نے معذرت طلب انداز میں کہا۔" تم اس خانہ بدوش قبیلے میں اجنبی ہو۔ لہٰذا جبیر بن ربیعہ سے متعلق مجھے تم سے ایسی گفتگو نہ کرنی چاہیے "۔

سماک نے دلچسپی اور بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے عزیز! میں نے تیری گفتگو کو پسند کیا ہے اور اب میں تم سے التماس کروں گا کہ تم اپنی اس ادھوری گفتگو کو ضرور مکمل کرو "۔ اس جوان نے ایک بار غور سے سماک کی طرف دیکھا پھر سنجیدگی میں کہا۔

" اے اجنبی! جس جبیر بن ربیعہ کا تم نے پتہ پوچھا ہے تو وہ اس خانہ بدوش قبیلے کا سب سے خوفناک جوان ہے۔ وہ اس قبیلے کے سردار کا بھتیجا ہے۔ اور ایک نہایت اوباش و بدکردار انسان ہونے کے علاوہ ایک بے مثل تیغ زن اور ایک نایاب جنگجو ہے۔ جس کسی کو بھی اس قبیلے کے سردار یا کسی اور نے قتل کرانا ہو، وہ جبیر بن ربیعہ ناممکن سے انداز میں اس کام کو انجام دے دیتا ہے۔ کیا تم بھی ایسے ہی کسی کام کے لیے جبیر بن ربیعہ کے پاس آئے ہو "۔

سماک نے فوراً نفی کر دی۔" اے عزیز! میں اس کے پاس کسی ایسے کام

Marfat.com

کے لیے نہیں آیا۔ میں تو بس اس کے لیے اس کے کسی جاننے والے کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ بس اس سے زیادہ مجھے اس سے کوئی کام نہیں ہے۔"

اس جوان نے تنبیہہ کرنے کے انداز میں کہا "تم جس کام کے سلسلے میں بھی اس سے ملنا چاہتے ہو محتاط رہ کر اس سے گفتگو کرنا۔ اس لیے کہ جبیر بن ربیعہ ایک ایسا جوان ہے جو لوگوں کی عزت بڑھانا نہیں گھٹانا جانتا ہے۔ وہ اخلاق کے قواعد و رسومات سے ناواقف ہے۔ بس وہ بدترین رویے میں بڑا اشتاق ہے۔"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا "اے جوان! تم مجھے اس کے پاس لے کر چلو۔ میں انسانی اخلاق کے تمام مد و جزر سے خوب واقف ہوں۔"

اس جوان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا "اچھا میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ یہ گفتگو تو میں نے صرف تمہارے کہنے پر کر دی ہے۔" بس وہ جوان خیموں کے اندر آگے بڑھنے لگا۔ جب کہ سماک اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔

چمڑے کے ایک بہت بڑے اور خوب صورت خیمے کے پاس وہ جوان رک گیا اور سماک کو وہاں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے وہ خیمے کے اندر چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ شخص جو سماک کو وہاں لے کر آیا تھا اور اسے باہر کھڑا کر کے خود جبیر بن ربیعہ کے خیمے میں داخل ہوا تھا، وہ باہر نکلا۔ اس کے ساتھ ایک ایسا جوان بھی تھا، جو اپنے قد کاٹھ، جسمانی ساخت اور کڑیل اعضا کی بنا پر عزم شکن اور سنگدل سیاہ رات جیسا لگ رہا تھا۔

جو شخص سماک کو وہاں لے کر آیا تھا وہ تو خیمے سے نکل کر چلا گیا۔ جب کہ دوسرے جوان نے سماک کو مخاطب کر کے کہا "اے اجنبی! میرا نام جبیر بن ربیعہ ہے اندر آ کر میرے خیمے میں بیٹھو اور کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

سماک نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ اور جبیر بن ربیعہ کے ساتھ وہ اس کے خیمے میں داخل ہو گیا تھا۔ جبیر بن ربیعہ نے سماک کو اپنے چمڑے کے اس بہت

Marfat.com

بڑے خیمے میں اس کمرے میں لا کر بٹھایا جو شاید دیوان خانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس پورے خیمے کو چمڑے کے موٹے موٹے پردوں کے ذریعے مختلف کمروں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

سماک کو وہاں بٹھانے کے بعد جبیر بن ربیعہ بولا اور کہا۔" اے اجنبی ! اب کہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

جبیر کے اس استفسار پر سماک سنبھلا، ایک بار اس نے غور سے دیکھا پھر اس نے جبیر کو مخاطب کر کے اور اپنا نام رازداری میں رکھنے کی نیت سے کہا۔" اے ابن ربیعہ ! میرا نام عقبہ ہے میرا تعلق بنو سلیم سے اور مجھے زعب بن مالک نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔" پھر سماک نے اپنے لباس کے اندر سے زعب بن مالک کی سونے کی وہ بڑی اور قیمتی انگوٹھی نکالی جو اس نے زعب بن مالک کے ہاتھ سے اتار لی تھی اور وہ انگوٹھی اس نے جبیر بن ربیعہ کو دکھاتے ہوئے کہا۔" اے ابنِ ربیعہ ! تم اس انگوٹھی کو ضرور پہچانتے ہو گے۔"

جبیر بن ربیعہ نے جھپٹنے والے انداز میں سماک سے وہ انگوٹھی لے لی۔ اسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔" اے عقبہ ! یہ انگوٹھی تو زعب بن مالک کی ہے۔ وہ اس انگوٹھی کو بڑا عزیز رکھتا ہے۔ میں نے دو ایک بار اس سے یہ انگوٹھی مانگی بھی لیکن اس نے یہ انگوٹھی مجھے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اب اگر زعب بن مالک نے تمہیں اپنی یہ انگوٹھی دے کر میری طرف بھیجا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ تم زعب بن مالک کے بھروسے کے آدمی ہو۔ کہو زعب بن مالک نے اب کس کام کے لیے تمہیں میری طرف بھیجا ہے۔"

"سماک، جبیر بن ربیعہ کی اس گفتگو سے خوش ہوا اور کہا۔" اے جبیر بن ربیعہ! میں تمہارے لیے دو خبریں رکھتا ہوں۔ ایک خبر تو دکھ اور غم دینے والی ہے جبکہ دوسری خبر خوشیاں اور اطمینان عطا کرنے والی ہے۔ پر یہ دونوں خبریں میں تمہیں اس وقت کہوں گا۔ جب تم اپنے ان چار ساتھیوں کو بھی یہاں اپنے خیمے

Marfat.com

میں بلاؤ۔ جن کے ساتھ مل کر تم نے یثرب کے سماک بن خرشہ کی ماں اور اس کی منہ بولی بہن کو قتل کیا تھا۔"

ایک بار چونک جانے والے انداز میں جبیر نے سماک کی طرف دیکھا۔ پھر وہ سنبھل گیا اور کہا۔" میرے ان چار ساتھیوں میں سے دو تو اُجرت پر ایک تجارتی قافلے کے ساتھ اس کے محافظ کے طور پر ارضِ شام کی طرف گئے ہیں۔ ان دو کے ساتھ اس قبیلے کے کچھ اور جوان بھی ہیں۔ باقی دو یہیں ہیں اور تمہارے آنے سے پہلے وہ دونوں یہیں میرے پاس بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ اب مَیں نے انہیں ساتھ والے کمرے میں بٹھایا ہے۔ تاکہ تمہیں فارغ کر کے پھر ان سے گفتگو کروں"۔

جبیر بن ربیعہ خاموشی سے اُٹھ کر ساتھ والے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہاں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر نہ جانے وہ کیا گفتگو کرتا رہا۔ اس دوران احتیاطاً سماک اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا تھا۔ پھر جبیر بن ربیعہ دوبارہ اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو اور جوان بھی تھے۔ ان دونوں نے اندر آ کر سماک سے مصافحہ کیا۔

پھر جبیر بن ربیعہ بولا۔" اے عقبہ! مَیں نے اپنے ان دونوں ساتھیوں کو تمہارے ساتھ ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب تم وہ دونوں خبریں ہم سے کہو۔ جو تم ہمارے لیے لے کر آئے ہو"۔

سماک سنبھلا پھر فیصلہ کن انداز میں اس نے کہا۔" اے میرے عزیزو! سنو، تمہارے لیے پہلی اور مغموم کر دینے والی خبر یہ ہے کہ اپنے جن چھ ساتھیوں کو تم لوگوں نے اس امر پر مقرر کیا تھا کہ وہ سماک بن خرشہ کو پکڑ کر زعب بن مالک کے پاس بنو سلیم میں لے جائیں تو اے ابن ربیعہ! تمہارے ان چھ کے چھ ساتھیوں کو صحرا کے اندر سماک بن خرشہ نے موت کے گھاٹ اُتار کر ان کی لاشیں ریت کے اندر دفن کر دی ہیں"۔

یہ خبر سن کر جبیر بن ربیعہ کی حالت سنسان و ویران قبرستان اور غبارِ شام جیسی

Marfat.com

ہو کر رہ گئی تھی - اس کے دونوں ساتھیوں کی کیفیت بھی اسی جیسی ہو چکی تھی۔ پھر جبیر بن ربیعہ نے غمگین اور ڈوبتی آواز میں کہا -

" اے عقبہ ! یہ تو نے کیسی بُری خبر سنا ماری ہے - کیا سماک بن خرشہ ایسا ہی ہنر مند اور دراز دست ہے کہ اس نے صحرا کے اندر ہمارے چھ کے چھ ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے - قسم حجاز کی سرزمین کے سارے بتوں کی میں اس سماک بن خرشہ کو اپنے ہاتھ سے جانور کی طرح ماروں گا "

اس دوران سماک غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا تھا - وہ عین زعب بن مالک کے بتلائے ہوئے حلیے پر درست بیٹھتا تھا - اس کے ہاتھ پاؤں ریچھ جیسے ' ناک شروع میں پتلی آخر میں موٹی تھی - پیشانی کے بائیں طرف پرانے زخم کا ایک نشان ' ٹھوڑی موٹی اور چھوٹی - گال بھرے ہوئے اور سفید - کان بڑے بڑے اور سر کے بال خوب لمبے اور گھنے تھے -

جبیر بن ربیعہ کے حلیے کا اندازہ لگاتے لگاتے سماک چونک سا پڑا تھا - کیونکہ جبیر بن ربیعہ نے پھر اسے مخاطب کر کے کہا -

" آہ ! تو نے کیسی بُری خبر سنائی ہے - اے عقبہ ! لکھ رکھو ' اب سماک بن خرشہ میرے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا - اس کی حالت میں ضرور جدائی کی راتوں کے دکھ اور مجبوری جیسی کر کے رہوں گا - اس کی موت کے راستے میں ان گنت صلیبیں میں کھڑی کروں گا - میں سیاہ رات کے پھیلاؤ کی طرح اس پر وارد ہوں گا اور موت کے سناٹے کی طرح اس پر چھا کر اس کا کام تمام کروں گا کاش اپنے ان چھ ساتھیوں کے ساتھ میں خود بھی ہوتا تو آج حالات مختلف ہوتے اور میں نے سماک بن خرشہ کو لخت لخت کر کے ریت میں دفن کر دیا ہوتا " یہاں تک کہنے کے بعد جبیر بن ربیعہ چند ثانیوں کے لیے خاموش رہا - پھر سماک کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا -

" اے عقبہ ! جو بُری خبر تھی وہ تو تم نے سنا ڈالی - اب اچھی خبر بھی کہو "

Marfat.com

سماک نے بلا توقف کہا۔ "اے ابنِ ربیعہ! سماک بن خرشہ اس وقت تیماء کی ایک شرقی سرائے میں قیام کیے ہوئے ہے۔ جب کہ زعب بن مالک اس وقت وادی القریٰ کی ایک سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے اور سماک کے پیچھے اس نے اپنے آدمی لگا رکھے ہیں جو اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ اب زعب بن مالک نے تمہیں اور تمہارے چار ساتھیوں کو وادی القریٰ کی اس سرائے میں بلایا ہے۔ تاکہ تم پانچوں کو ایک بھاری رقم ادا کرے اور تم اس کے لیے سماک بن خرشہ کو قتل کر دو جو اس وقت تیماء کی سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔"

جبیر بن ربیعہ نے بھڑک کر کہا۔ "زعب بن مالک اب ہمیں اگر کچھ بھی نہ دے تب بھی ہم سماک بن خرشہ کو ضرور قتل کر دیں گے اور اے عقبہ! اس وقت تو میرے ساتھ میرے دو ہی ساتھی ہیں جب کہ میرے دوسرے دو ساتھی ارضِ شام کی طرف گئے ہوئے ہیں۔ زعب بن مالک کا میرے ساتھ وعدہ تھا۔ کہ وہ چاند کی پچیس تاریخ کو وادی القریٰ کی شمالی سرائے میں آئے گا اور وہیں ہمیں وہ ہماری رقم ادا کرے گا جو سماک کی ماں اور بہن کو قتل کرنے کے لیے اس کے ساتھ مقرر ہوئی تھی۔"

جبیر بن ربیعہ ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ "اب ہمارے ساتھیوں میں سے چھ کو تو سماک بن خرشہ نے ٹھکانے لگا دیا ہے اور ہمارے دو ساتھی جو ارضِ شام کی طرف تجارتی کاروان کے ساتھ گئے ہوئے ہیں وہ دونوں بھی چاند کی پچیس تاریخ کو وادی القریٰ کی شمالی سرائے میں پہنچ جائیں گے۔ اب میرے ساتھ تو میرے یہ دو ہی رازدار ساتھی ہیں۔ جب تم چاہو ان دونوں کے ساتھ میں زعب بن مالک کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہوں۔"

سماک نے فوراً جبیر بن ربیعہ کی باتوں میں سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "اے ابن ربیعہ، زعب بن مالک تمہاری پچھلی کارگزاری کی رقم تو ادا کرے گا ہی لیکن سماک کو قتل کرنے کے لیے وہ تمہیں پہلی رقم سے بھی بڑی پیش کش کرے گا۔ پر

Marfat.com

کیا تم اپنے ان دو ساتھیوں کے ساتھ سماک بن خرشہ پر قابو پالو گے؟"
جبیر بن ربیعہ نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔" سماک بن خرشہ کا کیا ہے۔ اس کے لیے تو میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ میں اکیلا ہی اس پر چٹان کی طرح بھاری اور وزنی ثابت ہوں گا۔"
اس بار سماک نے فیصلہ کن انداز میں پوچھا۔" ابن ربیعہ! تو پھر تم کب تک زعب بن مالک سے ملنے وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو سکو گے؟"
جبیر بن ربیعہ نے غور سے سماک کی طرف دیکھا اور کہا۔" میرے کوچ کرنے کا کیا ہے۔ مجھے تو صرف تمہارا خیال ہے۔ اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہے تو میں اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ ابھی اور اسی وقت کوچ کرنے کو تیار ہوں۔"
سماک نے ابن ربیعہ کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔
" اے ابن ربیعہ! تم میرا خیال نہ کرو۔ میں اور میرا گھوڑا دونوں ہی تازہ دم ہیں۔ میں تم تینوں کے ساتھ ابھی اور اسی وقت وادی القریٰ کی طرف کوچ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں تو اس امر کا قائل ہوں کہ جو کام کرنا ہے اسے کر گزرنا چاہئے۔"
اس پر جبیر بن ربیعہ نے تحسین آمیز انداز میں سماک کی طرف دیکھا اور کہا۔
" اے عقبہ! تم ایک بہادر اور جنگ جو جوان لگتے ہو۔ تھوڑی دیر یہاں بیٹھو میں اور میرے دونوں ساتھی تیار ہوتے ہیں پھر یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔"
سماک کے اثبات میں سر ہلانے پر جبیر بن ربیعہ اور اس کے دونوں ساتھی خیمے کے اس کمرے سے نکل گئے تھے۔
کافی دیر تک سماک وہاں بیٹھا آنے والے لمحات سے متعلق سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ ابن ربیعہ پھر خیمے کے اس کمرے میں داخل ہوا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" عقبہ! عقبہ! میں اور میرے دونوں ساتھی اپنے کوچ کی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں، آؤ اب یہاں سے روانہ ہو جائیں۔"
ابن ربیعہ کے اس انکشاف پر سماک کو گویا اک مژدۂ جانفزا مل گیا تھا۔ فوراً

Marfat.com

وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور ابنِ ربیعہ کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ دونوں خیمے سے باہر آئے تو سماک نے دیکھا۔ اس کے گھوڑے کے قریب ہی ابنِ ربیعہ کے دونوں ساتھی اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے کھڑے تھے۔ جب کہ ابنِ ربیعہ کا گھوڑا بھی وہیں کھڑا تھا۔ پھر وہ چاروں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے وہ کوچ کر گئے تھے۔

جب وہ مدائن صالح اور وادی القریٰ کے درمیان صحرائی پٹی میں سفر کر رہے تھے تو ان کے آگے بڑھنے کی ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ سب سے آگے آگے سماک تھا۔ سب سے آخر میں جبیر بن ربیعہ اور بیچ میں جبیر بن ربیعہ کے دونوں ساتھی تھے اس حالت میں سماک نے ایک بار اپنے اطراف و اکناف کا جائزہ لیا تھا۔ ہر طرف سکوت اور عالم خموشی تھی۔ سورج ڈھل رہا تھا۔ مدائن صالح سے وادی القریٰ کی طرف جانے والا وہ راستہ چپ اور ویران تھا۔ ان چاروں کے سوا اس راستے پر دُور دُور تک کوئی سفر کرتا دکھائی نہ دے رہا تھا۔

اس صورتِ احوال میں اچانک سماک کی حالت طوفانِ رنج و حوادث اور ان گنت آرزوؤں کی شدت جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ لگتا تھا اس کے سینے میں آگ بھڑک اٹھی ہو اور اس کا باطن سلگ اٹھا ہو۔ چہرے پر راہوں کے آشوب جیسی اذیت اور نگاہوں میں مغموم اُمنگوں کی روشنیاں چمکنے لگی تھیں۔

پھر ایک ہولناک انداز میں اس کا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر چلا گیا تھا پھر طوفانی انداز میں اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا۔ اپنی تلوار اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ نکال لی اور برق کے کوندے کی طرح حملہ آور ہو کر اس نے جبیر بن ربیعہ کے دونوں ساتھیوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

جبیر بن ربیعہ نے جو یہ صورتِ حال دیکھی تو اس نے فوراً اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال لی تھی اور اپنا دفاع کرنے پر تیار اور مستعد ہو گیا تھا تاہم وہ حسرت اور عبرت خیزی کے انداز میں اپنے ان دونوں ساتھیوں کی طرف بھی دیکھ رہا تھا جن کی گردنیں

Marfat.com

سماک نے کاٹ دی تھیں اور جو اب لاشوں کی صورت میں خون میں لت پت صحرا کی ریت میں بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

سماک اپنی خون آلود تلوار فضا میں بلند کیے، جبیر بن ربیعہ کے قریب آیا۔ پھر کمر سے لٹکتی ہوئی ڈھال اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اے ابنِ ربیعہ! تُو نے دیکھا میرا انتقام کیسا رہا۔ تو نے دیکھا کیسے میں نے تیرے دونوں قاتل و بے ایمان ساتھیوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی ہیں اور اے ابن ربیعہ! اب تیری باری ہے۔ تیری حالت میں سنگدل سیاہ رات جیسی کروں گا اور جس طرح رات کی سیاہی میں سُورج ڈوب جاتا ہے۔ ایسے ہی تیرے جسم کا لہو صحرا کی اس ریت میں جذب ہو کر رہ جائے گا"۔

جبیر بن ربیعہ نے انتہائی خونخواری سے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے خُونی بھیڑیوں جیسی غراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "قبل اس کے کہ تیرے خلاف میں حرکت میں آؤں، بتا تُو کون ہے؟ تیری اصلیت کیا ہے اور کس قبیلے کس زمین سے تیرا تعلق ہے"۔

سماک نے بھی کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔" اس وقت جب کہ میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں، میرا کوئی نام نہیں، میری کوئی قوم نہیں، میرا کوئی وطن نہیں۔ میرا کوئی قبیلہ نہیں۔ اس وقت میں تمہارے لیے صرف ایک انتقام ہوں ایک ایسا انتقام جس کے پاؤں صدیوں تک دراز ہوں۔

اے ابنِ ربیعہ! میں تیرے لیے اس صحرا کے اندر نامرادی کی چادر ہوں۔ تیرے جسم کو زخم زخم کر کے تیرے لہو کے قطرے قطرے سے ریت کے ان ذرّوں کو سُرخ کر دوں گا۔

اے ابن ربیعہ! یثرب شہر کے اندر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جو کچھ تُو نے بویا اس کے کٹنے کا وقت آگیا ہے۔ تُو نے بدی اور بگولے بوئے تھے۔ اور کاٹنے کو اب تجھے گناہ اور طوفان ہی ملیں گے"۔

Marfat.com

سماک کی اس گفتگو پر ابن ربیعہ چونکا۔ غور سے اس نے سماک کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔" تو کون ہے ؛ اور ایسی گفتگو کیوں کرتا ہے۔ دیکھ میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں۔ میرے ہاتھوں مرنے سے قبل بتا تو کون ہے، تیرا کیا نام ہے تاکہ میں جان سکوں کہ میں نے کس کا خاتمہ کیا ہے اور کس بنا پر میں نے ایسا کیا۔"

سماک نے اپنے سامنے اپنی تلوار لہرائی پھر اس نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔" سن غلیظ و خونی بھیڑیے ! میں یثرب کا سماک بن خرشہ ہوں۔ تو نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر میری ماں اور میری منہ بولی بہن کو قتل کیا تھا اور سن اے ابن ربیعہ ! میں نے تیرے ان دو ساتھیوں کے علاوہ تمہارے ان چھ ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا ہے جو مجھے پکڑ کر زعب بن مالک کے پاس لے جانا چاہتے تھے اور مزید یہ کہ میں زعب بن مالک کی گردن بھی کاٹ چکا ہوں۔ اب تیری باری ہے ابن ربیعہ ! اس کے بعد میں تیرے ان دونوں ساتھیوں کی گردنیں ناپوں گا جو ایک تجارتی کاروان کے ساتھ ارضِ شام کی طرف گئے ہوئے ہیں اور جو چاند کی پچیس تاریخ کو وادی القریٰ کی شمالی سرائے میں تم سے ملنے کو آئیں گے اور اس سرائے میں اے ابن ربیعہ ! چاند کی پچیس تاریخ کو تمہاری جگہ میں ان کا استقبال کروں گا اور سوچ رکھو کہ یہ استقبال کیسا لہو لہو اور خوفناک ہوگا۔ جب میں اپنی تلوار برسا برسا کر ان کا خاتمہ کروں گا۔ اے ابن ربیعہ ! کیا تم مجھے اپنے ان دونوں ساتھیوں کے نام نہ بتاؤ گے۔"

جبیر بن ربیعہ نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے اور سؤر کی طرح اپنی گردن کو اِدھر اُدھر مارتے ہوئے کہا۔

" ان کے نام تو رافع بن سودہ اور ربیع بن سالم ہیں۔ پر ان کے نام جان لینے سے اے ابن خرشہ ! تجھے کیا حاصل ہوگا۔ میں تو اب تیری گردن کاٹوں گا اور تیری حالت میں گہنائے ہوئے چاند، گھمبیر اندھیروں کی سسکتی شب اور بے منزل بگولوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ تیری حالت اس صحرا کے اندر اے ابن

Marfat.com

خرشہ! میں اندھیروں کے ہجوم اور غربت و افلاس کی مار جیسی کر دوں گا۔"

سماک نے اپنے سامنے اپنی تلوار ہلاتے ہوئے ہولناک انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اے بدیوں کے اسیر انسان! یہ تُو نہیں تیرے اندر کا خبیث انسان بول رہا ہے۔ آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرا پھر دیکھ صداقت و شرافت اور دیانت و امانت کیسے گناہوں کی ساعتوں اور ظلم کی راتوں پر غالب آتی ہیں۔ اے ابن ربیعہ! میں جانتا ہوں تُو اپنے آپ کو ایک عفریت کی صورت خیال کرتا ہے۔ پر تو آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکراؤ تو سہی پھر دیکھ تیری تدبیر کے فولاد، تیرے فروزاں و درخشاں دعوؤں اور تیرے خون کی تمازت کو کیسے میں تشنہ لبی، کرب خیزی اور بدترین ساعتوں میں تبدیل کرتا ہوں۔ اے ابن ربیعہ! اس صحرا کے اندر میں سماک بن خرشہ تجھے بوسیدہ اوراق اور بکھری ہوئی کرچیوں جیسا بنا کر رکھ دوں گا۔"

جبیر بن ربیعہ نے غصے میں اپنے سامنے اپنی تلوار لہراتے ہوئے کہا۔ "اے سماک بن خرشہ! میں ایسی باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں، جیسی باتیں تم نے کی ہیں اور نہ ہی آج تک کسی کو میرے سامنے ایسی باتیں کہنے کی جرأت ہوئی ہے۔ جیسی تم نے کہہ دی ہیں اور یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ یہ یثرب نہیں وادی القریٰ کی صحرائی پٹی ہے۔ وہاں کسی سے تُو ایسی گفتگو ضرور کر سکتا ہوگا۔ پر یہاں تیرا مقابلہ اب جبیر بن ربیعہ سے ہے اور سُن رکھو جبیر بن ربیعہ حشر اُٹھانے ہیبتوں کا نزول کرنے، جسموں کے چیتھڑے اُڑانے اور وقت کی رفتار سے بھی آگے چلنے کا فن خوب جانتا ہے۔

"اے ابن خرشہ! اس صحرائی پٹی کے اندر تجھ پر میں تلخ حقیقتوں کے گہرے زخم لگاؤں گا اور تیری حالت گھُپ اندھیروں کے اندر آوارہ اڑنے والے جھونکوں اور ریوڑ سے بچھڑ جانے والے میمنے جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ اے

Marfat.com

ابن خرشہ ! سن رکھو ! میں تیری انا کے بُت توڑ دوں گا اور وقت کی اُڑتی گرد میں تجھے شرر آلود کر دوں گا ـــــــ

اپنی بات کہتے کہتے جبیر بن ربیعہ خاموش ہو گیا تھا کیوں کہ وہ سماک کے تیور دیکھ چکا تھا ۔ اس کی آنکھوں میں قیامت کی راتیں بل کھانے لگی تھیں ۔ پھر فضاؤں کے اندر سماک کی کھولتی ہوئی آواز بلند ہوئی ۔

" اے ابن ربیعہ ! تو گمراہی سے گام ملا کر چلنے والا انسان ہے ۔ تیرے خمیر میں بزدلی اور خوف ہے اور تیری زندگی بازگشت سے خالی ہے ۔ میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں پھر دیکھنا کیسے میں تجھ پر غموں کی اندھی اور تاریک رات طاری کرتا ہوں اور کیسے تیری پوشیدہ قوتوں اور تیری ساری دانش وری اور دیدہ وری کو ساعتوں میں سمیٹ کر رکھتا ہوں "۔

اس کے ساتھ ہی سماک آگے بڑھ کر ابن ربیعہ پر حملہ آور ہوا ۔ روحوں کے اس قاتل کی طرح جس نے جگہ جگہ سولیاں گاڑ دی ہوں ۔ موت کی اس گھڑی کی طرح جس نے قدم قدم پر بیڑیاں ڈال کر رکھ دی ہوں ۔

جبیر بن ربیعہ نے سماک کے وار کو اپنی ڈھال پر روک لیا ۔ اس کا خیال تھا کہ سماک کا وار روکنے کے بعد وہ جوابی حملہ کرے گا ۔ لیکن ایسا ممکن نہ ہوا ۔ کیونکہ جس وقت ابن ربیعہ نے سماک کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا تھا عین اسی وقت برق کے ایک ماورائی کوندے کے سے انداز میں سماک نے اس کی کن پٹی پر اپنی ڈھال دے ماری تھی ۔ اور پھر اس کے بعد جبیر بن ربیعہ کو سنبھلنے کا موقع نہ ملا ۔ کیوں کہ سماک نے ایک تیز تواتر کے ساتھ اس پر اپنی تلوار اور ڈھال برسانے کا سلسلہ جاری رکھا ۔

ابن ربیعہ نے بہت دفعہ اپنے آپ کو سنبھال کر اس تواتر سے نکلنا چاہا پر ایسا نہ ہو سکا کیوں کہ سماک اس پر وحشتوں کی بھیڑ ، درد کے روپ اور ہجوم کی تجلّی کی طرح جان لیوا ضربیں لگاتا رہا اور اس کی ان ضربوں کے اندر زندگی

Marfat.com

ہی زندگی اور روشنی ہی روشنی تھی ۔

اپنے آپ کو بچانے کے لیے ابن ربیعہ نے اپنا آخری حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا اور وہ یہ کہ اس نے تیزی سے پیچھے ہٹنا شروع کیا لیکن ایسا کر کے بھی اسے گلو خلاصی نصیب نہ ہوئی ۔

اس لیے کہ جس قدر تیزی کے ساتھ اس نے پیچھے ہٹ کر اپنی کامیابی کے دروازے کھولنے کی کوشش کی تھی ۔ اس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ سماک نے اس پر ضربیں لگا کر اس پر اس کی ناکامی اور بدنصیبی کے دروازے کھول دیئے تھے اور پھر ایسا ہوا کہ سماک کی ضربیں ابن ربیعہ کے لیے ناقابل برداشت ہوگئیں اور وہ بڑی بے لبی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا ۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا ۔ اس پر انتہا درجہ کی تھکاوٹ اور پژمردگی طاری ہو چکی تھی اور اس کے ہاتھ سے اس کی تلوار اور ڈھال چھوٹ کر ریت پر گر گئی تھیں ۔ سماک اس کے قریب آ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہا ۔

" ابن ربیعہ ! تُو نے شروع میں بے چاروں کے چارہ گر اور رات کی سیاہی میں چاند طلوع ہونے کی علامات ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی ۔ شروع میں لاف زنی کرتے ہوئے تیری آنکھیں ستاروں پر اور تیرے پاؤں فضاؤں کے اندر تھے اور تُو دُنیا کی نبض پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ پر اے ابن ربیعہ ! اس سے کیا ہوتا ہے ۔ مَیں نے شروع میں تیرا درست اندازہ لگا لیا تھا ۔ اس لیے کہ دریا کی روانی بتاتی ہے کہ تہہ میں کیا ہے ۔ اس لیے کہ کردار اگر زندہ ہوں تو کہانی آپ سے آپ بولتی ہے ۔ اے ابن ربیعہ ! مَیں نے ان انجانی ساعتوں کی بے زبانی سے اندازہ لگا لیا تھا کہ مَیں تجھے اِس صحرائی پٹی میں ضرور رگید کر رکھ دوں گا ۔

سو دیکھ ایسا ہی ہُوا ۔ اب میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تیری قبا پر خونِ ناحق کے اَن گِنت چھینٹے ہیں ، تیرے چہرے پر سال ہا سال کے گناہوں کی سیاہی اور تیری آنکھوں میں برسوں کے مظالم اور ستم گری کی گہری دھند ہے ۔ سو مَیں نے بھی تیرے متعلق

Marfat.com

آخری فیصلہ کر لیا ہے۔"

سماک کے ان الفاظ پر ابن ربیعہ کی حالت مغموم اُمنگوں کے غمگین شبستانوں درماندہ تمناؤں کی تخ بستہ چھاؤں، قندیلوں کی ڈوبتی لو اور خلاؤں میں بھٹکنے عناصر جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ سماک اس کے سامنے پیکرِ عظمت نشان اور بیگانۂ سُود و زیاں کھڑا تھا۔ جب کہ ابن ربیعہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا۔

کاش! وہ خود اپنے آپ کو کشت و خون میں اُڑا چکا ہوتا۔ کاش! وہ خود ہی اپنے آپ اور اپنے جسم و جان کو ریگ زاروں میں تبدیل کر چکا ہوتا۔ وہ دعائیں مانگ رہا تھا۔ کاش سورج ہی پگھل گیا ہوتا اور یہ روشنی ختم ہو کر قیامت برپا ہو چکی ہوتی۔ پر اب کیا ہو سکتا تھا سماک تو صبحِ جمال، مسکراتی فطرت روشنی کے متلاشی اور مسکراتی ضیاء پوش سحر کی طرح اس کے قریب کھڑا تھا اور جو کسی بھی وقت اس ساحرانہ فضا کو تبدیل کر کے موت کے لمحوں میں بدل سکتا تھا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ کیوں کہ ایسا ہی لگا تھا کہ آفاقی رمزیں حرکت میں آئی ہوں اور سماک کے ذہن کی شاہراہ پر طوفان اُٹھ کھڑے ہوں۔

اس کے ساتھ ہی سماک نے اپنی بلندکی اور ابن ربیعہ کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ پھر اس نے اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کر لی۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا رہ کر اس نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔ سورج اب غروب ہونے کو جُھک گیا تھا۔ دُنیا کے کرب سے ناآشنا طیور اپنی بولیاں بولتے رزق کی تلاش و جستجو کے بعد اپنے ٹھکانوں کو لوٹ رہے تھے۔ سورج کی آتش مزاجی ختم ہو گئی تھی اور اب فضاؤں کے اندر شام کی گود میں مُسرت کی شفق رنگ کا سحر بکھرنا شروع ہو گیا تھا۔

شاید اُمڈتی شام کے وقت سماک نے یثرب کی طرف روانگی ملتوی کر دی تھی۔ کیوں کہ شمال میں تھوڑے ہی فاصلے پر وادی القریٰ کا شہر تھا۔ جہاں وہ رات

Marfat.com

بسر کر سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے گھوڑے کا رُخ موڑا اور وادی القریٰ کی طرف اسے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

وہ رات اس نے وادی القریٰ کی ایک سرائے میں گزاری۔ دوسرے روز وہ وادی القریٰ سے یثرب کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

اگلے روز شام سے تھوڑی دیر قبل وہ یثرب پہنچا۔ کوہستان سلع کے قریب اس نے دیکھا کہ ابو قیس اپنے گھر جانے کے لیے اپنے ریوڑ کو اکٹھا کر رہا تھا۔ سماک نے یہ بھی دیکھا کہ قریبی قبرستان کے اندر ایک بوڑھا اور دو لڑکیاں ایک قبر پر کھڑے تھے۔

سماک نے غور سے ان کی طرف دیکھا۔ وہ ابی حقیق، خولہ اور ربطہ تھے۔ وہ ان تینوں کی طرف جانے ہی لگا تھا کہ ابو قیس نے اسے دیکھ لیا۔ لہٰذا وہ اسے پکارتا ہوا والہانہ انداز میں اس کی طرف بھاگا تھا۔

اس کی اس پکار کو قبرستان میں کھڑے ابی حقیق، خولہ اور ربطہ نے بھی سُن لیا تھا۔ لہٰذا وہ تینوں بھی ان دونوں کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

سماک فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر گیا تھا۔ قریب آ کر ابو قیس نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کی پیشانی چوم کر وہ اس سے کچھ کہنے ہی والا تھا، کہ سماک نے پوچھا۔

"اے ابو قیس! یہ ابی حقیق، خولہ اور ربطہ اس وقت قبرستان میں کیا کر رہے ہیں؟"

اس سوال پر ابو قیس بے چارہ مقدرات کی نحوست اور موت کی راکھ جیسا غم گین اور پریشان کُن ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ڈوبی بھری آواز میں سماک سے کہا۔ "تمہاری غیر موجودگی میں ان بے چاروں پر بھی مصیبت اور ابتلا آن پڑی۔ اپنی ماں کو دفن کرنے کے بعد جس روز تم یہاں سے گئے تھے اسی روز ابی حقیق

Marfat.com

کی بیوی اور خولہ کی ماں خنسا مر گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بے چاری تمہارا غم برداشت نہ کر سکی تھی۔ ابی حقیق کا بیٹا سلام بن حقیق بھی خیبر سے آیا تھا۔ وہ بھی آج ہی یہاں سے گیا ہے۔ ابی، ربیطہ اور خولہ اس وقت خنسا کی قبر پر پھول ڈالنے آئے تھے۔ ابوقیس خاموش ہو گیا کیوں کہ ابی حقیق، خولہ اور ربیطہ اب قریب آ گئے تھے۔ ابی حقیق نے آگے بڑھ کر سماک کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اس موقع پر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ خولہ اور ربیطہ بے چاری بھی اپنی جگہ کھڑی رو رہی تھیں۔

ابی حقیق کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے سماک نے انتہائی دکھ اور کرب میں کہا۔ "مجھے خولہ کی ماں کے مرنے کا دکھ اور غم ہے۔ اپنی ماں کے بعد وہ میری سب سے بڑی مربیہ اور محسنہ تھی۔ کاش وہ دیکھ سکتی کہ میں نے اپنے دشمنوں سے کیا خوب انتقام لیا ہے۔"

ابی حقیق کافی حد تک سنبھل کر سماک سے علیحدہ ہوا اور پوچھا "اے میرے بیٹے! ان دو تین دنوں میں تو کہاں رہا۔"

اور جواب میں سماک نے زعب بن مالک کو اس کے گھر سے اٹھا کر صحرا میں لے جا کر قتل کرنے کے علاوہ خانہ بدوش قبیلے کے جبیر بن ربیعہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے قتل کی تفصیل سنا دی تھی۔

پھر وہ تھوڑی دیر رکا اور بولا۔ "اب باقی دو مجرم رہ گئے ہیں جو اس چاند کی پچیس تاریخ کو وادی القریٰ کی شمالی سرائے میں پہنچیں گے اور میں وہیں ان سے نمٹ لوں گا۔ ان دنوں وہ ایک تجارتی کاروان کے ساتھ ارضِ شام کی طرف گئے ہوئے ہیں۔ میں چاند کی چوبیس تاریخ کو ان دونوں کے لیے وادی القریٰ کی طرف کوچ کر دوں گا۔"

اس موقع پر ابی حقیق نے بات کا رُخ بدلا اور کہا۔ "اے سماک! میرے بیٹے! میں نے اب یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تمہاری اور ربیطہ کی شادی فی الفور کر دی جائے۔

Marfat.com

خولیہ ابھی میرے پاس ہی رہے گی اور پھر ایک سال بعد خولیہ کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیا جائے گا اور جب تک تمہاری اور ریطہ کی شادی نہیں ہو جاتی اس وقت تک تم ہمارے ساتھ ہماری حویلی میں رہو گے۔"

اس موقع پر خولیہ نے بولتے ہوئے ابی حقیق سے کہا۔" اے میرے باپ! سماک تھکے ہوئے ہوں گے۔ چلیے گھر چلیں۔ وہاں سکون سے بیٹھ کر باتیں کیجیے گا۔"

ابی حقیق اور ابو قیس نے خولیہ سے اتفاق کیا۔ ابو قیس نے جلدی جلدی اپنے ریوڑ کو ہانکا اور پھر وہ کوہستان سلع سے شہر کی طرف جا رہے تھے۔

Marfat.com

بنو خزرج کا چھ افراد پر مشتمل گروہ جس میں قطبہ بن عامر بھی شامل تھا مکّہ پہنچا اور عقبہ کے مقام پر انہوں نے اپنے خیمے لگائے اور قطبہ بن عامر کے علاوہ دیگر چھ افراد، اسود بن زارہ، عوف بن الحارث، عقبہ بن عامر، رافع بن مالک اور جابر بن عبداللہ تھے۔

یہ چھ کے چھ افراد حج کی غرض سے آئے تھے اور عقبہ کے مقام پر یہ اپنے خیمے نصب کر کے اِدھر اُدھر کھڑے ہی تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لائے۔ اس لیے کہ حضورؐ کا یہ طریقہ تھا کہ حج کے ایّام میں نکل کر آپؐ باہر سے آنے والے گروہوں کو اسلام کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

خداوند تعالےٰ کو شاید انہی چھ افراد کے گروہ کی بھلائی منظور تھی۔ لہٰذا حضورؐ ان چھ افراد کے پاس تشریف لائے اور انہیں مخاطب کر کے آپؐ نے پوچھا۔ " مَنْ اَنْتُمْ (تم کون ہو؟)

ان چھ میں سے ایک نے کہا۔ " ہم لوگ یثرب سے ہیں اور بنو خزرج سے ہمارا تعلق ہے"۔

حضورؐ نے پھر اُن سے پوچھا۔ " اَمِنْ مَوَالِی یَھُوْدُ (کیا یہودیوں کے دوست ہو؟)

Marfat.com

ان میں سے ایک نے پھر کہا " ہاں یہودیوں کے دوست "۔

حضورؐ نے پھر انہیں مخاطب کر کے فرمایا ۔ " اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُکَلِّمُکُمْ "

(کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں "۔

اِس بار قطبہ بن عامر نے حضورؐ کو مخاطب کر کے کہا ۔ " کیوں نہیں ہم ضرور بیٹھ کر آپؐ کی گفتگو سنیں گے "۔

اس پر وہ سب بیٹھ گئے تو حضورؐ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی ۔ ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور انہیں قرآن پاک پڑھ کر سنایا ۔

جب حضورؐ اپنا کلام ختم فرما چکے تو ان میں سے ایک اٹھا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا ۔ " اے میرے صاحبو ! سمجھ لو ، واللہ ! ضرور یہ نبی وہی ہیں جن کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے ۔ دیکھو ! کہیں وہ ان کی جانب تم پر سبقت نہ لے جائیں "۔

اس شخص کے خاموش ہونے پر قطبہ بن عامر اپنی جگہ سے اٹھا اور حضورؐ کو مخاطب کر کے اس نے کہا ۔

" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہمارے ساتھ یہودی رہتے ہیں ۔ جو اہلِ کتاب اور علم والے ہیں ۔ جب کہ ہم لوگ مشرک و بت پرست تھے اور اپنی بستیوں میں ہمیں غلبہ حاصل تھا ۔ جب کسی بنا پر ان سے ہمارا جھگڑا ہوتا تو یہودی دھمکی آمیز انداز میں ہم لوگوں سے کہتے کہ ابھی چند روز میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کا زمانہ قریب آگیا ہے ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تم اوس و خزرج کو ہم عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے "

قطبہ بن عامر تھوڑی دیر رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا ۔

" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم تصدیق کرتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں ۔ لہذا ہم آپؐ پر ایمان لاتے ہیں "۔

اس کے بعد باقی پانچ نے اٹھ کر حضورؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ۔ ان

Marfat.com

کی اس حالت پر حضورؐ بے حد خوش ہوئے اور ایک تقدس بھرا تبسم آپؐ کے چہرہ مبارک پر پھیل گیا۔

غرض یثرب کے یہ پہلے چھ افراد تھے جنہوں نے باقاعدہ طور پر حضورؐ کے رُو برد اسلام قبول کیا اور آگے اس کی تبلیغ کرنے کا عہد بھی کیا۔

پھر ان میں سے ایک نے پھر حضورؐ کو مخاطب کرکے کہا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں ہے۔ شاید آپ کے ذریعے سے خداوند ان کے اندر اتحاد و یگانگت پیدا کر دے۔ ہم ان کے پاس جا کر آپؐ کی نبوت کی جانب انہیں بھی مدعو کریں گے۔ اُنہیں بھی ہم آپؐ کے اس دین کی دعوت دیں گے جو ہم نے قبول کر لیا ہے۔"

غرض یہ چھ افراد اسلام قبول کرنے اور حج کرنے کے بعد مکہ سے یثرب کی طرف کُوچ کر گئے تھے۔

O

سماک بڑی بے چینی سے چاند کی پچیس تاریخ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دِن کے وقت کبھی خویلہ اور ربیطہ دونوں اس کے ہاں چلی آتیں اور اس کے کھانے کا انتظام کرتی تھیں اور کبھی اکیلی ربیطہ ہی آجاتی تھی اور رات کے وقت وہ خویلہ کے پاس چلی جاتی تھی۔

اس طرح دِن گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ چاند کی چوبیس تاریخ ہو گئی۔ اور سورج طلوع ہونے کے بعد سماک اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا ابی حقیق کی حویلی کے سامنے آکر گھوڑے سے اُترا پھر گھوڑے کو باہر ہی کھڑا کر کے جب وہ حویلی میں داخل ہُوا تو اس نے دیکھا دیوان خانے میں ابی حقیق، خویلہ اور ربیطہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ سماک کو دیکھتے ہی تینوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور ربیطہ نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "مَیں تو آپ ہی کی طرف جانے والی تھی۔ آپ مجھے کچھ عجلت

Marfat.com

میں لگتے ہیں خیریت تو ہے نا"۔

ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں سماک نے کہا۔ "ہے تو خیریت ہی، میں تم لوگوں کو یہ بتانے آیا تھا کہ میں وادی القری کی طرف جارہا ہوں۔ کل چاند کی پچیس تاریخ ہے اور میں ایک دِن پہلے ہی اس سرائے میں جا بیٹھوں گا جس میں ان دونوں ابلیسوں نے آنا ہے"۔

خولہ نے بے چین ہو کر کہا۔ اگر آپ آج اور ابھی کوچ کر رہے ہیں تو پھر تھوڑی دیر کے لیے بابا کے پاس دیوان خانے میں بیٹھیے۔ اتنی دیر تک میں آپ کے لیے زادِ راہ اور ضرورت کی دیگر اشیاء تیار کر دیتی ہوں"۔

سماک نے غور سے خولہ کی طرف دیکھا اور بولا۔ "خولہ! خولہ! مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے گزشتہ شب ابو قیس کے ہاں گزاری تھی۔ وہیں میں نے صبح کا کھانا کھایا۔ جمانہ نے مجھے زادِ راہ اور دیگر ضرورت کی سب اشیائ تیار کر دی ہیں۔ اب میں یہاں سے کوچ کروں گا۔ میں بس تم لوگوں کو اطلاع کرنے آیا تھا کہ میں جارہا ہوں"۔

خولہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ نے رات گھر سے باہر ہی رہنا تھا تو ابو قیس کے بجائے آپ یہاں ہمارے پاس کیوں نہیں رہے"۔

سماک کے کچھ کہنے سے قبل ہی ابی حقیق بول پڑا اور کہا۔ "خولہ! خولہ! میری بچی! میں نے کئی بار سماک سے کہا ہے کہ اب یہ ہمارے پاس ہی رہا کرے لیکن اس کا کہنا ہے کہ شادی سے قبل اس کا یہاں رہنا مناسب نہیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے۔ جو اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہوں گی"۔

ابی حقیق کی اس توجیہ و توضیح پر خولہ کچھ مطمئن ہو گئی تھی۔ اتنی دیر میں ابی حقیق سماک کے اور قریب آیا اور مدھم و نرم آواز میں اس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔

Marfat.com

"سماک! سماک! میرے بیٹے! میں، خولہ اور ربطہ ابھی دیوان خانے میں بیٹھ کر تمہاری اور ربطہ کی شادی سے متعلق ہی گفتگو کر رہے تھے۔ ہم تینوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب چند دن تک تمہاری اور ربطہ کی شادی کر دی جائے۔

اے سماک! میرے بیٹے! تمہاری ماں کے بعد تمہارا گھر ویران اور خراب ہو کر رہ گیا ہے۔ میں اس گھر کو آباد اور معمور دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس لیے چند دن تک تمہاری اور ربطہ کی شادی کر رہے ہیں۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا بیٹا سلام اس فیصلے کو ناپسند کرتا ہے کہ ربطہ اور خولہ کی شادی تمہارے ساتھ کی جائے لیکن یہ تو اب مقدرات کے فیصلے ہیں اور اس فیصلے کو اگر میں خود بھی تبدیل کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ خولہ اور ربطہ دونوں ہی تمہیں پسند کرتی ہیں اور اگر میں نے اس فیصلے کو تبدیل کرنے کی کوشش کی تو میں خوب جانتا ہوں کہ خولہ اور ربطہ اس تبدیلی کے خلاف بغاوت اور سرکشی کر کے بھی تمہارا ساتھ دیں گی۔

لہٰذا ہم تینوں نے مل کر یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ اس شادی کی اطلاع میں اپنے بیٹے سلام کو بھی نہ کروں گا۔ بس چپکے سے تم دونوں کی شادی کر دی جائے گی اور ربطہ میری حویلی سے نکل کر تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہاری حویلی میں چلی جائے گی۔ اس شادی کا سارا انتظام خولہ ہی کو کرنا ہو گا۔ کیوں کہ خنسا اور تمہاری ماں کی وفات کے بعد اب یہ ذمہ داری خولہ ہی کو سنبھالنی ہے اور ہم نے یہ بھی فیصلہ کرنا ہے کہ ایک سال بعد خولہ کی بھی تم سے شادی کر دی جائے گی۔"

ابی حقیق جب خاموش ہوا تب خولہ بولی اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "آپ میرے بھائی سلام کی طرف سے بھی محتاط رہیئے گا۔ اسے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ میری اور ربطہ دونوں کی شادی آپ سے ہو رہی ہے۔ پہلے بھی جب آپ میرے اور ربطہ کے ساتھ خیبر گئے تھے تو اس نے اپنے کچھ آدمی آپ کے پیچھے لگائے تھے۔ جنہوں نے خیبر اور یثرب کے درمیان آپ کو نقصان پہنچانے

Marfat.com

کی کوشش کی تھی ۔ جب ربیطہ شادی کے بعد آپ کے ساتھ چلی جائے گی تو پھر کسی حد تک ہمیں اطمینان ہو جائے گا ۔ اس لیے کہ وہ آپ کی دیکھ بھال کر لے گی ۔ آپ وادی القریٰ میں بھی زیادہ دن نہ لگائیے گا ۔ ان دونوں ابلیسوں سے نمٹ کر جلدی واپس آجائیے گا ۔ اس لیے کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی وادی القریٰ سے واپسی کے ساتھ ہی ربیطہ سے شادی کر دی جائے گی ۔“

خویلہ کے خاموش ہونے پر سماک نے ابی حقیق سے مصافحہ کیا ۔ پھر خویلہ اور ربیطہ پر ایک الفت بھری نگاہ ڈالتا ہوا باہر آیا ۔ ابی حقیق، خویلہ اور ربیطہ بھی دروازے پر آکھڑے ہوئے تھے ۔ پھر سماک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور وہاں سے وہ کوچ کر گیا تھا ۔

○

یثرب سے وادی القریٰ کی طرف سماک نے کچھ اس رفتار سے سفر کیا کہ وہ شام سے تھوڑی دیر پہلے وادی القریٰ کی شمالی سرائے میں داخل ہوا ۔

سب سے پہلے اس نے سرائے میں ایک کمرہ حاصل کیا ۔ پھر اپنے گھوڑے کو اصطبل میں بندھوا کر اس کے دانے اور چارے کا انتظام کیا ۔ پھر سرائے میں کام کرنے والے ایک لڑکے کو اس نے اشارے سے اصطبل کی طرف بلایا ۔

جب وہ لڑکا اس کے قریب آیا تو سماک نے سب سے پہلے ایک سکّہ اس لڑکے کی ہتھیلی پر رکھا اور پوچھا ۔“ تمہارا نام کیا ہے میرے بھائی ؟“

لڑکا سکّہ دیکھ کر خوش ہو گیا اور فوراً بول پڑا ۔“ میرا نام رباب ہے ۔ رباب بن تعلبہ ۔“

سماک نے اس بار اور زیادہ نرمی اور شفقت میں پوچھا ۔“ میرے بھائی! میرے عزیز! کیا تم میرا ایک کام کرو گے ؟“

رباب نام کے اس لڑکے نے اس بار غور اور تحیر ملے جلے انداز میں سماک کی طرف دیکھا ۔ پھر پوچھا ۔“ کیسا کام ؟“

سماک پھر اسی انداز میں بولا ۔“ سنو رباب ! میں اس سرائے میں ٹھہرا ہوا ہوں ۔

Marfat.com

مَیں ابھی تمہیں اپنا کمرہ بھی دکھا دیتا ہوں ۔ بس تم میرا یہ کام کرنا کہ اس سرائے میں جب رافع بن سودہ اور ربیع بن سالم نام کے جوان ٹھہرنے کے لیے آئیں تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا "۔

رباب نے اس بار چونک کر پوچھا ۔" کیا کوئی خطرے، خوف، آفت اور اندیشے کی بات ہے "۔

سماک نے جلدی میں کہا " ہاں وہ دونوں میرے ایک دوست کے جاننے والے ہیں اور ایک تجارتی کاروان کے ساتھ ارضِ شام کی طرف گئے ہوئے ہیں ۔ وہاں سے لوٹتے ہوئے آج یا کل وہ اس سرائے میں قیام کریں گے ۔ ان کے کچھ دشمن ان کی گھات میں ہیں اور ان کی جانوں کے درپے ہیں ۔ بس میں ان دونوں یعنی ابن سودہ اور ابن سالم کو اس خطرے اور اسی آفت سے محفوظ اور مطلع کرنا چاہتا ہوں "۔

رباب نے اس بار توصیفی انداز میں سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔" تم مجھے ایک اچھے اور نیک انسان لگتے ہو، میں تمہارا کام ضرور کروں گا ۔ میں اس سرائے میں آنے والوں پر نگاہ رکھوں گا اور جب رافع بن سودہ اور ربیع بن سالم نام کا کوئی شخص آئے گا تو میں ضرور تمہیں اس کی اطلاع کر دوں گا ۔ اب تم مجھے سرائے کا وہ کمرہ دکھا دو جو تم نے حاصل کیا ہے "۔

رباب کی اس گفتگو سے سماک خوش ہوا ۔ پھر اس نے اس لڑکے کو اپنا کمرہ دکھا دیا ۔ اس کے بعد وہ لڑکا سرائے کے کاموں میں لگ گیا ۔ جب کہ سماک اصطبل میں اپنے گھوڑے کے پاس جا کر اسے کھریرا کرنے لگا تھا ۔

○

سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو گیا تھا ۔ بوڑھا ابوقیس کوہستان سلع کے ایک پتھر پر بیٹھا تھا اور اس کے سامنے قریب ہی اس کا ریوڑ پھیل کر چر رہا تھا جبل سلع کی چٹانیں پارکھی دیوزادوں کی طرح رات کے اس خاموش اور سرد تابوت

Marfat.com

کی طرح چُپ اور ویران کھڑی تھیں جیسے دیمک نے چاٹ لیا ہو۔ جب کہ کوہستان سلع سے متصل وادی بطحان کے اس پار کھجور اور انگور کے باغات کا ایک بے کنار سلسلہ پھیلا ہُوا تھا جو باختر کی شادابیوں کی طرح سرسبز و شاداب دکھائی دے رہے تھے۔

امن کے پرندے گھناؤں کے اندر پرواز کرتے اپنی معصومیت کے رنگوں سے بھرپور آوازوں میں سپنوں کے گیت گاتے اور زمین پر مرقد کی طرح اداس مڑتی تڑتی پگڈنڈیوں کو دیکھتے اُڑے جا رہے تھے۔ ان کی آوازوں، اُن کی پکار سے لگتا تھا کہ وہ دُنیاوی آفات و آلام اور زوال و انحطاط سے بے خبر ہوں۔ اسی لیے وہ فطرت کے تجسّس اور اپنی دھن میں اُڑے جا رہے تھے۔

بوڑھا ابو قیس تھوڑی دیر تک کوہستان سلع کی اس چٹان پر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ وہ اُداس اور مغموم تھا۔ اس کی آنکھوں میں اجنبی کرب کا ایک بیکراں سلسلہ تھا اور اس کے چہرے پر ستاروں کے قتل اور مغموم سناٹوں کا ساسماں تھا۔ پھر وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایک بار شامِ الم اور درد کی لکیروں جیسی نگاہ اس نے اپنے اطراف میں ڈالی پھر وہ کچھ اس مفہوم کا گیت گا رہا تھا۔

'اے خداوند! اے مُحَمَّدؐ عربی کے خدا!

اے خداوند! بیدار و مہربان!
یثرب اور اس کے اطراف و اکناف میں
زمین گناہوں سے سیاہ اور باغِ تہذیب ویران ہے۔
بحر و بر کی پنہائی میں بدی کی گرہ دکھن ہے۔
رامش کا ارتقاء اور تمدن کی پاکیزگی
ظالم ہیولوں کے جالوں کا شکار ہیں۔
چاہتوں کے سنہرے اُفق ناپید و نایاب ہیں
علم و فن کی روشنی اور آگہی کی شمعیں
ابہام پرستی اور یاس و ناامیدی میں غرق ہیں

Marfat.com

اے پروردگارِ کریم ! اے خدائے رحیم !
مکہ کی روشنی و ہدایت کا رُخ یثرب کی طرف بھی کر
کہ آدمی کو انسان اور انسان کو انسانیت
سے ملانے کی تدبیر و سعی کی ابتداء ہو
کہ دشت و صحرا میں مہر و محبت کے ستارے
اور وادیوں میں ہمدردی کے لالہ و نسترن کا عروج ہو۔
اے خداوند ! اے یوم جزا و سزا کے مالک !
یثرب کو بھی مکہؐ کی روشنی اور وحی سے ہم کنار کر
کہ بدی کے قعرِ مذلت اور گناہوں کی دلدل میں
نیکی کی شہزادیاں اور خیر کی پریاں رقص کناں ہوں ۔
مہر و محبت کی کھیتیاں شاداب ہوں
عقل و خرد کے چشمے رواں ہوں
جھوٹ کے عماموں میں سچائی کے پرچم
اور خوابوں کی تعبیر میں فکر و عمل کی ابتدا ہو۔
بھوک و افلاس کے پیالوں اور کشکول گدائی میں
صبر و ضبط اور حلم و بردباری رواں دواں ہو
عذابوں کی نفی ہو اور شرر بیزی کی انتہا ہو۔
زرفشاں کرنوں کا ظہور اور آئینہ ساز ثقافت کی ابتدا ہو۔

اچانک بوڑھا ابوقیس گاتے گاتے خاموش ہو گیا تھا۔ کیوں کہ اس نے دیکھا کہ دو جوان اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کی طرف آرہے تھے اور جب وہ نزدیک آئے تو اس نے دیکھا وہ قطبہ بن عامر اور خبیب بن لیساف تھے ۔

ان دونوں کو دیکھتے ہی ابوقیس کے چہرے پر ایسے جذبے پھیل بکھر گئے تھے ۔ جیسے یخ بستہ ذہنوں کے تناؤ اور آدمیت کی فضا پر بیداری و یک جہتی کے کوندے و رقصتوں

کی گرد ضیں نزول کر گئی ہوں۔ اس کی آنکھوں میں اب دریاؤں کے سیاہ پوش کناروں کی کیفیت کی جگہ جمالیاتی قدریں اور سکھی و آسودہ رنگ رقص کناں ہو گئے تھے۔

ابو قیس کے پاس آکر قطبہ اور خبیب اپنے گھوڑوں سے اُترے پھر وہ آگے بڑھ کر باری باری ابو قیس سے بغل گیر ہونے لگے تھے۔

جب وہ دونوں ابو قیس سے علیحدہ ہوئے تب ابو قیس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے عزیزو! تمہاری غیر موجودگی میں یہاں تو ایک خونی انقلاب اور سماک کی زندگی میں ایک ہولناک عذاب ہی برپا ہو گیا ہے اور سنو! تمہاری غیر موجودگی میں ایسا ہوا کہ ——

قطبہ بن عامر درمیان میں بول پڑا اور کہا۔" اے ابو قیس! مجھے اور خبیب کو سارے حالات کی خبر ہے کہ کس طرح سماک کی ماں اور کبشہ ماری گئی تھیں۔ میں تو گزشتہ رات کے پچھلے پہر مکہ سے لوٹا ہوں۔ جب کہ خبیب آج صبح سویرے ارضِ شام سے تجارتی کاروان کے ساتھ واپس آیا ہے۔ ہم دونوں صبح ہی صبح پہلے سماک کے گھر گئے لیکن دروازے کو مقفل دیکھ کر لوٹ آئے۔ پھر ہم دونوں تمہارے گھر گئے۔ وہاں ہمیں جمانہ سے سارے حالات کی خبر ہوئی کہ کیسے سماک کی ماں اور کبشہ کو قتل کر دیا گیا اور کس طرح سماک نے قاتلوں کے کچھ ساتھیوں سے اپنا انتقام لیا ہے۔

جمانہ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ سماک کل ہی یہاں سے روانہ ہوا ہے اور وہ وادی القریٰ کی شمالی سرائے میں باقی بچنے والے دو قاتلوں سے نمٹے گا جو چاند کی پچیس تاریخ کو اس سرائے میں داخل ہوں گے۔

اے ابو قیس! آج چاند کی پچیس تاریخ ہے۔ میں اور خبیب دونوں وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں تاکہ وہاں ہم سماک کے کام میں اس کی مدد کر سکیں اے ابو قیس! ہم صرف تم سے ملنے آئے تھے۔ سو اب ہم سماک کی طرف کوچ کرتے ہیں۔"

Marfat.com

ابوقیس نے سرسبز کھیتوں جیسی پُرسکون انداز میں کہا۔ "اے میرے عزیزو!
تم دونوں کا جذبہ قابلِ ستائش ہے اور تم تینوں کی آپس کی محبت اور یک جہتی بھی تعریف
و توصیف کے قابل ہے۔ اب تم سماک کی طرف کوچ کر جاؤ۔ خداوند جو خالقِ ارض
و سماء ہے تمہارا حامی و ناصر ہوگا۔"

اس کے ساتھ ہی قطبہ بن عامر اور خبیب بن لیسات نے ابوقیس سے مصافحہ
کیا پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

O

چاند کی پچیس تاریخ کو دوپہر کے وقت سماک سرائے سے نکل کر اصطبل کی
طرف جانے لگا تھا کہ سرائے میں کام کرنے والا لڑکا جس کا نام رباب تھا بھاگتا ہوا
سماک کے قریب آیا اور رازداری میں اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے عزیز! جن دو جوانوں پر تم نے مجھے نگاہ رکھنے کو کہا تھا وہ
سرائے میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام رافع بن سودہ اور دوسرے
کا نام ربیع بن سالم ہے۔ انہوں نے ابھی تک اپنے لیے سرائے میں کمرہ حاصل نہیں
کیا لیکن وہ سرائے کے شراب خانے میں بیٹھ کر شراب پینے لگے ہیں۔ ان کی حرکات
و سکنات سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے جیسے ان دونوں کو بے چینی سے کسی کا انتظار
ہو۔"

سماک کے چہرے پر خوشیاں بکھر گئیں اور رباب کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس
نے کہا۔

"اے رباب! تیرا شکریہ! قسم خداوند کی تو نے عین میری خواہشات کے مطابق
عمل کیا ہے۔ ذرا میری خاطر ایک زحمت یہ بھی کر کہ شراب خانے کے دروازے پر
کھڑے ہو کر مجھے ان دونوں کی طرف اشارہ کر دے۔ اس کے بعد میں تمہیں کوئی مزید
زحمت نہ دوں گا۔"

رباب بخوشی اس کے لیے تیار ہو گیا اور کہا۔ "میرے ساتھ آؤ، میں تمہیں

Marfat.com

ان دونوں کی نشاندہی کرتا ہوں"۔

سماک جلدی جلدی رباب کے ساتھ شراب خانے کے دروازے پر آیا اور وہاں کھڑے ہو کر رباب نے شراب خانے کی دائیں دیوار کے ساتھ لگی ایک بھدی سی میز پر بیٹھے دو جوانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔" وہ دونوں تمہارے مطلوبہ جوان ہیں"۔

سماک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ میں ان دونوں سے مل لیتا ہوں"۔

سماک کے کہنے پر رباب وہاں سے چلا گیا جب کہ سماک شراب خانے میں داخل ہوا تھا۔ سماک ان دونوں کے قریب آیا اور ان کے درمیان ایک خالی نشست پر بیٹھتے ہوئے وہ بولا۔" اگر میں غلطی پر نہیں تو تم دونوں رافع بن سودہ اور ربیع بن سالم ہو اور تم دونوں کو جبیر بن ربیعہ اور زعب بن مالک کا انتظار ہے"۔

سماک کی اس گفتگو سے وہ دونوں چونک سے پڑے پھر ان میں سے ایک نے کہا۔" تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ربیع بن سالم اور یہ میرا ساتھی رافع بن سودہ ہے۔ پر یہ تو کہو تم کون ہو اور کیسے تم ہمارے متعلق اس قدر اطلاعات جان گئے ہو"۔

سماک فوراً بول پڑا۔" سنو عزیزو! میرا نام عقبہ ہے۔ میرا تعلق بنو سلیم سے ہے اور میں زعب بن مالک کے بھروسے کے آدمیوں میں سے ہوں۔ میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے چھ ساتھی جنہیں یثرب کے سماک بن خرشہ کے پیچھے لگایا گیا تھا انہیں سماک بن خرشہ نے قتل کر دیا۔

سنو! اس سماک بن خرشہ نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ مزید آگے بڑھا زعب بن مالک کو اس نے اس کے گھر سے اٹھایا اور صحرا میں لے جا کر اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد یہ سماک بن خرشہ مدائن صالح کے پاس تمہارے خانہ بدوش قبیلے کے خیموں میں داخل ہوا۔ نہ جانے اس نے وہاں کیا چکر چلایا کہ تمہارے سرکردہ جبیر بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کو لے کر وادی القریٰ کی طرف روانہ ہوا اور راستے ہی میں ان

Marfat.com

تینوں کی اس نے گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

اب سماک بن خرشہ تم دونوں کے در پے ہے۔ اس لیے کہ اسے خبر ہو گئی ہے کہ تم نے جبیر بن ربیعہ اور مرنے والے دو ساتھیوں کے ساتھ مل کر یثرب میں اس کی ماں اور بہن کو قتل کیا تھا اور اس کا قصاص وہ اب تم دونوں سے ضرور لے گا۔ بس میں تم دونوں سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ جبیر بن ربیعہ اور زعب بن مالک تم سے ملنے یہاں نہیں آئیں گے اور یہ کہ سماک بن خرشہ تم دونوں کی گھات میں ہے۔ لہٰذا تم دونوں وادی القریٰ سے مدائن صالح کی طرف احتیاط اور دھیان سے سفر کرنا"۔

تھوڑی دیر تک وہ دونوں خاموشی اور فکرمندی میں کچھ سوچتے رہے پھر ربیع بن سالم نے غور سے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے عقبہ! تم نے ہمیں بڑے کام کی اور اہم اطلاعات فراہم کی ہیں۔ پر یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ یثرب کا سماک بن خرشہ اپنے کتنے ساتھیوں کے ساتھ ہماری گھات میں ہے"؟

سماک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس کے ساتھ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ وہ اکیلا ہی ہے۔ اس نے اکیلے ہی جبیر بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کا کام تمام کیا۔ اس نے اکیلے ہی تمہارے چھ ساتھیوں کو صحرا کے اندر موت کے گھاٹ اُتارا اور اکیلے ہی اس نے زعب بن مالک کو اس کی حویلی سے اُٹھا کر اسے قتل کیا۔ لہٰذا اب وہ اکیلا ہی تم دونوں کی گھات میں ہے"۔

سماک کی گفتگو سننے کے بعد ربیع بن سالم نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ اگر وہ اکیلا ہی ہے پھر تو ہم اس سے ضرور نمٹیں گے۔ اس سے اپنے ساتھیوں کے قتل کا انتقام لیں گے۔ اس نے یقیناً ہمارے ساتھیوں کو دھوکا دہی سے کام لے کر موت کے گھاٹ اُتار دیا ہوگا۔ ورنہ جبیر بن ربیعہ تو ایسا جوان تھا کہ وہ بیک وقت تین تین چار چار تیغ زنوں سے آسانی کے ساتھ اکیلا ہی مقابلہ کر سکتا تھا۔ ربیع بن سالم کے خاموش ہونے پر رافع بن سودہ بولا اور سماک سے پوچھا

Marfat.com

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ سماک بن خرشہ کہاں اور کس جگہ ہماری گھات میں بیٹھ سکتا ہے؟"

سماک نے ایک خوفناک سماں پیدا کرتے ہوئے کہا۔ وادی القریٰ اور مدائن صالح کے درمیان وہ ریت کے کسی بھی ٹیلے سے اچانک نمودار ہو کر تم پر حملہ آور ہو سکتا ہے آہ! زعب بن مالک میرے بہترین دوستوں میں سے تھا۔ میں تو خود سماک بن خرشہ سے زعب بن مالک کا انتقام لینا چاہتا ہوں لیکن میں اپنے آپ ہمت نہیں پاتا، کہ اکیلا سماک بن خرشہ کا سامنا کروں اور اگر تم دونوں ——————

ربیع بن سالم فوراً سماک کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "اے عقبہ! اگر یہ معاملہ ہے تو تم بھی ہمارے ساتھ مدائن صالح کی طرف کوچ کرو اور پھر دیکھو ہم سب مل کر سماک بن خرشہ سے کیسا ہولناک انتقام لیتے ہیں۔ ذرا رک کر ربیع بن سالم پھر کہہ رہا تھا۔

"اور یہ بھی سنو عقبہ! ہم دو کے علاوہ ہمارے قبیلے کے پانچ اور جوان بھی ہمارے ساتھ ہیں اور وہ سامنے والی اس میز پر بیٹھے شراب پی رہے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے اور کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم آٹھوں مل کر بھی سماک بن خرشہ سے اپنا انتقام نہیں لے سکتے۔"

سماک نے اس بار اپنی آواز میں ایک تناؤ، کھنچاؤ اور ٹھہراؤ پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "ایسی صورت میں ہم یقیناً اس سے انتقام لے سکتے ہیں۔ ہم آٹھوں مل کر تو صحرا کے اندر اس کی حالت جہنم کی مجبور تنہائیوں کی طرح سلگتی اور آگ میں نہائے ہوئے باب جیسی کر کے رکھ دیں گے۔

ہم آٹھوں تو یقیناً اسے مرگ کی سلگتی ریت کے صحرا اور موت کی شب کے اندھیروں میں ڈال دیں گے۔ میں باہر کا سماں دیکھ چکا ہوں۔ آسمان پر گہرے بادل تنے ہوئے ہیں۔ گو آندھی یا بارش کا بھی امکان ہے اس کے باوجود ہمیں سماک بن خرشہ سے نمٹنے کے لیے ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

سماک کی گفتگو سُن کر ربیع بن سالم اور رافع بن سودہ دونوں ہی خوش ہو گئے تھے۔ پھر ربیع بن سالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے عقبہ! تو نے ہمیں اپنی باتوں سے خوش کر دیا ہے۔ سماک بن خرشہ سے نمٹنے کے لیے ہم ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ کوچ کرنے کو تیار ہیں۔ تم ذرا رکو میں اپنے ان پانچ ساتھیوں سے بھی بات کر لوں۔"

ربیع بن سالم فوراً اُٹھ کر دوسری میز پر اپنے پانچ ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اُن کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ سب اپنی جگہ سے اُٹھ کر سماک کے پاس آئے اور ربیع بن سالم نے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میرے یہ سب ساتھی ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کرنے کو تیار ہیں۔ کیا میں اُمید رکھوں کہ تم بھی ہمارا ساتھ دو گے۔"

سماک کے چہرے پر اطمینان و طمانیت کے جذبات پھیل گئے تھے۔ پھر وہ فوراً اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

"میں ابھی اور اسی وقت تم لوگوں کے ساتھ کوچ کرنے کے لیے تیار ہوں اس لیے کہ اپنے مرنے والے دوست زعب بن مالک کا سماک بن خرشہ سے انتقام لینا چاہتا ہوں، جو اب میری زیست کے اوّلین مقاصد میں سے ایک ہے۔"

سماک کے اس جذبے پر ربیع بن سالم اور اس کے سارے ساتھی خوش ہو گئے تھے۔ پھر وہ سب شراب خانے سے نکل کر اصطبل کی طرف آئے۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ شمالی افق غبار آلود تھا جیسے فضاؤں کے اندر کوئی بہت بڑا طوفان اُٹھنے والا ہو۔

ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے فنا و بقا، زیست و موت، اقرار و انکار، روشنی و تاریکی حق و باطل، نیکی و بدی اور اطاعت و معصیت ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونے لگے ہوں۔ آسمان پر کبھی کبھی چنگھاڑتی برہنہ برق کی چمک کوند جاتی تھی اور اس کے بعد زلزلے کی کڑک کی طرح بادل چنگھاڑنا شروع ہو جاتے تھے۔ ان سب عناصر

Marfat.com

سے بے پرواہ ہو کر وہ سب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وادی القریٰ سے وہ کُوچ کر گئے تھے ۔

جب وادی القریٰ اور مدائن صالح کی درمیانی صحرائی پٹی میں داخل ہوئے تو سماک نے ربیع بن سالم کو مخاطب کر کے کہا ۔

" اے ابنِ سالم ! اب جب کہ یہ صحرائی پٹی شروع ہو گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب کسی بھی وقت ریت کے کسی بھی ٹیلے سے نکل کر سماک بن خرشہ ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے ۔ اگر میری مانو تو اب اس طرح آگے بڑھو کہ سب سے آگے آگے تم اور تمہارا ساتھی رافع بن سودہ رہیں ۔ اس کے بعد تمہارے دوسرے پانچ ساتھی اور آخر میں تم لوگوں کی حفاظت کے لیے میں خود رہوں گا ۔ اس طرح اس صحرا کے اندر مضبوط و مربوط ہو کر ہی ہم سماک بن خرشہ پر قابو پا سکتے ہیں ۔ اس لیے کہ میں نے سن رکھا ہے سماک بن خرشہ کرب و بلا کے تصادم اور مصائب کی کسوٹی پر پرکھنے والے مقصد جیسا ہولناک ہے ۔ وہ رگوں میں اچھلتے خون جیسا جاندار اور زہر ظلمت جیسا خوفناک ہے ۔ وہ اپنے دشمنوں پر اس طرح حملہ آور ہوتا ہے جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا اچانک کسی ریوڑ میں گھس کر دہشت کی عفریت بن کر چھا جائے ۔"

سماک کے الفاظ سن کر ان سب کے رنگ پیلے پڑ گئے تھے ۔ تاہم ربیع بن سالم نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا ۔

" اے مہربان ہم سفر ! اس مہم میں تم ہی ہمارے راہنما ہو ۔ لہٰذا ہم ضرور تمہاری اس تجویز پر عمل کریں گے ۔"

اس کے ساتھ ہی ربیع بن سالم اور رافع بن سودہ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے پیشوائی کرنے لگے تھے ۔ ان دونوں کے پیچھے ان کے پانچوں ساتھی ہو گئے تھے اور آخر میں سماک نے اپنے گھوڑے کو لگا لیا تھا ۔

ہواؤں میں لمحہ بہ لمحہ اب تیزی اور طوفانی کیفیت پیدا ہوتی جا رہی تھی ۔ صحرا کے ذرّے تیز طوفانی ہواؤں کے سامنے بکھرے حروف کی بے چہرہ صورتوں

Marfat.com

کی طرح ادھر اُدھر اُڑنے لگے تھے - ان اُڑتے ریگ زاروں نے فضا کے اندر دھند کا سا ایک سماں پیدا کر دیا تھا - وہ صحرائی طوفان اب ساحل پر پہنچتی شام کی پاگل اور طوفانی ہواؤں جیسی صورت اختیار کر گیا تھا - بیکراں ٹھہرے سناٹے وقت کی آنکھوں میں شام کا کاجل بن کر اُڑنے لگے تھے -

سماک نے اپنے گھوڑے کی زین سے لٹکتا آہنی خود سنبھالا - سر سے عمامہ اتار کر خود اس نے اپنے سر پہ جمایا اور اُڑتے ریگ زاروں سے بچنے کے لیے اس نے اپنے عمامے سے اپنے چہرے پر ڈھاٹہ سا باندھ لیا تھا - پھر اس کی حالت طوفانوں کے محرم اور آندھیوں کے ثنا سا جیسی ہونے لگی تھی - اس کے باز و غم میں سلگتے الفاظ کی طرح تپش دینے لگے تھے - اس کے چہرے پر شام ہجراں، سیلِ عمر اور کربِ مسلسل کی کیفیت چھا گئی تھی - اس کی آنکھوں کے اندر زہر سے ہولناک سوچیں، ریاضت کا خلوص اور مقید ارادے رقص کرنے لگے تھے - ایسا لگتا تھا وہ اپنی بدلتی کیفیت کے کے باعث قیامت بدوش اور اجل کا ہم نفس ہو کر رہ گیا ہو -

پھر بڑی تیزی سے اس نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالی، سیال کوندتی تلملاہٹ اور قانونِ فطرت کے کسی خادم کی طرح وہ حرکت میں آیا اور اپنے آگے آگے جانے والے خانہ بدوشوں پر حملہ آور ہوا - اس کا یہ حملہ لپکتے شعلوں، پریشان کن حقیقت تلخ موضوع اور ہولناک تباہی و بربادی جیسا تھا -

اپنے اس اچانک اور تیز طوفانی حملے میں سماک نے اپنے آگے آگے جانے والے تین خانہ بدوشوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا - ان مرنے والوں کی چیخیں سن کر ربیع بن سالم، رافع بن سودہ اور ان کے پانچ میں سے دو بچنے والے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو روک لیا تھا اور جب انہوں نے اپنا رُخ بدلا تو انہوں نے دیکھا ان کے سامنے سماک اپنے ہاتھوں میں اپنی خون آلود تلوار بلند کیے کھڑا تھا - جب کہ ان کے تین ساتھیوں کی لاشیں ریت پر بکھری پڑی تھیں -

فضا کے اندر اُڑتے ریگ زاروں کے طوفان میں ایک بار انہوں نے سماک

Marfat.com

کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا ۔ شاید وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ انہیں ادھر لانے والا عقبہ ہی ہے یا کوئی اور' اس لیے کہ سماک نے اپنے چہرے پر ڈھاٹہ ڈال کر اور سر پہ خود رکھ کر اپنی ہیئت بدل لی تھی ۔

جب انہوں نے جان لیا کہ وہ انہیں اپنے ساتھ لانے والا عقبہ ہی ہے تب ربیع بن سالم اپنے گھوڑے کو اس کے قریب لایا اور سخت گیر آواز میں پوچھا ۔
"تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے ۔ تو نے اپنے آپ کو ہمارا ہمدرد ظاہر کیا اور ریت کے اس طوفان میں تم نے کسی خوف انگیز سوار اور جال غیب کی طرح حملہ آور ہو کر ہمارے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے ۔ کیا تم کوئی راہزن اور قاطع الطریق ہو۔"

سماک نے اپنی پوری قوت وجسارت اور اپنی شجاعت کے پورے جوہر آب داری میں کہا ۔" میں نہ راہزن ہوں نہ کوئی قاطع الطریق ۔ میں تو یثرب کا سماک بن خرشہ ہوں جس کی ماں اور بہن کو تم نے نے بے دردی اور بے حمیتی سے قتل کر دیا تھا اور اب صحرا کے اس طوفان میں تم لوگوں سے میں اپنا انتقام لوں گا ۔ سن رکھو' میں نے ہی تمہارے چھ ساتھیوں کو موت کی نیند سلایا ۔ میں نے ہی زعب بن مالک کا کام تمام کیا اور جبر بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کو بھی میں نے ہی اس صحرا کے اندر قتل کر دیا تھا ۔ اب تمہاری باری ہے اور تم دیکھتے ہو کہ تمہارے تین ساتھیوں کو ختم کر کے میں تم پر بھی نزول کر چکا ہوں ۔ اے ربیع بن سالم! سن رکھو میں شر اور نیکی ہر ایک کو اپنے اپنے مقام پر رکھنے کا فن خوب جانتا ہوں۔"

ربیع بن سالم نے اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا ۔" اگر تم ہی سماک بن خرشہ ہو تو پھر سنو ! اس صحرائی پٹی کے اندر ہم تمہارا سارا ذوق خودسری اور تمہاری جوانی کی ساری دیوانگی کا خاتمہ کریں گے ۔ اس صحرا کو ہی ہم تیری آخرت وعاقبت اور فحش ناٹک کی رزم گاہ بنائیں گے ۔ تیرے جسم کی دہلیز پہ ہم گھوڑے دوڑائیں گے اور تیری ساری انبساط ولطافت نکال کر رکھ دیں گے ۔ تو کیا سمجھتا ہے کہ ہمارے تین ساتھیوں کا کام تمام کر کے تو ہم پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب

Marfat.com

ہو جائے گا۔ نہیں، ہرگز نہیں، کبھی نہیں۔ ابھی ہم باقی چار ہیں اور ہم چاروں مل کر تو تیرے ساتھ آگ و تلوار کا وہ کھیل کھیلیں گے کہ تو اپنے سائے اور اپنے ہی جسم کے قُرب تک کو بھول کر رہ جائے گا۔

اے ابنِ خرشہ! اس صحرا کے اندر اب تیرے لیے پستی کی پنہائیاں، اوہام باطل اور جوشِ زن وحشیش رقص کریں گی۔ اے ابنِ خرشہ! تیار ہو جا، اب ہم پانچوں تم پر حملہ آور ہونے لگے ہیں۔ پھر دیکھنا کیسے ہم تم سے اپنا انتقام لیتے ہیں۔"

سماک ان چاروں سے مقابلہ کرنے کے لیے مستعد ہو گیا تھا۔ اس کی نگاہوں میں فکر و احساس کے زاویے اور صدیوں کی ان کہی داستانیں رقص کرنے لگی تھیں۔ اس کے چہرے پر ایک لگن، ایک تڑپ، ذوقِ جلال و جمال اور خود شناسی و خود آگہی کی حقیقتیں رقص کرنے لگی تھیں۔

اس کے انداز سے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ یادوں کے خرابوں کو وقت کے سمندر میں غرق کرنے کا عزم کر چکا ہو۔ پھر اس نے بلندیوں کی رفعت اور اک کیف و مستی کے انداز میں کہا۔

"تم چاروں ایک ساتھ مجھ پر حملہ آور ہو اور پھر دیکھو میں کیسے تمہارے گناہوں کے عکس، تمہارے دل کی کدورت اور درندگی کی تحریروں کا طوفان کھڑا کرتا ہوں۔"

وہ چاروں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر سماک پر حملہ آور ہونے ہی لگے تھے کہ اچانک وہ رک گئے۔ اس لیے کہ صحرا کے اندر دو سوار اچانک وہاں نمودار ہو گئے تھے۔

وہ دونوں سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے آرہے تھے۔ صحرا کے اندر اڑتے ریگزاروں سے بچنے کے لیے اپنے منہ پر انہوں نے ڈھاٹے باندھ رکھے تھے جن کی بنا پر وہ دونوں پہچانے نہ جا سکتے تھے۔ قریب آکر ان دونوں نے اپنے چہروں سے ڈھاٹے ہٹا دیئے۔

سماک نے دیکھا وہ دونوں اس کے رفیق و دوست قطبہ بن عامر اور حبیب بن یساف تھے۔ وہ دونوں سماک کے دائیں بائیں آرکے۔ پھر قطبہ

Marfat.com

نے بلند آواز میں سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابو دجانہ ! خدا کا صد شکر و احسان کہ ہم عین وقت پر تم سے آن ملے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم ان کے تین ساتھیوں کو پہلے ہی ٹھکانے لگا چکے ہو اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ تم اکیلے باقی ان چار کی گردنیں ناپ سکتے ہو۔ پر اب تو ہم تمہارے ساتھ مل کر انہیں اندھیروں کے خوابوں اور ان کی ذات کی اندھی گپھاؤں میں ڈالیں گے۔"

پھر قطبہ بن عامر نے ربیع بن سالم اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔" سن رکھو، اے ابلیسو! اب سماک بن خرشہ تمہارے سامنے اکیلا نہیں۔ اب اس نے دو بھائی بھی اس سے آملے ہیں۔ اب دیکھنا اس صحرا کے اندر کس قدر جلدی اجنبی کرب کے بیکراں سلسلے، قلزم غم اور تنہا اداس لمحوں کا طوفان تم لوگوں کو نگل لیتا ہے۔"

قطبہ بن عامر کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ سماک نے اللہ اکبر کا شعلہ سامان نعرہ بلند کیا اور ان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

اور اس کے ساتھ ہی ساتھ قطبہ بن عامر اور خبیب بن لیساف بھی ان پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ وہ تینوں ان پر نظروں کے مرکز، مصائب کی صبر آزما گھاٹیوں، مظاہر فطرت اور پاسداران رموز حقیقت کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

ان میں سے دو تو سماک کے ہاتھوں مارے گئے اور باقی دو کا کام قطبہ اور خبیب نے تمام کر دیا تھا۔ پھر جب سماک اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کر رہا تھا تو قطبہ اور خبیب دونوں اس کے قریب آئے۔ پہلے دونوں سماک سے بغل گیر ہو کر ملے پھر وہ دونوں سماک سے اس کی ماں کے قتل ہو جانے کا افسوس کر رہے تھے۔

آسمان پر اسی طرح بھورے بادل چھائے ہوئے تھے۔ طوفانی ہوائیں چل رہی تھیں اور صحرا کے اندر گہری دھند کی طرح ریت کے ذرات پھیلے ہوئے تھے۔ ان تینوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا تاکہ اڑتے ریگ زاروں کی مار سے محفوظ رہیں۔ اس کے بعد اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے وہ اس صحرائی پٹی سے یثرب کی طرف کوچ

Marfat.com

کر گئے تھے۔

O

شام سے تھوڑی ہی دیر قبل سماک، قطبہ اور خبیب یثرب میں داخل ہوئے۔ سماک جب اپنے گھر کے پاس آیا تو اس نے دیکھا۔ اس کے گھر کا قفل کھلا تھا جب کہ دروازے کا ایک پٹ بند اور دوسرا کھلا تھا۔

سماک اپنے گھوڑے سے اتر پڑا۔ قطبہ اور خبیب بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور جب سماک کے ساتھ وہ گھر میں داخل ہوئے تو ان تینوں نے دیکھا وہاں صحن میں سماک کی بکریاں بھی بندھی تھیں اور گھر میں ابی حقیق، ابو قیس، خولہ، ربطہ اور رجانہ تھے۔

ابو قیس بھاگ کر ان کی طرف آیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا "مجھے امید تھی کہ آج تم تینوں ضرور لوٹ آؤ گے۔ میں اور ابی حقیق نے مل کر ایک اہتمام کیا ہے اور اب اس اہتمام کا انجام ہو گا۔ اے ابو دجانہ! مجھے امید ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے فارغ ہو چکے ہو گے۔"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا "اے عم! تمہارا اندازہ درست ہے میں اپنے دشمنوں کا خاتمہ کر چکا ہوں"

سماک کے اس انکشاف پر ابی حقیق، خولہ اور ربطہ کے چہروں پر سکون و طمانیت بکھر گئی تھی۔ پھر ابی حقیق سماک کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس نے کہا۔

"اے سماک! میرے بیٹے! ابو قیس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ جونہی تم واپس آؤ تمہاری اور ربطہ کی شادی کر دی جائے تاکہ یہ گھر آباد ہو۔ ہمیں چونکہ یہ امید تھی کہ آج شام تک تم لوٹ آؤ گے۔ لہٰذا میں، ابو قیس، خولہ، ربطہ اور رجانہ تمہاری حویلی میں چلے آئے۔ ہم نے ارادہ کیا تھا کہ اگر تم آج لوٹ آئے تو آج ہی ربطہ سے تمہارا نکاح ہو جائے گا اور تم نہ آئے تو ہم لوگ رات یہیں رہیں گے اور اگلے روز

Marfat.com

نکاح سے فارغ ہو کر ہی جائیں گے۔

سنو سماک! جمانہ، خویلہ اور ریطہ نے مل کر کھانا تیار کر لیا ہے۔ قطبہ اور خبیب بھی تیرے ساتھ آگئے ہیں۔ لہذا سب سے پہلے تمہارا اور ریطہ کا نکاح ہوگا۔ اس کے بعد سب مل کر کھانا کھائیں گے۔"

ابو قیس، قطبہ، خبیب، خویلہ اور جمانہ نے بلند آواز سے ابی حقیق کے اس فیصلے سے اتفاق کیا۔ لہذا سماک اور ریطہ کا ابو قیس نے نکاح پڑھا دیا۔ اس کے بعد سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانے کے بعد پہلے قطبہ اور خبیب وہاں سے چلے گئے۔ پھر ابو قیس اور جمانہ بھی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آخر میں جب ابی حقیق اور خویلہ بھی جانے لگے، تو حسین خویلہ سماک کے قریب آئی۔ اپنے لباس کے اندر سے اس نے نقدی کی ایک چھوٹی سی تھیلی نکالی اور سماک کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔" نقدی کی یہ تھیلی رکھ لیجئے اور اس سے اپنی پسند کے ریطہ اور اپنے لیے کپڑے اور ضروریات کی دیگر اشیاء لے لیجئے گا۔"

سماک نے ایک بار غور سے خویلہ کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔" میں یہ تھیلی نہیں لے سکتا۔"

خویلہ فوراً بول پڑی اور کہا۔" کیوں نہیں لے سکتے۔ یہ آپ کا حق بنتا ہے۔ اس لیے کہ آپ اور ریطہ کے نکاح پر ہماری طرف سے کچھ بھی نہیں دیا گیا۔ لہذا یہ نقدی آپ کا حق بنتا ہے۔ اس بنا پر میں آپ سے کہوں گی کہ نقدی کی یہ تھیلی آپ لے لیں۔

سماک نے پھر سنجیدہ سی آواز میں کہا۔" خویلہ! خویلہ! میں نقدی کی یہ تھیلی کسی صورت میں نہ لوں گا۔ اب جب کہ ریطہ میری بیوی ہے اس کے سارے اخراجات اور اس کی ساری ضروریات کا خیال رکھنا میرا فرض ہے اور میں اپنے فرض کو خوب نبھاؤں گا۔

Marfat.com

سنو خولیہ! جب میری اور تمہاری شادی ہو گی اس وقت بھی میں کچھ قبول نہ کروں گا۔ اس لیے کہ میرے لیے یہی سب سے بڑی سعادت اور نعمت ہو گی کہ تم اور ربیطہ دونوں میری بیویوں کی حیثیت سے میرے ساتھ میری اس حویلی میں رہو گی۔ بس اس کے علاوہ میں کسی اور شئے کا خواہشمند نہیں ہوں۔"

سماک کی اس گفتگو سے خولیہ کا گلابی جسم سرور انگیز ہو گیا تھا۔ اس کی کیف آگیں گہری خوب صورت آنکھوں میں نغمگی کے رنگ اڑنے لگے تھے۔ اس کے چہرے پر شفق رنگوں سے آراستہ مسرت کی سحر بکھر گئی تھی۔ پھر اس نے آواز کی خوشبو اور رنگوں کی بھرپور صدا میں سماک کو مخاطب کر کے کہا۔

"آپ نے اپنی باتوں سے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ یہ میری اور ربیطہ کی خوش بختی ہو گی کہ ہم دونوں کو آپ جیسا گوہر شب تاب اور ریاضت و خلوص سے بھرپور زندگی کا ساتھی ملا ہے۔ آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے ہیں۔ لہذا آپ اور ربیطہ آرام کریں میں اور ابی اب جاتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی ابی حقیق اور خولیہ حویلی سے باہر آئے۔ بیرونی دروازے تک سماک اور ربیطہ بھی ان کے ساتھ آئے اور جب ابی حقیق اور خولیہ رات کی پھیلتی سیاہی میں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو سماک اور ربیطہ بھی حویلی کا بیرونی دروازہ بند کر کے اندر چلے گئے تھے۔

⊙

وقت گزرتا رہا۔ اگلے سال یثرب سے بارہ آدمی حج کی غرض سے گئے۔ یہ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام قبول کیا اور آپؐ سے ان امور پر بیعت[1] کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ چوری اور زنا کے مرتکب نہ ہوں گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ جان بوجھ کر کسی پر جھوٹا الزام نہ لگائیں

---

[1] یہی بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔

Marfat.com

گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپؐ کے حکم کے خلاف جائیں گے "

اس بیعت کے بعد حضورؐ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "اگر تم نے اس بیعت کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنّت ہے۔ اگر تم میں سے کسی سے گناہ سرزد ہوا اور دُنیا میں ہی مبتلائے سزا ہوا تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی اور اگر قیامت کے دن تک وہ ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو سزا دے، چاہے تو بخش دے۔

جب یہ بیعت ہو چکی تو ان بیعت کرنے والوں میں سے ایک نے حضورؐ سے گزارش کی "یارسول اللہؐ! آپؐ جانتے ہیں کہ ہمارا تعلق اوس وخزرج سے ہے۔ اور اوس وخزرج میں چونکہ قدیم سے دشمنی ہے۔ لہذا دونوں قبائل کے لوگ کسی ایک قبیلے کے فرد کو اپنا امام پسند نہ کریں گے۔ لہذا ہمارے ساتھ کوئی صاحبِ علم شخص بھجوائیں جو یثرب میں نہ صرف ہمارا امام بن کر رہے بلکہ ہمیں اور دوسرے لوگوں کو وہاں دین کی تبلیغ بھی کرے "۔

حضورؐ نے ان کی تجویز کو پسند فرمایا اور جب وہ لوگ مکہ سے یثرب کی طرف واپس جانے لگے تو آپؐ نے مصعبؓ بن عمیر کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ان لوگوں کے ساتھ مصعبؓ بن عمیر یثرب آئے۔ اسعد بن زادہ کے ہاں انہوں نے قیام کیا اور یثرب کے اندر اسلام کی تبلیغ کرنے کے علاوہ وہ نماز بھی پڑھایا کرتے تھے۔

مصعبؓ بن عمیر اور دیگر ایمان لانے والوں کی سعی اور کوششوں کے باعث ایک دین کی حیثیت سے اسلام اب ہر گھر سے متعارف ہو چکا تھا اور لوگ اس کے متعلق اچھی طرح جاننے لگے تھے۔

ایک روز جب کہ بنو ظفر کے محلے کے ایک باغ میں بیرِ مرق[1] کے پاس مصعبؓ بن عمیر، اسعد بن زادہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے تبلیغ کا کام کر رہے تھے کہ ایک

---

[1] ماخوذ از سیرت علامہ ابن ہشام

Marfat.com

ایسا واقعہ پیش آیا جس نے یثرب کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ ایسا ہوا کہ بیر مرق کے پاس مصعبؓ بن عمیر اور دیگر اسلام لانے والوں کے اجتماع کی خبر بنی اوس کے سردار سعد بن معاذ کو بھی ہو گئی۔ پس یہ سعد بن معاذ بنو اوس کے ایک چھوٹے اور ذیلی قبیلے بنی عبد الاشہل کے سردار اسید بن حضیر کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اے اسید! تیرا باپ مر جائے یہ مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ دو نوں شخص ہمارے محلے کے باغ میں آئے ہیں کہ لوگوں کو نئے دین کی تبلیغ کریں اور ہم میں سے کمزوروں کو بیوقوف بنائیں۔ پس تُو ان لوگوں کے پاس جا، انہیں ڈانٹ اور انہیں منع کر کہ وہ اِدھر نہ آیا کریں۔ ان کی اس تبلیغ سے پہلے ہی کافی لوگ اس نئے دین کو قبول کر چکے ہیں اور اس نئے دین کو قبول کرنے والوں میں سماک بن خرشہ اور قطبہ بن عامر جیسے شجاع اور شیر دل جوان بھی شامل ہیں۔

اے اسید! میں خود جاتا اور ان لوگوں کو ڈانٹ کر یہاں سے نکال دیتا۔ پر تُو جانتا ہے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ وہ مجھ سے بڑا ہے اور میں اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا تو بنی عبدالاشہل کے سردار کی حیثیت سے ان کی طرف جا۔ انہیں اس دین کی تبلیغ سے روک اور یہاں سے نکال باہر کر۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کی اس گفتگو کے دوران یثرب کے کافی لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ بہرحال اسید بن حضیر نے سعد بن معاذ کے کہنے پر اپنا چھوٹا برچھا لیا اور بیر مرق کی طرف گیا جہاں مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔

اسعد بن زرارہ نے جو اسید بن حضیر کو اپنے ہاتھ میں برچھا پکڑے اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے اپنے قریب بیٹھے مصعبؓ بن عمیر کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے رفیقِ کار! یہ شخص جو اپنے ہاتھ میں برچھا لیے ہماری طرف آ رہا ہے۔ یہ اسید بن حضیر ہے اور یہ بنی الاشہل کا سردار ہے۔ یہ ضرور ہم سے باز پُرس کرے گا۔

Marfat.com

لہذا اللہ کے حقوق کا خیال رکھنا اور سچ بولنے میں لحاظ اور مروت کو کام میں نہ لانا۔"

مصعب بن عمیر نے بڑے اطمینان اور حوصلہ مندی میں کہا۔" اے ابنِ زرارہ! تو فکرمند نہ ہو۔ یہ شخص اگر یہاں آکر ہمارے پاس بیٹھتا ہے تو میں ضرور اس سے بات کروں گا۔"

قریب آکر اسید بن حضیر زور زور سے گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا۔"تم لوگ ہمارے پاس کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ اگر تم لوگوں کو اپنی جان پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔"

اس پر مصعبؓ بن عمیر نے بڑی نرمی اور ملائمیت میں ابن حضیر کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابن حضیر! ہمارے پاس بیٹھو اور ہماری بات تو سنو۔ اگر کوئی بات تمہاری مرضی کے مطابق ہوئی تو قبول کر لینا اور جو بات تمہارے لیے ناپسندیدہ ہوئی اس سے اپنے آپ کو بچا لینا۔"

اسید بن حضیر نے اپنا برچھا زمین میں گاڑ دیا اور کہا۔" تم نے انصاف کی بات کہی ہے۔ اب کہو تم نے کیا کہنا ہے؟"

جواب میں مصعبؓ بن عمیر نے اسید بن حضیر سے اسلام سے متعلق گفتگو کی اور اسے قرآنِ مقدس پڑھ کر بھی سنایا۔

قرآنِ مقدس کی تلاوت سن کر اسید بن حضیر بے حد متاثر ہوا اور بدلے بدلے انداز میں اس نے کہا۔" یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم لوگ اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو، تو کیا کرتے ہو۔"

اس پر مصعبؓ بن عمیر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔" غسل کر لو۔ پاک و صاف ہو جاؤ، پہلے حق کی گواہی دو یعنی کلمہ توحید پڑھو اور نماز ادا کر لو۔"

مصعب بن عمیر کی راہنمائی میں اسید بن حضیر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ غسل کر کے اپنے آپ کو پاک و صاف کیا۔ کلمہ توحید پڑھا اور دو رکعت نماز وہاں سب کی موجودگی میں ادا کی۔ یوں اسید بن حضیر نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد مصعبؓ بن عمیر

Marfat.com

کو مخاطب کر کے کہا۔

"میرے پیچھے ایک شخص ہے۔ اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو پھر اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی بھی اسلام سے باہر نہ رہے گا۔ میں ابھی اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں، وہ سعد بن معاذ ہے۔ اسے بھی اس دین سے متعارف کراؤ"

اس کے بعد اسید بن حضیر نے اپنی برچھی اٹھائی اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

جب اسید بن حضیر واپس گیا تو اسے دیکھتے ہی سعد بن معاذ نے بلند آواز میں کہا۔ "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید جس حالت میں گیا تھا۔ اس سے بالکل مختلف حالت میں واپس آیا ہے۔"

جب اسید آ کر سعد بن معاذ کے پاس کھڑا ہو گیا تو سعد بن معاذ نے پوچھا۔ "تم نے اس معاملے کا کیا کیا؟"

سعد بن معاذ کو مصعبؓ بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کی طرف بھیجنے کے لیے اسید بن حضیر نے فوراً ایک بات بنائی اور کہا "اے ابن معاذ! میں نے ان دونوں سے گفتگو کی۔ واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ پر مجھے ایک بُری خبر ملی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے دشمن قبیلے بنو حارثہ کے لوگ تمہارے خالہ زاد بھائی اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کی نیت سے نکلے ہیں۔ کیوں کہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ اسعد بن زرارہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔ لہٰذا اسے قتل کر کے بنو حارثہ کے لوگ تمہیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ خبر سن کر سعد بن معاذ غصے اور غضب کی حالت میں سُرخ ہو گیا۔ اس نے اسید بن حضیر سے برچھا لے لیا اور اس خدشے کے تحت تیزی سے وہ بیر مرق کی طرف بھاگا جہاں اسعد بن زرارہ بیٹھا ہُوا تھا کہ کہیں اس کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی بنو حارثہ کے لوگ اس کے خالہ زاد بھائی اسعد بن زرارہ کو قتل نہ کر دیں، اور جب وہ وہاں پہنچا اور دیکھا کہ مصعبؓ بن عمیر اور اسعد بن زرارہ تو اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بے فکری کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں

Marfat.com

بنو حارثہ کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے تو سعد بن معاذ سمجھ گیا کہ اسید بن حضیر کسی بہانے سے اسے ان کی طرف بھیجنا چاہتا تھا تاکہ وہ بھی ان کی باتیں سنے۔ بہرحال سعد بن معاذ ان دونوں کے قریب گیا اور اپنے خالہ زاد بھائی اسعد بن زرارہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے ابو امامہ[1]! اگر تمہاری میرے ساتھ قرابت داری نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ یہ معاملہ نہ کرتے جو تم کر رہے ہو۔ کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو جنہیں ہم ناپسند کرتے ہیں۔"

سعد بن معاذ جب خاموش ہوا تب مصعب بن عمیر نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "تم بیٹھو اور ہماری بات سنو۔ اگر کوئی بات تمہاری مرضی کے مطابق ہو اور اس کی جانب تمہاری رغبت ہو تو قبول کر لینا اور اگر کسی بات کو ناپسند کرو تو ناپسندیدہ شے کو دور کر دیں گے۔"

مصعبؓ بن عمیر کی اس گفتگو کو سعد بن معاذ نے پسند کیا۔ پھر وہ وہاں بیٹھ گیا۔ اور مصعبؓ بن عمیر نے اس کے سامنے اسلام پیش کرنے کے علاوہ اس کے سامنے قرآنِ مقدس کی تلاوت کی اور اس کلام کا سعد بن معاذ پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے بھی فوراً اسلام[2] قبول کر لیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سعد بن معاذ اپنے لوگوں کی طرف واپس گئے، تو ابھی وہ دور ہی تھے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا۔ "واللہ! سعد بن معاذ جس انداز پر گیا تھا اس انداز سے بالکل مختلف واپس لوٹ رہا ہے۔"

سعد بن معاذ واپس لوٹے اور اپنے لوگوں کو مخاطب کر کے انہوں نے پوچھا "اے بنی عبد الاشہل! تم لوگ مجھے اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہو؟"

لوگوں نے کہا۔ "آپ ہمارے سردار، ہم سب سے زیادہ خویش پرور، سب

---

[1] اسعد بن زرارہ کی کنیت ہے۔

[2] یہ سارے واقعات سیرت ابن ہشام سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

سے بہتر رائے والے اور صاحب عقل ہیں "

سعد بن معاذ نے کہا۔" اگر ایسا ہے تو لوگو سنو! تمہارے مردوں اور عورتوں سے میرا بات کرنا اس وقت تک حرام ہے جب تک تم لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لے آؤ۔"

سعد بن معاذ کی اس پکار پر بنی عبدالاشہل کے سب لوگوں کیا مرد کیا عورت سب نے اسلام قبول کر لیا اور بنی اشہل کے احاطے میں شام تک کوئی بھی غیر مسلم نہ رہا۔ اس کے بعد مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ نے تبلیغ کا کام تیز کر دیا اور اسلام یثرب میں تیزی سے پھیلنے لگا اور لوگ گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تھے۔

○

سماک اپنی حویلی میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا اسے دیکھتے ہی ربطہ سامنے والے کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئی تھی اور پھر اس کے پیچھے پیچھے اس کمرے سے خویلہ بھی باہر آئی تھی۔ خویلہ کو دیکھ کر شفق رنگ سحر کی طرح مسکراتے ہوئے سماک نے پوچھا۔

" خویلہ! خویلہ! تم کب آئی ہو۔"

سماک کے اس استفسار پر خویلہ کے چہرے پر خوشیاں، تمناؤں کی تیز چاندنی قرب کے موسم اور شمع دعا کی طرح پھیل گئی تھیں۔ پھر اس نے زرفشاں کرنیں بکھیرتی اپنی آواز میں کہا۔" میں تو کافی دیر سے آئی ہوئی ہوں، آپ کہاں رہ گئے تھے۔"

سماک نے ایک بار غور سے باری باری خویلہ اور ربطہ کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔

" میں تو بنی عبدالاشہل کی طرف سے آ رہا ہوں۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اے میری دونوں ساتھیو! اگر تم برا نہ مانو، تو میں بھی تم دونوں سے ایک بات کہوں۔"

خویلہ نے بے خود اور مسرور سی آواز میں کہا۔

" ضرور کہیں۔ آپ کو ہم سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے اور یہ آپ نے کب سے تخمینہ لگانا شروع کر دیا ہے کہ میں اور ربطہ آپ سے ناراض بھی ہو سکتی ہیں۔"

Marfat.com

اس پر سماک نے فیصلہ کن انداز میں کہا "اگر ایسا ہے تو پھر دونوں بہنیں سنو! میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور اب میں نے آباؤ اجداد کے جاہلیت پر مبنی مذہب کو چھوڑ کر خدا کے اس سچے اور آخری دین کو قبول کر لیا ہے اور میں تم دونوں سے یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ تم دونوں اس اقدام پر میرے ساتھ اتفاق کرو گی"۔

سماک کے اس انکشاف پر خویلہ اور ربیطہ نے ایک بار رفیقانِ وفا کی طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں ان دونوں نے آپس میں کوئی فیصلہ کر لیا۔ پھر خویلہ بولی اور کہا۔

"ہم دونوں کی زندگی کے مفاہیم اور اسلوب کے نادر محاسن آپ سے نسبت کی بنا پر ہی ہیں۔ آپ کے ساتھ وابستگی ہی سے یہ فضائیں ہمارے لیے ساترانہ یہ زندگی کیف وحُسن سے سرشار اور بدن آبگینہ ہیں۔ لہذا میں اور ربیطہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے ساتھ ہم دونوں بھی اسلام قبول کرتی ہیں۔ لہذا آپ ہمیں بھی اس دین میں داخل کیجئے"۔

سماک نے ان دونوں کو پہلے وضو کرایا، انہیں پاک وصاف لباس پہنایا۔ پھر انہیں دائرہِ اسلام میں داخل کرایا۔ جب یہ ہو چکا تو خویلہ نے کہا "اب میں ہر روز اِدھر چکر لگا یا کروں گی۔ اس طرح آپ مجھے اور ربیطہ کو اسلام کی تبلیغ کیا کریں"۔ سماک نے بخوشی اس سے اتفاق کیا۔ پھر وہ تینوں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

o

یثرب کا رئیس عبداللہ بن ابی اپنی حویلی کے دیوان خانے میں اپنے بیٹے عبداللہ[۱] کے ساتھ بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ یثرب کے رئیس نبتل بن حارث ابوحبیبہ اور مربع بن قیظی اندر داخل ہوئے۔ ابوحبیبہ نے دیوان خانے میں داخل ہوتے

---

[۱] عبداللہ بن ابی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہی تھا۔

ہی عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے ابن عبداللہ! تم ذرا باہر چلے جاؤ۔ ہم تمہارے باپ کے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔" اس کے کہنے پر عبداللہ اُٹھ کر باہر نکل گیا۔ پھر ابو جبیبہ نے عبداللہ بن ابی کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے رفیق من! جنگِ خاطب میں اوس و خزرج کے سرداروں کے مارے جانے پر ہمیں اُمید ہو گئی تھی کہ ہم میں سے قبائل کے سردار منتخب کیے جائیں گے۔ لیکن تم جانتے ہو ایسا نہیں ہوا۔ بنو خزرج کا سردار سعد بن عبادہ کو اور بنو اوس کا سردار سعد بن معاذ کو بنا دیا گیا اور ہم سب مایوسی اور نا اُمیدی و حسرت کے عالم میں اس سارے معاملے کو دیکھتے ہی رہ گئے۔"

ابو جبیبہ ذرا رُک کر غصے اور انتقام کے عالم میں پھر کہہ رہا تھا۔" پر اے ابنِ ابی! ہم لوگ اپنی اس ناکامی کو خاموشی سے برداشت نہ کر جائیں گے بلکہ ہم تینوں نے مل کر ایک اور منصوبہ بنایا ہے۔ پر اس منصوبے پر کام کرنے سے پہلے ہم تمہارا مشورہ اور اجازت لینا چاہتے ہیں اور اے ابنِ ابی! جو منصوبہ ہم نے بنایا ہے وہ یہ ہے کہ سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ تو خزرج اور اوس کے سردار رہیں، لیکن اے ابن ابی! تمہیں یثرب کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ تاکہ نہ صرف اوس و خزرج بلکہ یہود بھی تمہارے ماتحت رہ کر کام کریں۔ اب بتاؤ ہمارا کیسا خیال ہے۔"

عبداللہ بن ابی نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے ابو جبیبہ! یہ تجویز تو بڑی عمدہ اور سودمند ہے پر یہ پایۂ تکمیل تک کیسے پہنچے گی اور کون اس کی ابتدا کرے گا۔"

ابو جبیبہ نے چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔" ہم اس کی ابتدا کریں گے اور ہم ہی اس کی تکمیل بھی کریں گے۔ سنو ابن ابی! ہم نے یہ لائحہ عمل تیار کیا ہے کہ تمہیں یثرب کا بادشاہ بنانے کے لیے خزرج اور ان کے سردار سعد بن عبادہ سے میں بات کروں گا، اوس اور ان کے سردار سعد بن معاذ سے نبتل بن حارث اور یہودیوں

Marfat.com

کے سرداروں سے مربع بن قیظی بات کرے گا۔"

اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا۔" اگر تم تینوں اس قدر لائحہ عمل تیار کر ہی چکے ہو تو پھر اس کی ابتدا کر دو۔ دیر کا ہے کی ؟"

ابو جبیہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔" بس ہم تمہاری رضامندی چاہتے تھے۔ اب ہم تینوں جاتے ہیں اور عنقریب ہم تمہارے پاس اچھی خبر لے کر آئیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی ابو جبیہ، نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی تینوں فساد برپا کرنے کرنے والے انسان اپنے ساتھی عبداللہ بن ابی کے ہاں سے اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

Marfat.com

مصعبؓ بن عمیر یثرب میں تبلیغ کرنے کے بعد واپس مکہ چلے گئے تھے۔ ان کی تبلیغ اور دوسرے مسلمانوں کی کوششوں اور سعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے سال مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت حج کے لیے روانہ ہوئی تو اس جماعت میں تہتر[1] مرد اور دو[2] عورتیں تھیں، یہ لوگ یثرب کے مشرک حاجیوں کے ساتھ ہی مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے اندر یہ لوگ راستے میں نماز بھی پڑھتے تھے۔ ایک دوسرے کو دینی مسائل کی تبلیغ بھی کرتے تھے اور ان تہتر مسلمانوں میں یثرب کے ایک سردار براء بن معرور بھی شامل تھے۔ باقی لوگ تو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن براء بن معرور کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔

بہرحال یہ کاروان مکہ پہنچا اور حضورؐ سے متعلق دریافت کیا۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی اس سے قبل حضورؐ سے ملا نہ تھا۔ لہذا کوئی بھی ان میں سے حضورؐ کو پہچانتا نہ

---

[1] ماخوذ از سیرت ابنِ ہشام جلد اول صفحہ ۴۹۰۔

[2] ان دو عورتوں کے نام ام عمارہ اور اسماء بنتِ عمرو تھے۔ اُم عمارہ کعب کی بیٹی تھی اور بنی مازن میں سے تھی جب کہ اسماء بنتِ عمرو کا تعلق بنی سلمہ سے تھا۔

(سیرت ابنِ ہشام)

Marfat.com

تھا۔ بنو خزرج کے سردار سعد بن عبادہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔

آخر مکہ کے ایک شخص سے انہوں نے حضورؐ سے متعلق دریافت کیا۔ اس شخص نے پوچھا۔ "کیا تم لوگ انہیں پہچانتے ہو"۔

انہوں نے جواب دیا۔ "نہیں"۔

اس شخص نے دوبارہ پوچھا۔ "کیا تم میں سے کوئی اُن کے چچا عباس کو جانتا اور پہچانتا ہے"۔

ایک مسلمان نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ہاں ہم میں سے اکثر لوگ اُنہیں جانتے ہیں کیونکہ وہ اکثر ایک تاجر کی حیثیت سے یثرب جاتے رہے ہیں۔ لہٰذا ہم انہیں پہچانتے ہیں"۔

اس شخص نے کہا۔ "پھر ایسا کرو کہ حرم کعبہ میں داخل ہو، وہاں عباس بن عبدالمطلب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ جو وہاں بیٹھے ہیں وہ وہی ہیں جن کی تم لوگوں کو تلاش ہے"۔

پھر یہ لوگ حرم کعبہ میں داخل ہوئے وہاں عباس بن عبدالمطلب کے پاس حضورؐ بھی تشریف فرما تھے۔ ان لوگوں نے انہیں سلام کیا اور وہاں بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے کے لیے براء بن معرور اور کعب بن مالک کو آگے رکھا۔

ان دونوں کی طرف حضورؐ نے غور سے دیکھا۔ پھر آپؐ نے اپنے چچا عباس کو مخاطب فرماتے ہوئے پوچھا "هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ (اے ابوالفضل! کیا تم ان دونوں کو جانتے ہو؟)

حضورؐ کے چچا عباس نے جواب میں کہا۔ "جی ہاں! میں ان دونوں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک یثرب کا ایک سردار براء بن معرور ہے اور دوسرا کعب بن مالک ہے"۔

اس پر حضورؐ نے دوبارہ پوچھا۔ "کیا وہ کعب بن مالک جو شاعر ہے؟"

عباس بن مطلب نے جواب دیا۔ "جی ہاں! وہی شاعر کعب بن مالک ہے"۔

Marfat.com

اس کے بعد براء بن معرور نے حضورؐ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے اللہ کے نبیؐ! میں اپنے اس قافلے کے ساتھ یثرب سے روانہ ہوا۔ الحمد اللہ! میں اور میرے یہ سارے ساتھی مسلمان ہیں پر راستے میں یہ لوگ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے اور میں کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کر نماز پڑھتا رہا۔ حالانکہ میرے ساتھیوں نے مجھے منع بھی کیا۔ پر میں نے ان کی طرف رجوع نہ کیا اور اپنی بات پر جما رہا۔ آپؐ میری اس حرکت پر کیا خیال فرماتے ہیں"۔

اس استفسار کے جواب میں حضورؐ نے ابن معرور کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا (تم ایک قبلے پر مامور تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا)

حضورؐ کی طرف سے یہ جواب ملنے کے بعد براء بن معرورؓ[1] بھی کعبۃ اللہ کے بجائے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے لگے تھے۔

آخر باہم گفتگو سے یہ طے پایا کہ حضورؐ ان لوگوں سے مقام عقبہ میں کب اور کس وقت ملیں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ حج ادا کرنے میں مصروف ہو گئے۔

حج سے فارغ ہونے کے بعد یہ لوگ عقبہ میں پہاڑ کی چڑھائی کے پاس اس جگہ جا خیمہ زن ہوئے جہاں ان کے ساتھ یثرب سے حج کے لیے آنے والے مشرکین پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔

جو رات حضورؐ سے ملنے کے لیے مقرر ہوئی تھی۔ اس رات یہ مسلمان اپنے پڑاؤ سے نکل کر ذرا فاصلے پر ایک دوراہے کے پاس جا جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے اس اجتماع کی خبر یثرب سے اپنے ساتھ آنے والے مشرکین کو نہ ہونے دی۔

جب ایک تہائی رات گزر گئی تو حضورؐ وہاں تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ گو آپؐ کے چچا نے اس وقت تک اسلام

---

[1] براء بن معرور کی حضورؐ کے ساتھ یہ ساری گفتگو سیرت ابن ہشام سے نقل کی گئی ہے۔

Marfat.com

قبول نہ کیا تھا اور وہ اپنی قوم کے قدیم دین ہی پر تھے لیکن انہیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں موجود رہنے اور ان کے بارے میں پختہ ضمانت لینے کی خواہش تھی۔

جب یثرب کے ان مسلمانوں نے حضورؐ کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"اے گروہ خزرج! محمدؐ کو جو حیثیت ہم میں حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو۔ ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان سے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں اب تک ان کی حفاظت کی ہے۔ یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ اگر تم لوگ سمجھتے ہو کہ جس جانب تم انہیں بلا رہے ہو وہاں تم لوگ ان کا حق پورا کرو گے۔ انہیں مخالفوں سے بچاؤ گے، تو جو ذمہ داری اپنی خوشی سے تم لوگ اپنے سر لیتے ہو لے لو۔ اگر تم لوگوں کا خیال ہو کہ انہیں یہاں سے لے جانے کے بعد انہیں مخالفوں کے حوالے کر کے ان کی مدد سے دست بردار ہو جاؤ گے تو پھر ابھی اس سے دستکش ہو جاؤ کہ یہ اپنے شہر اور اپنی قوم میں معزز و محفوظ ہیں"۔

حضورؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی یہ گفتگو سننے کے بعد ان لوگوں میں سے ایک نے کہا۔ "جو کچھ آپ نے کہا، وہ ہم نے سن لیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اب آپؐ گفتگو فرمایئے اور اپنی ذات اور اللہ سے متعلق جو اقرار آپؐ ہم سے لینا چاہتے ہیں لیجیے!"

حضورؐ نے گفتگو کا آغاز فرماتے ہوئے پہلے قرآنِ مقدس کی تلاوت کی پھر ان لوگوں کو اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔

"میں تم لوگوں سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم لوگ میری ان

۱؎ قدیم دور میں اوس و خزرج میں سے جسے بھی پکارا جاتا تھا اسے گروہِ خزرج کہہ کر ہی پکارا جاتا تھا۔ (ابنِ ہشام)

Marfat.com

چیزوں[1] سے حفاظت کروگے جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو"۔ اس پر براء بن معرور نے آگے بڑھ کر آپؐ کا دستِ مبارک تھام لیا اور کہا۔
"اس ذات کی قسم! جس نے سچائی کے ساتھ آپؐ کو نبی مبعوث کیا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ہم ضرور ان تمام چیزوں سے آپؐ کی حفاظت کریں گے جن سے اپنی عورتوں اور بچوں کی کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسولؐ! ہم سے بیعت لے لیجئے۔ واللہ! ہم سپاہی اور مسلح لوگ ہیں اور جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں سے میراث میں ملی ہے"۔

براء بن معرور کے خاموش ہونے پر ان لوگوں میں سے ابوالہیثم آگے بڑھا اور بولا۔ "اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں اور یثرب کے دوسرے لوگوں یعنی یہودیوں میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم یہ تعلقات ان سے قطع کر لیں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا اور خداوند نے اس کے بعد آپؐ کو غلبہ عطا فرمایا تو کہیں ایسا تو نہیں ہو جائے گا کہ آپؐ ہمیں چھوڑ کر دوبارہ اپنی اس قوم کی طرف لوٹ آئیں گے"۔

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ "ایسا نہیں[2] ہوگا۔ بلکہ میرے خون کا مطالبہ تمہارے خون کا مطالبہ ہوگا اور میرے خون کا معاف کرنا تمہارے خون کا معاف کیا جانا ہوگا۔ تم مجھ سے ہو جاؤگے اور میں تم سے۔ جس سے تم جنگ کروگے۔ اس کے خلاف میں بھی برسرپیکار ہوں گا اور جس سے تم صلح کروگے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا"۔

اس کے بعد سب لوگوں نے حضورؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ پھر آپؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ "میں تم لوگوں کو نقیب مقرر کرتا ہوں اور جب کبھی تم لوگوں کے اندر کسی معاملہ میں اختلاف ہو تو یہی لوگ تمہارا فیصلہ کرنے والے ہوں گے"۔ اس کے بعد بارہ سرداروں کا انتخاب کیا گیا اور انہیں نقیب مقرر کیا گیا۔ ان

---

[1] ماخوذ از ابن ہشام و تاریخ طبری

[2] سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام جلد اوّل صفحہ ۴۹۰

Marfat.com

میں سے نو بنوخزرج[1] سے اور تین بنواوس[2] سے تھے۔

اس کے بعد حضورؐ وہاں سے تشریف لے گئے تھے اور یثرب سے آنے والے مشرکین کو اس بیعت[3] کی خبر نہ ہونے پائی تھی۔

دوسرے روز صبح ہی صبح قریش کے کچھ سربرآوردہ اشخاص یثرب والوں کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور انہیں مخاطب کر کے کہا "اے گروہِ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے آدمی (حضورؐ) کے پاس اس لیے آئے ہو کہ اسے ہمارے درمیان سے نکال کر لے جاؤ اور ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ سنو! عرب کے اندر سارے قبائل میں سے تم لوگوں کے ساتھ ہمارا الجھنا ہمارے لیے زیادہ ناپسندیدہ ہے"۔

اس انکشاف پر یثرب کے مشرک اٹھ کھڑے ہوئے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور قسمیں کھانے میں حق بجانب بھی تھے۔ اس لیے کہ انہیں اس سارے معاملے کا علم ہی نہیں تھا۔ لہٰذا قریش کے وہ سرکردہ اصحاب واپس چلے گئے جب کہ یثرب کے سارے لوگ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

قریش کے لوگ منیٰ میں واپس جا کر پھر اس معاملے کی چھان بین میں لگ گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اہلِ یثرب اور حضورؐ کے درمیان ضرور کوئی بات ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ یثرب کے مسلمانوں کے تعاقب میں نکلے۔ وہ کسی اور کو تو نہ پا سکے تاہم اذاخر[4] کے مقام پر انہوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو جا لیا۔ ان دونوں میں سے منذر

---

[1]، [2] بنوخزرج سے یہ نو اشخاص۔ اسعد[1] بن زرارہ، رافع[2] بن مالک، عبادہ[3] بن صامت، سعد[4] بن ربیع، عبداللہ[5] بن رواحہ، براء[6] بن معرور، ابوجابر[7] عبداللہ، سعد[8] بن عبادہ، اور منذر[9] بن عمرو تھے۔ بنواوس میں اسید[1] بن حضیر، سعد[2] بن خیثمہ اور رفاعہ بن منذر تھے۔
(علامہ ابن خلدون)

[3] یہی بیعت عقبہ ثانی کہلاتی ہے

[4] مکہ سے قریب ایک مقام

Marfat.com

بن عمرو تو کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا لیکن سعد بن عبادہ کو قریش کے مشرکین نے پکڑ لیا۔ انہوں نے سواری کے تسمے سے سعد بن عبادہ کے ہاتھ گردن سے باندھ دیئے۔

وہ لوگ سعد بن عبادہ کو مارتے جاتے تھے اور ان کے سر کے بال پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے۔ اس لیے کہ سعد بن عبادہ کے سر پہ بہت بال تھے۔ اسی حالت میں وہ لوگ سعد بن عبادہ کو مکہ میں لائے۔

مکہ میں کچھ مزید لوگ سعد بن عبادہ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ سعد بن عبادہ نے دیکھا۔ ان لوگوں میں ایک شخص خوب پاک صاف، گورا، لمبا اور لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ سعد بن عبادہ نے دل میں گمان کیا اگر ان لوگوں میں سے کسی میں بھلائی کی اُمید ہو تو اس شخص میں ہو سکتی ہے۔ پر وہ شخص سعد بن عبادہ کے نزدیک آیا اور اُن کے منہ پر زور سے تھپڑ دے[1] مارا۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ نے خیال کیا۔ کہ ان میں سے کسی میں بھی بھلائی کی کوئی اُمید نہیں ہو سکتی۔

وہ لوگ اسی طرح سعد بن عبادہ کو کھینچتے پھر رہے تھے کہ ایک شخص[2] سعد بن عبادہ کے قریب آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا "تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا اسی طرح کا کوئی اور معاہدہ نہیں ہے"۔

اس پر سعد بن عبادہ فوراً بول پڑے اور کہا "کیوں نہیں، واللہ! میں قریش میں سے جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب کو جب وہ تجارت کی غرض سے یثرب جایا کرتے تھے تو میں انہیں پناہ دیتا رہا ہوں اور ہماری بستیوں میں جو لوگ ان پر مظالم کرنا چاہتے تھے میں ان دونوں کو ان سے بچاتا رہا ہوں۔ لہٰذا قریش کے ان دونوں اشخاص پر میرے احسانات ہیں۔

---

[1] سعد بن عبادہ کو تھپڑ مارنے والا یہ شخص سہیل بن عمرو تھا۔

[2] اور سعد بن عبادہ پر ترس کھانے والا یہ شخص ابو البختری بن ہشام تھا۔

Marfat.com

اس پر سعد بن عبادہ پر ترس کھانے والے اس شخص نے خوشی اور اطمینان میں سازداری کے ساتھ کہا۔ "ارے کم بخت! پھر تو ان دونوں شخصوں کا نام لے کر پکار اور تیرے اور اُن کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ تو بلند آواز میں اُنہیں یاد دلا"۔

سعد بن عبادہ نے فوراً ابوالبختری کی اس تجویز پر عمل کیا اور زور زور سے وہ جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب کو پکارتے ہوئے انہیں مدد کے لیے بلانے لگے۔

اس پکار کے بعد ابوالبختری بھاگا بھاگا جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب کی طرف گیا۔ وہ دونوں اس وقت حرم کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوالبختری نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے عزیزو! کیا تم بنو خزرج کے کسی شخص کو جانتے ہو وہ بے چارہ مقام بطح میں لوگوں کے ہاتھوں پٹ رہا ہے اور تم دونوں کے نام باری باری لے کر مدد کے لیے پکار رہا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان پناہ دہی کا معاہدہ ہے"۔

اِن دونوں نے فوراً ابوالبختری سے بے چینی میں پوچھا۔ "وہ شخص کون ہے؟"

اس استفسار پر ابوالبختری نے کہا۔ "بنو خزرج کے اس شخص کا نام سعد بن عبادہ ہے"۔ اس پر ان دونوں نے بڑی ہمدردی میں کہا۔ "واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی کے لوگوں کو ہم پر ظلم سے روکا کرتا تھا۔"

اس پر وہ دونوں اُٹھ کر اس جگہ آئے جہاں سعد بن عبادہ کو مارا پیٹا جا رہا تھا۔ ان دونوں نے سعد بن عبادہ کو رہائی دلائی اور اس کے بعد سعد بن عبادہ یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

ؔ سعد بن عبادہ اور ابوالبختری کے ان واقعات کو علامہ ابنِ ہشام نے سیرت النبیؐ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ ابن سعد، علامہ جریر طبری اور علامہ ابن خلدون نے بھی ان حالات و واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

ایک روز ابوجبیبہ، نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی تینوں ایک ساتھ عبداللہ بن ابی کے ہاں داخل ہوئے ۔ وہ اس وقت اپنے کچھ جاننے والوں سے باتیں کر رہا تھا ۔ ان تینوں کو دیکھ کر اس نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے قریب بٹھایا ۔

نبتل بن حارث نے بے پناہ خوشی کے اظہار میں بغیر کسی تمہید کے کہا ۔" اے ابن ابی ! ہم لوگ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں ۔ اس لیے کہ ہم نہ صرف اوس وخزرج کے سردار سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ تمہیں یثرب کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے بلکہ ہم دوسرے ذیلی قبائل کے سرداروں کے علاوہ یہودیوں کے سرداروں اور رؤسا کو بھی اس پر آمادہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں ۔ اوس وخزرج کے لوگ بھی اس فیصلے پر خوش ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ اگر تمہیں یثرب کا بادشاہ بنا دیا گیا تو پھر آئندہ کے لیے اوس وخزرج کے درمیان جنگیں نہ ہوں گی اور لوگ یثرب اور اس کے نواح میں پُرامن اور پُرسکون زندگی بسر کر سکیں گے "۔

نبتل بن حارث کے خاموش ہونے پر ابوجبیبہ بولا اور کہا ۔" اے ابن ابی ! ابھی ہم یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کی طرف سے آ رہے ہیں ۔ ہم نے ان کے ایک زرگر سے مل کر تمہارے لیے سونے کا ایک خوب صورت اور قیمتی تاج بنانے کے لیے بھی کہہ دیا ہے ۔ تاکہ جس روز یثرب کا تمہیں بادشاہ بنایا جائے اس روز تمہاری باقاعدہ تاجپوشی کی جائے اور مجھے امید ہے کہ یہ زرگر جلد ہی سونے کا یہ قیمتی تاج تیار کر دے گا اور اس کے لیے اس زرگر کو ہم لوگ کچھ رقم بھی ادا کر آئے ہیں "۔

نبتل بن حارث اور ابوجبیبہ سے یہ خبریں سن کر عبداللہ بن ابی خوش ہوا ۔ پھر اس نے کسی قدر بے چینی اور بے تابی کی سی کیفیت میں پوچھا ۔" اے میرے عزیزو ! تمہارے اندازے کے مطابق آخر کب تک اس کام کی تکمیل کر لی جائے گی "۔

اس استفسار پر ابوجبیبہ نے کہا ۔" اے ابن ابی ! تم جانتے ہو کہ بنو خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کے علاوہ کئی دوسرے سردار اور عام لوگ بھی حج کے لیے مکہ گئے ہوئے ہیں ۔ کیوں کہ حج کے لیے جانے والوں کی تعداد اس بار خاصی ہے ۔ ان لوگوں کی واپسی کے

Marfat.com

بعد ہی اس کام کو حتمی شکل دے کر تمہارے بادشاہ ہونے کا اعلان کر کے تمہاری تاج پوشی بھی کر دی جائے گی"۔

ابوجبیہ کے اس جواب پر عبداللہ بن ابی مطمئن ہو گیا تھا۔

آخر میں مربع بن قیظی نے عبداللہ بن ابی کو مخاطب کر کے کہا۔"اے ابن ابی! یثرب کا بادشاہ بننے کے بعد اپنے ہم جیسے رفقاء کے حقوق اور تعلقات کو فراموش نہ کر جانا۔ اس لیے کہ تمہارے بادشاہ بننے کے بعد آخر ہم بھی تو تم سے کچھ توقعات وابستہ رکھیں گے"۔

اس پر عبداللہ بن ابی نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے ایک کم تر اور غیر ذمہ دار شخص کی طرح مربع بن قیظی کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔"اے ابن قیظی! میرے بادشاہ بننے کے بعد سارے اختیارات تو تم جیسے رفقاء کے ہاتھوں میں ہی ہوں گے"۔

عبداللہ بن ابی کے اس جواب پر وہ تینوں دوست خوشی میں مسکرا دیئے تھے۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

○

خولیہ اور ابی حقیق دونوں باپ بیٹی اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ابی حقیق کا بیٹا اور خولیہ کا بھائی سلام بن ابی حقیق دیوان خانے میں داخل ہوا اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بچے بھی تھے۔ دیوان خانے میں داخل ہوتے ہوئے سلام بن ابی حقیق کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر تلخ حقیقتوں کے گہرے زخم، خون کی تمازت اور جلتے صحرا جیسی کیفیت تھی۔ جب کہ اس کی آنکھوں میں کرب کے لمحات اور شرر آلودی تھی۔

اس کی حالت دیکھتے ہوئے ابی حقیق اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فکرمندی میں اس نے پوچھا۔"اے میرے بیٹے! یہ تیری حالت کیا ہو رہی ہے۔ تو خیبر سے یہاں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ خیریت سے تو آیا ہے"۔

Marfat.com

سلام غصے کی حالت میں خویلہ کے قریب بیٹھ گیا اور غضب کی حالت میں اس نے کہا ۔" اے میرے باپ ! میں آپ پر پہلا انکشاف تو یہ کروں کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ مستقل طور پر خیبر سے یثرب میں منتقل ہو گیا ہوں ۔ باہر دو اونٹوں پر میرا سامان لدا ہے جسے میرے غلام اُتار کر حویلی میں رکھ رہے ہیں ۔ اور میں خیبر میں اپنا کاروبار اور اپنی حویلی اپنے ایک رفیق سدی بن عسل کی نگرانی میں دے آیا ہوں ۔ میں آپ پر دوسرا انکشاف یہ کروں کہ آپ نے میری عدم موجودگی میں ربیطہ کی شادی سماک بن خرشہ سے کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے ۔ میں آپ پر تیسرا انکشاف یہ کرتا ہوں کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا وہ ہمارے اوّلین اور خونی دشمنوں میں سے ایک ہے میرا آپ پر چوتھا انکشاف یہ ہے کہ اب جب کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اس کے ساتھ میری بہن خویلہ کی شادی کسی بھی صورت میں نہیں ہو سکتی ۔ اب خویلہ کی شادی وہاں ہو گی جہاں میں چاہوں گا ۔"

اور اے میرے باپ ! میرا پانچواں انکشاف آپ کے لیے یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت سماک بن خرشہ کی طرف جاؤں گا اور اس سے ربیطہ کی طلاق حاصل کرنے کی کوشش کروں گا ۔ اس کے بعد ربیطہ کی شادی بھی میری مرضی اور خواہش کے مطابق ہو گی ۔"

ابی حقیق چند ثانیوں شفقت اور تعجب ملے جلے جذبات سے اپنے بیٹے سلام کی طرف دیکھتا رہا ۔ پھر بولا ۔" اے میرے بیٹے ! میں نے خویلہ اور ربیطہ کی مرضی اور رضامندی ہی سے دونوں کو سماک بن خرشہ سے منسوب کیا تھا ۔ ربیطہ کی شادی تمہاری غیر موجودگی میں اس لیے کر دی گئی کہ تم اس میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرو گے ۔ اس طرح مجھے خدشہ تھا کہ حالات دِگرگوں ہو جائیں گے ۔ لہٰذا میں نے تمہیں اطلاع کیے بغیر ربیطہ کی شادی کر دی ۔ ہاں میرے لیے یہ انکشاف ضرور نیا ہے کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے ۔ اگر یہ درست ہے تو پھر سنو ! میں نہ صرف سماک بن خرشہ کو اپنی نگاہوں سے گرا دوں گا بلکہ اب اپنی بیٹی خویلہ کی شادی بھی اس سے نہ ہونے دوں گا ۔

ابی حقیق کے اس فیصلے پر سلام خوش ہو گیا ۔ پھر وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا

Marfat.com

"میں اب سماک کی طرف جاتا ہوں اور اس سے ربطہ کی طلاق حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی سلام اُٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔ ابی حقیق اپنی جگہ پر گم صم خاموش بیٹھا رہا اور اسے روک نہ سکا تھا۔ جب کہ خویلہ بے چاری کی حالت لفظوں سے بچھڑے معانی، گریہ نیم شبی اور دریا کی اس روانی جیسی ہو گئی تھی جیسے کسی ہولناک صحرا نے اچانک اور فوراً نگلنا شروع کر دیا ہو۔ وہ بے چاری سر جھکائے اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی تھی۔ اس دوران سلام بن ابی حقیق کی بیوی اُٹھی اور ابی حقیق سے اس نے کہا۔

"میں ذرا غلاموں سے اپنا سامان درست کر کے لگواتی ہوں" اور ابی حقیق کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ دیوان خانے سے اُٹھ کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی تھی۔

خویلہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھی بڑے غور اور انہماک سے اپنے باپ کی طرف دیکھتی رہی۔ جب کہ خود ابی حقیق بھی اپنی جگہ پر سر جھکائے یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کی ذات کو گھن لگ گیا ہو۔ اس موقع پر خویلہ نے کچھ ہمت اور جرأت مجتمع کی اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے باپ! میں سمجھتی ہوں کہ سماک کا اسلام قبول کرنا آپ کو بُرا اور ناگوار گزرا ہے۔ میں اس لیے سماک کی طرف معذرت خواہ ہوں، پر اے میرے باپ! اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام ایک سچا، فطری اور منزل من اللہ دین ہے تو کیا آپ سماک سے اپنی محبت اور شفقت کو بحال کر کے مجھے اس سے شادی کرنے کی اجازت دے دیں گے"۔

ابی حقیق نے غور سے خویلہ کی طرف اور پوچھا۔ "اے میری بیٹی! یہ کیسے اور کون ثابت کرے گا کہ اسلام ایک سچا اور فطری دین ہے اور یہ کہ سماک نے ایسا کر کے سچائی اور حقیقت اختیار کی ہے"۔

خویلہ نے ایک بھرپور عزم میں کہا۔ "اے میرے باپ! اسلام کا سچا ہونا یا نہ ہونا

Marfat.com

میں ثابت کر دوں گی پر اس کے لیے آپ کو میرے ساتھ دُور دراز کے سفر کر کے ان لوگوں کے پاس جانا ہوگا جو اسلام اور مسلمانوں کے رسول محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق سچی باتیں اور پیش گوئیاں بتا سکیں"۔

خولیہ کی اس گفتگو سے ابی حقیق کی آنکھوں میں ایک مانوس سی چمک پیدا ہوگئی تھی۔ پھر اس نے کسی قدر پُرسکون انداز میں کہا۔" اے میری بیٹی! اگر تو یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئی کہ مسلمانوں کا دین اور رسولؐ دونوں سچے ہیں تو پھر سن رکھو، میں نہ صرف تمہیں سماک بن خرشہ کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دے دوں گا بلکہ میں خود بھی اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ اب مجھے ایک بات بتاؤ بیٹی! کیا تمہیں اور ربطہ کو علم تھا کہ سماک مسلمان ہو چکا ہے"۔

اس سوال پر خولیہ بے چاری کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر اس نے مدھم آواز میں کہا "اے میرے باپ! میں آپ سے جھوٹ نہ بولوں گی مجھے اور ربطہ کو علم تھا کہ سماک اسلام قبول کر کے مسلمان ہو چکے ہیں"۔

ابی حقیق نے پھر غور سے خولیہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔" پھر تمہاری اور ربطہ کی کیا کیفیت ہے؟"

خولیہ نے مدھم لرزتی آواز میں کہا۔ میں اور ربطہ بھی اسلام قبول کر چکی ہیں، ابی حقیق نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔" اے میری بیٹی! اگر تم نے ثابت کر دیا کہ اسلام ایک سچا دین ہے تو میں تمہاری شادی سماک سے کر کے اسلام قبول کر لوں گا اور اگر تم ایسا نہ کر سکی تو تمہیں اپنے دین میں واپس آنا ہوگا"۔

خولیہ نے بھی فیصلہ کن انداز میں کہا۔ مجھے منظور ہے"۔

اس پر ابی حقیق نے کہا۔" اب اٹھو شام ہونے والی ہے کھانے کا انتظام کریں"۔

خولیہ مطمئن سی ہو کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ دونوں باپ بیٹی دیوان خانے سے نکل کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

Marfat.com

سلام بن حقیق بڑی تیزی سے سماک بن خرشہ کی حویلی آیا اور دروازے پر اس نے زوردار اور غصیلی دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد سماک نے دروازہ کھولا۔ صرف ایک ساعت تک اس نے حیرت و تعجب سے سلام بن حقیق کو وہاں کھڑے دیکھا۔ پھر کہا "اے ابن حقیق! تم یہاں؟ پر تم باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہو۔ آؤ دیوان خانے میں بیٹھو۔"

سماک نے دیوان خانے کا دروازہ کھولا اور سلام چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا اور جب سماک وہاں سے باہر نکلنے لگا تو سلام نے اسے مخاطب کر کے کہا "اے ابودجانہ! میں اپنی بہن ربطہ سے ملنے آیا ہوں۔ کیا اس دیوان خانے میں اس سے میں علیحدگی میں بات نہیں کر سکتا؟"

سماک نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "کیوں نہیں، تم ایسا کر سکتے ہو، وہ تمہاری بہن ہے" اس کے ساتھ ہی سماک نے زور زور سے پکارنا شروع کیا۔

"ربطہ! ربطہ! بھاگ کر ادھر آؤ، دیکھو کون آیا ہے"۔

ربطہ بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور سماک کے لیے اپنے ننگے ہونٹوں کے اُفق پر دلفریب مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے پوچھا "کون آیا ہے؟"

سماک نے کہا "ذرا دیوان خانے میں تو دیکھو"۔

آگے بڑھ کر ربطہ نے دیوان خانے میں جب سلام بن ابی حقیق کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر سماک نے بولتے ہوئے کہا "ربطہ! ربطہ! سلام بن ابی حقیق علیحدگی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس کے پاس دیوان خانے میں بیٹھو اور سنو یہ کیا کہنا چاہتا ہے"۔

ربطہ نے ایک بار عجیب طرح سے سماک کی طرف دیکھا پھر اس نے دیوان خانے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا "اے میرے بھائی! تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو"۔

سلام بن ابی حقیق نے اسے اشارے سے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔ جب ربطہ اس کے سامنے وہاں بیٹھ گئی تب سلام بن ابی حقیق بولا اور کہا "اے ربطہ! میری بہن! میں تمہاری شادی میں شریک نہ تھا اور مجھے اس کی اطلاع بھی نہ دی گئی تھی۔ دوسرے

Marfat.com

الفاظ میں تم یہ سمجھ لو کہ تمہاری شادی میری مرضی کے خلاف ہوئی ہے۔ معاملہ یہیں تک رہتا تو میں برداشت کر جاتا لیکن اب مجھے خبر ملی ہے کہ سماک بن خرشہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ لہٰذا مجھے یہاں آنا پڑا۔ بلکہ اب میں مستقل طور پر خیبر سے یثرب آ گیا ہوں اور میں نے عزم کر رکھا ہے کہ اس نئے دین کے خلاف سرگرمی سے کام کروں گا۔"

"اے ربیطہ! اس کام کے پہلے مرحلے میں تم سے میں یہ کہنے آیا ہوں کہ تم اپنے شوہر سماک بن خرشہ سے طلاق لے لو۔"

ان الفاظ پر ربیطہ کی حالت فراق کے دُکھ، مجنونانہ جستجو اور تذلیل و بے چارگی جیسی ہو کر رہ گئی تھی، پھر وہ بولی، پر اس بار اس کی آواز میں غصّہ اور خفگی عیاں تھی اور اس نے سلام سے پوچھا "میں آخر اپنے شوہر سے طلاق کیوں اور کس وجہ کی بنا پر لوں؟"

سلام نے بڑی بے باکی سے کہا "اس لیے کہ تم یہودی ہو اور سماک ایک نئے دین کا پیروکار اور ایک یہودی لڑکی کی شادی اس نئے دین کے پیروکار سے نہیں رہنی چاہیئے۔"

ربیطہ نے اس بار بڑی پُرسکون حالت میں کہا "اگر میں یہ کہوں کہ میں نے بھی اس نئے دین کو قبول کر لیا ہے اور سماک کی طرح میں بھی اب اسی دین کی پیروکار ہوں تو پھر تمہارے کیا خیالات ہوں گے۔"

سلام نے غصّے اور خفگی میں کہا "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

ربیطہ نے بھی اس بار غصے اور خفگی میں کہا "اے ابن ابی حقیق! ایسا ہو چکا ہے الحمدللہ! میں اب اپنے شوہر کی طرح مسلمان ہوں۔ میں تمہاری آج کی گفتگو کو تو برداشت کر گئی ہوں لیکن آئندہ اگر تم نے کبھی مجھے میرے شوہر سے طلاق لینے کا مشورہ دیا تو میں تمہیں اپنے گھر سے یوں دھتکار کر نکالوں گی جیسے کبھی کتّے کو نکالا جاتا ہے۔ آج کے بعد میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق، کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اے

Marfat.com

ابن ابی حقیق! تم یہودی اور میں مسلمان لہٰذا اب ہمارے ضابطے، ہماری حرمتیں، ہمارے آدرش، ہمارے فلسفے، ہمارے دین اور ہمارے لائحہ عمل کی صورتیں مختلف اور جدا ہیں۔"

سلام نے بھی غصے کی حالت میں کہا" اے ریطہ! اگر ایسا ہے تو تم میرے ہاتھوں نقصان اُٹھاؤ گی۔ تمہیں میری بات ماننا ہو گی۔"

ریطہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اسی لمحہ سماک دروازے پر نمودار ہوا اور اپنی تلوار بے نیام کر کے فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

اے ابن ابی حقیق! میں ریطہ کے ساتھ تمہاری گفتگو سن چکا ہوں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ریطہ کو نقصان پہنچاؤ گے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ تم جانو ریطہ میری بیوی ہے اور جو کوئی بھی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا واللہ میں یثرب میں سر بازار اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

" اے ابن ابی حقیق! تم کسی غلط فہمی اور دھوکے میں نہ پھنسے رہنا۔ میں سماک بن خرشہ ہوں۔ میں راستوں کی ناہمواریوں کی پرواہ کیے بغیر ریت، لو، چلچلاتی دھوپ، اور رقص کرتے آگ کے شعلوں کی طرح اپنے دشمن کا تعاقب کرتا ہوں۔ میں جابر کے ظلم، اور ظلم کی مطلق العنانی سے نمٹنا خوب جانتا ہوں۔ کسی غلط فہمی اور فریب میں نہ پڑے رہنا اگر تو نے میرے یا میرے اہلِ خانہ کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو پھر سن رکھو میں موت بدست ہو کر اس دریا کی طرح تیرا تعاقب کروں گا جو اپنے راستے میں آنے والے سنگریزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

اے ابن ابی حقیق! ریطہ سے میری شادی ریطہ کی رضامندی اور خوشنودی سے ہوئی ہے اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وہ ریطہ کو مجھ سے زبردستی چھین لے گا یا طلاق دلوا لے گا تو وہ احمق اور مجنون ہے۔"

سماک جب خاموش ہوا تو ریطہ نے انتہائی غصے میں سلام بن ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا۔" یہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ اور آئندہ کبھی اِدھر کا رُخ کرنے کی

Marfat.com

کوشش نہ کرنا۔ مَیں مسلمان ہوں تم یہودی لہٰذا میرا تمہارا کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں ہے"۔
سلام بن ابی حقیق خاموشی اور مایوسی سے اُٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

O

بیعت عقبہ ثانیہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی، اور اپنی حفاظت اور اسلام کی حفاظت کے لیے خونریزی آپ کے لیے حلال نہ کی گئی تھی صرف خداوند کی طرف دعوت دینے، تکالیف پر صبر کرنے اور جاہلوں سے رُوگردانی کرنے کا حکم تھا۔

قریش اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم و تشدد کر رہے تھے۔ انہیں صبر آزما مصیبتیں پہنچاتے تھے جن کی بنا پر کچھ ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں کی طرف بھاگ گئے اور کچھ ان کے اندر رہ کر ہی تکالیف برداشت کر رہے تھے۔ ایسے میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد خداوند کی طرف سے اِذنِ قتال دے دیا گیا۔ یعنی جنگ مسلمانوں کے لیے اس وجہ سے حلال کر دی گئی کہ اُن پر ظلم کیا گیا تھا۔

اس جہاد کے ساتھ ساتھ حضورؐ نے مسلمانوں کو یثرب کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ جس کے جواب میں مسلمانوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کرنے لگی تھیں۔ جب کہ حضورؐ خود بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

اس ہجرت کے موقع پر کفارِ مکہ کی طرف سے ان کے مظالم اور مسلمانوں کی طرف سے ان کے صبر کے عبرت خیز واقعات دیکھنے میں آنے لگے تھے۔

صہیبؓ مکہ کے صاحب ثروت لوگوں میں سے تھے جب یہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو کفار کے لوگ ان کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہا "تم ہمارے پاس بھک منگوں کی سی حالت میں آئے تھے۔ ہمارے پاس رہ کر مالدار بنے اور اس حالت میں پہنچے جس میں تم اب ہو۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ مکہ سے یثرب روانہ ہو جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو ہرگز نہ ہو سکے گا۔"

Marfat.com

اس پر صہیبؓ نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اگر میں سارا مال تم لوگوں کو دے دوں تو میری راہ میں حائل تو نہ ہوگے "۔

مشرکین مکہ نے کہا " ہاں یہ ممکن ہے "۔

پس صہیبؓ نے کہا۔ " میں نے اپنا سارا مال تم لوگوں کو دیا" اور اس کے بعد صہیبؓ یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

حضورؐ کو جب صہیبؓ کے اس ایثار و قربانی کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا۔

" رَبِحَ صُهَيْبٌ رَبِحَ صُهَيْبٌ " (صہیب فائدے میں رہے، صہیب فائدے میں رہے)

مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کا ایک اور واقعہ اس سے بھی زیادہ عبرت خیز اور درس آمیز ہے۔ ابو سلمہؓ[1] بن عبدالاسد کا تعلق مکہ کے بنی مخزوم سے تھا۔ جب یہ یثرب کی طرف ہجرت کرنے لگے تو اپنی بیوی اُم سلمہ کو انہوں نے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو اپنی اہلیہ کی گود میں رکھا اور پھر خود اونٹ کی مہار پکڑ کر وہ مکہ سے روانہ ہونے ہی لگے تھے کہ ان کے قبیلے بنی مخزوم نے ان کی راہ روک لی۔ اور کہنے لگے " تمہیں اپنی ذات پر تو اختیار ہے جو چاہو فیصلہ کرو اور جو دین تم چاہو اختیار کرو لیکن تمہاری بیوی اور تمہارے بچے کو ہم تمہارے ساتھ نہ جانے دیں گے " اور آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ اور بچے کو زبردستی اُتار کر اپنے ہاں لے گئے۔

اتنے میں ابو سلمہ کے والد عبدالاسد کے خاندان والوں نے یلغار کر دی اور کہنے لگے کہ ابو سلمہ کے بیٹے کو اس کی ماں کے پاس کیوں رہنے دیں گے جب کہ وہ ہماری نسل سے ہے۔ لہٰذا وہ بچے کو چھین کر اپنے ہاں لے گئے۔ اسی کش مکش میں بچے کے ہاتھ کا جوڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔

اب صورتِ حال یہ ہوئی کہ اُم سلمہ کو ان کے خاندان والوں نے اپنے پاس رکھ لیا لیا۔ ان کے بیٹے کو اس کے دادا کے خاندان والے لے گئے جب کہ خود ابو سلمہ بیچارے

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام

Marfat.com

یثرب کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

اُم سلمہ کی حالت عجیب ہو گئی، وہ ہر روز اپنے گھر سے نکلتی اور صبح سے شام تک ایک وادی میں بیٹھ کر روتی رہتی۔ اس طرح کوئی ایک سال کے لگ بھگ ایسی ہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ ایک روز اُم سلمہ کا ایک چچازاد بھائی وہاں سے گزرا اسے اُم سلمہ کی حالت پر رحم آیا اور اس نے جا کر بنی مخزوم کو مخاطب کر کے کہا۔ "کیا تم لوگ اس مسکین عورت کی حالت سے متاثر نہیں ہوتے کہ تم نے اس کے شوہر، اس کے بیٹے، اور خود اس کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔"

اس کے بعد اُن لوگوں کے دل کچھ نرم ہوئے اور انھوں نے اُم سلمہ کو یثرب جانے کی اجازت دے دی، جب کہ ان کا بچہ بھی ان کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح ایک سال کی اذیت اور کرب کے بعد اُم سلمہ اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر ابو سلمہ سے جا ملیں۔

مکہ سے تقریباً سبھی مسلمان ہجرت کر کے یثرب کی طرف چلے گئے تھے۔ حضورؐ کے پاس مکہ میں اب صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ رہ گئے تھے۔ ان حالات میں جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی حضورؐ سے ہجرت کر جانے کی اجازت طلب کی تو جواب میں حضورؐ نے فرمایا۔

"لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْعَلُ لَکَ صَاحِبًا" (جلدی نہ کرو، شاید اللہ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے)

حضورؐ کے ان الفاظ سے حضرت ابو بکرؓ کو اُمید ہو گئی تھی کہ اُنہیں حضورؐ کے ساتھ ہی ہجرت کرنا ہو گی لہٰذا وہ خاموش ہو رہے۔ جب کہ حضورؐ خود بھی ہجرت کے خود بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔

ان کے علاوہ مکہ میں صرف وہ مسلمان رہ گئے تھے جو ہجرت کرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے تھے اور مکہ میں صبر آزما تکالیف میں مبتلا کر دیئے گئے تھے لہٰذا اس لیے کہ مکہ کے کفار اپنے ان رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا کرتے تھے جو مسلمان ہونے کے بعد یثرب کی طرف ہجرت کی کوشش کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ابوجہل کے ساتھ بھی پیش آیا۔

Marfat.com

ہُوا یوں کہ ابو جہل کا چچازاد بھائی عیاشؓ بن ربیعہ ہجرت کر کے یثرب کی طرف چلا گیا تھا۔ ابو جہل کو اس کا بڑا قلق اور رنج تھا کہ عیاشؓ اس سے بچ کر ہجرت کر جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لہذا اس نے عیاشؓ کو مکہ واپس لانے کا عہد کر لیا تھا۔ اس مقصد کے لیے ابو جہل نے اپنے بھائی حارث کو ساتھ لیا اور یثرب کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ کسی بھی حیلے بہانے سے عیاشؓ کو واپس مکہ لایا جائے۔

ابو جہل اور حارث دونوں یثرب پہنچے اپنے چچا زاد بھائی عیاشؓ سے ملے اور اس کے لیے بڑی ہمدردی اور شفقت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہیں دیکھ نہ لے سر میں کنگھی نہ کرے گی اور دھوپ سے سائے میں نہ جائے گی"۔

یہ خبر سُن کر عیاشؓ کو اپنی والدہ پر رحم آیا اور ابو جہل کے ساتھ مکہ جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ ان کی ماں انہیں دیکھ کر اپنی قسم توڑے اور اپنے آپ کو اذیت میں نہ ڈالے۔

اس صورتِ حال میں جب حضرت عمر فاروقؓ کو عیاشؓ کے مکہ واپس جانے کے ارادے کی خبر ہوئی تو وہ عیاشؓ کے پاس آئے اور اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "اے عیاشؓ! واللہ! یہ لوگ تمہیں تمہارے دین سے سرگرداں کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! تمہاری ماں کو جب جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور مکہ کی دھوپ جب اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہوگی تو وہ ضرور سائے میں چلی جائے گی"۔ یہ عیاشؓ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا کچھ مال مکہ میں رہتا ہے اسے بھی لیتا آؤں گا اور اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر آؤں گا"۔

عمر فاروقؓ نے پھر اسے ایک نئی پیش کش کرتے ہوئے کہا۔ "جس قدر مال میرے پاس ہے اس کا آدھا میں تمہیں دیتا ہوں پر تم ابو جہل اور حارث کے ساتھ مکہ نہ جاؤ"۔

جب عیاشؓ نہ مانا اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے عیاشؓ کو اپنی اونٹنی دی اور نصیحت کی کہ یہ اونٹنی نہ صرف یہ کہ تیز رفتار ہے بلکہ یہ منتخب

Marfat.com

اور مرضی کے مطابق چلنے والی ہے ۔ اس کی پیٹھ سے نہ اُترنا اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ یہ دونوں تمہیں دھوکہ دے رہے ہیں تو اس اونٹنی کی مدد سے بچ نکلنا۔

اس کے بعد عیاش اس اونٹنی پر ابوجہل اور حارث کے ساتھ ہو لیے۔ راستے میں ابوجہل نے عیاش کو بہانے سے رکوا کر اونٹ بٹھوائے اور ابوجہل اور حارث دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا۔ دونوں نے مل کر اسے رسیوں میں جکڑ لیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب یہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے تو ابوجہل نے کفارانِ مکہ کو مخاطب کر کے کہا ” اے مکہ کے لوگو! اپنے بے ہودہ لوگوں سے اس طرح سلوک کیا کرو جس طرح ہم دونوں نے اپنے اس بے ہودہ عزیز عیاش کے ساتھ کیا ہے “۔

O

سماک اور ربیطہ شام کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ ابی حقیق کا غلام ملبس بڑی تیزی سے گھر میں داخل ہوا۔ وہ دونوں کے قریب آیا اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا ” اے ابودجانہ! میں تمہارے لیے ایک بہت بُری خبر لے کر آیا ہوں۔ سنو ابودجانہ! سلام بن ابی حقیق چاہتا تھا کہ ربیطہ کو تم سے چھین اور اسے تم سے طلاق دِلوا کر اپنی مرضی سے اس کی کہیں شادی کرا دے لیکن اس میں چونکہ اُسے ناکامی ہوئی ہے۔ لہذا وہ انتقام پر اُتر آیا ہے اور اپنی مطلب برآوری کے لیے اس نے ایک دوسرا طریقہ اپنایا ہے “۔

” ربیطہ کو حاصل کرنے کے لیے اے ابودجانہ! سلام بن ابی حقیق نے خیبر سے دو یہودیوں کو بلایا ہے تاکہ وہ رات کے وقت تمہارے گھر پر شب خون ماریں اور ربیطہ کو اُٹھا کر خیبر لے جائیں اور یہ دونوں یہودی جو خیبر سے منگوائے گئے ہیں۔ یہ تلوار کے فن میں آگ اور آہن کا ایک طوفان ہیں۔ سلام بن ابی حقیق کا کہنا ہے کہ کوئی ظلم کوئی جبر اور کوئی طاقت ان دونوں کو ان کے ارادوں سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یا یوں سمجھ لو کہ یہ دونوں خیبر کے بہترین تیغ زن ہیں اور اس وقت وہ دونوں باب شامی اور جبل سلع

Marfat.com

کے درمیان پڑنے والی چٹانوں کے پیچھے چھپے بیٹھے ہیں ۔ ان دونوں کے گھوڑے بھی وہاں ان کے ساتھ ہیں ۔ میں ان دونوں کو وہاں دیکھ کر بھی آیا ہوں ۔

کیونکہ سلام بن ابی حقیق ان دونوں کے لیے شام کا کھانا وہاں لے کر گیا تھا ۔ اس پر خویلہ کو کچھ شک گزرا تھا ۔ لہٰذا اس نے مجھے اپنے بھائی کے تعاقب میں لگا دیا ۔ سو میں اس کے تعاقب میں گیا اور وہاں میں نے ان تینوں کی ساری گفتگو سن لی اور پھر واپس آ کر خویلہ کو یہ ساری باتیں بتائیں ۔ اب خویلہ ہی کے کہنے پر میں چھپ کر ادھر آیا ہوں ۔ تاکہ آپ کو اس خطرے سے آگاہ کروں ۔

میں اب جاتا ہوں کہیں میرے اس طرح حویلی سے باہر رہنے پر سلام بن ابی حقیق کو کوئی شک نہ ہو جائے ۔ بہرحال آپ چوکس رہنا ۔ وہ دونوں رات کے کسی بھی حصے میں آپ دونوں پر شب خون مار سکتے ہیں ۔ سلام بن ابی حقیق کھل کر آپ پر حملہ آور بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ اب اوس و خزرج کی ایک بھاری جمعیت کے علاوہ دونوں قبائل بھی اسلام قبول کر چکے ہیں اس لیے سلام ڈرتا ہے کہ اگر وہ کھل کر اور اعلانیہ آپ کے خلاف حرکت میں آیا تو اوس و خزرج اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے ۔ اور اوس و خزرج کی دشمنی کو آواز دینا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے اسی بنا پر سلام نے خیبر کے دو یہودیوں کی مدد سے آپ پر شب خون مار کر اپنا کام نکلوانے کی کوشش کی ہے ۔

ملیس مڑ کر جانے ہی لگا تھا کہ سماک نے اسے روکتے ہوئے کہا ۔" ملیس ! ملیس ! رکو میری بات سنو ! جانے سے قبل مجھے یہ بتاتے جاؤ کہ خیبر سے آنے والے دونوں یہودی اس وقت کہاں گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں"۔

ملیس فوراً بولا اور کہا ۔" باب شامی سے نکلنے کے بعد جب آگے بڑھیں تو جہاں سے کوہستان سلع شروع ہوتا ہے وہاں پہلی ہی چٹانوں کے پاس ان دونوں کے گھوڑے بندھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں خود بھی اپنے گھوڑوں کے پاس ہی ہیں"۔

سماک نے ایک عزم میں کہا ۔" اے ملیس ! اب تم جاؤ ۔ ان دونوں یہودیوں کو ہم پر شب خون مارنے کی زحمت ہی نہ اٹھانا پڑے گی ۔ میں خود ان سے ملاقات کرنے

Marfat.com

جبل سلع کی طرف جاؤں گا۔ میرے رب کو منظور ہُوا تو یہ رات اُن دونوں کے لیے زندگی کی آخری رات ہو گی“۔

لمیس جب چلا گیا تو ربطہ نے فکر مندی میں سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔” اب کیا ہو گا۔ یہ سلام تو اپنی حدود سے بھی بڑھتا جا رہا ہے“۔

سماک نے ربطہ کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ ” اے ربطہ! مطمئن رہو، تم سماک بن خرشہ کی بیوی ہو اور ابنِ خرشہ اپنی اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے کا دم خم رکھتا ہے۔ تم تھوڑی دیر رکو میں تیار ہو لوں، پھر میں بتاتا ہوں کہ میرا لائحہ عمل کیا ہے“۔

سماک تیزی سے کمرے میں گیا اور اپنے آپ کو مسلح کرنے لگا۔ ربطہ بھی اس کے پیچھے گئی اور اسے مسلح کرنے میں اس کی مدد کرنے لگی تھی۔ مسلح ہو کر سماک باہر آیا۔ اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی۔ پھر ربطہ کو مخاطب کر کے اس نے رازدارانہ انداز میں کہا۔” ربطہ! میں ابھی اور اسی وقت ان دونوں یہودیوں کی طرف جاؤں گا جو اس وقت جبل سلع کے اندر ہماری گھات میں ہیں اور ان کی طرف جانے سے قبل میں تمہیں ابو قیس کے ہاں چھوڑ جاؤں گا۔ لیکن تم ابو قیس سے ذکر نہ کرنا کہ رات کے وقت کس مہم پر نکلا ہوں۔ بس یہی کہہ دینا کہ میں ذرا کام سے نکلا ہوں اور تم اُن سے ملنے چلی آئی ہو“۔

ربطہ نے سہمی سہمی سی آواز میں کہا۔ آپ اکیلے ان دونوں کی طرف نہ جائیں خبیب اور قطبہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں اس طرح ان سے نمٹنے میں آپ کو آسانی رہے گی۔

سماک نے ربطہ کو ڈھارس دینے کی خاطر کہا۔” ربطہ! ربطہ! تم فکر مند نہ ہو۔ خبیب اور قطبہ کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سلام بن ابی حقیق پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنی اور ربطہ کی حفاظت خود اکیلا بھی کر سکتا ہوں۔ لہٰذا آؤ اب چلیں۔ میں تمہیں ابو قیس کے ہاں چھوڑ کر ان کی طرف جاؤں گا۔ میری اس غیر موجودگی میں تم فکر مند نہ ہونا۔ میں جلد ہی لوٹ آؤں گا“۔

Marfat.com

سماک کے ان الفاظ پر ربیطہ کچھ مطمئن سی ہوگئی تھی۔ جلدی جلدی اس نے سارے کمروں کو مقفل کیا۔ پھر دونوں حویلی سے باہر نکلے۔ بیرونی دروازے کو بھی باہر سے تالا لگایا۔ پھر وہ ابوقیس کے گھر کے سامنے آئے اور جب ربیطہ ابوقیس کے گھر میں داخل ہوگئی تب سماک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر باب شامی سے نکل کر وہ اپنے گھوڑے کو جبل سلع کی طرف بھگا رہا تھا۔

رات چاندنی تھی جس کے باعث دور تک پھیلے گونگے راستے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ سر پر آسمان خاموش تھا۔ ہر طرف تنہائی کی خاک اُڑ رہی تھی۔ اندھی ہوائیں اپنے لاسمت جذبوں اور تصورات کے گرداب میں سرسرا رہی تھیں۔

کوہستان سلع کی شروع کی چٹانوں کے قریب ہی سماک نے اپنا گھوڑا روک لیا تھا۔ اس لیے کہ چٹانوں کی اوٹ میں اس نے دو گھوڑے کھڑے دیکھ لیے تھے اور ان گھوڑوں کے قریب ہی دو جوان ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اپنے گھوڑے سے اُتر کر سماک اس چٹان کے پاس گیا۔ جس پر وہ دونوں جوان بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس نے دھواں دھار اور دھاڑتی ہوئی آواز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے خیبر سے آنے والے اجنبیو! تم دونوں کا انتظار ختم ہوا اس چٹان سے نیچے اُتر و تاکہ خیبر کے لوگ تمہاری زندگی کی آنے والی سحر کے سورج کو لہولہو دیکھیں۔"

وہ دونوں اس چٹان سے اُتر کر سماک کے قریب آئے پھر ان میں سے ایک نے سماک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "تم کون ہو، رات کی اس تاریکی اور خاموشی کی ان درزوں کے بیچ میں تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔ تم کیوں اور کس بنا پر ہم دونوں سے اُلجھنا چاہ رہے ہو۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تو اکیلا ہے اور تیری موت بھی ہمارے ہاتھوں یقینی ہو سکتی ہے۔ پھر تم کیوں اس قدر بڑھ چڑھ کر ہمارے خلاف گفتگو کر رہے ہو۔ سُن رکھو۔ ہم دونوں ایک جابر کا ظلم ہی نہیں بلکہ اس ظلم کی مطلق العنانی بھی ہیں۔"

اس کے خاموش ہونے پر سماک نے پہلے کی نسبت بلند آواز میں کہا۔ "اے عزازیل کے گماشتو! ان ہی چٹانوں کے اندر تم دونوں اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی

Marfat.com

کی اس آخری اور خونی شب کا نظارہ کرو گے۔ سن رکھو! میرا نام سماک بن خرشہ ہے تم دونوں سلام بن ابی حقیق کے کہنے پر مجھ پر شب خون مارنے کے لیے خیبر سے آئے ہو پر بس جبل سلع کی ان چٹانوں کے اندر تم دونوں اپنی قضا اور اپنی موت کی آمد کا منظر دیکھو گے۔

اس بار دوسرے یہودی جوان نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" اے سماک بن خرشہ! قسم خداوند کی تو نے تو خود ہی ہمارے سارے کام کو آسان کر کے رکھ دیا ہے۔ اب دیکھو کہ کس طرح ان چٹانوں کے اندر تمہاری فردِ جرم غائب اور تعزیرات کو زندہ کرتے ہیں"۔ اس کے ساتھ ہی ان دونوں نے اپنی تلواریں کھینچ لیں اور سماک کی طرف بڑھے۔

سماک ہر جذبۂ سود و زیاں سے بے پرواہ ایک چٹان کی طرح ان کے سامنے کھڑا تھا۔ پھر جب وہ دونوں اور قریب آئے تب سماک نے اپنی تلوار کو ایک جھٹکے کے ساتھ بے نیام کیا اور پیٹھ پر لٹکتی ہوئی اپنی ڈھال بھی اس نے اتار لی تھی اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے ان دونوں پر حملہ کر دیا تھا اور یہ حملہ اس دریا کی مانند تھا جو اپنے راستے کے سنگ ریزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور ہر شے کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے کچھ اسی طرح سماک ان پر حملہ آور ہوا تھا اور اپنے پہلے ہی حملے میں اس نے ان دونوں میں سے ایک کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔ اب باقی بچنے والا یوں تذلیل و بے چارگی کے ساتھ وہاں کھڑا رہ گیا تھا جیسے اسے اچانک آتش فشاں پہاڑ کے سامنے لا کھڑا کر دیا گیا ہو۔

سماک نے اپنی تلوار لہراتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہا" شروع میں تو تم میرے خلاف بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے تھے اب تم کیوں بے چارگی اور مجبوری کی حالت میں میرے سامنے کھڑے ہو۔ سن رکھو، ہر پھول گلاب نہیں ہوتا اور ہر جوان کامل و بے مثل نہیں ہوتا"۔

اچانک وہ جوان بھیڑیے کی طرح بپھر گیا اور حملہ آور ہوا۔ شاید وہ سماک کو باتوں میں الجھا کر سماک کی توجہ بانٹنا چاہتا تھا اور پھر اچانک حملہ کر کے سماک کے مقابلے میں

Marfat.com

کامیابی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پر اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا کیوں کہ سماک چوکس تھا اور فوراً ہی اس نے اس یہودی کا وار اپنی تلوار پر روک لیا تھا۔ اس جوان کی اس حرکت پر سماک کا چہرہ خون میں درخشاں اور آتشی تلوار جیسا ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر اسے مخاطب کر کے سماک نے غیض و غضب میں ڈوبی آواز میں کہا۔

"غلیظ بھیڑیے! تیرا یوم حساب اب میرے سامنے ہے۔ قسم مجھے اپنے اس رب کی جو ایک اندھے بیج سے درخت اور پودے نکالتا ہے۔ تیری حالت اب میں تاریکی و مایوسی اور سنسان راہوں جیسی کر دوں گا اور تو اپنے آپ کو اس شخص جیسے کرب میں مبتلا دیکھ رہا ہو گا جس کی ہڈیوں سے گوشت نوچا جا رہا ہو۔"

اس کے ساتھ ہی سماک شعور و آگہی کے کندن اور اندھیروں کے اندر اچانک نمودار ہو جانے والی شعاعوں کے ڈر کی طرح حملہ آور ہوا اور یہ حملہ ایسا تیز اور جان لیوا تھا کہ اس یہودی کی حالت ایسی ہو گئی تھی گویا اسے گھن لگ گیا ہو۔ پھر فضاؤں کے اندر اس یہودی کی کربناک چیخ بلند ہوئی کیوں کہ سماک کی تلوار اس پر گری تھی اور اسے کاٹ کر رکھ گئی تھی۔

اس کے بعد سماک نے قریب ہی کھڑے ان دونوں کے گھوڑوں کو پکڑا۔ ان دونوں یہودیوں کی گردنیں کاٹ کر اس نے ان کی زینوں سے لٹکتی چرمی خرجینوں میں ڈال لیں پھر دونوں گھوڑوں کو اس نے آپس میں جکڑ دیا، ایک تیز جوشیلی جست کے ساتھ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رات کی لامحدود خاموشی کے اندر وہ ان دونوں گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتا ہوا یثرب کی طرف جا رہا تھا۔

ابوقیس کے گھر کے سامنے آ کر سماک رکا اور دروازے پر اس نے دستک دی۔ دروازہ فوراً کھل گیا اور سامنے ابوقیس اور اس کے پیچھے ریطہ اور رجمانہ کھڑی تھیں۔ قبل اس کے کہ سماک کچھ کہتا ابوقیس نے فوراً اس سے پوچھ لیا۔ "ریطہ بیٹی مجھے بتا رہی تھی، کہ تم کسی مہم پر تھوڑی دیر کے لیے گئے تھے۔ آخر وہ کون سی مہم تھی اور تم کہاں چلے گئے تھے؟"

Marfat.com

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا "اے عم! ابھی میں جلدی میں ہوں۔ اس مہم کی تفصیل میں آپ سے بعد کہوں گا۔ اس وقت میں صرف ریطہ کو لینے آیا ہوں۔ آؤ ریطہ! چلیں اور ہاں عم! تم مطمئن رہو کہ اس مہم کو میں کامیابی کے ساتھ سر کر چکا ہوں۔" سماک کے اس انکشاف پر ریطہ کے ہونٹوں پر گہری دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

اس موقع پر سماک کی کامیابی کا سن کر ریطہ کی حالت بادلوں کے گرد اڑتے پرندوں جیسی پرکشش، موسموں کے گیت گاتی ہواؤں جیسی شاداں اور نغموں میں ڈھلتی صدا جیسی خوش کن ہو رہی تھی۔ پھر وہ سماک کے قریب آئی۔ سماک نے ہاتھ بڑھا کر ریطہ کو بازو سے پکڑا اور پھر اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو مہمیز لگائی اور آپس میں جھگڑے مرنے والے یہودیوں کے ان دونوں گھوڑوں کو وہ اپنے آگے آگے ہانکنے لگا تھا۔

اپنے گھر کی طرف جانے کے بجائے جب سماک نے اپنے گھوڑے کا رخ بنو نضیر کی طرف موڑ دیا تو ریطہ نے اپنی آواز کی بھرپور ویرانیوں میں پوچھا "یہ گھر جانے کے بجائے آپ کدھر کا رخ کر رہے ہیں؟"

سماک نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا "ریطہ! ریطہ! یہ نہ پوچھو میں کدھر جا رہا ہوں۔ بس تم خاموش اور سکون کے ساتھ دیکھتی جاؤ کہ میں کیا کرتا ہوں۔"

ریطہ خاموش ہو گئی جب کہ سماک اپنے آگے دونوں گھوڑوں کو ہانکتا ہوا بنو نضیر کی گڑھی میں داخل ہوا اور پھر ابی حقیق کی حویلی کے سامنے وہ رکا۔ گھوڑے سے اتر کر اس نے ریطہ کو بھی اتار لیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ابی حقیق کے غلام لمیس نے دروازہ کھولا اور سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نے حیرت و تعجب میں پوچھا "آپ یہاں؟"

سماک نے رازداری میں کہا "لمیس! لمیس! تم فکر مند نہ ہو۔ بس تم ذرا ابی حقیق، خویلد اور سلام کو یہاں حویلی کے صحن میں بلا کر لاؤ۔ میں ان سے ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

Marfat.com

لیس جب پیچھے ہٹا تو سماک بھی ربطہ اور گھوڑوں کے ساتھ حویلی میں داخل ہُوا اور صحن کے وسط میں کھڑا ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد خویلہ، ابی حقیق اور سلام بن ابی حقیق حویلی کے اندرونی حصّے سے نِکل کر صحن میں آکھڑے ہوئے تھے۔ رات کے وقت صحن کے اندر بکھری چاندنی کے اندر سماک اور ربطہ کو وہاں بسلامت اور اکٹھے دیکھ کر خویلہ یادوں کے شعلوں، حلقۂ خوشبو، قربتوں کی شدتوں، ذکر شہر حبیب اور ماہ پاروں کی نگہتوں جیسی دلفریب اور خوشگوار ہو گئی تھی۔ اس کے ہونٹوں کے ننگے اُفق پر خوشیاں رقص کر رہی تھیں۔

اس موقع پر شاید خویلہ، سماک اور ربطہ سے مخاطب ہو کر کچھ کہتی، پر ابی حقیق بول پڑا اور سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "سماک! سماک! میرے بیٹے! تم اور ربطہ یوں اجنبیوں کی طرح صحن میں کیوں کھڑے ہو گئے ہو، دیوان خانے میں بیٹھ جاتے! اور تمہارے ساتھ یہ دو فالتو گھوڑے کس کے ہیں۔ ان دونوں گھوڑوں کو دیکھ دیکھ کر سلام بن ابی حقیق پریشان ہو رہا تھا۔

سماک نے کہا۔" اے عم! مَیں بتاتا ہوں یہ گھوڑے کس کے ہیں:" پھر سماک نے سلام کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے ابنِ ابی حقیق! کیا تم ان دونوں گھوڑوں کو پہچانتے ہو؟"

سلام نے بوکھلائی ہوئی سی آواز میں کہا۔" نہیں مَیں ان گھوڑوں کو ہرگز نہیں پہچانتا۔"

سماک نے اس بار غضب بکھیرتی آواز میں پوچھا۔" کیا یہ گھوڑے خیبر کے ان دونوں یہودی جوانوں کے نہیں جنہیں تُو نے مجھ پر شب خون مارنے کے لیے آمادہ کیا تھا۔ اس کے لیے تُو نے انہیں بھاری رقم بھی دی ہو گی۔ تاکہ وہ میرا خاتمہ کر کے اور ربطہ کو یہاں سے نکال کر خیبر پہنچا دیں۔"

سلام نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔" یہ سراسر تہمت اور الزام ہے۔"

اس پر ابی حقیق نے جواب طلب نگاہوں سے سلام کی طرف دیکھتے ہوئے

Marfat.com

کسی قدر سختی میں پوچھا ۔ " یہ میں کیا سُن رہا ہوں ؟ "

سلام نے اس بار زوردار آواز میں کہا ۔ " یہ سماک بن خرشہ جھوٹ کہتا ہے ۔ " اس کے ساتھ ہی سماک کا ہاتھ اُٹھا اور سلام کی گردن پہ ایک زوردار گھونسہ مارتے ہوئے سماک نے گرج کر کہا ۔ " میں نہیں تُو جھوٹ بکتا ہے ۔ "

سماک کا گھونسہ ایسا زوردار لگا تھا کہ سلام بَل کھا کر زمین پر گر گیا تھا ۔ پھر سماک نے باری باری ان دونوں گھوڑوں کی خرجینوں میں ہاتھ ڈال کر مرنے والے دونوں یہودی جوانوں کے سَر نکالے اور انہیں سلام کے پاؤں کے قریب پھینکتے ہوئے کہا ۔

" اے ابلیس کے گماشتے ! ان دونوں کو پہچانو ، کیا ان کا تعلق خیبر سے نہیں ہے اور کیا تُو نے انہیں اس بات پر آمادہ نہ کیا تھا کہ یہ رات میرے گھر پہ شب خون ماریں اور ربطہ کو اُٹھا کر خیبر میں پہنچا دیں "۔

" اے ابن ابی حقیق ! یہ دوسری بار تم میرے خلاف حرکت میں آئے ہو ۔ ایک بار اس وقت جب میں خویلہ اور ربطہ کے ساتھ تمہارے پاس خیبر گیا تھا اور دوسری بار آج تم میرے خلاف حرکت حرکت میں آئے ہو ۔ اب اگر تُو نے کوئی تیسری کاروائی بھی میرے خلاف کی تو پھر میری تلوار تجھ پر برسے گی اور میں تیری گردن کاٹ کر رکھ دوں گا ۔ "

" اے ابن ابی حقیق ! سُن رکھو ! میں سماک بن خرشہ ایسے کاموں سے ڈرنے والا نہیں ہوں ۔ میں نیکی اور بدی اور اطاعت و معصیت کو اپنے اپنے مقام پر رکھ کر نمٹتا ہوں ۔ "

" اے ابن ابی حقیق ! میں اب تک تمہیں عم ابی حقیق ، ربطہ اور خویلہ کی وجہ سے چھوڑتا رہا ہوں کہ ان سے میرا ایک تعلق اور رشتہ ہے ، ورنہ اب تک میں تیری گردن کاٹ چکا ہوتا ۔ "

سماک کے خاموش ہونے پر ابی حقیق نے غضب ناک ہوتے ہوئے سلام

Marfat.com

سے کہا۔ ”سلام! پہلے فوراً سماک سے اپنے اس احمقانہ رویے کی معافی مانگو، اس کے بعد یہ دونوں کٹے ہوئے سر اٹھاؤ، انہیں دفن کر دو اور ان دونوں گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے جاؤ“۔

سلام نے فوراً دونوں ہاتھ جوڑ کر سماک سے معافی طلب کر لی۔ سماک نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے بعد سلام دونوں کٹے ہوئے سر اٹھا کر اور ان دونوں گھوڑوں کو لے کر اصطبل کی طرف چلا گیا تھا۔

سلام کے جانے کے بعد ابی حقیق نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ ”سماک! میرے بیٹے! میں ارادہ ہی کر رہا تھا کہ کسی روز تمہاری طرف جاؤں گا اور تم سے ایک اہم موضوع پر گفتگو کروں گا۔ اب جب کہ تم خود ہی آگئے ہو تو آؤ ذرا دیوان خانے میں بیٹھ کر اس موضوع پر بات کرتے ہیں تاکہ اس سلسلے میں پیدا ہونے والی تلخیاں رفع ہو جائیں“۔

سماک چپ چاپ ابی حقیق کے ساتھ ہو لیا۔ پھر وہ چاروں دیوان خانے میں آ بیٹھے تھے۔

دیوان خانے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اور دیوار سے لٹکتی چھوٹی مشعل کی روشنی میں ہر کوئی استفہامیہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر کمرے میں ابی حقیق کی آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا۔

”سماک! سماک! تمہارے اسلام قبول کرنے سے ہمارے گھر میں بے شمار دشواریاں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور سلام ہرگز نہیں چاہتا کہ ریطہ کے بعد اب خویلہ کی شادی بھی تمہارے ساتھ کر دی جائے۔ شروع میں تمہارے اسلام قبول کرنے کو میں نے بھی ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا تھا لیکن بعد میں خویلہ کے ساتھ مختلف مواقع پر اس سلسلے میں گفتگو ہونے کے بعد میرے رویے میں اس بارے میں کچھ نرمی پیدا ہوئی۔ میں اور سلام دونوں نے مل کر فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہارے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ہم خویلہ کو تمہارے نکاح میں نہ دیں گے لیکن اب میں اور خویلہ نے مل کر ایک

Marfat.com

درمیانی راستہ نکال لیا ہے اور اس پر میں نے اپنے بیٹے سلام کو بھی آمادہ کر لیا ہے اور یہ درمیانی راستہ کچھ یوں ہے کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کے پیغمبر محمدؐ بن عبداللہ سچے رسول ہیں اور اسلام ایک برحق دین ہے تو نہ صرف یہ کہ خویلہ کی شادی تمہارے ساتھ کر دی جائے گی بلکہ میں خود بھی اسلام قبول کر لوں گا اور اگر یہ ثابت نہ ہو سکا تو پھر خویلہ کو اسلام ترک کر کے یہودیت اختیار کرنا ہو گی اور اس کی شادی بھی تمہارے ساتھ نہ ہو گی۔ اب تم کہو اس بارے میں تمہارا کیا فیصلہ اور کیا رائے ہے۔"

سماک نے ایک بار غور سے خویلہ کی طرف دیکھا پھر کہا۔ "اگر اس معاملے میں خویلہ کی رضامندی بھی شامل ہے تو پھر میں اسے قبول کرتا ہوں لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے کیا طریقہ کار استعمال کیا جائے گا۔"

ابی حقیق پھر بولا اور کہا۔ "اس کے لیے میں، خویلہ اور ہمارا غلام لمیس چند دِنوں تک سفر پر روانہ ہوں گے۔ ہم مختلف جگہوں اور شہروں میں جائیں گے اور ان لوگوں سے ملیں گے جن کا تمہارے پیغمبرؐ اور ان کے پیش کردہ دین سے براہِ راست تعلق رہا ہو۔ اس کے علاوہ ہم ایسے لوگوں سے بھی ملیں گے جو مختلف ادیان کا گہرا مطالعہ رکھتے ہوں۔ ایسے سارے لوگوں سے ملنے اور ان کے خیالات حاصل کرنے کے بعد ہی ہم دیانتداری کے ساتھ اس بارے میں کوئی آخری فیصلہ کریں گے۔"

سماک نے اطمینان اور خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یہ منظور ہے لیکن اس عرصے میں خویلہ کو ہمارے گھر آنے اور ہم سے ملنے کی اجازت ہو گی اور اگر ہمارے محترم رسولؐ اور ہمارے دین سے متعلق کوئی بددیانتی سے فیصلہ کرنے کی کوشش کی گئی، یا خویلہ کے ساتھ کوئی زبردستی کی گئی تو پھر میرا نام سماک بن خرشہ ہے میں خویلہ کو حاصل کر دوں گا خواہ اس کے لیے مجھے اپنی شاہ رگ ہی کیوں نہ کٹوا دینی پڑے۔"

"اے عم! آپ جانتے ہیں کہ خویلہ اور ربیطہ کو ان کی مرضی اور رضامندی

Marfat.com

کے ساتھ میرے ساتھ منسوب کیا گیا تھا اور آپ کی گفتگو سے میں نے یہ اندازہ بھی لگا لیا ہے کہ آپ کو خبر ہو گئی ہے کہ میرے ساتھ خویلہ اور ربیطہ بھی اسلام قبول کر چکی ہیں اس لحاظ سے خویلہ اب آپ لوگوں کے پاس میری امانت ہے اور اس امانت میں اگر خیانت کی گئی تو پھر آپ جانتے ہیں میں انتقام لینا خوب جانتا ہوں اور یہ انتقام بھی کئی لوگوں کے خون سے لکھا جائے گا۔"

اپنی بات ختم کر کے سماک نے غور سے خویلہ کی طرف دیکھا۔ پھر استفہامیہ انداز میں اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

"خویلہ! خویلہ! جو کچھ میں نے کہا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ اس بارے میں جو تمہارے ذاتی خیالات ہیں ان کا اظہار آج اپنے باپ کے سامنے کر دو۔ تاکہ سب کو احساس ہو کہ اس مسئلے کو غلط طریقے سے حل کرنے کے کس قدر برے اور ہولناک نتائج ہوں گے۔"

خویلہ نے گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ "جو کچھ آپ نے کہا ہے درست اور مبنی بر حقیقت ہے۔ اگر کسی نے یہ فیصلہ بد دیانتی سے کرنے کی کوشش کی تو میں اس فیصلے کو تسلیم نہ کروں گی اور کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اپنی جان پر بھی کھیل کر میں آپ کے پاس چلی آؤں گی۔ کوئی مجھے آپ سے جدا نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ میں جانتی ہوں کہ اسلام ایک سچا اور فطری دین ہے۔"

خویلہ کی اس گفتگو کے بعد ابی حقیق نے خوش طبعی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "سماک! میرے بیٹے! میں تمہیں اور خویلہ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی فیصلہ بد دیانتی کی بنیاد پر نہ کیا جائے گا اور یہ کہ کسی بھی صورت انصاف کا پہلو ترک نہ کیا جائے گا اور ہاں اس دوران میں خویلہ کو اجازت ہو گی کہ وہ جب اور جس وقت چاہے تمہیں اور ربیطہ سے مل سکتی ہے اور اپنی مرضی و منشا کے مطابق جب چاہے تمہاری حویلی میں بھی جا سکتی ہے۔"

Marfat.com

سماک نے اس بار یقین دہانی کی خاطر پوچھا اور اگر دیانت و خلوص کی بنیادوں پر عمل ہو جانے کے باوجود بھی خویلہ کے معاملے میں سلام نے دخل اندازی کی کوشش کی تو پھر آپ کی طرف سے کیا ردِعمل ہو گا۔"

ابی حقیق نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ "اگر ایسا ہوا تو میں خود سلام کے راستے کی دیوار اور چٹان بن کر کھڑا ہو جاؤں گا۔"

سماک نے اس بار مطمئن انداز میں کہا۔ "اے عم! مجھے آپ سے ایسے ہی ردِ عمل کی توقع تھی اور ہاں میں یہ بھی کہوں کہ خویلہ کے معاملے میں اگر سلام کے مقابلے میں ناانصافی کا قلع قمع کرنے کی خاطر مجھے اپنی تلوار بے نیام کرنا پڑی تو آپ اس کے خلاف کوئی احتجاج کھڑا نہ کریں گے۔"

ابی حقیق نے فراخدلی سے کہا۔ "میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی سماک اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور کہا۔ "آپ کی گفتگو نے مجھے اطمینان دلا دیا ہے۔ اب میں اور ربطہ جاتے ہیں۔ اس موقع پر خویلہ نے خوابوں کے لمحات میں ڈوبی اور نظر کی شادمانی اور نفس کے اطمینان میں ڈوبی اپنی نغمے بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں کھانا منگواتی ہوں پہلے آپ کھانا کھائیں پھر یہاں سے جائیں۔"

اس موقع پر ربطہ بھی اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "کھانا تو ہم کھا کر گھر سے نکلے تھے۔" اس کے ساتھ ہی سماک نے ابی حقیق کے ساتھ مصافحہ کیا پھر وہ ربطہ کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا۔

Marfat.com

کفّار اور مشرکینِ مکّہ نے جب دیکھا کہ یثرب کے بہت سے لوگ حضورؐ پر ایمان لا چکے ہیں اور مکّہ کے مسلمان بھی ہجرت کر کے اُن کے پاس پہنچ گئے ہیں تو انہیں اس بات کی فکر مندی اور تشویش ہوئی کہ کہیں مکّہ سے ہجرت کرنے والے مسلمان اپنے یثرب کے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر مکّہ پر حملہ ہی نہ کر دیں۔ اور اس طرح اہلِ مکہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ جب اُنہیں ایسا خوف طاری ہُوا تو ان کے دِلوں میں یہ سوال اُٹھنے لگا کہ ان حالات میں حضورؐ کے ساتھ انہیں کیا معاملہ کرنا چاہیے۔

اِس امر پر کوئی فیصلہ کرنے کے لیے مکّہ کے سارے بڑے بڑے سردار، روساء اور سرغنے دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ باہم صلاح مشورہ کر کے حضورؐ کے متعلق کوئی آخری فیصلہ کر سکیں۔

ابھی یہ لوگ جمع ہوئے ہی تھے اور گفتگو کا آغاز نہ ہُوا تھا کہ عزازیل (شیطان) ایک خوش رُو بوڑھے کی شکل میں دارالندوہ میں داخل ہوا۔ اس وقت عزازیل (ابلیس) نے ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

جب عزازیل دارالندوہ کے دروازے پر آیا تو چونکہ وہ وہاں بیٹھے روساء کے لیے اجنبی اور ناآشنا تھا لہٰذا ایک سردار نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ "بڑے میاں! تم کون ہو؟"

Marfat.com

عزازیل بولا۔ "میں نجد والوں میں سے ایک شیخ ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ ایک قرارداد کے تحت اس دارالندوہ میں جمع ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں بھی چلا آیا۔ کہ جو کچھ تم لوگ کہو وہ میں بھی سنوں اور پھر رائے دہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کروں"۔

عزازیل کی اس گفت گو کو وہاں بیٹھے روساء نے پسند کیا۔ وہاں اسے انہوں نے خوش آمدید کہا اور اپنے ساتھ بٹھایا۔ اس کے بعد کارروائی شروع ہوئی اور ایک سردار بولا۔ "جس شخص کے متعلق فیصلہ کرنے کے لیے ہم لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ ہی چکے ہو۔ واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں اور ان پیروکاروں کی طرف سے ہم اپنے اُوپر حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتے۔ اس لیے سب مل کر کوئی راستہ سوچو۔"

اس گفتگو کے بعد ایک سردار نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ "اسے لوہے کی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر کہیں بند رکھو۔ اور اس کی موت کا انتظار کرو جس طرح اس سے پیشتر عرب کے شاعر زہیر اور نابغہ پر موت آئی تھی"۔

اس تجویز کے بعد ایک سردار نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "اے شیخ نجدی! تم اس سلسلے میں کیا مشورہ دیتے ہو"۔

اس پر عزازیل بولا اور کہا۔ "واللہ! یہ رائے جو پیش کی گئی ہے درست نہیں ہے۔ اگر ہم نے اسے قید رکھا جس طرح کہ تجویز پیش کی گئی ہے تو اس کا حکم بند دروازوں کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا اور یہ امر قرین قیاس ہے کہ وہ تم لوگوں پر حملہ کریں اور اسے تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لے جائیں اور پھر اس کے ذریعے سے اپنی تعداد اور انفرادی قوت خوب بڑھائیں اور پھر تم پر حملہ آور ہو کر تمہاری اس حکومت پر قبضہ کر لیں لہٰذا یہ رائے درست نہیں کوئی اور تدبیر سوچو۔

پھر ایک دوسرا سردار بولا اور کہا۔ "پھر ایسا کریں کہ اسے اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں سے جلاوطن کر دیں۔ جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ! ہمیں کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ کہاں جاتا ہے، کیا کرتا ہے اور کدھر جاتا

Marfat.com

بس جاتا ہے۔ جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گا اور ہم سے اس کا کوئی سروکار نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی درستی پھر اسی طرح کر لیں گے جس طرح پہلے تھی"۔ ا

اس پر عزازیل پھر بولا اور کہا " واللہ! تمہاری یہ رائے بھی ٹھیک نہیں ہے کیا تم نے اس کی شیرینیٔ گفتار، خوبیٔ کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی پیش کردہ چیز اور کلام کا غلبہ نہیں دیکھا۔ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں بھی ٹھہرے گا۔ اس پر اپنے کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ اس کے پیروکار ہو جائیں گے۔ پھر اپنے پیروکاروں کو لے کر وہ تم لوگوں پر چڑھ آئے گا اور ان کے ذریعے سے تمہیں کر کے رکھ دے گا۔ لہذا میرا مشورہ ہے کہ کوئی اور تدبیر سوچو"۔ اس پر ایک اور سردار نے اپنی رائے دینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ابوجہل بن ہشام بول پڑا اور سب رؤسا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

" واللہ! میری اس سے متعلق ایک رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال بھی کیا ہو"۔

سب نے استفہامیہ انداز میں ابوجہل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ " اے ابوالحکم! وہ کیا رائے ہے"؟

ابوجہل نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ " میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جواں مرد، نوعمر، قوی اور شریف النسب لے لیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار بھی دے دیں۔ یہ سب اس کے پاس پہنچیں اور ایسے انداز سے اس پر اپنی تلواریں برسائیں گویا ایک ہی شخص کا وار ہو۔ اس طرح اسے قتل کر دیں۔ اور یوں ہی ہم اس سے چین پا سکیں گے کیوں کہ اس طرح اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے اور ہم سے ضرور خوں بہا لینے پر رضامند ہو جائیں گے"۔

اس تجویز کے جواب میں عزازیل نے اطمینان اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے

Marfat.com

ہوئے کہا ۔" بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی ہے ۔ یہ ایک ایسی رائے ہے جس کے مقابلے میں کوئی اور رائے ٹھیک اور درست نہیں ہے "۔ ابوجہل کی اس رائے سے سب نے اتفاق کیا ۔ پھر سب نے مل کر ایک رات کا تعین کیا جس رات حضورؐ پر حملہ کیا جانا تھا اور اس کے بعد یہ مجلس ختم ہو گئی اور لوگ اُٹھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے ۔

O

اپنے گھر سے نکل کر سماک تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اُسے پکارا " سماک ! سماک ! رکو، میری بات سنو "۔

سماک نے جب مڑ کر دیکھا تو بنو قریظہ کے یہودی کا غلام سلیمان تھا (سلیمانؓ فارسی) سماک اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور اس کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا ۔ نزدیک آ کر سلیمان نے پوچھا ۔" ابودجانہ ! اس وقت جب کہ سورج غروب ہو رہا ہے تو تم کہاں جا رہے ہو "۔

سماک نے کہا ۔" یثرب کی کاہنہ سجاح پچھلے کئی روز سے علیل ہے ۔ اس کی حالت انتہائی نازک ہے ۔ میں ہر روز اس کی تیمار داری کرتا ہوں ۔ آج دن کے پہلے حصے میں بھی اس کے پاس گیا تھا لیکن اب اس نے مجھے خود بلایا ہے اور بتانے والا مجھے بتا رہا تھا کہ سجاح کی حالت زیادہ خراب ہو گئی ہے ۔ لہٰذا اس وقت میں سجاح کی طرف ہی جا رہا ہوں ۔ پر تم کہاں جا رہے ہو ؟"

سلیمان نے بتایا ۔" میں تو اپنے آقا کے گھر جا رہا ہوں ۔ بازار سے اس کا سودا سلف لینے آیا تھا تمہیں آواز دے کر اس لیے روکا کہ تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں "۔

سماک نے ملائمیت اور نرم لہجے میں سلیمان کو مخاطب کر کے کہا ۔" پوچھو کیا پوچھتے ہو ؟"

سلیمان نے حیرت اور اچنبھے پن میں پوچھا ۔ میں نے سنا ہے کہ مکہ میں مبعوث ہونے والے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ ہجرت کر کے یثرب کی طرف تشریف لانے والے ہیں "۔

Marfat.com

سماک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" تم نے یقیناً درست سنا ہے۔ ہمارے رسولؐ عنقریب یثرب میں تشریف فرما ہوں گے"۔

سلیمان نے اپنے بھرپور شوق کا اظہار کیا اور کہا" آہ! یہ میری خوش بختی ہے کہ وہ یہاں آ رہے ہیں۔ میں عملی طور پہ ان میں وہ خوبیاں اور نشانیاں دیکھوں گا جو نصرانی علماء نے مجھے ان سے متعلق بتائی تھیں اور اگر یہ نشانیاں اور صفات ان کے اندر پائی گئیں تو میں فوراً ان پہ ایمان لے آؤں گا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے"۔ اس کے ساتھ ہی سلیمان ایک طرف چلا گیا جب کہ سماک پھر کاہنہ سجاح کی حویلی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

سماک تیزی سے آگے بڑھتا ہوا جب کاہنہ سجاح کی حویلی سے تھوڑی ہی دور تھا کہ پیچھے سے پھر کسی آواز دے کر پکارا۔ سماک نے مڑ کر دیکھا تو ابی حقیق اور خویلہ دونوں باپ بیٹی اس کی طرف آ رہے تھے۔ وہ دونوں جب قریب آئے تو سماک نے ابی حقیق کو مخاطب کر کے پوچھا" اے عم! اس وقت آپ دونوں باپ بیٹی کدھر نکلے ہیں؟"

ابی حقیق نے کہا" سماک! سماک! ہم نے اسلام کی حقانیت جانچنے کا کام شروع کر دیا ہے اور اس کی ابتداء ہم اس کاہنہ سجاح سے کر رہے ہیں۔ اس کے بعد چند دن تک ہم دوسرے شہروں کی طرف بھی نکلیں گے"۔

سماک نے خوش طبعی سے کہا۔" آؤ پھر میں بھی سجاح ہی کی طرف جا رہا ہوں۔ کیوں کہ اس نے مجھے بلایا ہے"۔

اس بار خویلہ نے جستجو کے سے انداز میں پوچھا۔" اس کاہنہ سجاح نے آپ کو کیوں بلایا ہے؟"

اس پہ سماک نے فکرمند سے لہجے میں کہا" دراصل کاہنہ سجاح پچھلے کئی روز سے بیمار ہے اور میں ہر روز اس کی عیادت کو آتا رہا ہوں۔ آج صبح بھی میں ہو کر گیا ہوں پر اب اس نے ایک آدمی بھیج کر مجھے بلایا ہے۔ وہ آدمی کہہ رہا تھا کہ سجاح کی حالت نازک ہے"۔ خویلہ جواب میں خاموش رہی۔ پھر وہ تینوں آگے بڑھ کر کاہنہ سجاح کی حویلی میں داخل ہوئے تھے۔

Marfat.com

حویلی کے جس کمرے میں کاہنہ سجاح کو رکھا گیا تھا۔ اس میں اس کی تیمارداری کو بہت سے لوگ جمع تھے۔ کیوں کہ کاہنہ سجاح یثرب کے اندر لوگوں میں ایک بلند و باعزت مقام رکھتی تھی۔ ایک مسہری پر وہ چت لیٹی تھی اور اس کی آنکھیں کمرے کی چھت پہ جمی ہوئی تھیں۔

سماک، خویلہ اور ابی حقیق جب کمرے میں داخل ہوئے تو سجاح نے ہاتھ کے اشارے سے سماک کو اپنے قریب بلایا اور ایک خالی مسہری پر بیٹھنے کو کہا۔ پھر اس نے نحیف اور کمزور سی آواز میں وہاں جمع سب لوگوں کو باہر نکل جانے کے لیے کہا اور جس وقت لوگ کمرے سے نکل رہے تھے، خویلہ اور ابی حقیق بھی باہر نکلنے لگے تھے۔ سجاح پھر بولی اور سماک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" سماک! سماک! ابی حقیق اور اس کی بیٹی کو روک لو۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی میرا مؤکل مجھے بتا چکا ہے کہ یہ کس کام کی غرض سے میرے پاس آئے ہیں"۔

سماک نے آواز دے کر ابی حقیق اور خویلہ کو بلا لیا اور وہ دونوں باپ بیٹی کاہنہ سجاح کے سامنے اس مسہری پر آ کر بیٹھ گئے تھے جس پر سماک بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر تک کاہنہ پھر ٹکٹکی باندھے چھت کو دیکھتی رہی۔ پھر سماک کی طرف دیکھے بغیر اس نے پوچھا" ابودجانہ! جانتے ہو، میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے؟"

سماک نے سر آگے جھکا کر اور بڑی اپنائیت اور ملائمیت میں کہا۔" اے کاہنہ! میں کیا جانوں تم نے مجھے کیوں بلایا ہے۔ بس میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ تو نے مجھے بلایا سو میں بھاگا بھاگا چلا آیا۔ اب میں کیا جانوں میرے بلائے جانے کا کیا مدعا ہے"۔

سجاح نے ڈوبی ڈوبی اور بکھری بکھری آواز میں کہا۔" ابودجانہ! میری زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کہ کب روح اس کالبد خاکی سے نکل جائے۔ سنو ابودجانہ! میں اسلام قبول کر چکی ہوں پر میں نے ابھی تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔ اگر میں ایسا کر گزرتی تو لوگ یہ کہہ کر میری بات ٹال دیتے کہ کاہنہ بہک گئی ہے۔ مجنون ہو گئی ہے۔ ابودجانہ! تم گواہ رہنا کہ میں اسلام قبول کر چکی ہوں۔ میں گزشتہ کے اطوار سے تائب ہو گئی ہوں اور ایمان

Marfat.com

لا چکی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی بندگی و عبادت کے لائق نہیں اور مکّہ کے محمّدؐ بن عبداللہ خداوند کے رسولؐ ہیں"۔

سماک نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "کاہنہ سجاح! تُو نے ایسی گفتگو کر کے میرا دِل خوش کر دیا ہے۔ یہ عام لوگوں کے سامنے بھی اگر تُو اپنے اسلام لانے کا ذکر کرتی تو لوگ ہرگز تمہیں مجنون نہ کہتے اس لیے کہ اوس و خزرج کی ایک بڑی اکثریت اسلام قبول کر چکی ہے اور یہ دین اب دُور و نزدیک سب جگہ متعارف ہو چکا ہے"۔

سماک جب خاموش ہُوا تو ابی حقیق نے بڑی دل چسپی اور جستجو کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا "اے کاہنہ! تُو نے کیا دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ تُو نہ کبھی گھر سے زیادہ نکلی اور نہ کبھی مکّہ گئی۔ پھر تیری اس تبدیلیٔ دین کی کیا وجہ ہے"؟

کاہنہ ہلکا ہلکا مسکرائی پھر کہا "مَیں جانتی ہوں، اسی وجہ کی تلاش اور جستجو میں تم اور تمہاری بیٹی خویلہ ہو اور یہ بات مجھے میرے مؤکل نے کہی ہے۔ میرے اسلام قبول کرنے کی وجہ اس دین کی سچائی اور حقانیت ہے۔

ابی حقیق نے اس بار بڑی تیزی میں پوچھا "اور یہ سچائی تُو نے کہاں سے حاصل کی"؟
سجاح نے بِلا توقف کہا "یہ سچائی مَیں نے اپنے مؤکل سے حاصل کی جو ایک جن ہے اور یہ جن اب خود بھی مسلمان ہے"۔

ابی حقیق نے کہا "اے سجاح! کیا تم اس سچائی حاصل کرنے کے واقعہ کی تفصیل کہو گی"؟

سجاح بولی "ضرور کہوں گی۔ سنو ابی حقیق! اور اے ابی حقیق کی بیٹی خویلہ! تم دونوں مجھے غور سے سنو، مَیں اپنے اس ایمان لانے کی ساری وجہ اور داستان تفصیل کے ساتھ سُناتی ہوں۔

"اے ابی حقیق! تیرہ برس پہلے تک شیاطین اور جنات عالمِ بالا کی طرف پرواز کر کے ملاءِ اعلیٰ کی باتوں میں سے کچھ نہ کچھ پا لینے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ یہی خبریں آ کر

Marfat.com

کاہنوں سے کہہ دیا کرتے تھے اور کاہن ان خبروں میں کچھ اپنے پاس سے ملا کر لوگوں کو متاثر کر کے معاشرے کے اندر اپنی عزت افزائی اور اپنے انعام واکرام کا سامان فراہم کر لیتے تھے لیکن تیرہ برس ہوئے شیاطین اور جنات نے عالمِ بالا کے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی اور انقلاب محسوس کیا ۔ انہوں نے دیکھا جہاں عالمِ بالا میں پہلے وہ چھپ چھپ کر کچھ نہ کچھ حاصل کر لیا کرتے تھے ۔ وہاں اب فرشتوں کا سخت پہرہ تھا اور اگر کوئی جن یا شیطان عالمِ بالا میں اپنے پہلے مقاماتِ حصول کی طرف جانے کی کوشش کرتا تو شہابِ ثاقب کی صورت میں انگارے ان کی طرف لپک پڑتے تھے ۔ گویا جنات اور شیاطین کی عالمِ بالا کی طرف جانے کی پابندی ہی نہیں بلکہ سختی بھی کر دی گئی تھی اس انقلاب اور ان انتظامات کے باعث شیاطین اور جنات کو ان نئے امور اور تبدیلی سے متعلق دو طرح کا شبہ ہوا ۔

اوّل یہ کہ خداوند نے اہلِ زمین پر کوئی عذاب طاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور منشائے الٰہی یہ ہے کہ اس کے نزول سے پہلے جن اس بھنک کو پا کر اپنے دوست انسانوں کو خبردار نہ کر دیں ۔

دوئم یہ کہ خداوند نے زمین پر کسی رسول کو مبعوث فرمایا ہے اور تحفظ کے ان انتظامات سے مقصود یہ ہے کہ رسولؐ کی طرف جو پیغام بھیجے جا رہے ہیں ان میں نہ تو شیاطین کسی قسم کی خلل اندازی کر سکیں اور نہ ہی قبل از وقت یہ معلوم کر سکیں کہ پیغمبرؐ کو کیا ہدایات دی جا رہی ہیں "۔

چونکہ عالمِ بالا میں اس قسم کے غیر معمولی انتظامات اور چوکی پہرے کے یہی دو مقصد ہو سکتے ہیں لہذا جنات کے گروہ اس تلاش میں نکلے کہ دیکھیں کس قوم پر عذاب طاری ہونے والا ہے ۔ یا زمین پر کس جگہ کوئی رسول مبعوث ہو گیا ہے ۔ جنات اسی تلاش میں تھے کہ نخلہ[1] کے مقام پر ان جنات کے ایک گروہ نے ایک حیرت انگیز کلام

---

[1] نخلہ کے مقام پر جنات کے دو مختلف گروہوں نے حضورؐ کی زبانی کلام مقدس سنا اور

(باقی برصفحہ ۴۱۹)

Marfat.com

سنا جو راہِ راست کی طرف راہنمائی کرنے والا اور انسان کی فلاح اور راہنمائی کا سامان فراہم کرنے والا تھا۔

جنّات نے یہ کلام اللہ کے رسول محمدؐ بن عبداللہ کی زبانی سنا جو مکہ سے اپنے چند اصحاب کے ساتھ عکاظ کی طرف جا رہے تھے۔ پس اس کلام سے جنّوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ کسی قوم پر عذاب نہیں طاری ہو رہا بلکہ عرب کی سرزمین کے اندر خداوند نے محمدؐ بن عبداللہ کو اپنا آخری اور سب سے برگزیدہ رسولؐ مبعوث کیا ہے اور جو کلام ان پر وحی کیا جاتا ہے اسی کلام کی شیاطین سے حفاظت کی خاطر عالمِ بالا کے چوکی پہرے سخت کر دیئے گئے ہیں۔

پس یہ جنّات مکہ میں مبعوث ہونے والے اس رسولؐ پر ایمان لائے اور اپنی قوم میں جا کر اس دین کی تبلیغ بھی جس کے نتیجے میں اس جن نے بھی اسلام قبول کر لیا جو میرا مؤکل ہے اور جب اس مؤکل نے یہ تفصیل مجھے بتائی تو میں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔"

اے ابی حقیق! اللہ کے رسول محمدؐ بن عبداللہ پر ایمان لانے والے یہ جنّات مشرک ہونے کے ساتھ یہ بھی خیالات کرتے تھے کہ اللہ کے بیوی بچّے بھی ہیں۔ پس یہ کلام سُن کر وہ جنّات نہ صرف شرک سے تائب ہوئے بلکہ انہیں اس بات کا بھی پختہ یقین ہُوا کہ نہ خداوند سے کوئی پیدا ہُوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہُوا۔

اے ابی حقیق! میں بھی پہلے مشرکہ تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ابی حقیق! میں نے جانا جھینگر رات کو کیوں جاگتے ہیں، تتلیاں کیوں ڈال ڈال پھرتی ہیں۔ چڑیاں صبح کا اعلان کیوں کرتی ہیں، بھنورے کیوں پاگل ہلکان ہوتے پھرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۸) ایمان لائے۔ ایک بار اس وقت جب آپؐ مکہ سے عکاظ کی طرف جا رہے تھے اور دوسری بار اس وقت جب آپؐ طائف سے مکہ جا رہے تھے۔ پہلی بار ایمان لانے والے جنّات مشرک تھے اور دوسری بار ایمان لانے والے حضرت موسٰےؑ کو ماننے والے تھے۔
(تفصیل کیلیے ملاحظہ ہو قرآنِ مقدس سورہ احقاف اور سورہ الجن)

Marfat.com

پروانے کیوں اپنا تن جلاتے ہیں، ماں بچے کو کیوں چھاتی سے لگاتی ہے۔ کیوں باپ اپنے بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتا ہے۔ آسمان کے طاقوں میں انجم کیوں روشن ہوتے ہیں شہد کی مکھی اتنی محنت اور مشقت کیوں کرتی ہے۔ سورج اور چاند کیوں اپنے اپنے زاویوں پر طلوع ہو کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔ اور رات دن کیوں ایک سلیقے کے ساتھ ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔

اے ابی حقیق! ان سب امور کے پیچھے میرے اس رب کا قانونِ فطرت کام کر رہا ہے جو واحد و لاشریک ہے۔ دریاؤں کا خروش، ہواؤں کی مستی اسی کے اذن سے، بلبل کا ترنم، کائنات کی گردش اس کی پروانگی سے، چاند کی سرگوشیاں، طاؤس کا خرام، اس کی عطا سے۔

اے ابی حقیق! انسان بڑا ناشکرا ہے۔ رسولوں کے مبعوث کیے جانے کے باوجود آخرت اور قیامت سے انکار کرتا ہے اور اسے ناممکن تصور کرتا ہے حالانکہ جس طرح چاند، سورج، رات اور دن خداوند کی قدرت کے عظیم نشانات ہیں۔ اسی طرح آخرت اور دوزخ عظائم قدرت ہیں۔ اگر چاند اور سورج کا وجود ممکن تھا اگر رات اور دن کا اس باقاعدگی کے ساتھ آنا جانا غیر ممکن نہ تھا تو پھر قیامت و دوزخ کا وجود آخر کیوں اور کیسے غیر ممکن ہو گیا۔ سورج، چاند اور رات دن کو چونکہ ہم ہر وقت اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں اس لیے ان پر کوئی حیرت نہیں ہوتی۔

اگر یہ چیزیں بھی ہمارے مشاہدے میں نہ آئی ہوتیں اور کوئی ہمیں خبر دیتا کہ چاند اور سورج جیسی کوئی چیز بھی ہے جس کے چھپنے سے دنیا میں اندھیرا اور جس کے نکلنے سے دنیا چمک اٹھتی ہے تو لوگ اس کا سن کر ٹھٹھے مارتے۔

اے ابی حقیق! میں نے سنا ہے کہ اللہ کے رسولؐ عنقریب مکہ سے ہجرت کر کے یثرب آنے والے ہیں۔ اگر ایسا ہونے والا ہے تو سن رکھ۔ اس شہر میں ان کی بابرکت آمد کے باعث چیتھڑے لٹکتے برہنہ پا چرواہے، روٹی کے ٹکڑوں کی خاطر بھیڑ بکریاں چرانے والے گڈریے کالی بھیانک راتوں جیسے محرومیوں کے زندان سے نکل کر صاحبِ

عزت و احترام اور اہلِ بصیرت لوگ بن جائیں گے۔ صدیوں کے جکڑے پرندے اپنے
پنجرے توڑیں گے اور اپنی رسیلی زبانوں کے سُر میں آزادی کے گیت گائیں گے۔
آنکھوں کے اندھے، کانوں کے بہرے، باطل پرست اور حق کے دشمن مٹی کی
طرح مطیع ہو کر رہ جائیں گے۔ اہلِ یثرب خوابوں کے زندان، محرومیوں کی آگ، پُراسرار خوابوں
کی بے نام دہکتی آگ سے نجات حاصل کریں گے اور انہیں جسم کی خوشحالی اور رُوح کی ہریالی
نصیب ہوگی۔

مکّہ میں مبعوث ہونے والے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت داری اور شرافت
کی قسم! اہلِ یثرب کے دل کے دروازوں پر، اخوت و بھائی چارے کی عبارت۔ یقینِ
راست کی علامت، دوستی کے اُجلے پن، محبت کی جگمگاتی صبحوں اور سچائی کے رابطوں کی
دستک ہوگی۔ بدی کے قدیم پُرانے کھنڈروں میں نیکیوں کا جشن ہوگا۔"

سجاح کی آواز آہستہ آہستہ ڈوبنے اور مدھم ہونے لگی تھی۔ پھر اس کے آخری الفاظ
انتہائی کمزور آواز میں سُنائی دیئے "آہ! میں نے زیتون کے ایک تنہا درخت کی سی
زندگی بسر کی۔ پر اب میری سانسوں میں، میری آہوں میں، میرے اعصاب اور میرے
خون میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہوا ایمان موجزن ہے اب ——

سماک نے تڑپ کر سجاح کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ نبض بند ہو چکی تھی اور سجاح
مصافِ زندگی ہار کر ختم ہو چکی تھی۔ دھوپ اور سایوں کی ستیزہ کاری کی طرح اس کے بال
بال پھولوں کی طرح لہرا رہے تھے۔ اس کی آنکھیں دو ستاروں کی طرح اب بھی بیدار تھیں۔
اور ہونٹ ایسے انداز میں نیم وا تھے جیسے اعلان کر رہے ہوں۔ اے رات، اے ستارو!
دیوانے بادلو! اور اے یثرب کے رہنے والے لوگو! گواہ رہنا، میں اسلام قبول کرنے کی حالت
اِن ہی خداوند کی طرف کوچ کرتی ہوں"۔

انداز میں کہا "مکہ سے، حالت پر سماک کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے پھر اس نے ہچکیوں
اس پر حنظل بن حارث سجاح! اسلام قبول کرنے کے بعد تو میری ماں جیسی ہو گئی تھی۔
کسی سے لڑ کر نہیں آ رہے لیکن ہم تمہارے کی موت کا صدمہ اور دکھ برداشت کرنا پڑا ہے۔ کاش!
کہ تمہارے یثرب کے بادشاہ بننے کی اُمیدیں مخدوش

Marfat.com

تُو پہلے بتاتی کہ تُو اسلام قبول کر چکی ہے۔ میں ایک بیٹے کی طرح تیری خدمت کرتا، تیری حفاظت تیری کفالت کا سامان کرتا۔ یثرب کے لوگو! گواہ رہنا۔ میری ماں آج دوسری بار مری ہے۔"

اس کے بعد سماک بے چارہ سجاح کی لاش کے پاس بیٹھ کر کھل کر رونے لگا تھا۔ گو اس نے اپنی ہچکیوں اور سسکیوں پر جلد قابو پا لیا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کی حالت حسرت و آرزوؤں کی مٹی تلے بے کفن دفن چاہتوں کے کھیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

خویلہ بے چاری سماک کی یہ حالت برداشت نہ کر سکی۔ اپنی جگہ سے وہ اُٹھ کر سماک کی پشت پر آ گئی اور انتہائی پیار و اپنائیت میں اس نے سماک کے دونوں شانے دباتے ہوئے کہا: "یہ زندگی تو قرض مانگی ہوئی مٹی ہے۔"

خویلہ ذرا رکی پھر دوبارہ اپنی حسین کافوری انگلیوں سے اس نے سماک کے کندھے دباتے ہوئے اپنے شنگرفی نرم لب وا کیے اور کہا: "یہ زندگی تو بامعنی مگر شکستہ لکیروں سے مختلف نہیں جو کسی بھی وقت خستہ و درماندہ ہو کر ختم ہو سکتی ہیں۔ زندگی ایک المیہ ہے اور اس المیے کے سارے مراحل کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ زندگی ایک فتنے اور ایک امتحان کی داستان ہے اور اس داستان کے سارے ہی ابواب سُننے پڑتے ہیں۔

خویلہ کے کہنے پر سماک نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اپنی آنکھیں اس نے خشک کر لیں اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ابی حقیق بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا: "خویلہ! خویلہ! میری بیٹی! آؤ اب چلیں۔ ہماری اس جانچ اور پرکھ کا یہ پہلا مرحلہ ختم ہوا۔ آؤ اب چلیں۔

ایک بار پھر سماک کے کندھے تھپتھپاتی ہوئی خویلہ اپنے باپ کے ساتھ ہو لی تھی۔
جب ابی حقیق اور خویلہ دونوں سجاح کی حویلی سے چلے گئے تو سماک بھی اٹھ ... ہجرت کر ... گیا
ہوا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر وہ سجاح کی تجہیز و تکفین کرنے لگا ... مہریں ان کی ... ٹکڑوں کی خاطر بھیڑ
سجاح کی حویلی سے نکلنے کے بعد خویلہ نے ابی حقیق کو ... محرومیوں کے زندان سے نکل کر ... صاحب
باپ! کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقان...
کے لیے کاہنہ سجاح کی گفتگو ہی کافی نہیں ...

Marfat.com

بھی کسی ثبوت اور دلیل و سلطان کی ضرورت باقی رہتی ہے"۔

ابی حقیق مسکرایا اور کہا۔" ہاں ضرورت رہتی ہے میری بیٹی! اگر کاہنہ سجاح یہ باتیں اس وقت کہتی جب اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا تب اس کی باتوں میں زیادہ وزن محسوس کیا جاتا۔ لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے ایسی گفتگو کی توقع کوئی زیادہ حیرت انگیز نہیں۔ لہٰذا ہم دونوں باپ بیٹی ہر اس جگہ جائیں گے جہاں جہاں جانے کا لائحہ عمل ہم مرتب کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں گے"۔ خولیہ خاموش ہو رہی اور پھر وہ دونوں باپ بیٹی تیزی سے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے۔

○

یثرب کا بدترین انسان عبداللہ بن ابی بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسعد کے باغ میں محوِ گفتگو تھا۔ عبداللہ بن ابی اور کعب بن اسعد کی اس بات چیت کا موضوع مکہ سے ہجرت کر کے یثرب میں داخل ہونے والے مسلمانوں کی مخالفت پر مبنی تھا۔ باغ میں عبداللہ بن ابی کے رفیقانِ کار ابو جبیلہ، نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی داخل ہوئے۔ ان تینوں کی حالت پاؤں کے نیچے خاموشی کے سفر جیسی ملول، خوف بھری آنکھوں جیسی ویران اور روزنِ حبس میں ٹھہری صداؤں جیسی مایوس کن تھی۔

اتنے میں یثرب کا ایک یہودی کعب بن اشرف بھی وہاں آگیا اور وہ بھی ان کی گفتگو میں شامل ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں کی حالت دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "میرے عزیزو! آج تو تم تینوں مجھے سراسیمہ و وحشت زدہ اور گونگی وراثت جیسے ویران ویران سے لگ رہے ہو"۔

ان تینوں میں سے کسی کے جواب دینے سے قبل ہی کعب بن اشرف نے زہریلے انداز میں کہا۔" مکہ سے آنے والے کسی مسلمان سے لڑ کر آرہے ہوں گے"۔

اس پر نبتل بن حارث بولا اور کہا۔" اے ابنِ ابی! ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم کسی سے لڑ کر نہیں آرہے لیکن ہم تمہارے لیے ایک بُری خبر لے کر آئے ہیں اور وہ خبر یہ ہے کہ تمہارے یثرب کے بادشاہ بننے کی اُمیدیں مخدوش ہو گئی ہیں۔ اس لیے کہ مکہ کے مسلمان ہجرت

Marfat.com

کر کے یثرب آ گئے ہیں اور اب ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہجرت کر کے آنے والے ہیں ۔ لہذا اوس و خزرج کے سرداروں کے علاوہ دونوں قبائل کے رؤسا نے بھی کہہ دیا ہے کہ ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی متوقع آمد کے باعث اب حالات تبدیل ہو گئے ہیں ۔ لہذا عبداللہ بن ابی کو بادشاہ نہیں بنایا جا سکتا ۔

عبداللہ بن ابی کچھ دیر سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ "مجھے پہلے ہی امید تھی کہ اپنے رسول ؐ کی متوقع آمد کی وجہ سے اوس و خزرج کے لوگ مجھے یثرب کا بادشاہ بنانے سے ضرور انکار کریں گے ۔"

کعب بن اشرف نے اس موقع پر عبداللہ بن ابی کی بات کاٹتے ہوئے کہا ۔ "اے ابن ابی ! کیا ایسا ممکن نہیں کہ مکہ سے آنے والے ان مسلمانوں کو نکال باہر کیا جائے کہ وہ واپس مکہ اپنے گھروں کو چلے جائیں اور ان کی یہاں سے روانگی کے بعد اوس و خزرج اور یہودی قبائل مل کر نہ صرف یہ کہ بھائیوں کی طرح آپس میں مہر و محبت پیدا کر کے رہیں، بلکہ تمہیں یثرب کا بادشاہ بھی بنا لیں ۔"

کعب بن اشرف کی اس تجویز پر یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسعد نے بولتے ہوئے کہا ۔ "ابن اشرف کی اس تجویز سے میں بھی اتفاق کرتا ہوں ۔ مکہ والوں کے یہاں سے چلے جانے کے بعد یثرب کے سارے مسائل یقیناً ختم ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو حالات اس سے بھی بدتر صورت اختیار کر لیں گے اور اس وقت ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو گا کہ ہم بس ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے اپنی ہی بے بسی کا تماشا دیکھتے رہیں ۔"

عبداللہ بن ابی نے سر جھکا کر کچھ سوچا پھر اس نے باری باری کعب بن اشرف اور کعب بن اسعد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ "تم دونوں کا مشورہ اچھا ہے اور میں دیکھتا ہوں اس مشورے میں میرے لیے خلوص و محبت کے جذبات بھی ہیں ۔ پر اب اس تجویز پر عمل نہیں کیا جا سکتا ۔ اوس و خزرج کی اکثریت اسلام قبول کر چکی ہے اور اس موقع پر اگر مکہ والوں کو نکالنے کی تحریک چلائی گئی تو اس تحریک کا انجام اس

Marfat.com

ہاتھ جیسا ہوگا جسے بھڑوں کے چھتے میں جھونک دیا گیا ہو۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کا میں نے ایک بہترین اور انتہائی مناسب طریقہ سوچا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں، ابوجبیہ، نبتل بن حارث اور مربع بن قیظی کے علاوہ جو ہمارے اور بھی ساتھی اور حواری ہیں سب اوس و خزرج کے دوسرے افراد کی طرح اسلام قبول کر لیں گے لیکن ہمارا یہ ایمان لانا ظاہری ہی ہوگا جب کہ باطنی طور پر ہم اپنے پرانے دین ہی کے پیروکار رہیں گے۔"

اس طرح یہ ظاہری ایمان لا کر ہم اپنے آپ کو مسلمانوں کے گروہ میں شامل کر لیں گے اور اس کے بعد ہمارے اصل کام کی ابتدا ہوگی اور وہ کام یہ ہوگا کہ ہم منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اوس و خزرج اور مہاجرین کے درمیان لاتعلقی اور نفرت کی خلیج بڑھاتے رہیں۔ غلط فہمیوں میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ اوس و خزرج کو نہ صرف مکہ سے آنے والوں بلکہ ان کے رسولؐ سے بھی متنفر کرنے کا کام شروع کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ منافقت کے اس لباس میں ہم اپنا مدعا حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اے میرے عزیزو! اب بولو۔ میری یہ سوچ کیسی اور میرا یہ لائحہ عمل کیسا بھیانک ہے۔"

عبداللہ بن ابی کے اس استفسار پر کعب بن اشرف نے مسکراتے ہوئے کہا اے ابن ابی تمہاری سوچیں یقیناً راست اور تمہارا یہ فیصلہ بہترین ہے۔ اپنے اس فیصلے پر عمل درآمد کرتے ہوئے اگر تم اوس و خزرج اور مہاجرین میں نفرت بھری دوریاں اور کدورت بھرے فاصلے حائل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تم نہ صرف اوس و خزرج بلکہ یہود قبائل میں بھی اپنی موجودہ حالت سے کئی گنا زیادہ مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

بنو قریظہ کے کعب بن اسعد نے بھی اس فیصلے سے اتفاق کیا۔ پھر وہ سب اٹھ کر شہر کی طرف جا رہے تھے۔

○

جب مکہ نے رؤسا نے مل کر یہ فیصلہ کر لیا کہ (خاکم بدہن) حضورؐ کا خاتمہ کرنے کے لیے ہر قبیلے سے ایک جوان لیا جائے اور رات کے وقت آپؐ پر حملہ کر دیا جائے۔ تو

Marfat.com

اس مقصد کے لیے جس رات کا تعین کیا گیا تھا۔ اس رات جبرئیلؑ امین حضورؐ کے پاس آئے اور یہ ساری حقیقت کہنے کے علاوہ یہ بھی بتا دیا کہ آپؐ آج رات اپنے بستر پر نہ لیٹیں اس طرح ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو یثرب کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم بھی دے دیا گیا تھا۔

اس روز جب رات ہوئی تو قریش کے منتخب جوان آپؐ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ جب آپ سو جائیں تو آپؐ کا خاتمہ کر دیں۔

حضورؐ نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو حضرت علیؓ سے فرمایا۔ "تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری یہ حضرمی چادر اوڑھ لو اور اسی چادر میں سو جاؤ۔ ان حملہ آوروں کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ شے تم تک نہ پہنچ سکے گی اور آپؐ کے گھر کا گھیراؤ کرنے والوں میں ابوجہل بن ہشام بھی شامل تھا۔

جس وقت حضورؐ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا چکے اور اس کے بعد آپؐ اپنے گھر کے دروازے پر آئے تو اسی وقت ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "محمدؐ کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے احکامات کی پیروی کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے اردن کے باغوں جیسے باغ ہوں گے۔ اگر تم لوگوں نے یہ نہ کیا تو تمہیں قتل کرنا جائز ہو جائے گا اور جب تم لوگ اپنے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

اسی وقت حضورؐ۔ ابوجہل اور اس کے سارے ساتھیوں کے سامنے اپنے گھر سے نکلے اور اپنی مٹھی میں خاک بھر کر فرمایا۔

"نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ اَنْتَ اَحَدُهُمْ" (ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں اور تو بھی ان لوگوں میں سے ایک ہے جو آگ میں جلائے جائیں گے)

اللہ تعالیٰ نے ابوجہل اور اس کے ساتھ حضورؐ کے گھر کا گھیراؤ کرنے والے سب جوانوں کی بینائی چھین لی تھی۔ وہ سب حضورؐ کو جاتے ہوئے دیکھ نہ سکے اور آپؐ ان کے

Marfat.com

سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اور سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔
اور ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے سر پر حضورؐ نے خاک نہ ڈالی ہو۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص بھاگا بھاگا وہاں آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔
"تم لوگ یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟"

انہوں نے کہاب دیا۔ "محمدؐ کا"

اس پر وہ شخص بولا۔ "اللہ نے تم لوگوں کو محروم کر دیا۔ واللہ وہ ... سے خوب
نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پہ خاک نہ ڈالی ہے تب وہ باہر آئے
حضورؐ نے ابو بکرؓ کے ساتھ غار ثور
باتوں پہ شک ہو تو خود دیکھ لو۔

ان سب نے جب اپنے سروں
واقعی خاک پڑی ہوئی ہے - وہ ا ... ابوجہل کو بڑا دکھ اور قلق ہوا۔ اسے یقین تھا،
کہ حضورؐ کے گھر میں داخل ہوئے ... ہاں گئے ہوں گے۔ لہذا اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ
وہ کہنے لگے "واللہ ... سامنے آ کھڑا ہوا اور دروازے پر دستک دی۔
یہ اطمینان کر لو ... ت ابی بکرؓ نے دروازہ کھولا اور ابوجہل سے دروازے پر دستک دینے کی
جب

ابوجہل نے کہا۔ "اے بنتِ ابی بکرؓ! تیرا باپ کہاں ہے؟"

ف۱ جب حضورؐ اور ابی بکر صدیقؓ گھر سے نکل کر غارِ ثور کی طرف چلے گئے تو ابو بکر صدیقؓ کے پاس جو پانچ ہزار درہم کی رقم تھی وہ بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اس پر ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ اپنے بیٹے کے گھر آئے۔ ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انہوں نے اسماءؓ سے کہا۔ لگتا ہے ابو بکرؓ سارا مال ساتھ لے گئے ہیں اور تم لوگوں کے لیے کچھ نہیں رکھ کر گئے۔ اس پر اسماءؓ نے فوراً اس طاق پر پتھر رکھ کر۔ ان پر کپڑا ڈال دیا جس میں ابو بکرؓ نقدی رکھا کرتے تھے۔ اسماءؓ اپنے دادا کو طاق کی طرف لے گئیں اور کہا۔ ہمارے والد ہمارے لیے مال رکھ کر گئے ہیں' (باقی صفحہ ۴۳۰ پر)

Marfat.com

یہاں تو صرف میری بیٹیاں ہی ہیں اور ان کے یہاں رہنے میں کیا حرج ہے"؛

حضورؐ نے پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے مکّہ سے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کا
حکم دے دیا ہے"۔

حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟"

حضورؐ نے فرمایا "ہاں تم بھی ساتھ ہوگے"۔

اس انکشاف پر ابوبکرؓ خوش ہو کر کہنے لگے "اے اللہ کے نبیؐ! مجھے پہلے ہی
گئے اور انہیں مجھے آپؐ کے ساتھ ہی ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوگا لہٰذا میں نے احتیاط
حضورؐ نے جب پہلے سے خرید رکھے تھے اور ایک شخص عبداللہ بن ارقط کی خدمات بھی
پر لیٹ جاؤ اور میری یہ حضرمی چ ت کے دوران ہماری راہنمائی کرے۔ ہجرت کے لیے خرید
طرف سے کوئی ناپسندیدہ شے تم تک نہ ... کے حوالے کر رکھے ہیں۔ وہ ان اونٹوں کی دیکھ بھال
میں ابوجہل بن ہشام بھی شامل تھا۔

جس وقت حضورؐ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا چکے کریمؐ خوش ہوئے۔ اب اس ہجرت
گھر کے دروازے پر آئے تو اسی وقت ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کو حضورؐ نے اپنے بستر پر لٹا کر
"محمدؐ کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے احکامات کی پیروی کرو تو عرب
کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے جنت
اردن کے باغوں جیسے باغ ہوں گے۔ اگر تم لوگوں نے یہ نہ کیا تو تمہیں قتل کرنا جائز ہو
جائے گا اور جب تم لوگ اپنے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے
آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

اسی وقت حضورؐ۔ ابوجہل اور اس کے سارے ساتھیوں کے سامنے اپنے
گھر سے نکلے اور اپنی مٹھی میں خاک بھر کر فرمایا۔

"نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ اَنْتَ اَحَدُهُمْ" (ہاں میں یہ
باتیں کہتا ہوں اور تو بھی ان لوگوں میں سے ایک ہے جو آگ میں جلائے جائیں گے)

اللہ تعالیٰ نے ابوجہل اور اس کے ساتھ حضورؐ کے گھر کا گھیراؤ کرنے والے سب
جوانوں کی بینائی چھین لی تھی۔ وہ سب حضورؐ کو جاتے ہوئے دیکھ نہ سکے اور آپؐ ان کے

Marfat.com

اونٹ غار کی طرف لے آئے۔

اس کے علاوہ ابوبکرؓ نے اپنی بیٹی اسماءؓ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ غار میں کھانا پہنچایا کرے۔" اس کے بعد حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکان کی پچھلی کھڑکی سے نکل کر جبلِ ثور کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

رات کے وقت ہی حضورؐ اور ابوبکر صدیقؓ غار ثور کے پاس جا پہنچے۔ تو حضورؐ کی سلامتی کی خاطر ابوبکرؓ اس تاریک غار کے اندر پہلے خود داخل ہوئے، یہ اطمینان کرنے کی خاطر کہ غار کے اندر کوئی درندہ یا سانپ تو نہیں۔ غار کے اندر جب ابوبکرؓ نے خوب گھوم پھر کر اطمینان کر لیا کہ غار کے اندر کوئی ضرر رساں شے نہیں ہے تب وہ باہر آئے اور حضورؐ کو غار ثور میں لے گئے۔ اس طرح مکّہ سے نکل کر حضورؐ نے ابوبکرؓ کے ساتھ غار ثور میں پناہ لے لی تھی۔

حضورؐ کے یوں بچ کر نکل جانے پر ابوجہل کو بڑا دکھ اور قلق ہوا۔ اسے یقین تھا، کہ حضورؐ اپنے گھر سے نکل کر ابوبکرؓ کے ہاں گئے ہوں گے۔ لہٰذا اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ابوجہل، ابوبکرؓ کے گھر کے سامنے آ کھڑا ہوا اور دروازے پر دستک دی۔

اسماءؓ بنت ابی بکرؓ نے دروازہ کھولا اور ابوجہل سے دروازے پر دستک دینے کی وجہ پوچھی۔

ابوجہل نے کہا۔ "اے بنتِ ابی بکرؓ! تیرا باپ کہاں ہے؟"

لہ جب حضورؐ اور ابی بکر صدیقؓ گھر سے نکل کر غارِ ثور کی طرف چلے گئے تو ابوبکر صدیقؓ کے پاس جو پانچ ہزار درہم کی رقم تھی وہ بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اس پر ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہ اپنے بیٹے کے گھر آئے۔ ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انھوں نے اسماءؓ سے کہا۔ لگتا ہے ابوبکرؓ سارا مال ساتھ لے گئے ہیں اور تم لوگوں کے لیے کچھ نہیں رکھ کر گئے۔ اس پر اسماءؓ نے فوراً اس طاق پر پتھر رکھ کر ان پر کپڑا ڈال دیا جس میں ابوبکرؓ نقدی رکھا کرتے تھے۔ اسماءؓ اپنے دادا کو طاق کی طرف لے گئیں اور کہا۔ ہمارے والد ہمارے لیے مال رکھ کر گئے ہیں، (باقی صفحہ ۴۳۰ پر

Marfat.com

اس استفسار پر اسماءؓ نے جواب دیا۔ واللہ! میں نہیں جانتی میرے باپ کہاں ہیں اس پر ابوجہل کو بڑا غصہ اور طیش آیا۔ اس نامراد، بدمعاش اور خبیث نے اپنا دایاں ہاتھ اُٹھایا اور اسماءؓ بنتِ ابوبکرؓ کے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ اسماءؓ کے کان کی بالی گر گئی۔ اس کے بعد ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

بہرحال حضورؐ نے ابوبکرؓ کے ساتھ غارِ ثور میں تین روز تک قیام فرمایا۔ اس دوران عبداللہ بن ابی بکرؓ دن بھر قریش کے اندر رہتے اور حضورؐ سے متعلق جو کچھ مشورے ہوتے وہ شام کے وقت یہ ساری خبریں غارِ ثور میں حضورؐ تک پہنچا دیتے۔

ابوبکرؓ کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ جو ابوبکرؓ کا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ وہ دن بھر اہلِ مکہ کے چرواہوں کے ساتھ ریوڑ چرایا کرتا اور جب شام ہوتی تو ریوڑ کو غار کے پاس لے آتا۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ غارِ ثور میں حضورؐ اور ابوبکرؓ کو بکریوں کا دودھ مہیا کیا جاتا تھا بلکہ کسی بکری کو ذبح کر کے انہیں گوشت بھی فراہم کیا جاتا تھا اور جب عبداللہ بن ابی بکرؓ قریش کی خبریں حضورؐ تک پہنچانے کے بعد مکہ کی طرف لوٹنے لگتے تو عامر بن فہیرہ ریوڑ کو ان کے پیچھے لگا دیتے تاکہ ان کے قدموں کے نشانات مٹ جائیں۔

تین دن کے بعد ابن ارقط وہ اُونٹ لے کر بھی آ گیا جو ابوبکرؓ نے ہجرت کر جانے کی غرض سے اپنے اور حضورؐ کے لیے خرید رکھے تھے اور ساتھ ہی اسماءؓ بنت ابی بکرؓ توشہ دان بھی لے کر آ گئیں۔

اُونٹ لے کر آنے والا عبداللہ بن ارقط اپنے ساتھ تین اُونٹ لے کر آیا۔ ایک اپنے لیے ایک ابوبکرؓ کے لیے اور تیسرا حضورؐ کے لیے۔ ابن ارقط نے بھی راستوں کی راہنمائی کے لیے ساتھ جانا تھا۔

جب حضورؐ، ابوبکرؓ اور ابنِ ارقط اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو گئے تو اسماءؓ بنت ابی بکرؓ قریب آئیں کہ اُونٹ کے کجاوے سے وہ توشہ دان باندھ دیں جو وہ لے کر آئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۹) ابو محافہ نے پتھروں پر رکھے ہوئے کپڑے پر ہاتھ پھیرا اور مطمئن ہو گیا۔

Marfat.com

تھیں لیکن جب وہ باندھنے لگیں تو جانا کہ توشہ دان کا بندھن تو وہ لے کر ہی نہیں آئیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنی کمر کو باندھنے والا کپڑا یعنی نطاق کھولا اور اُسے پھاڑ کر دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصّے سے انہوں نے توشہ دان اُونٹ کے کجاوے سے باندھ دیا، اور دوسرے حصّے کو اپنی کمر سے باندھ لیا تھا۔ اس طرح حضورؐ ابو بکرؓ اور ابنِ ارقط کے ساتھ غارِ ثور سے یثرب کی طرف ہو گئے تھے۔

○

قریش کے روسائ نے جب یہ جانا کہ حضورؐ ان کے ہاتھوں سے بچ کر نکل گئے ہیں۔ تو انہوں نے ایسے شخص کے لیے سو اُونٹ کا انعام مقرر کیا جو حضورؐ کو پکڑ کر لائے۔ اس انعام کے اعلان پر مکّہ میں ایک ہلچل سی مچ گئی تھی۔ اسی روز مکّہ میں کچھ لوگ ایک مجلس کی صورت میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان اس مجلس میں آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ " اے اہلِ مجلس میں نے مکّہ کے نواح میں تین مسافروں کو گزرتے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمدؐ اور ان کے ساتھی ہیں۔"

اس پر مجلس میں بیٹھے ایک جوان سراقہ بن مالک نے اس خبر لانے والے کو آنکھ سے اشارہ کر کے خاموش رہنے کو کہا اور پھر بلند آواز سے اہلِ مجلس کو سنانے کی خاطر بولا۔ ' وہ تینوں تو فلاں قبیلے کے تھے اور وہ بچارے تو اپنے گم شدہ جانور تلاش کر رہے تھے۔ میں ان سے مل چکا ہوں۔"

سراقہ بن مالک کی اس توضیح پر اہلِ مجلس تو مطمئن ہو گئے۔ پر خود سراقہ بن مالک اس مجلس سے اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا کیوں کہ اس نے حضورؐ کو تلاش کر کے سَو اونٹوں کا انعام حاصل کرنے کا عزم کر لیا تھا۔

پس گھر آکر سراقہ نے اپنے گھوڑے کو تیار کیا۔ خود بھی مسلح ہوا پھر حضورؐ کا تعاقب کرنے سے قبل اس نے فال معلوم کرنے والے تیر لیے اور اس تعاقب کا حال جاننے کے لیے اس نے تیر پھینکے۔ پر تیر مخالفت اور ناپسندیدگی کا نکلا۔ جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ حضورؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن سراقہ بن مالک نے اس فال کو قبول نہ کیا۔

Marfat.com

لہذا فال والے وہ تیر اپنے ساتھ لے کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حضورؐ کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔

سراقہ بن مالک حضورؐ کے تعاقب میں اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا کہ اچانک اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ نیچے گر گیا۔ سراقہ نے دل میں خیال کیا کہ یہ جو میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں نیچے گر گیا ہوں تو اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ اپنے دل کو اس معاملے میں ڈھارس اور تسلی دینے کی خاطر اپنے فال والے تیر نکالے اور انہیں پھینک کر فال دیکھنا چاہی لیکن اس بار بھی وہی تیر نکلا جو سراقہ کی پسند اور طبع کے خلاف تھا اور جو سراقہ کی طرف سے حضورؐ کو کوئی ضرر پہنچانے والا نہ تھا۔

سراقہ نے ایک بار پھر اس فال کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور پھر حضورؐ کا تعاقب اس نے شروع کر دیا تھا۔ وہ ہر حالت میں حضورؐ کو پکڑ کر قریش کے حوالے کر کے سو اونٹ حاصل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس طرح ایک بار پھر سراقہ اس تعاقب کو جاری رکھنے کے لیے اپنے گھوڑے کو دوڑا رہا تھا۔

جس وقت سراقہ کا گھوڑا دوڑ رہا تھا تو ایک بار پھر سراقہ کے گھوڑے نے بری طرح ٹھوکر کھائی اور سراقہ انتہائی بے بسی و لاچارگی کے عالم میں اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک بار پھر سراقہ نے دل میں خیال کیا کہ آخر کیوں میرا گھوڑا ٹھوکر کھاتا ہے اور میں زمین پر گر پڑتا ہوں۔ اس معاملے میں اپنے دل کو سکون اور تسلی دینے کے لیے اس نے ایک بار پھر فال کے تیر نکال کر پھینکے لیکن وہ حیران ہوا کہ اس بار بھی وہی تیر نکلا جسے وہ ناپسند کرتا تھا اور جو حضورؐ کی سلامتی کی نشاندہی کرتا تھا۔

سراقہ بن مالک نے پھر اس فال کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پھر حضورؐ کو جا لینے کی فکر میں گھوڑے کو دوڑانے لگا۔ تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے کے بعد اسے اپنے سامنے حضورؐ، ابی بکر صدیقؓ اور ابن اریقط جاتے ہوئے صاف دکھائی دینے لگے

لے سراقہ بن مالک کے اس تعاقب کی یہ ساری تفصیل علامہ ابن ہشام کی تاریخ سے ماخوذ کی گئی ہے۔

Marfat.com

جب وہ بالکل ان کے قریب پہنچ گیا۔ تب ایسا ہوا کہ اس کے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور سراقہ بن مالک نیچے گر گیا۔ جب گھوڑے نے اپنے دھنسے ہوئے پاؤں باہر نکالے تو سراقہ بن مالک نے دیکھا وہاں سے بگولے کی طرح دھواں نکلا تھا۔ سراقہ بن مالک نے جب یہ سماں دیکھا تو جان گیا کہ وہ حضورؐ کو نہیں پکڑ سکتا اور یہ کہ حضورؐ اس سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ پھر سراقہ بن مالک نے دیکھا اور آپؐ کے ساتھیوں کو پکارتے ہوئے کہا۔ "اے لوگو! میں سراقہ بن مالک بن جشم ہوں، مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تم لوگوں سے بات کروں۔ واللہ میں تم لوگوں کے ساتھ دغا نہ کروں گا اور نہ ہی میری طرف سے کوئی ایسی بات ہوگی جو تم لوگ پسند نہ کرو۔"

سراقہ بن مالک کے یہ الفاظ سن کر حضورؐ نے ابی بکرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِي مِنَّا (اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے)

ابوبکر صدیقؓ نے جب حضورؐ کے ارشاد کے مطابق سراقہ بن مالک سے دریافت کیا تو اس نے کہا۔ "مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں جو میرے پاس بطور نشانی کے رہے۔"

حضورؐ نے پھر فرمایا "اُكْتُبْ لَهُ يَا اَبَا بَكْر (اے ابوبکرؓ اسے لکھ دو)۔ ابوبکرؓ نے ایک ہڈی پر مطلوبہ تحریر لکھ کر سراقہ بن مالک کی طرف پھینک دی۔

لے حضورؐ نے جب مکہ فتح کر لیا اور حنین و طائف کی جنگوں سے بھی فارغ ہو گئے تو سراقہ بن مالک حضورؐ کی دی ہوئی تحریر لے کر نکلا۔ اس وقت حضورؐ مکہ سے طائف جانے والی شاہراہ پر جعرانہ کے مقام پر قیام کیے ہوئے تھے۔ اس وقت حضورؐ کے گرد بہت لوگ جمع تھے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اسے حضورؐ کے پاس جانے کا موقع نہ مل رہا تھا کہ اس نے حضورؐ کی دی ہوئی تحریر کو بلند کرکے کہا۔ "میں سراقہ بن مالک ہوں۔ میرے پاس آپ کی ایک تحریر ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ "اسے میرے قریب لاؤ۔"

سراقہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کی "یا رسول اللہ!

Marfat.com

سراقہ نے وہ تحریر اپنے ترکش میں رکھ لی اور وہاں سے چلا گیا اور اس واقع کا کسی سے ذکر نہ کیا جب کہ حضورؐ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ پھر یثرب کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

ن

ابی حقیق اور خولیہ ایک روز دونوں باپ بیٹی یثرب شہر میں یہودیوں کے اس مکتب میں داخل ہوئے جس میں توریت کی تعلیم دی جاتی تھی اور اس مکتب کے سب سے بڑے یہودی عالم کا نام عبداللہ بن صوریا تھا۔ دونوں باپ بیٹی اس وقت اس عبداللہ بن صوریا کے پاس آئے جب کہ وہ مکتب میں اپنے کمرے کے اندر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔

ابی حقیق کو دیکھ کر عبداللہ بن صوریا نے اس کی عزت و تکریم کی اور اپنے سامنے خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اے ابی حقیق! آج تم اپنی بیٹی خولیہ کے ساتھ کس غرض کے تحت مکتب میں آئے ہو"

ابی حقیق اور خولیہ دونوں باپ بیٹی عبداللہ بن صوریا کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر ابی حقیق بولا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اے ابن صوریا! آج میں ایک بہت بڑا مقصد لے کر آپ کی طرف آیا ہوں"

ابن صوریا نے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا۔ "کیسا مقصد؟"

ابی حقیق نے پھر کہا۔ "اے ابن صوریا! میں جانتا ہوں یہودیت میں اس وقت آپ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ہے۔ اسی لیے میں آپ کی طرف آیا تاکہ آپ سے مکہ میں نمودار ہونے والے اس شخص کی اصلیت اور حقیقت جانوں جسے لوگ اللہ کا رسول سمجھ کر ایمان لائے ہیں اور اس پہ ایمان لانے والے کچھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ بھی آگئے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۳) میرا ایک پانی کا حوض ہے۔ وہاں بھولے بھٹکے اونٹ آتے ہیں اور میں اس حوض کو پانی سے بھرتا ہوں تاکہ وہ اونٹ پانی پئیں کیا مجھے اس کا کوئی اجر ملے گا"

آپؐ نے فرمایا۔ "ہر پیاسے جگر والی چیز کے لیے اجر ہے"۔ اس کے بعد سراقہ اپنے گھر چلا گیا اور وہاں سے حضورؐ کی خدمت میں زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کیے۔

Marfat.com

اے ابن صوریا ! کیا آپ مجھے اس رسولؐ کی اصلیت کے بارے میں تفصیل سے نہ بتائیں گے"۔

ابی حقیق کے اس استفسار پر ابن صوریا چند ساعتوں تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر کہا۔ "اے ابی حقیق! بے شک اس رسولؐ کی حالت و صفت توریت میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں اور اگر کوئی ایمان لانے کی طلب رکھتا ہو تو اس کے لیے مکہ کے اس رسولؐ سے متعلق کافی راہنمائی ہے۔ پر اے ابی حقیق میں تم سے یثرب میں رونما ہونے والے ایک ایسے واقع کا ذکر کرتا ہوں جو بہت پہلے گزرا پر مکہ کے اس رسولؐ کی رسالت اور حقانیت پر مکمل اور واضح طور پہ استدلال کے طور پہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ سن ابی حقیق! میں تمہیں اس واقع کی تفصیل بتاتا ہوں۔

"یمن کا ایک بادشاہ تھا، نام جس کا تبان اسعد ابو کرب تھا۔ اس نے مغربی اور شمالی سرزمینوں کی طرف یلغار کی۔ اس نے یثرب کو فتح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کا حاکم و والی مقرر کر کے آگے نکل گیا۔ لیکن اس کی غیر موجودگی میں اہلِ یثرب نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ لہذا بادشاہ ابو کرب اس نیت سے یثرب کی طرف پلٹا کہ وہ حملہ آور ہو کر یثرب کو نیست و نابود اور تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔ اس نے یہ بھی فیصلہ کر لیا وہ اس شہر کے رہنے والوں کا خاتمہ کر دے گا اور کھجوروں کے سارے باغات کاٹ دے گا۔ بہر حال شہر کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ابو کرب نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ابھی یہ محاصرہ جاری ہی تھا کہ بنو قریظہ کے دو یہودی عالم اس ابو کرب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان دونوں علماء میں سے جو اپنی علمیت اور یثرب کے اندر اپنے مقام کے لحاظ سے زیادہ تھا اس کا نام سامول تھا۔ پس اسی سامول نے یمن کے بادشاہ ابو کرب کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بادشاہ! تو ایسا کر کہ اس شہر کا محاصرہ ترک کر دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے اور اس شہر کے درمیان کسی نہ کسی طرح کی روک ضرور پیدا ہو جائے گی۔ یعنی خداوند جو اس ساری کائنات کا مالک ہے وہ تجھے اس شہر کی بربادی سے روک دے گا اور ہم تو یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر تم اپنے اس ارادے سے باز نہ آئے تو اس شہر کی بے حرمتی کی وجہ

Marfat.com

سے تمہیں کوئی فوری سزا بھی مل سکتی ہے۔"

ابوکرب نے ساموّل سے بڑی حیرت اور پریشانی میں پوچھا۔ کیوں اور کس بنا پر مجھے اس شہر کی بربادی سے روک دیا جائے گا؟"

ساموّل نے بادشاہ کے کرب اور پریشانی میں اور زیادہ اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس لیے کہ ان سرزمینوں کے اندر قریش کے قبیلے میں ایک رسولؐ مبعوث ہونے والے ہیں اور یہ شہر یثرب اس رسولؐ کا مستقر اور دارالہجرت ہوگا۔"

ساموّل کی اس گفتگو سے ابوکرب کی جستجو اور تجسس بڑھا۔ لہٰذا اس نے اس رسولؐ سے متعلق مزید معلومات حاصل کیں جو رسولؐ اس وقت مکہ میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ ساموّل کی گفتگو سے ابوکرب ایسا متاثر ہوا کہ وہ نہ صرف یہ کہ غائبانہ طور پر اس رسولؐ پر ایمان لایا بلکہ یثرب کے اندر اس نے ایک دو منزلہ محل تعمیر کرایا اور اس خواہش کا اظہار کیا، کہ وہ رسولؐ جب یثرب آئیں تو اسی محل میں قیام فرمائیں ۔ اور یہ محل اس وقت ایوبؓ انصاری کے تصرف میں ہے۔

ابوکرب ان دونوں یہودی عالموں سے خوش ہوا کیوں کہ انھوں نے اسے ایک آنے والے رسولؐ کی خبر دی تھی اور وہ رسولؐ یہی ہیں جو مکہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور پھر ابوکرب یثرب سے جب یمن کی طرف روانہ ہوا تو اُن دونوں عالموں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر لیا اور یثرب سے کوچ کر گیا۔

جب یمن کا یہ بادشاہ ابوکرب مکہ کے نزدیک عسفان کے مقام پر پہنچا تو بنی ہذیل میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور اسے مخاطب کر کے کہا۔" اے بادشاہ! ہم آپ کو ایک چھپے ہوئے خزانے کی نشاندہی نہ کر دیں جس میں موتی، زمرد، یاقوت اور سونا چاندی بکثرت موجود ہے۔

ان کی اس گفتگو پر ابوکرب خوش ہوا اور بنو ہذیل کے لوگوں سے کہا۔" اگر ایسا کوئی خفیہ خزانہ ہے تو پھر تم میرے لیے ضرور اس کی نشاندہی کرو۔"

بنی ہذیل کے لوگوں نے کہا۔" مکہ میں ایک حرم ہے ۔ اہلِ شہر اس کی پرستش کرتے

Marfat.com

کرتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھنے کے علاوہ وہاں دعائیں بھی مانگتے ہیں ۔ بس جس خزانے کی ہم نے تم سے نشاندہی کی ہے وہ اسی حرم کے اندر ہے ۔

بنو ہذیل کے لوگوں کی اس ترغیب پر یمن کے بادشاہ ابوکرب نے عزم کر لیا کہ وہ مکہ کے حرم سے یہ خزانہ ضرور حاصل کرے گا ۔ مکہ کی طرف کوچ کرنے اور اپنے اس عزم کو عملی جامہ پہنانے سے قبل ابوکرب نے ان دونوں یہودی علماء کو بلایا اور ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا ۔

اس پر ان دونوں علماء میں سے ایک نے کہا ۔ " اے بادشاہ ! تو اس کام کا قصد ہرگز نہ کرنا ۔ بنی ہذیل کے لوگوں نے تجھے اور تیرے لشکر کو تباہ و برباد کر دینے کے لیے یہ مشورہ دیا ہے ۔ اس لیے کہ آج تک جس نے بھی اس حرم میں بدکاری یا وہاں سرکشی کرنا چاہی تو وہ تباہ و برباد ہو گیا ۔

سنو بادشاہ ! روئے زمین پر صرف یہی ایک حرم ہے جسے خداوند نے زمین پر اپنا گھر قرار دیا ہے ۔ اگر تو نے ایسا کیا جس پر لوگوں نے تجھے ابھارا ہے ، تو پھر تو اور تیرے ساتھ جو بھی اس کام میں حصہ لے گا سب تباہ ہو جائیں گے ۔"

ابوکرب نے پریشانی میں پوچھا ۔ " تو پھر تم دونوں کا کیا مشورہ ہے مجھے مکہ جانا چاہیے یا نہیں ۔"

اس پر بڑے عالم سامول نے ناصحانہ انداز میں کہا ۔ " اے بادشاہ ! تو ضرور وہاں جا کیوں کہ یہ مکہ شہر اس آنے والے رسولؐ کا مولد اور جائے پیدائش ہے جس پر ہم پہلے سے ایمان رکھتے ہیں اور اب تم بھی اس پر غائبانہ ایمان لا چکے ہو ۔ پر وہاں جا کر ہرگز سرکشی نہ کرنا ۔ وہاں کے لوگ اس گھر کے پاس جو کچھ کرتے ہیں وہ تو بھی کرنا ۔ اس کا طواف کرنا اس کی تعظیم و تکریم کرنا ۔ اس کے پاس سر منڈوانا اور جب تک وہاں رہنا عاجزی و

لہ یمن نے بادشاہ ابوکرب نے بنو ہذیل کے ان لوگوں کے ہاتھ کٹوا دیئے تھے جنہوں نے اسے حرم کعبہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تھی ۔

Marfat.com

انکساری کے ساتھ رہنا "

یثرب کا وہ یہودی عالم عبداللہ بن صوریا تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر ابی حقیق اور خولیہ کو مخاطب کر کے اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا "جانتے ہو ان دونوں یہودی علماء کے اس مشورے پر یمن کے بادشاہ ابوکرب نے کیا استفسار کیا۔ اس نے ان دونوں علماء سے پوچھا" کیا تم سب یہودی بھی ایسا ہی کرتے ہو۔ جیسا تم مجھے مشورہ دے رہے ہو۔

اس پر یہودی عالم سامول نے پھر بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے بادشاہ! بلاشبہ یہ حرم ہمارے باپ ابراہیم کا گھر ہے اور اس میں کسی بھی طرح کا کوئی شک نہیں کہ کہ اس گھر کے پاس ایسا ہی کرنا چاہیئے جیسا ہم نے تمہیں مشورہ دیا ہے لیکن یہودی اس بنا پر ایسا نہیں کرتے کہ مکہ میں رہنے والوں نے اس گھر کے اطراف میں بُت نصب کر دیئے ہیں اور ان بتوں کے آگے قربانیاں کرنے لگے ہیں۔ یوں انہوں نے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کر دی ہے اور ان لوگوں کا یہی نجس اور شرک ہمیں اس طرف آنے سے روکتا ہے "

اِن دونوں علماء کے مشورے پر یمن کا بادشاہ مکہ ابوکرب مکہ گیا۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ سر منڈوایا، اُونٹ ذبح کروائے۔ اس طرح اس نے مکہ میں چھ روز تک قیام کیا اور اس قیام کے دوران وہ جانور ذبح کر کے وہاں کے لوگوں کو کھلاتا رہا۔ اور شہد[1] پلاتا رہا۔ اس کے علاوہ اس نے بیت اللہ پر غلاف بھی چڑھایا[2] اور یہ غلاف جو اس نے خانہ کعبہ پر چڑھایا تھا وہ ٹاٹ کا تھا۔

---

[1] ابوکرب نے حرم کے لیے جو کام سرانجام دیئے ان کے متعلق عرب کی مشہور شاعرہ سُبیعہ نے بہترین اشعار کہے ہیں۔

[2] عربوں کے خیال کے مطابق ابوکرب پہلا بادشاہ تھا جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور حرم کے منتظمین بنو جرہم کو ہمیشہ غلاف چڑھانے، حرم کو پاک صاف رکھنے اور نجس اور چیتھڑے اس کے نزدیک نہ آنے کی وصیت کی تھی۔

Marfat.com

پھر ابو کرب نے خواب دیکھا اور اس خواب میں اسے بتایا گیا کہ اس سے بہتر غلاف چڑھاؤ۔ اس خواب سے ابو کرب بڑا متاثر ہوا۔ سو اس نے خانہ کعبہ پر معافر[1] کا غلاف چڑھایا۔

اس کے بعد اس نے پھر اسی سلسلے کا خواب دیکھا اور اسے بتایا گیا کہ اس سے بھی بہتر غلاف چڑھاؤ۔ اس پر ابو کرب نے اس بار بیت اللہ پر ملاء[2] اور وصائل[3] کا غلاف چڑھایا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ابن صوریا دم لینے کو رُک گیا۔ ابی حقیق اور خویلہ کو مخاطب کر کے عبد اللہ بن صوریا پھر کہہ رہا تھا۔

"اور سنو عزیزو! ایسا ہوا کہ مکہ میں چھ دن قیام کرنے کے بعد ابو کرب اپنے وطن یمن کی طرف روانہ ہوا اور یثرب کے دونوں عالموں کو بھی اپنے ساتھ یمن لے گیا۔ اور دیکھو ایسا ہوا کہ جب وہ اپنے مرکزی شہر کے قریب پہنچا تو شہر کے لوگ باہر نکلے اور ابو کرب کا راستہ روک کر انہوں نے دھمکی آمیز انداز میں اس سے کہا۔" جب تک ہم یہاں ہیں تو اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ہمیں یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ تو نے اپنا آبائی دین ترک کر دیا ہے اور مکہ کے ایک آنے والے رسولؐ پر ایمان لے آیا ہے پس ہم تمہیں اپنے شہر میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اس لیے کہ تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔"

اہلِ شہر کا یہ رویہ دیکھ کر ابو کرب نے انہیں اپنے اس نئے دین کی دعوت دی اور کہا کہ یہ دین تمہارے دین سے بہتر ہے"۔ ابو کرب کا یہ اعلان سُن کر اہلِ شہر نے متفقہ فیصلہ کرنے کے بعد جواب دیا۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو پھر آگ پر فیصلہ ہو گا اور اے ابی

---

[1] معافر عرب کے ایک شہر کا نام تھا۔ اسی شہر کی نسبت سے یہ کپڑا منسوب تھا۔

[2] ملاء اس چادر کو کہتے ہیں جو دو پاٹ ملا کر بنائی گئی ہو۔

[3] وصائل ایک عمدہ قسم کے یمنی کپڑے کا نام ہے۔

Marfat.com

حقیق! ان دِنوں اہلِ یمن کے مطابق ان کے ملک میں ایک آگ تھی جو مختلف امور میں ان کے درمیان ثالثی کا فیصلہ صادر کیا کرتی تھی۔ وہ آگ ظالم کو کھا جاتی تھی اور مظلوم کو کوئی ضرر نہ پہنچاتی تھی۔

آخر ابوکرب نے اپنی قوم کے اس فیصلے کو تسلیم کر لیا۔ اس امر کو نمٹانے کے لیے باہمی صلاح مشورہ سے ایک دِن مقرر کیا گیا جس دن آگ سے ثالثی لی جانی تھی۔ اس کے بعد ابوکرب اپنے شہر میں داخل ہوا۔

پس مقررہ دِن ابوکرب کی قوم اپنے بتوں اور ان چیزوں کے ساتھ نکلی، جن کے ذریعے سے وہ لوگ تقربِ خداوندی حاصل کرنے کا دعویٰ کیا کرتے تھے اور خود بادشاہ اور یثرب کے دونوں عالم بھی نکلے اور سب اس جگہ جا بیٹھے جہاں سے وہ آگ نِکلا کرتی تھی۔ وہ ایک غار نما جگہ تھی جہاں سے وہ آگ نِکلا کرتی تھی۔ پس وہ آگ ایک دم نکلی اور یمن کے جو مذہبی پیشوا اور پجاری وہاں کھڑے تھے انہیں ان کے بتوں سمیت خاکستر کر کے رکھ دیا جب کہ وہ دونوں عالم اور خود ابوکرب پسینہ پونچھتے ہوئے اس آگ سے خیریت کے ساتھ باہر نِکل گئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبداللہ بن صوریا[۱] رک گیا۔ پھر ابی حقیق اور خویلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا، "اے ابی حقیق! اس واقع سے تم خود ہی بخوبی اندازہ لگا سکتے

---

[۱] مکّہ سے مدینۃ النبیؐ ہجرت کر جانے کے بعد حضورؐ ایک روز یہودی کے مکتب میں داخل ہوئے اور فرمایا، "تم میں جو سب سے بہتر عالمِ دین ہے اسے میرے پاس لے کر آؤ۔" لوگ عبداللہ بن صوریا کو لے کر آئے۔ آپؐ ابن صوریا کو علیحدگی میں لے گئے اور فرمایا تمہیں اس انعام کی قسم جو اللہ نے تم پر کیا۔ مَن وسلوا کی اور اس ابر کی قسم جو دشتِ سینا میں بنی اسرائیل پر سایہ کرتا تھا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں"۔

عبداللہ بن صوریا نے جواب دیا، "بے شک آپؐ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔ آپؐ کے احوال اور صفات توریت میں واضح ہیں۔ پر بنی اسرائیل نے آپؐ سے (باقی صفحہ ۴۴۱ پر)

Marfat.com

ہو کہ مکہ میں مبعوث ہونے والے اس پیغمبر کا دین سچا ہے یا نہیں۔

اے ابی حقیق! اگر یہودیت کی کتابوں کے حوالے سے تم مجھ سے سچی بات سننا چاہتے ہو تو حقیقت یہ ہے کہ مکہ میں مبعوث ہونے والے یہ رسول محمدؐ بن عبداللہ کے سچے رسول ہیں جن کا یہودی بے تابی سے انتظار کرتے رہے ہیں۔

اے ابی حقیق! قسم خداوند کی اگر میرے بس میں ہوتا تو میں مکہ کے اس رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان پر ایمان لانے میں سبقت کرتا۔ پر کیا کروں میں ڈرتا ہوں۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں اگر میں نے ایسا کیا تو یثرب کے یہودی مجھے قتل کر دیں گے۔ اس لیے کہ ہماری قوم تو اس رسولؐ کے انتظار میں یہ آس لگائے بیٹھی تھی کہ یہ رسولؐ اسحاقؑ کی نسل سے ہوں گے۔"

پر اے ابی حقیق! مکہ کے یہ رسولؐ جن کا ہم سب انتظار کر رہے تھے یہ چونکہ اسحاقؑ کے بجائے اسمٰعیلؑ کی نسل سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اس لیے سارے یہودی ان پر ایمان لانے کی بجائے ان کے خلاف ہو گئے ہیں۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہودی اس رسولؐ کا انتظار کرتے رہے ہیں اور اوس و خزرج کو دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ جب ہمارے یہ رسولؐ ظہور کریں گے تو ہم تم لوگوں پر غالب آ جائیں گے۔ اور اب جب کہ وہی رسولؐ مکہ میں ظہور کر چکے ہیں تو یہودی ان سے حسد کرنے لگے ہیں۔ صرف اس بنا پر کہ انہوں نے عربوں میں ظہور کیا۔"

"اے ابی حقیق! میں سمجھتا ہوں عربوں کے قبیلے اوس و خزرج خوش قسمت ہیں، جو اس رسولؐ پر ایمان لا رہے ہیں اور انہیں یثرب آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ جب کہ اس معاملہ میں یہودی بدقسمت ہیں جو اس رسولؐ سے حسد کرنے لگے ہیں۔ جن کا وہ برسوں سے انتظار کرتے رہے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۰) حسد کیا"۔ حضورؐ نے پوچھا تمہیں ایمان لانے میں کیا شے مانع ہے۔ عبداللہ بن صوریا نے کہا: "میری قوم کی دشمنی مجھے ایسا کرنے سے روکتی ہے۔"

Marfat.com

اے ابی حقیق! جو تو نے سوال کیا تھا۔ اس کے جواب میں جو میں نے کہنا تھا کہہ چکا۔ اب اس ساری گفتگو اور حقیقتِ احوال سے تم اس رسول کی صداقت سے متعلق بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو۔"

ابی حقیق اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عبداللہ بن صوریا کا اس نے شکریہ ادا کیا اور پھر خولیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" خولیہ! خولیہ! میری بیٹی! آؤ چلیں۔" خولیہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں باپ بیٹی اس یہودی مکتب سے نکل گئے تھے۔

○

ابی حقیق اور خولیہ دونوں باپ بیٹی مکتب سے نکلے کہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سامنے کی طرف سے ان کا غلام ملیس بھاگتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ ملیس کو یوں بھاگ کر آتے دیکھ کر خولیہ بے چاری فکرمند ہوگئی تھی۔ اس کے چہرے پر شکاری کے گھاؤ، کھوئے ہوئے، ویران گھر اور جنون کے ویرانوں جیسے جذبات بکھر گئے تھے۔ اس کے تاثرات میں سردیوں کی بارش اور دل کے زخموں جیسی اداسیاں رچ بس گئی تھیں۔ مجموعی طور پر خولیہ کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے اس کے سامنے آندھیوں کی دیواریں کھڑی کردی گئی ہوں۔ اسی لیے جب ملیس قریب آیا تو خولیہ تیزی سے اس کی طرف لپکی اور اپنی سیاہ کتابوں کے اوراق جیسی پریشانیوں اور اندھی تاریکیوں جیسی اداسیوں پر قابو پاتے ہوئے فوراً اس نے پوچھ لیا۔" ملیس! ملیس! خیریت تو ہے تو اس طرح بدحواسی میں بھاگتے بھاگتے کیوں آ رہے ہو۔"

ملیس ان کے سامنے آ کر رکا۔ اپنی سانسوں پر اس نے قابو پایا پھر بولا۔" میں بدحواسی میں بھاگ کر ادھر نہیں آ رہا بلکہ خوشی میں میری یہ حالت ہو رہی ہے اور میں آپ دونوں کے لیے ایک خوش خبری لے کر آیا ہوں۔"

خولیہ مٹی کے روپ سروپ، خوابوں کے ہالے، تعبیر کی کشش اور سورج کی پہلی کرن پر ہنسنے والے معصوم بچے کی طرح کھل اٹھی تھی اور جلدی جلدی اس نے پوچھا۔" تم ہمارے لیے کیا خوش خبری لے کر آئے ہو۔"

Marfat.com

لمیس نے گہری خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ دونوں کے لیے یہ خوشخبری لے کر آیا ہوں کہ سماک اور ربیطہ کا بیٹا پیدا ہوا ہے۔"

خویلہ نے چلا کر پوچھا۔ "کیا ——— ربیطہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔

لمیس نے دوبارہ توثیق کرنے کے انداز میں کہا۔ "ہاں ! ربیطہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ سماک اور ربیطہ نے اپنے اس بیٹے کا نام خالد رکھا ہے۔ یعنی خالد بن سماک بن خرشہ"۔

یہ خبر سن کر خوشی میں خویلہ کی حالت طاقوں میں جلتے انجم و ماہ، پھولوں کے اندر چھپی خوشیوں۔ بہار کے گلابوں کی پنکھڑیوں، نغمات کے زریں بچھونوں اور خوشی میں محوِ رقص کوہ قاف کی تتلیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ اس خوشی میں ڈوبی سی رہی پھر ایک دم وہ سنبھلی اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"بابا ! آپ لمیس کے ساتھ آتے رہیے گا۔ میں ربیطہ کی طرف جاتی ہوں۔ بابا ! بابا ! میں اب خالہ ہو گئی ہوں۔ اپنی بہن ربیطہ کے بچے خالد بن سماک کی خالہ"۔ اس کے ساتھ ہی اپنے اطراف کو فراموش کرتی ہوئی خویلہ سماک کے مکان کی طرف بھاگ رہی تھی۔ خود ابی حقیق کے چہرے پر بھی خوشیاں برس رہی تھیں۔ پھر اس نے لمیس کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"لمیس ! لمیس ! تمہیں سماک اور ربیطہ کے بچے کی خبر کس نے دی ؟"

لمیس بولا۔ "آقا ! میں بازار سے گزر رہا تھا کہ گھر کے لیے سودا سلف خریدوں تو وہاں مجھے ابوقیس مل گیا اور اس نے مجھے یہ خبر سنائی ہے۔"

ابی حقیق نے پھر خوشیاں برساتے لہجے میں کہا۔ "اچھا تم جاؤ۔ بازار سے اپنی خرید و فروخت کر کے گھر لوٹو، میں سماک اور ربیطہ کی طرف جاتا ہوں"۔

لمیس چپ چاپ بازار کی طرف چلا گیا جب کہ ابی حقیق بائیں طرف مڑتے ہوئے سماک کی حویلی کی طرف جا رہا تھا۔

○

Marfat.com

خویلہ طلب کے گریزپا لمحوں کی طرح بھاگتی ہوئی سماک کی حویلی میں داخل ہوئی۔ اس نے دیکھا سامنے والے کمرے میں سماک بیٹھا تھا اور اس کے سامنے مسہری پر ربیطہ لیٹی ہوئی تھی جب کہ اس کے پہلو میں اس کا بچہ تھا۔ خویلہ طوفانی انداز میں اس کمرے میں داخل ہوئی اور بغیر کسی تمہید کے اس نے بلند آواز میں کہا۔ "آپ دونوں کو بچے کی مبارک ہو"۔ پھر وہ جھک کر بچے کو چومنے اور پیار کرنے لگی تھی۔ پھر وہ سماک کے پہلو میں بیٹھ گئی اور شکووں بھری آواز میں کہا نے کہا۔ "آپ کو کم از کم بچے کی پیدائش کی خبر ہمیں تو دینی چاہیے تھی۔ جب کہ میں نے سنا ہے آپ لوگوں نے اس کا نام بھی رکھ دیا ہے"۔

سماک نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ "ہاں ہم نے اس کا نام خالد رکھ دیا ہے۔ بس تم جانو میں گھر پر اکیلا تھا۔ ربیطہ کی دیکھ بھال اور نگہداشت بھی کرنا تھی۔ لہٰذا تم لوگوں کو اطلاع کرنے میں کچھ سستی ہو گئی اور اب تو ربیطہ اٹھ کر چلنے پھرنے لگی ہے۔ چوں کہ آج بچے کی پیدائش کو ساتواں دن ہو گیا ہے"۔

حیرت و استعجاب میں تڑپ کر خویلہ نے کہا۔ "اللہ! بچے کی عمر سات دن ہو گئی۔ اس کا نام بھی رکھ دیا گیا اور خالہ کو بچے کی پیدائش کا علم تک نہیں"۔ اتنے میں ابی حقیق بھی حویلی میں داخل ہو کر اس کمرے میں آیا۔ اس نے بھی سماک اور ربیطہ کو مبارک باد دی۔ بچے کو پیار کیا اور سماک کے قریب بیٹھ گیا۔

خویلہ نے فوراً ابی حقیق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بابا! یہ دونوں میاں بیوی ہماری طرف سے سنگ دل اور بے رحم ہو گئے ہیں۔ بچہ ماشاءاللہ سات دن کا ہو گیا ہے۔ اس کا نام بھی رکھ دیا گیا ہے اور ہمیں خبر تک نہیں کی۔ کیا یہ ہمارے ساتھ ظلم نہیں ہے بابا!"

ابی حقیق نے جواب طلب سے انداز میں سماک کی طرف دیکھا اور کہا۔ "سماک بیٹے تم نے کسی کو بھیج کر ہمیں اطلاع ہی کرا دی ہوتی۔ کم از کم میں اور خویلہ یہاں چلے آتے۔ پہلے تو ہمارے لیے دشواری تھی کہ سارے امور کو سنبھالنے کے لیے خویلہ اکیلی رہ گئی تھی

Marfat.com

لیکن سلام کے خیبر سے مستقل طور پر آجانے کی وجہ سے اب گھر کی ساری ذمہ داریاں اس کی بیوی نے سنبھال لی ہیں - لہذا خویلہ چند دن یہاں رہ سکتی تھی اور یہاں رہ کر وہ کم از کم ریطہ کی دیکھ بھال ہی کر لیتی - تم اکیلے کو تو بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہو گا "

سماک نے فوراً معذرت طلب انداز میں کہا " ایسا کوئی معاملہ نہیں ہوا - دراصل ابوقیس اور جمانہ دونوں یہاں آ گئے تھے - وہ پانچ دن تک ہمارے ہاں ہی رہے - کل وہ یہاں سے گئے ہیں - گھر کا سارا کام کاج اور ریطہ کی دیکھ بھال جمانہ نے کر لی تھی اور ضرورت کے ان دنوں میں جمانہ نے ہماری بڑی مدد کی ہے "

ابی حقیق پھر بولا اور کہا " ہمیں تو اس معاملے کی خبر ہی نہ ہوئی - وہ تو ابوقیس نے یہ خبر لمیس سے کہی اور لمیس نے جب ہمیں بتایا تو ہم دونوں باپ بیٹی بھاگے بھاگے ادھر چلے آئے اور ہاں سماک اور ریطہ تم دونوں سنو ! میں اور خویلہ اپنے غلام لمیس کو ساتھ لے کر پرسوں اپنی مہم پر روانہ ہو رہے ہیں - اس مہم پر جس میں ہم رسولؐ کی حقانیت کا فیصلہ کریں گے - اب تک دو جگہ سے ہم اس سلسلے میں معلومات حاصل کر چکے ہیں - ایک کاہنہ سجاح اور ایک یہودی مکتب کے سرکردہ عبداللہ بن صوریا سے - ان دونوں جگہ کی اطلاعات سے میں پُرامید ہوں کہ عنقریب ہم لوٹیں گے اس حالت میں کہ اسلام کی دولت سے میں مالا مال ہوں گا اور پھر خویلہ کی شادی بھی سماک سے کر دی جائے گی "

قبل اس کے ابی حقیق کی اس گفتگو کے جواب میں سماک کچھ کہتا صحن میں ابوقیس اور جمانہ داخل ہوئے - ابوقیس کے ہاتھ میں چھوٹی سی ایک دف تھی جسے وہ بجاتا آ رہا تھا - ابوقیس کو اس حالت میں آتے دیکھ کر سب مسکرانے لگے تھے -

کمرے میں داخل ہونے کے بعد ابوقیس نے دف بجانی بند کر دی اور سب کو مخاطب کر کے اس نے کہا " میں آپ لوگوں سے ایک خوشخبری کہنے آیا ہوں اور وہ یہ کہ کل شام کو قطبہ بن عامر کا نکاح ہو گا اور آپ سب لوگ اس میں شرکت کریں گے "

سماک نے ابوقیس کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا " اے عم ہمارا بیٹھو اور

Marfat.com

کہو ابن عامر کی شادی کہاں ہو رہی ہے ؟"

اتنی دیر تک خویلہ نے جمانہ کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا - ابوقیس بولا" قطبہ بن عامر کی شادی بنو خزرج کی ایک لڑکی اُم عمرو بنت عمرو سے ہو رہی ہے - کل شام سے پہلے نکاح ہو گا "

سماک نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا " سب کچھ طے بھی ہو گیا اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی "

اس پر ابوقیس معذرت طلب انداز میں بولا" دراصل میں اور جمانہ ہی اس رشتے کے لیے کوشش کر رہے تھے اور سماک کا ارادہ تھا کہ اس وقت تم لوگوں کو بتائیں گے جب یہ سارا معاملہ فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو جائے گا - سو فیصلہ یہ ہوا کہ کل قطبہ بن عامر کا نکاح ہو گا اور قطبہ بن عامر اس پر بے حد خوش ہے "

اس بار خویلہ نے ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا " اے میرے باپ ! کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں کل تک یہیں رہوں - دو دن ربیطہ کی دیکھ بھال بھی کر لوں اور اس شادی میں بھی شرکت کر لوں اور پرسوں آپ کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گی "

ابی حقیق مان گیا - تھوڑی دیر تک وہاں بیٹھ کر وہ باتیں کرتا رہا پھر اُٹھ کھڑا ہوا اور خویلہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا " خویلہ ! خویلہ ! میری بیٹی ! میں جاتا ہوں کل پھر آؤں گا - تمہارے پاس کچھ نقدی ہے - اس میں سے جو بھی ربیطہ پسند کرے اسے بازار جا کر کوئی چیز لے دینا "

پھر ابی حقیق نے جھک کر پہلے بچے کو پیار کیا - پھر اس نے ربیطہ کی پیشانی چومتے ہوئے کہا " ربیطہ ! ربیطہ ! میری بچی ! تو خوش بخت ہے - خداوند نے تجھے بچے جیسی نعمت سے نوازا ہے - تجھے اپنے اور بچے کے لیے جس شے کی بھی ضرورت ہو خویلہ سے کہہ کر منگوا لینا "

اس کے بعد ابی حقیق کمرے سے نکلا - سماک اور خویلہ اسے دروازے تک چھوڑنے آئے - گھر کا دروازہ بند کرنے کے بعد جب وہ دوبارہ کمرے میں آئے تو ربیطہ

Marfat.com

نے خولیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا" خولیہ! میری بہن! ہر شے باورچی خانے میں موجود ہے۔ تم ذرا کھانا تیار کرلو۔ پھر سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔"

خولیہ نے سماک کو مخاطب کر کے گہری دل پسند آواز میں کہا۔ آپ بھی میرے ساتھ آئیے۔ میں اپنی پرسوں کی یہاں سے روانگی سے متعلق آپ سے گفتگو کروں گی۔" سماک فوراً خولیہ کے ساتھ ہولیا۔ دونوں مطبخ میں آئے اور وہاں بیٹھتے ہوئے سماک نے کہا۔" خولیہ! خولیہ! کھانا بھی تیار کرتی جاؤ اور ساتھ ساتھ بات چیت بھی کرتی جاؤ اور ہاں کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اور ہاں خولیہ کسی اچھی بات کی ابتدا کرنا۔"

خولیہ نے دلفریب مسکراہٹ میں کہا۔" اب جب کہ آپ جانتے ہیں کہ میں ابی اور ملیس پرسوں اپنی مہم پر روانہ ہو جائیں گے۔ ممکن ہے ہماری یہ مہم خاصی طویل بھی ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو ملیس کبھی کبھی یہاں آیا کرے گا اور ہمارے اخراجات کے لیے بھائی سے رقم لے جایا کرے گا۔ وہ جب بھی یہاں آیا آپ سے بھی ملا کرے گا۔ یہودی علماء کے علاوہ اوس و خزرج کے بہت سے لوگوں سے بھی ہم نے ایسے مقام اور اشخاص کا پتہ لگا لیا ہے جہاں جہاں سے ہمیں اپنی مہم کے اس سلسلے میں راہنمائی مل سکتی ہے۔ اس کے بعد جوں جوں ان اطلاعات میں اضافہ ہوتا ہے ہو سکتا ہے ہم اور مقامات پر بھی جائیں۔

اپنی اس مہم کی ابتدا ہم لوگ ینبوع سے کر رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ینبوع تک آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ اس طرح آپ کا سنگ میرے لیے خوشی اور تقویت کا باعث ہوگا۔ ینبوع سے آپ گھر آجائیے گا جب کہ ہم تینوں اپنی اگلی منزل کی طرف نکل جائیں گے اور میں یہاں یہ بھی کہوں گی کہ جب کبھی ملیس یہاں آئے تو کبھی آپ بھی اس کے ہمراہ میری طرف آئیں تاکہ میں آپ سے مل سکوں اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ مجھے اپنے بھائی سلام کی طرف سے بھی ایک خطرہ ہے اور وہ یہ کہ اس نے جب دیکھ لیا کہ ہماری یہ مہم اپنی کامیابی کو پہنچ رہی ہے اور میں اور بابا اسلام قبول کر لینے والے ہیں تو وہ ضرور ایسے حربے استعمال کرے گا جن کی وجہ سے

Marfat.com

وہ ہماری اس مہم کو ناکام بنانے کی کوشش کر سکے۔ اگر آپ کبھی کبھار اس مہم کے دوران ہمیں ملتے رہے تو سلام ایسا نہ کرے گا۔ اس لیے کہ آپ واحد ہستی ہیں جن سے وہ ڈرتا ہے۔ اب آپ بتائیے آپ اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں۔

سماک نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "میں نے کیا کہنا ہے میں تمہاری خواہش، تمہاری تجویز اور تمہاری ایسی باتوں کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔ میرا تمہارے ساتھ ایک رشتہ، ایک بندھن ہے۔ میں تمہارے ساتھ تمہاری پہلی منزل ینبوع تک بھی جاؤں گا اور بعد میں بھی مکمل طور پر خبر گیری رکھوں گا تا کہ سلام اس مہم کو ناکام کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔"

خویلہ خوش ہوئی اور سماک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔ واللہ! مجھے آپ سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ اب میں خوش اور مطمئن ہوں۔ پر اس مہم کے دوران میرے لیے ایک دشواری اور تکلیف ضرور ہوگی۔"

سماک نے فکرمندی میں پوچھا۔ "وہ کیا؟"

خویلہ نے سنجیدگی میں کہا۔" اس مہم کے دوران مجھے آپ، رابطہ اور خالد کی یاد بہت آئے گی۔ بہرحال اس مہم کی کامیابی کی خاطر مجھے سب کچھ برداشت کرنا ہوگا۔"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا۔" اچھا اب کھانا بھی تیار کرو، بھوک لگ رہی ہے۔" خویلہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ پھر وہ تیزی سے کھانا تیار کرنے لگی تھی۔

Marfat.com

دوسرے روز قطبہ بن عامر کی شادی ہوگئی تھی اور اس سے اگلے روز خویلہ، ابی حقیق اور لمیس اپنی مہم پر روانہ ہوئے۔ اُن کے پاس دو اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ جب کہ گھوڑے پر لمیس تھا اور دونوں اونٹوں پر آرام دہ کجاوے ڈالے گئے تھے جن میں سے ایک پر خویلہ اور دوسرے پر ابی حقیق تھا۔ سماک کے پاس اپنا گھوڑا تھا۔ چار افراد پر مشتمل یہ قافلہ ینبوع میں سواع دیوتا کے معبد کے پاس اُترا۔ وہاں کافی سرسبزی اور شادابی تھی۔

اونٹوں اور گھوڑوں سے کجاوے اور زینیں اُتار دی گئیں اور انہیں پانی پلا کر اور ان کے گھٹنے باندھ کر چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ پھر اپنا سامان وہ معبد کے ایک محافظ کی نگرانی میں دے کر اس معبد میں داخل ہوئے۔ معبد کے اندر لوگوں کا کافی آنا جانا ہو رہا تھا اور لوگ منتیں مانگنے اور چڑھاوے چڑھانے سواع دیوتا کے اس معبد میں داخل ہو رہے تھے۔

وہ چاروں معبد کے نگرانوں سے پوچھتے ہوئے معبد کے بڑے پجاری کے پاس آئے جو عمارت کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چاروں اس کے سامنے آبیٹھے پھر ابی حقیق نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ ”اے محترم پجاری! کیا آپ ایک معاملے میں ہماری راہنمائی کریں گے۔

Marfat.com

اس پجاری نے بڑی خندہ پیشانی میں جواب دیا۔ "آپ پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔"

ابی حقیق پھر بولا اور کہا۔ "میرے محترم! ہم چاروں ایک جستجو اور تلاش میں یثرب سے یہاں آئے ہیں۔ مجھے خبر ملی تھی کہ کچھ عرصہ قبل اس معبد کے اندر ایک ایسا واقعہ ہُوا تھا جو کسی رسولؐ اور نبیؐ کی طرف راہنمائی کرتا تھا اور مَیں نے یہ بھی سُنا کہ یہ واقعہ ایک مافوق البشریت حادثہ تھا جس نے ایک حقیقت اور ایک سچائی کی طرف دلالت کی تھی۔ کیا آپ اس معبد میں رونما ہونے والے ایسے کسی واقعہ پر روشنی ڈالیں گے"۔

وہ پجاری گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر ابی حقیق کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ "تم نے جس سے سُنا سچ ہی سُنا ہے۔ آج سے تقریباً گیارہ بارہ برس قبل کی بات ہے۔

سنو یثرب کے رہنے والو! یہاں مکّہ کے قرب وجوار کا رہنے والا ایک شخص عمرو الھندی تھا۔ اس کے ریوڑ کی دو سو بھیڑوں کو خارش کی شکایت ہوگئی۔ وہ اپنی ان خارش زدہ بھیڑوں کو لے کر یہاں آیا تاکہ سواع دیوتا سے ان بھیڑوں کی خارش سے نجات کی منت مانے۔ اس نے بھیڑوں کو معبد سے باہر جمع کیا، اور منت ماننے سے قبل اس نے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے ایک فربہ گائے کو ذبح کرکے اس پر چڑھایا۔

اے یثرب کے رہنے والو! جانتے ہو اس موقع پر کیا بڑا حادثہ رونما ہُوا۔ جب یہ معاملہ ہُوا اس وقت بھی مَیں ہی اس معبد کا پجاری تھا۔ جب عمرو الھندی گائے ذبح کرکے چڑھا چکا تو سواع دیوتا کے پیٹ سے ایک آواز سُنائی دی، اور یہ آواز ایک جنّ کی تھی جس نے اس معبد میں جمع لوگوں کو بلند آواز میں کہا۔ "تعجب[۱]! تعجب! بالکل تعجب! متفرق قسم کے لوگوں میں ایسے

---

[۱] یہ واقعہ اور حادثہ طبعات ابن سعد سے نقل کیا گیا ہے اور (باقی صفحہ ۴۵۱ پر)

Marfat.com

نبیؐ کے ظہور کا وقت ہے جو زنا کو حرام بتائیں گے۔ بتوں کے لیے ذبح کرنے کو حرام کہیں گے آسمان پر پہرہ کر دیا گیا ہے اور ہم جنوں کو ٹوٹنے والے ستارے مارے گئے اور یہ ایک نبیؐ کی وجہ سے ہے جس کا نام احمدؐ ہے۔"

اس پجاری نے ذرا رک کر کہا۔" یہ تھی وہ آواز جو سواع دیوتا کے پیٹ کے پیٹ سے سنائی دی اور جو ایک جن کی آواز تھی۔ یہ آواز سن کر یہاں موجود سب لوگ کچھ پریشان سے ہو گئے۔ تاہم بات آئی گئی ہو گئی اور عمرو الہندی اپنا ریوڑ لے کر یہاں سے چلا گیا۔ پر اگلے سال عمرو الہندی پھر یہاں آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ اس واقعہ نے اسے پریشان کر دیا تھا اور وہ اس تلاش میں نکلا کہ وہ کون نبیؐ ہے جس کی اس جن نے نشاندہی کی ہے۔

اس کا کہنا تھا کہ وہ اسی تلاش و جستجو میں مکہ پہنچا۔ وہاں اس کی ملاقات ایک شخص ابوبکرؓ بن قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہوئی۔ اس عمرو الہندی نے ابوبکرؓ سے پوچھا۔" کیا مکہ میں کوئی ایسے شخص ظاہر ہوئے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور جن کا نام احمدؐ ہے۔"

اس استفسار پر ابوبکرؓ نے پوچھا" کیوں کیا بات ہے۔"

جواب میں عمرو الہندی نے یہ سارا واقعہ سنا ڈالا۔ اس پر ابوبکرؓ نے عمرو الہندی پر انکشاف کیا کہ ہاں مکہ میں احمدؐ نام کے اللہ کے رسولؐ ہیں۔"

ابوبکرؓ سے یہ انکشاف ہونے کے بعد عمرو الہندی[1] نے عہد کر لیا کہ اس وقت تک وہ اس رسولؐ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ نہ دیکھ لے کہ قوم اس رسولؐ کے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۰) اس کے راوی خود عمرو الہندی کے بیٹے سعید بن عمرو الہندی ہیں۔

لے[1] بعد میں ایمان لانے کے بعد یہ عمرو الہندی اکثر کہا کرتا تھا۔" کاش! میں پہلے ہی ایمان لے آتا۔

Marfat.com

"تو اے یثرب سے آنے والو! یہ ہے وہ واقعہ اور حادثہ جو یہاں اس معبد میں رونما ہوا اور جس سے متعلق تم نے استفسار کیا تھا" یہاں تک کہنے کے بعد وہ سواع دیوتا کا پجاری خاموش ہو گیا۔

ابی حقیق بھی چند ثانیوں تک اپنی گردن جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر دوبارہ اس نے اس پجاری کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "اے محترم پجاری! کیا تم مجھے اپنے اس سواع دیوتا سے متعلق بھی کچھ بتاؤ گے کہ کیسے دیوتا بنا۔ کہاں سے آیا اور کس کس نے اس کی پوجا و پرستش کی۔" اس پر پجاری نے ایک بار غور سے ابی حقیق کی طرف دیکھا۔ پھر ابی حقیق کے اس سوال کا جواب دینے کے لیے وہ کہہ رہا تھا۔

"اے یثرب سے آنے والو! دنیا کے اندر پانچ دیوتا ایسے ہیں جن کے بُت بڑے قدیم ہیں اور ان بتوں کی پرستش آدمؑ کے بیٹے شیثؑ کے بعد شروع ہو گئی تھی اور یہ پانچ بُت وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ہیں۔ شیثؑ کی اولاد میں وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نام کے پانچ انتہائی نیک اور صالح انسان تھے۔ جب یہ مر گئے تو ابلیس نے ان کے سلسلے میں لوگوں کو گمراہ کیا اور ان پانچوں کے بُت بنا کر اس نے ان کی پرستش شروع کرا دی تھی۔

نوحؑ کے دور میں ان پانچوں بتوں کی پرستش اپنے عروج پر تھی اور نوحؑ ساری عمر انہی بتوں کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ آخر طوفانِ نوحؑ میں یہ پانچوں بت کہیں غائب ہو گئے اور کسی کو خبر نہ ہوئی کہ طوفانی پانی ان بتوں کو بہا کر کہاں لے گیا ہے لیکن ابلیس چونکہ ان بتوں کی نسبت سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب رہا تھا۔ لہٰذا وہ ان بتوں کو تلاش کرتا رہا۔

آخر ابلیس نے ان پانچوں بتوں کو ڈھونڈ نکالا اور یہ پانچوں بت ساحل جدہ پر ریت میں دبے ہوئے تھے۔ ان پانچوں کو وہاں سے نکلنے اور دوبارہ ان کی پرستش شروع کرانے کا کام ابلیس نے حجاز کی سرزمین کے ایک شخص عمرو بن لحی سے لیا۔ اس عمرو بن لحی کی کنیت ابو ثمامہ تھی اور ایک جنّ اس کا مؤکل تھا۔ پس ابلیس نے اس جنّ کے ذریعے

Marfat.com

ابوثمامہ کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ وہ ساحل جدّہ سے ان بتوں کو نکال کر ارضِ حجاز کے اندر ان کی پرستش کا کام شروع کرائے۔

سماعے عزیزو! اپنے مؤکل کی تحریک پر اس ابوثمامہ نے ساحل جدّہ کی ریت سے ان پانچوں بتوں کو نکالا اور ارضِ حجاز کے اندر ان کی پرستش شروع کرادی اور ایسا کرنے کے لیے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جدّہ سے بتوں کو نکال کر یہ تہامہ لے گیا اور جب حج کا موسم آیا تو اس نے اہلِ عرب کے سرداروں کو ان بتوں کی پرستش کی ترغیب دی جو خاصی مقبول ہوئی۔

لہٰذا ان میں سے وُدّ کو عربوں کا ایک سردار عوف بن عذرہ اپنے ساتھ دومۃ الجندل لے گیا۔ وہاں اس نے وُدّ کو نصب کیا اور اس کے لیے معبد تعمیر کرایا۔ اپنے ایک بیٹے کا نام بھی اس نے عبدوُدّ رکھا اور دوسرے بیٹے عامر بن عوف کو وُدّ کے معبد کا دربان اور مجاور مقرر کیا۔ اس طرح دومۃ الجندل میں وُدّ کی پرستش شروع ہو گئی۔ وُدّ کی شکل ایک طاقتور مرد کی سی ہے اور یہ مردانہ قوت اور عشق و محبت کا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔

دوسرے بُت سواع کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہارے سامنے نصب ہے۔ اس کا بت ایک حسین و جمیل عورت کا سا ہے اور اسے حُسن و جمال اور محبوبیت کی دیوی خیال کیا جاتا ہے اور تم دیکھتے ہو کہ لوگ اس کی کیسی تکریم کرتے ہیں۔

اور اس سواع کو بنی ہذیل کا سردار حارث بن تمیم اپنے ساتھ یہاں لے کر آیا تھا اسی نے یہاں اس بت کو نصب کیا اور اس کے لیے معبد کی تعمیر کی۔

تیسرے بُت یغوث کو قبیلہ مذحج کا رئیس انعم بن عمرو المراری اپنے ساتھ یمن لے گیا۔ اسے وہاں ایک ٹیلے پر نصب کیا اور اس کا معبد تعمیر کیا۔ یغوث کی شکل و صورت شیر کی سی ہے اور یہ مردانہ قوت کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔

چوتھے بُت یعوق کو بنو ہمدان کا رئیس مالک ابن مرثد اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے خیوان کے مقام پر اس بُت کو نصب کیا اور اس کا معبد بنایا۔ اس بت کی شکل ایک سرکش گھوڑے کی سی ہے اور یہ رفتار کا دیوتا تسلیم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

پانچویں بت نسر کی شکل وصورت ایک باز اور گدھ جیسی ہے اسے بصارت کا دیوتا مانا گیا ہے۔ اسے بنو حمیر کا ایک شخص معدیکرب اپنے ساتھ لے گیا اور اسے یمن سے بلخع کے مقام پہ نصب کیا گیا۔"

"یہ ہے وہ کام جو اس سرزمین کے اندر حجاز کے عمرو بن لحی[1] نے ادا کیا۔" جب وہ پجاری خاموش ہوا تو سماک نے پوچھا۔

"اے پجاری! کیا ارض حجاز میں بت پرستی عمرو بن لحی کی وجہ سے ہی شروع ہوئی تھی؟"

اس پجاری نے تھوڑی دیر کے تفکر کے بعد کہا۔" عربوں میں سب سے پہلے حجر پرستی شروع ہوئی۔ بعد میں عمرو بن لحی باقاعدہ بت پرستی کا موجب بنا اور وہ کچھ اس طرح ہوا کہ حجر پرستی کی ابتداء بنو اسمٰعیل سے ہوئی۔ وہ یوں کہ مکہ میں جب کبھی قحط اور تنگ دستی کا دور آتا تو یہ لوگ فراخی کی تلاش میں دوسرے ممالک کی طرف نکل جاتے اور چونکہ ان کے دلوں میں حرم کعبہ کی عزت، عظمت، حرمت اور محبت تھی لہذا سفر پر جاتے ہوئے یہ لوگ حرم سے پتھر اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتے اور جہاں کہیں بھی یہ لوگ اترتے یا پڑاؤ کرتے تو ان پتھروں کو سنبھال کر اپنے پاس رکھتے اور جس طرح کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ ایسے ہی ان پتھروں کا طواف بھی کیا کرتے تھے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پتھروں سے ان کی رغبت بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ جو پتھر انہیں پسند آتا اس کی عبادت کرنے لگتے

اس طرح پشتیں گزر گئیں۔ بنو اسمٰعیل جس توحید پر تھے اسے انہوں نے

---

[1] حضور نبی کریم نے فرمایا جب مجھے جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے جہنم کے ایک طرف ایک پستہ قد سرخ رنگ کا کرنجا انسان دیکھا جو جہنم کی آگ کے اندر اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عمرو بن لحی ہے جس نے عرب کو بت پرستی کی طرف بلایا اور اس سرزمین میں بحیرہ، وصیلہ، سائبہ اور حام کی رسومات نکالیں۔

Marfat.com

بھلا دیا۔ دین ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کو بدل کر حجر پرستی شروع کر دی اور جس گمراہی میں ان سے پہلے کی اُمتیں مبتلا تھیں ان میں وہ بھی مبتلا ہو گئے۔ تاہم ان میں ابراہیمؑ کے زمانے کی رسوم و رواج بھی باقی تھے جن میں تعظیم بیت اللہ، حرم کا طواف، حج و عمرہ کی ادائیگی، عرفات و مزدلفہ کا قیام، جانوروں کی قربانی اور حج و عمرہ کے مواقع پر لبیک کہنے جیسی رسومات شامل تھیں۔

جب حج کا موقع آتا تو یہ لوگ ایک طرف لبیک لبیک پکار کر خداوندِ عالم کی یکتائی کا اظہار بھی کرتے اور دوسری طرف بتوں کو بھی شرک میں ملوث کرتے اور یہ اقرار کر لیتے کہ بت اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔

بنو اسمٰعیل کی اس حجر پرستی میں وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے علاوہ عمرو بن لحی نے بُت پرستی کا اضافہ کچھ یُوں کیا کہ ایک بار یہ عمرو بن لحی ارضِ شام کی طرف گیا اور سرزمین بلقا[1] میں مآب[2] کے مقام پر اس نے قیام کیا۔ اِن دنوں وہاں عمالیق آباد تھے۔ عمرو بن لحی نے دیکھا کہ وہ لوگ بتوں کی پُوجا کیا کرتے تھے۔ عمرو بن لحی نے ان سے پوچھا "یہ بُت کیا ہیں جن کی پوجا کرتے مَیں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں"۔

انہوں نے جواب دیا کہ ان بتوں کی پوجا ہم اس لیے کرتے ہیں کہ جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہمیں بارش سے مستفید کرتے ہیں اور جب ہم ان سے دیگر طرح کی امداد طلب کرتے ہیں تو یہ ہماری مدد کرتے ہیں"۔

عمرو بن لحی ان کی یہ گفتگو سُن کر خوش ہُوا اور پوچھا۔ "کیا ان میں سے کوئی بت تم لوگ مجھے دو گے۔ مَیں اسے عرب کی سرزمین میں لے جاؤں گا تاکہ وہاں کے لوگ بھی ان کی پُوجا کریں"۔

---

[1] یہ اس وقت شام میں شامل تھا جب پورا فلسطین اور اردن شام کا حصہ تھا۔

[2] بائیبل میں اسے دو آب اور عربی کی کتب میں آب لکھا گیا ہے۔ یہ علاقہ بحیرہ لوط کے شمال مشرق میں تھا۔

Marfat.com

انہوں نے عمرو بن لحی کو ہبل نام کا بُت دیا۔ عمرو بن لحی اسے لے کر مکہ آیا۔ وہاں اسے نصب کیا۔ پھر لوگوں نے اس کی پُوجا شروع کر دی۔

سواع دیوتا کا وہ پجاری چند ساعتوں کے لیے خاموش رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ "اے یثرب سے آنے والو! عمرو بن لحی صرف ہبل[1] کو لانے والا اور اس سرزمین کے اندر وُدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی پرستش شروع کرنے والا ہی نہ تھا بلکہ عرب کی اس سرزمین کے اندر بحیرہ[2]، سائبہ[3]، وصیلہ[4] اور حام[5] کی رسومات کو جنم دینے والا بھی یہی انسان تھا اور جب عمرو بن لحی کی وجہ سے عرب میں ان بتوں کی پرستش اور ان گمراہ کن رسومات کی ابتداء ہو گئی تو اس کے بعد تو اب تم لوگ دیکھتے ہو ان بتوں کے علاوہ اب اس سرزمین میں لات[6]، منات[7]، عزیٰ[8]، عم انس[9]، اصاف[10] و نائلہ

---

[1] کعبہ میں ایک کنوئیں پر یہ بُت نصب تھا۔

[2] وہ اونٹنی جس کا کان پھاڑ دیا جاتا تھا۔ اس پر سواری نہ کی جاتی۔ اس کے بال نہ کاٹے جاتے اور مہمانوں کے سوا کوئی اس کا دودھ نہ پیتا اور اسے بتوں کے لیے کھلا چھوڑ دیا جاتا بحیرہ کہلاتی تھی۔

[3] وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادائیں جنتی، ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی۔ نہ اس پر سواری کی جاتی نہ اس کے بال کاٹے جاتے یہ سائبہ کہلاتی تھی۔

[4] جو بکری پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنتی اسے وصیلہ کے نام سے بتوں کے لیے کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔

[5] حام اس نر اونٹ کو کہتے تھے جس کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتی تھیں اس پر نہ سواری کی جاتی، نہ بوجھ لادا جاتا اور بتوں کے نام سے اسے کھلا چھوڑ دیا جاتا۔

[6] لات طائف میں بنو ثقیف کا بُت تھا۔

[7] منات، اوس و خزرج کا بُت تھا اور قدید کے مقام پر نصب تھا۔

[8] یہ بنو غطفان کا بُت تھا۔ (باقی صفحہ ۴۵۷ پر)

Marfat.com

فِلس[1]، رِمنا[2]، ذوالخلعتہ[3]، سعد[4] اور ذوالکعبات[5] جیسے دیگر بتوں کی پرستش بھی بڑے جوش وخروش سے ہوتی ہے اور لوگوں نے ان کے لیے معبد ومسکن بنا رکھے ہیں۔

اے یثرب سے آنے والو! جو کچھ تم لوگوں نے مجھ سے پوچھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا۔ اب اس سلسلے میں تم مزید کچھ چاہتے ہو تو پوچھو۔"

اس پر ابی حقیق نے پھر اس پجاری کو مخاطب کر کے کہا۔" اے پجاری! ایک طرف تم خود تسلیم کرتے ہو کہ سواع دیوتا کی پرستش کا کام ابلیس کے ایماء اور ترغیب پر شروع ہوا تھا۔ اس کے باوجود تم اس کے پجاری بنے ہوئے ہو جب کہ حقیقت تمہاری موجودگی میں تم پر اور دیگر لوگوں پر واضح ہو چکی ہے۔ پھر تم کیوں مکّہ کے رسولؐ پر ایمان نہیں لاتے ہو"۔

پجاری نے کہا۔" تم نے دو سوال مجھ سے کیے۔ ایک یہ کہ میں پجاری کیوں ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۶) ۹ یہ بنو خولان کا بُت تھا۔ عم النس کے علاوہ اس کا دوسرا نام عمائس بھی ہے۔

۱۰ اساف ونائلہ قبیلہ جرہم میں سے ایک مرد اور ایک عورت تھی۔ اساف لینی کا بیٹا اور نائلہ ویک کی بیٹی تھی۔ یہ حرم کعبہ میں فحاشی کے مرتکب ہوئے اور حکم ربی پتھر کے ہو گئے۔ بعد میں جاہلوں نے ان کی بھی پرستش شروع کر دی۔ اساف کا بُت کوہ صفا پر اور نائلہ کا بت جبل مروہ پر رکھا گیا تھا۔

۱۱ بنی طے کا بُت تھا۔ جبل سلمیٰ اور اجادو کے درمیان نصب تھا۔

۲ یہ بنی ربیعہ کا بُت تھا۔

۳ یہ دوس اور خثعم قبائل کا بُت تھا اور تبالہ کے مقام پر نصب تھا۔

۴ یہ بنی ملکان کا بُت تھا۔ جنگل کے اندر ایک لمبی چٹان کی صورت میں تھا۔ اس سے اونٹوں میں برکت حاصل کی جاتی تھی۔ اس پر قربانی کا خون چڑھایا جاتا تھا جس سے اس کی شکل خوفناک ہو گئی تھی۔

۵ اس بُت کا تعلق عربوں کے قبائل بکر و تغلب سے تھا۔

Marfat.com

جب کہ میں جانتا ہوں کہ یہ دیوتا سارے بے بنیاد اور شرک میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ میرے آباؤ اجداد اس پر قائم تھے، لہٰذا میں نے بھی انہی کا راستہ اپنایا ہے۔ رہا سوال مکّہ کے رسولؐ پر ایمان لانے کا تو میں صدق دل سے ان کی رسالت کو تسلیم کر چکا ہوں۔ بس میں بھی اس انتظار میں ہوں کہ دیکھیں ان کی قوم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ پھر میں ان پر ایمان لے آؤں گا۔

اے یثرب سے آنے والے یہودیو! گو تمہاری مقدس کتب کے اندر مکّہ کے اس رسولؐ کی صفات اور نشانیاں واضح طور پر ملتی ہیں پھر بھی میری دعا ہے کہ خداوند سچائی کی اس تلاش میں تم لوگوں کو کامیاب و سرفراز رکھے۔

ابی حقیق اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اس پجاری سے مصافحہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔" اے محترم! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری اور میرے ساتھیوں کی درست اور صحیح راہنمائی کی۔ ابی حقیق کے بعد سماک اور لمیس نے بھی اس پجاری سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ چاروں سواع دیوتا کے اس معبد سے باہر آئے۔ پہلے ایک قریبی سرائے میں انہوں نے کھانا کھایا پھر اپنے کجاووں اور زینوں کے پاس تھوڑی دیر سستانے کے بعد ابی حقیق نے لمیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" لمیس! لمیس! اٹھو، اونٹوں اور گھوڑوں کو پکڑ کر لاؤ اور یہاں سے کوچ کریں۔"

لمیس فوراً اُٹھ کر وہاں سے ذرا فاصلے پر چرتے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کی طرف چلا گیا تھا۔ اس بار ابی حقیق نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔" سماک! سماک! میرے بیٹے! ہم اب یہاں سے مکّہ کی طرف کوچ کریں گے۔ تم اب یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ اس لیے کہ ربیطہ تمہارے لیے فکر مند ہوگی۔ میں تمہارا ممنون ہوں کہ خویلہ کا خیال رکھتے ہوئے اور اس کا کہنا مانتے ہوئے تم یہاں تک آئے ہو۔ مجھے خویلہ سے یہ جان کر بھی خوشی ہوئی کہ تم ہماری اگلی مہموں میں بھی ہم سے ملنے آیا کرو گے۔ اس کے لیے لمیس تمہارے ساتھ رابطہ رکھے گا۔"

ابی حقیق جب خاموش ہوا تو خویلہ نے اُسے مخاطب کر کے پوچھا۔" اے میرے

Marfat.com

باپ! اس پجاری کی گفتگو سے آپ نے کیا حاصل کیا۔ کیا اس سے مکہ کے رسولؐ کی رسالت اور حقانیت کی تصدیق نہیں ہوتی؟"

ابی حقیق نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تم یقیناً درست کہتی ہو بیٹی! ہماری مہم کی یہ تیسری کڑی ہے اور اب تک تینوں ہی کڑیاں مکہ کے رسولؐ کی رسالتِ برحق ہونے کا اعلان کرتی ہیں۔ اے میری بیٹی! مجھے امید ہے کہ ہم دونوں باپ بیٹی سرخرو اور فوزمند ہو کر لوٹیں گے۔"

ابی حقیق کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیوں کہ لمیس اونٹوں اور گھوڑوں کو ہانک کر وہاں لے آیا تھا۔ لہٰذا سب نے مل کر اونٹوں پر کجاوے اور گھوڑوں پر زینیں ڈالیں پھر لمیس اپنے گھوڑے پر اور ابی حقیق اپنے اونٹ کو بٹھا کر اس پر سوار ہو گیا تھا اس موقع پر حسین خویلہ سماک کے قریب آئی اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

"سماک! سماک! اب جب کہ شمع کی ایک متلاشی اور نور کے جویا کی حیثیت سے میں عارضی طور پر آپ سے جدا ہو رہی ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میری یہ مہم کامیاب ہو یا اسے کوئی ناکام بنا دے دونوں صورتوں میں خویلہ آپ ہی کی رہے گی۔ میں ماضی و حال میں بھی آپ کی تھی اور مستقبل میں بھی آپ ہی کی رہوں گی۔ آپ میرے لیے ایسے ہی ہیں جیسے آتشِ دل پر برف کے پانی کی ٹھنڈی بوند۔ آپ وہ ہستی ہیں جو میرے خون میں دھڑکتی ہیں۔

میری تعمیر کا ہر درد، میری سانسوں، میری آہوں کا ہر جذبہ اور میری زندگی کی ہر لمبی اور کٹھن مسافت صرف آپ کو حاصل کرنے کی خاطر ہے۔ آپ میری طرف سے مطمئن ہو کر جائیے گا۔ موت کے سوا دنیا کی کوئی طاقت، کوئی رشتہ، کوئی جذبہ اور کوئی قیمتی سے قیمتی متاع بھی مجھے آپ سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ ربطہ کو میرا اسلام اور خالد کو میری طرف سے بھرپور پیار کرنا۔ اب آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوں اور میرے دیکھتے دیکھتے یہاں سے رخصت ہوں، تاکہ میں آپ کی طرف سے مطمئن رہوں۔"

سماک نے جواب میں مدھم اور انسانیت سے بھرپور آواز میں کہا۔ "خویلہ!

Marfat.com

خویلہ! میں بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گا۔" پھر آگے بڑھ کر اس نے ابی حقیق اور ملیس سے مصافحہ کیا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہونے سے پہلے اس نے خویلہ کے اونٹ کی نکیل اس کے گھٹنے پر مار کر بٹھایا۔ پھر خویلہ کو سہارا دے کر اونٹ پر بٹھایا اور دوبارہ اونٹ کو اٹھا کر اس کی نکیل خویلہ کے ہاتھ میں دینے کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ہوا میں ہاتھ بلند کرتا ہوا اور اپنے گھوڑے کو مہمیز لگاتا ہوا وہ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

خویلہ بڑی حسرت اور بڑے غم اور دکھ کے ساتھ سماک کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ اس موقع پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے اور اپنے باپ سے اپنا چہرہ چھپانے کی خاطر اس نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ لیکن ابی حقیق بیٹی کی حالت دیکھ چکا تھا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ خویلہ کی حالت حیاتِ نیم شبی، مُردہ پھولوں کے اندر چھپی خوشبو، پر بریدہ فاختہ، آشوب مختر اور غم کے نقیب جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ بے چاری سماک کو جاتا دیکھتی رہی اور اپنے اونٹ پر بیٹھی روتی رہی۔

خویلہ بے چاری کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے وہ اپنے المیے کے عروج پر پہنچ گئی ہو۔ اس کے ذہن میں رینگتی یادوں کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے آگ کی لپٹوں جیسے جدائی کے وہ لمحات اس کے بدن کی تہوں میں اتر کر اس کی ساری خوداعتمادی، سارے وعدوں اور روایات اور پابندی کو منہدم کر کے نکل گئے ہوں۔

اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس کے عنبریں بال تیز ہواؤں میں اڑ رہے تھے اور وہ یوں اداس و ملول اونٹ پر بیٹھی تھی جیسے کہکشاں کو کمان میں کس دیا گیا ہو۔ جب سماک اس گھوڑا دوڑاتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تب اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اس دوران ابی حقیق اور دکھی اور غمگین حالت میں دیکھتا رہا پھر اپنے اونٹ کو ہانک کر خویلہ ابی حقیق کے پاس لائی۔ پھر وہ تینوں وہاں سے مکہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

Marfat.com

○

مکہ سے یثرب کی طرف بڑھتے ہوئے حضورؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنو خزاع کے پاس سے گزرے۔ اس قبیلہ کی ایک عورت کہ جس کا نام اُمِ معبد تھا اپنے خیمے کے سامنے چادر اوڑھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ حضورؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کے پاس چونکہ زادِ راہ ختم ہو گیا تھا لہٰذا آپ نے ارادہ فرمایا کہ زادِ راہ کے طور پر کھجوریں یا گوشت خریدلیں۔ اس سلسلے میں حضورؐ نے اُمِ معبد سے جب دریافت فرمایا۔ تو اُمِ معبد بے شک آپؐ کو پہچانتی نہ تھی پر اس نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ " واللہ! اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو مہمانداری میں ہی آپ کو کسی شے کا محتاج نہ رہنے دیتی۔

اسی وقت حضورؐ کی نگاہ اُمِ معبد کے قریب بندھی ہوئی ایک بکری پر پڑی حضورؐ نے اس عورت کو مخاطب کر کے پوچھا " اے اُمِ معبد! یہ بکری کیسی ہے؟"

اس استفسار پر اُمِ معبد نے کہا " میرے شوہر ابو معبد اپنا ریوڑ چرانے گئے ہیں۔ اور یہ بکری ایسی کمزور اور لاغر ہے کہ ریوڑ کی دوسری بکریوں کا چلنے پھرنے میں ساتھ نہیں دے سکتی۔ لہٰذا گھر پر ہی بندھی ہے۔"

اس جواب پر حضورؐ نے فرمایا " کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں"؟

اُمِ معبد نے کہا " یہ بکری ابھی دودھ دینے کے قابل نہیں ہوئی۔ تاہم اگر آپؐ اس میں دودھ دیکھیں تو ضرور دوھ لیں۔"

آپؐ نے اُمِ معبد سے برتن طلب کیا جو اس نے لا دیا۔ آپؐ نے بکری کو پکڑا اور بسم اللہ کہہ کر تھن پر ہاتھ پھیرا پھر بلند آواز میں فرمایا " اے اللہ! اُمِ معبد کی اس بکری میں برکت[1] عطا فرما "

اس پر اس بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں اور فرمانبردار ہو گئی۔ آپؐ نے اس کے تھنوں سے دودھ نکالا۔ برتن بھر کر پہلے اُمِ معبد کو پینے کے لیے دیا پھر اور دودھیا اور

---

[1] اس واقعہ کی تفصیل طبقاتِ ابن سعد جلد اوّل سے حاصل کی گئی ہے۔

Marfat.com

اپنے اصحابؓ کو پلایا۔ آخر میں آپؐ نے خود بھی سیر ہو کر پیا اور دودھ کا وہ برتن بھر کر اُم معبد کے پاس رکھ دیا۔ اس کے بعد حضورؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے کُوچ کر گئے تھے۔

اُم معبد کا شوہر ابو معبد جب اپنا ریوڑ چرا کر گھر لوٹا اور گھر میں اس نے دودھ دیکھا تو حیرت و تعجب میں اس نے اپنی بیوی اُم معبد سے پوچھا۔ "بکریاں تو چرنے کے لیے گئی ہوئی تھیں اور جو گھر پہ بکری تھی وہ ابھی اس قابل ہی نہیں ہوئی کہ دودھ دے۔ پھر یہ دُودھ سے بھرا ہوا برتن تیرے پاس کہاں سے آگیا۔"

اس پر اُم معبد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "مَیں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتی کہ یہاں سے ایک بزرگ اپنے ساتھ گزرے۔ انہوں نے ہی ہماری اس بکری سے جو گھر پر رہتی ہے اور ابھی اس قابل نہیں کہ دودھ دے، اس قدر دُودھ نکالا کہ مَیں نے بھی سیر ہو کر پیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ انہوں نے بھی سیر ہو کر پیا اور پھر دودھ سے یہ برتن بھر کر ہمارے لیے رکھ بھی گئے ہیں۔"

اس پر ابو معبد نے تعجب کرتے ہوئے کہا۔ "اے اُم معبد! جو کچھ تُو کہہ رہی ہے اگر یہ درست ہے تو پھر مَیں خیال کرتا ہوں کہ اس جیسی نکمی بکری سے دُودھ نکالنے والے مکہ کے قریش کے وہی بزرگ ہیں جن کی تلاش جاری ہے۔

اے اُم معبد! تو ذرا مجھے ان کا حلیہ اور ان کی صفات تو کہہ تاکہ میں جانوں کہ ایسا معجزانہ کام کرنے والے کون تھے۔"

اس پر اُم معبد تھوڑی دیر تک غور سے اپنے شوہر کو دیکھتی رہی پھر وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔

"اے ابو معبد! مَیں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کی صفائی و پاکیزگی بہت نمایاں اور کھلی تھی۔ چہرہ نورانی اور اخلاق بہت اچھا تھا۔ ان میں نہ پیٹ بڑا ہونے کا عیب تھا نہ کوتاہ گردن اور چھوٹا سر ہونے کی خرابی تھی۔ وہ بڑے حسین و جمیل تھے آنکھوں میں سیاہی، پلکوں کے بال گھنے، آواز میں بلندی، آنکھوں میں سیاہی کی جگہ

Marfat.com

سیاہی خوب تیز اور سفیدی کی جگہ سفیدی بہت تیز تھی۔ ابرو باریک اور آپس میں ملے ہوئے بالوں کی سیاہی تیز۔ گردن میں بلندی اور داڑھی میں گھنا پن تھا۔

جب خاموش رہتے تو ان پر وقار چھایا رہتا۔ جب مسکراتے تو حسن کا غلبہ رہتا اور گفتگو ایسی کرتے تھے جیسے نگینوں کی لڑی سے نگینے گر رہے ہوں۔ وہ شیریں گفتار اور قول فیصل والے تھے ایسے کم گو نہ تھے جس سے مقصد ادا نہ ہو اور نہ فضول گو تھے۔

دُور سے دیکھو تو سب سے زیادہ بارعب و حسین، قریب سے دیکھو تو سب سے زیادہ شیریں گفتار گفتار اور جمیل۔ ایسے متوسط اندام کہ درازی قد کا عیب نہ لگتا تھا اور نہ کوتاہ قد تھے۔

دو ان کے رفیق بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اُن کے رُفقاء ایسے تھے جو انہیں گھیرے رہتے تھے۔ جب کچھ فرماتے تو وہ ان کا کلام اچھی طرح سنتے تھے۔ جب کوئی حکم دیتے تو مخدوم کی طرح دوڑتے۔ وہ تُرش رُو تھے نہ زیادہ گو تھے۔"

اُمِ معبد کی یہ ساری تفصیل سُن کر ابو معبد نے تاسف کے انداز میں کہا۔" اے اُمِ معبد! واللہ! یہ تو قریش کے وہی ساتھی تھے۔ جن کی تلاش ہو رہی ہے۔ اے اُمِ معبد! اگر میں ان سے ملنے کا موقع پاتا تو ضرور ان سے درخواست کرتا کہ میں ان کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔"

○

یثرب میں لوگوں کو خبر ہو گئی تھی کہ حضورؐ یثرب تشریف لانے کے لیے مکہ سے کُوچ کر چکے ہیں۔ لہٰذا لوگ ہر روز فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد شہر سے باہر نکل کر حضورؐ کا انتظار کرتے تھے۔

گرمی کا موسم تھا لوگ دن بھر انتظار کرتے رہتے اور جب سائے ڈھل جاتے تب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ جب حضورؐ کی تشریف آوری کا دن آیا تو لوگ دن بھر انتظار کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ جب آپؐ قبا میں تشریف فرما ہوئے تو پہلا شخص جس نے حضورؐ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اسے

Marfat.com

خبر تھی کہ یثرب کے مسلمان ہر روز حضورؐ کا انتظار کرتے ہیں۔ لہٰذا جب اس نے حضورؐ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ قبا میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے بلند آواز میں پکارتے ہوئے کہا۔ "اے بنی قیلہ! وہ ذی شان ہستی آ گئی ہے جس کا تم لوگ ہر روز بے چینی سے انتظار کرتے رہے ہو۔"

یہ پکار سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ اس وقت آپؐ اور ابوبکرؓ ایک کھجور تلے ٹھہرے ہوئے تھے۔ جو لوگ وہاں پہلے پہنچے انہوں نے ایک تو حضورؐ کو پہلے دیکھا ہوا نہ تھا۔ دوسرے حضورؐ اور ابوبکرؓ تقریباً ہم عمر تھے لہٰذا لوگ حضورؐ کو پہچان نہ پائے تھے۔ پھر جس وقت ابوبکر صدیقؓ نے اٹھ کر اپنی چادر سے حضورؐ پر سایہ کیا تب لوگوں نے آپؐ کو پہچانا۔

اس کے بعد آپؐ نے سعد بن خیثمہ کے ہاں قیام فرمایا اور وہیں آ کر لوگ آپؐ سے ملتے رہے۔ قبا میں چند روز تک حضورؐ نے قیام فرمایا۔ یہاں آپؐ نے ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔[1]

○

ربیطہ مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں مصروف تھی جب کہ اس کا بچہ خالد بن سماک حویلی کے سامنے والے کمرے میں مسہری پر سو رہا تھا کہ سماک اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے حویلی میں داخل ہوا۔

ربیطہ مطبخ سے نکلی اس نے بھاگ کر سماک کے گھوڑے کی باگ اس سے لینا چاہی لیکن سماک نے اسے باگ نہ دی اور بڑی الفت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں گھوڑا خود باندھ کر اور اس کی زین اتار کر اسے چارہ ڈالتا ہوں تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم جا کر مطبخ میں اپنا کام کرو یا آرام کرو۔"

سماک کے یہ الفاظ سن کر ربیطہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر اس نے بے پناہ مسرت کا

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام

Marfat.com

اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے اُمید تھی آج آپ ضرور آئیں گے۔ آپ گھوڑے کو باندھیں میں کھانا تیار کرتی ہوں پھر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں"۔ اس کے ساتھ ہی ریطہ پھر مطبخ کی طرف چلی گئی تھی۔

سماک نے گھوڑے کو باندھا اور اس کی زین اور دھانہ اُتار کر اسے چارہ ڈال دیا تھا۔ پھر طہارت خانے میں جاکر اس نے مُنہ ہاتھ دھوئے۔ سامنے والے کمرے میں جاکر تھوڑی دیر تک وہ گہری نیند سوئے اپنے بیٹے خالد کو چُومتا رہا۔ اتنی دیر تک ریطہ نے کمرے میں چادر بچھا کر اس پر کھانا لگا دیا تھا۔

پھر جب دونوں میاں بیوی کھانے کے لیے چادر پر بیٹھ گئے تو سماک نے کہا۔ "ریطہ! ریطہ! میں تمہیں دو خبریں سناتا ہوں۔ دونوں میں سے ایک تو خوشخبری ہے۔ اور دوسری کو تم ایک معجزانہ انکشاف کہہ سکتی ہو۔

خوشخبری یہ ہے کہ حضورؐ یعنی ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے یہاں تشریف لا چکے ہیں۔ اس وقت وہ قبا میں قیام فرما ہیں اور میں انہیں دیکھ کر اور مِل کر آ رہا ہوں"۔

یہ سُن کر ریطہ نے بے ساختہ کہا۔ "اَلحَمدُ اللہ! حضورؐ کی یہاں آمد پر میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں۔ اَب اس شہر میں انشاء اللہ مسلمان ایک قوت بن کر اُبھریں گے"۔

سماک نے دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔ "اور اے ریطہ! دوسری معجزانہ انکشاف جیسی بات یہ ہے کہ تم جانتی ہو کہ یثرب میں۔ نہیں نہیں مدینۃ النبیؐ اور ہاں ریطہ! اب یثرب کا نام بدل کر مدینۃ النبیؐ رکھ دیا گیا ہے۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔ تم جانتی ہو مدینۃ النبیؐ میں بنو النجار کی عورت فاطمہ بنت النعمان پر ایک جن ایک عرصہ سے فریفتہ تھا اور وہ جن ایک طرح سے اس کے تابع تھا اور اس کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس فاطمہ بنت النعمان نے لوگوں پر ایک عجیب انکشاف کیا ہے۔

Marfat.com

میں جب گھر آ رہا تھا تو میں نے لوگوں سے سنا۔ فاطمہ بنت النعمان نے لوگوں کو بتایا کہ گزشتہ شب وہ جن اس کے پاس آیا۔ پر فوراً ہی دروازے کی بجائے دیوار پھاند کر بھاگ نکلا۔ جب وہ ایسا کر رہا تھا تو فاطمہ نے اس سے پوچھا۔ "یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم بدحواس ہو کر بھاگ کیوں رہے ہو اور دروازے کے بجائے دیوار کیوں پھلانگتے ہو۔"

اس پر اس جن نے جانتی ہو کیا جواب دیا۔ اس نے فاطمہ بنت النعمان سے کہا۔ "وہ نبیؐ تشریف فرما ہو گئے ہیں جو شراب و زنا کو حرام قرار دینے والے ہیں۔"

ریطہ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے رسولؐ کے آنے پر اب ایسے کئی معجزات کا ظہور ہو گا۔" پھر وہ دونوں میاں بیوی اکٹھے بیٹھ کر خوشگوار ماحول میں کھانا کھا رہے تھے۔

Marfat.com

جمعہ کے روز آپؐ نے قبا سے کوچ کیا اور یثرب میں داخل ہونے کو آگے بڑھے جمعہ کی نماز آپؐ نے وادی رانونا[1] میں ادا فرمائی۔ یہ جمعہ کی پہلی نماز تھی جو لوگوں نے آپ کے ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار یثرب میں داخل ہونے کو بڑھے۔ اس وقت تک علیؓ بھی مکہ سے نکل کر آپ سے آملے تھے۔ حضورؐ کا یثرب میں داخل ہونا تھا کہ شہر کی قسمت اور مقدر بدل گیا اور شہر یثرب کے بجائے مدینۃ النبیؐ بن کے رہ گیا۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد جب آپؐ کی اونٹنی محلہ بنی سالم میں داخل ہوئی تو بنی سالم کے روسا میں سے عتبان بن مالک اور عباس بن عبادہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ ہمارے ہاں تشریف

---

[1] مدینۃ النبیؐ کی ایک وادی۔ جو شہر کے جنوب میں جبل عیر سے نکل کر شمالی جانب بڑھتی ہے آبادی سے باہر ہی وادی بطحان اس میں آملتی ہے جو خود وادیوں سے مل کر بنی ہے۔ یہ عوالی کی جانب سے آتی ہے۔ پھر آبادی کے مغربی حصے میں گزرتی ہوئی آگے نکل کر جبلِ اُحد کی مغربی حد کے قریب وادیٔ تفاق میں شامل ہوجاتی ہے۔ ان سب وادیوں کا پانی زغابہ میں جاکر گرتا ہے جو مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں چند میل کے فاصلے پر ہے۔

Marfat.com

فرما ہوں ۔ ہم تعداد، سازو سامان اور عزت میں زیادہ ہیں ۔"
ان کی اس پیشکش کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا "خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ" (اس کا راستہ چھوڑ دو کیوں کہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے)
حضورؐ کے اس جواب پر انہوں نے راستہ چھوڑ دیا اور اونٹنی آگے بڑھتی چلی گئی تھی ۔

جب اونٹنی بنی بیاضہ کے احاطہ میں داخل ہوئی تو بنی بیاضہ کے لوگ زیاد بن لبید اور فردہ بن عمر کی سرکردگی میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ۔ "اے اللہ کے رسولؐ! ہم تعداد، سازوسامان اور عزت میں زیادہ ہیں ۔ پس آپؐ زیادہ تعداد والوں، ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے ۔"

بنی بیاضہ کی اس پیش کش کے جواب میں حضورؐ نے پھر فرمایا ۔ "اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو ۔ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے" ۔ پس لوگوں نے راہ چھوڑ دی اور اونٹنی آگے بڑھی ۔

یہاں تک کہ حضورؐ کی اونٹنی بنی ساعدہ کے محلے میں داخل ہوئی تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمر بنی ساعدہ کے چند لوگوں کے ساتھ نکلے اور حضورؐ سے گزارش کی کہ وہ ان کے ہاں قیام فرمادیں لیکن حضورؐ نے وہی جواب دیا جو پہلوں کو دیا تھا کہ "اس اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے" ۔

بنی ساعدہ سے نکل کر حضورؐ کی اونٹنی بنی نجار کے احاطے میں داخل ہوئی ۔ یہ لوگ رشتے میں حضورؐ کے ماموں بھی ہوتے تھے کیونکہ عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو کا تعلق اسی قبیلے سے تھا ۔ تو اس خاندان کے رؤسا سلیط بن قیس، ابوسلیط ۔ اسیرہ بن ابی خارجہ وغیرہ نکلے اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کش کی کہ وہ ان کے ہاں قیام کریں لیکن آپ نے حسب سابق اپنا معاملہ اپنی اونٹنی پر چھوڑ دیا ۔ آپؐ کی اونٹنی آگے بڑھ گئی ۔ یہاں تک کہ وہ بنی مالک کے احاطے میں آئی اور کھلے میدان میں بیٹھ گئی ۔

یہ میدان سہل و سہیل دو یتیم لڑکوں کا تھا جن کی معاذ بن عفراء پرورش کرتے تھے

Marfat.com

اور اس میدان کے اندر لوگ اپنی کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔

جب اونٹنی اس میدان میں بیٹھ گئی تو آپؐ اس کی پیٹھ سے اُترے نہیں۔ پھر اونٹنی اُٹھ کھڑی ہوئی اور آپ سے آپ آگے بڑھنے لگی۔ حضورؐ نے اونٹنی کی نکیل چھوڑ رکھی تھی تاکہ اُونٹنی اپنی مرضی سے جہاں چاہے بیٹھ جائے۔

تھوڑی دُور جا کر اُونٹنی پلٹ آئی اور پھر اس جگہ آ بیٹھی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ پھر وہ جسم ہلا کر اور جم کر بیٹھ گئی اور گردن اس نے زمین پر رکھ دی۔ اس بار حضورؐ اُونٹنی سے اُتر گئے اور ابوایوبؓ بن خالد بن زید نے پالان اُٹھا لیا اور اپنے گھر لے گئے۔[ل]

آپؐ نے لوگوں سے اس جگہ سے متعلق دریافت فرمایا جہاں اونٹنی بیٹھی تھی تو اس استفسار پر معاذ بن عفراء نے حضورؐ سے عرض کی۔ "اے اللہ کے رسولؐ! یہ میدان عمرو کے دو بیٹوں سھل اور سہیل کا ہے جو یتیم ہیں اور میرے زیر پرورش ہیں۔ آپؐ یہاں مسجد بنا لیں۔ میں ان کو اس پر رضامند کر لوں گا۔" بہرحال آپؐ نے وہاں مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا فوراً ہی مسجد اور آپؐ کے رہنے کی جگہیں بننے لگیں۔ اس مسجد کی تعمیر میں خود حضورؐ نے بنفسِ نفیس اور صحابہ کرامؓ نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔

اس دوران حضورؐ نے ابوایوبؓ کے ہاں قیام فرمایا۔ ان کا مکان دو منزلہ تھا۔ اُوپر وہ خود رہتے تھے اور نیچے حضورؐ نے قیام فرمایا تھا۔ ایک روز ابوایوبؓ نے حضورؐ سے عرض کی۔ "اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں اور بڑی بے ادبی سمجھتا ہوں کہ میں اُوپر رہوں اور آپؐ نیچے۔ لہٰذا آپؐ بالائی منزل پر چلے جائیں اور میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ نیچے آ جاتا ہوں۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ "ہمارے اور ان لوگوں کے لیے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں۔ یہی بات آرام وہ ہے کہ ہم نچلے حصے میں رہیں۔ اس طرح حضورؐ نچلے حصے میں اور ابوایوبؓ بالائی منزل میں رہنے لگے۔

[ل] ماخوذ از سیرت النبیؐ از ابنِ ہشام

Marfat.com

اور ابو ایوبؓ نے یہ طریقہ بنا لیا تھا کہ کھانا تیار کر کے حضورؐ کے لیے بھجوایا کرتے تھے اور جب بچا ہوا کھانا واپس آتا تو ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ برتن میں اس مقام کو تلاش کرتے جہاں آپؐ کا دستِ مبارک پڑا ہوتا اور پھر دونوں برکت حاصل کرنے کے لیے وہیں سے کھاتے۔[1]

ایک روز ابو ایوبؓ کی طرف سے حضورؐ کے لیے ایسا کھانا گیا جس میں پیاز اور لہسن ڈالا گیا تھا۔ آپؐ نے وہ کھانا تناول نہ فرمایا اور واپس بھیج دیا۔ جب ابو ایوبؓ کی اہلیہ نے حضورؐ سے کھانا تناول نہ فرمانے کی وجہ پوچھی تو حضورؐ نے فرمایا "میں نے اس میں پیاز اور لہسن کی بو پائی۔ میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کی جاتی ہے لیکن تم لوگوں کی یہ حالت نہیں۔ لہذا تم لوگ ایسا کھانا کھالو"۔ اس کے بعد آپ کے لیے ایسا خاصا نہ تیار کیا گیا۔

اس مکان میں قیام کے دوران حضورؐ نے زیدؓ بن حارثہ اور ابو رافعؓ کو مکہ بھیجا اور ان دونوں کو دو اونٹ اور پانچ درہم دیئے گئے۔ یہ دونوں مکہ سے حضورؐ کی دختر فاطمہؓ، ام کلثومؓ، آپؐ کی زوجہ سودہؓ بنت زمعہ، اسامہ بن زید اور ابو بکرؓ کے اہل خانہ کو مکہ سے نکال لائے۔ حضورؐ کی دوسری بیٹیوں میں رقیہؓ پہلے ہی اپنے شوہر عثمانؓ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر چکی تھیں۔ جب کہ آپؐ کی بیٹی زینبؓ کو ان کے شوہر ابو العاص بن الربیع نے مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کی اجازت نہ دی تھی۔

مسجد نبویؐ کی تعمیر جب مکمل ہو گئی تو حضورؐ ابو ایوبؓ کے گھر سے مسجد کے حجروں میں منتقل ہو گئے تھے۔

○

حضورؐ کے مدینۃ النبیؐ داخل ہونے کے ساتھ ہی دو اہم واقعات پیش آئے پہلا واقعہ سلیمانؓ فارسی کا ہے۔ جس وقت حضورؐ مدینہ میں داخل ہوئے اس وقت

---

[1] علامہ ابن ہشام نے سیرت النبیؐ میں ان واقعات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

سلیمانؓ اپنے یہودی آقا کے باغ میں خرما کے ایک درخت پر چڑھے پھل توڑ رہے تھے۔ کہ ان کے مالک کا چچازاد بھائی بھاگا بھاگا آیا اور سلیمانؓ کے مالک اور اپنے چچازاد بھائی سے کہا۔" تم نے کچھ سُنا۔ بنی قیلہ کو اللہ برباد کرے۔ اللہ قسم! وہ اس وقت قبا میں ایک ایسے شخص کے پاس جمع ہیں جو ان کے پاس آج ہی مکّہ میں آیا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نبیؐ ہے"

خرما کے درخت پر چڑھے سلیمانؓ نے بھی یہ الفاظ سن لیے تھے اور ان پر کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ وہ ایسا محسوس کرنے لگے تھے کہ وہ درخت سے نیچے بیٹھے اپنے مالک پہ گر پڑیں گے۔ جلدی جلدی وہ درخت سے اُترے اور اپنے مالک کے چچازاد بھائی کو مخاطب کر کے پوچھا۔" ابھی ابھی تم کیا کہہ رہے تھے؟"

اس پر اُن کا مالک غضب ناک ہُوا اور زوردار ایک تھپڑ ان کے مُنہ پہ مارتے ہوئے کہا۔" تجھے ایسی باتوں سے کیا واسطہ۔ اسی لیے تو میں تیری نگرانی کرتا رہتا ہوں۔"

اس پر سلیمانؓ نے کہا۔" کچھ بھی نہیں۔ میں نے تو صرف اس بات کی تصدیق کرنا چاہی کہ یہ کیا کہتا ہے"۔

جب شام ہو گئی تو سلیمانؓ کے پاس جو کچھ جمع سرمایہ تھا وہ لیا اور قبا کی طرف چل دیئے۔ سلیمانؓ حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کی۔" مجھے معلوم ہُوا ہے کہ آپؐ ایک نیک شخص ہیں اور آپؐ کے ساتھ غریب ساتھی بھی ہیں جو حاجت مند ہیں۔ میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود ہے۔ میں نے آپؐ کو اوروں کی نسبت زیادہ حقدار سمجھا لہٰذا آپ کو دینے کے لیے آپ کے پاس چلا آیا اور اس میں زیادہ تر کھانے کی اشیاء ہیں"۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا" کلُوا" (کھاؤ)۔ جب کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ روک کے رکھا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد سلیمانؓ وہاں سے چلے گئے۔ پس ان پر ان کے نصرانی عالم کی یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ آنے والے وہ نبی صدقہ نہ کھائیں گے۔ چند دن کا وقفہ ڈال کر سلیمانؓ کھانے کی کچھ اشیاء لائے اور دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیں اور کہا۔" یہ ہدیہ آپؐ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہے۔ آپؐ نے اسے خود بھی کھایا اور اپنے اصحابؓ کو بھی کھلایا۔ لہذا سلیمانؓ پر یہودی عالم کی یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ آنے والے نبیؐ ہدیہ کھائیں گے۔"

چند روز بعد سلیمانؓ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضورؐ بقیع الغرقد[1] میں تھے اور اپنے اصحابؓ میں سے کسی کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ سلیمانؓ چکر لگا کر حضورؐ کی پشت کی طرف گئے تاکہ نبوت کی اس خاتم کو دیکھیں جس کا ذکر ان سے نصرانی عالم نے کیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ سلیمانؓ آپ کے گرد سرگرداں ہے تو آپ جان گئے کہ وہ کس چیز کی تحقیق کر رہے ہیں۔ لہذا آپؐ نے اپنی پشت مبارک سے اپنی چادر نیچے گرا دی۔ سلیمانؓ نے مہر نبوت دیکھی۔ اسے پہچان لیا اور روتے ہوئے اس پر گر کر اسے بوسہ دینا چاہتے تھے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ "تحول" ہٹ جاؤ۔ اس پر سلیمانؓ وہاں سے ہٹ کر حضورؐ کے سامنے آ بیٹھے۔ پھر آپ نے حضورؐ سے اپنے سارے واقعات عرض کر دیئے۔ اس طرح سلیمانؓ نے حضورؐ سے متعلق نصرانی عالم کی بتائی ہوئی نشانیاں دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد سلیمانؓ کو بنو قریظہ کے یہودی کی غلامی سے[2] نجات بھی مل گئی۔

---

[1] مدینۃ النبیؐ کا قبرستان جو شہر کی فصیل کے پاس مشرقی جانب ہے۔ عام لوگ اسے محض بقیع ہی کہتے ہیں۔

[2] جنگ احد کے بعد تک سلیمانؓ غلامی میں پڑے رہے اور اس غلامی کی وجہ سے بدر و احد کی جنگوں میں حصہ بھی نہ لے سکے۔ پھر حضورؐ نے سلیمانؓ کو مشورہ دیا کہ اپنے مالک سے مکاتیب کر لو۔ یعنی اپنے مالک کو کچھ دے کر آزاد ہو جاؤ۔ آخر انہوں نے اپنے یہودی مالک کے ساتھ چالیس اوقیہ سونے کے علاوہ کھجوروں کے تین سو درخت نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لی۔ اس سلسلے میں صحابہ کرامؓ نے ان کی مدد کی۔ کھجوروں کے تین سو پودے اُن کے لیے مہیا کیے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے گڑھے کھودے اور اُن گڑھوں میں

Marfat.com

دوسرا واقعہ جو حضورؐ کی مدینہ منورہ میں آمد باسعادت کے بعد پیش آیا وہ سلیمان فارسیؓ کے حالات سے کچھ مِلتا جُلتا ہی ہے اور یہ واقعہ عبداللہ بن سلام کے ایمان لانے سے متعلق ہے۔ عبداللہ بن سلام ایک اعلیٰ پائے کے یہودی عالم تھے۔ دوسرے یہودیوں کی طرح انہوں نے بھی کتابوں کے اندر حضورؐ کی صفات، آپؐ کا نام اور زمانہ پڑھ کر ذہن رکھا تھا اور وہ بھی حضورؐ کی بعثت کے منتظر تھے۔

جس وقت حضورؐ نے قبا میں قیام فرما رکھا تھا کہ ایک دن یہ عبداللہ بن سلام اپنے باغ میں کھجور کے ایک درخت کے اوپر کام کر رہے تھے جب کہ اس درخت کے نیچے آپ کی پھوپھی خالدہ بنت الحارث بیٹھی ہوئی تھی۔ جب ایک شخص بھاگا بھاگا وہاں آیا اور اس نے حضورؐ کی آمد کی اطلاع کی۔

عبداللہ بن سلام نے جب یہ خبر سُنی تو درخت کے اُوپر ہی انہوں نے اللہ اکبر[1] زور سے پکار کر تکبیر بلند کی۔ درخت کے نیچے بیٹھی آپ کی پھوپھی خالدہ بنت الحارث نے جب اس زور کی تکبیر سنی تو اس نے عبداللہ بن سلام کو مخاطب کر کے کہا۔

"اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ! اگر تو موسیٰؑ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سُنتا تو اس سے زیادہ جوش وجذبے اور خوشی اور بھرپور جذبات کا اظہار نہ کرتا۔"

اس پر عبداللہ بن سلام نے اپنی پھوپھی کو مخاطب کر کے کہا۔" اے میری پھوپھی!

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۲) حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے کھجوروں کے پودے لگائے۔ حضورؐ کے لگائے ہوئے ان پودوں میں سے کوئی بھی خشک نہ ہوا۔ اب صرف چالیس اوقیے سونا باقی رہ گیا تھا۔ اسی دوران کسی نے حضورؐ کی خدمت میں مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا۔ سونے کا یہ ٹکڑا حضورؐ نے سلیمانؓ فارسی کو دیتے ہوئے فرمایا۔" اے سلیمانؓ! یہ لے لو اور جو قرض تم پر ہے اس کے عوض میں یہ دے دو۔ جب وہ ٹکڑا تولا گیا تو پورے چالیس اوقیے تھا۔ اس طرح وہ ٹکڑا سلیمان فارسی نے اپنے یہودی مالک کو ادا کر کے آزادی حاصل کر لی۔

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام۔ جلد اول

Marfat.com

"اللہ کی قسم! آنے والے یہ رسولؐ موسیٰؑ بن عمران کے بھائی ہیں۔ انہیں کے دین پہ ہیں اور اسی چیز کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جس چیز کے ساتھ موسیٰؑ بن عمران بھیجے گئے تھے۔"
اس پر پھوپھی نے دل چسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ وہی نبیؐ ہیں جن کی ہمیں خبر دی جاتی رہی ہے کہ اس نبیؐ کے بعد قیامت ہوگی۔"

عبدؓ اللہ بن سلام نے جب اس کی تصدیق کی تو آپ کی پھوپھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "جبھی تمہاری یہ حالت ہو رہی ہے۔" اس کے بعد عبدؓ اللہ بن سلام حضورؐ کی خدمت حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور پھر آپ کی ترغیب پہ آپ کے گھر والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

جب آپ کے گھر والوں نے بھی اسلام اسلام قبول کر لیا تو عبدؓ اللہ بن سلام حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنا اسلام قبول کرنا ابھی تک یہودیوں سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ تاہم یہودیوں کو یہ شک ہو گیا ہے کہ میرے اہلِ خانہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور اس وقت یہودیوں کے سرکردہ لوگ میری تلاش میں ہیں۔ وہ میرے اور میرے اہلِ خانہ کے اسلام قبول کرنے سے متعلق مجھ سے گفتگو کریں گے اور مجھے تلاش کرتے ہوئے آپؐ کی طرف بھی آئیں گے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ یہودی جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ ہیں۔ اگر ان کو اس بات کا پختہ یقین ہو گیا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں تو وہ ضرور مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھ میں طرح طرح کے عیب نکال کر کہیں گے کہ میں ان کے اندر ایک کم درجے کا انسان ہونے کے علاوہ ایک عیب دار آدمی تھا لہٰذا میں نے اسلام قبول کر لیا۔

ان احوال کے پیشِ نظر میں آپؐ سے گزارش کروں گا کہ آپؐ مجھے اپنے حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجیے اور پیشتر اس کے کہ انہیں میرے اسلام قبول کرنے کا علم ہو آپؐ ان سے میرے متعلق دریافت فرماویں کہ میں کیسا انسان ہوں اور ان میں میری کیا حیثیت ہے۔ جب وہ آپؐ کی موجودگی میں ایک بار میرے متعلق حقیقت حال کہہ

Marfat.com

دیں گے تو پھر جب ان پر یہ انکشاف ہوجائے گا کہ میں نے واقعی اسلام قبول کر لیا ہے تو پھر وہ میرے خلاف باتیں کرنے سے باز رہیں گے کیوں کہ حقیقت تو پہلے ہی کہہ چکے ہوں گے"۔

پس حضورؐ نے عبداللہ بن سلام کو اپنے حجرے میں چھپا دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہودیوں کا ایک گروہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس گروہ کے لوگ آپؐ سے عبداللہ بن سلام سے متعلق سوال کرنے لگے۔

آپؐ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا "تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے"؛

حضورؐ کے اس استفسار پر انہوں نے کہا "وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم یہود کے اندر وہ سب سے بڑے پائے کا عالم ہے"۔

جب حضورؐ کے سوالات کا جواب یہود دے چکے تو عبداللہ بن سلام حضورؐ کے حجرے سے باہر نکل آئے اور وہاں حضورؐ کے سامنے بیٹھے یہود کے اس گروہ کے ارکان کو مخاطب کر کے کہا۔

اے گروہِ یہود! اللہ سے ڈرو، اور اللہ کے رسولؐ جو چیز لے کر آئے ہیں اسے قبول کر لو۔ واللہ! تم لوگ خوب جانتے ہو کہ آپؐ اللہ کے ایسے رسولؐ ہیں کہ تم لوگ توریت میں آپؐ کا ذکر، آپؐ کا نام مبارک اور آپؐ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپؐ کو جانتا ہوں، آپؐ کی تصدیق کرتا اور آپ پر ایمان لاتا ہوں"۔

اس پر یہودی عبداللہ بن سلام پر برس پڑے اور کہنے لگے۔ تم جھوٹے ہو۔ اس کے بعد وہ یہودی نہ صرف عبداللہ بن سلام کو گالیاں دینے لگے بلکہ ان میں طرح طرح کے عیب بھی نکالنے لگے تھے۔

اس پر عبداللہ بن سلام نے حضورؐ سے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپؐ سے گزارش نہ کی تھی کہ یہ لوگ دروغ باف، بے وفا، جھوٹے اور نافرمان ہیں۔ بہر حال اب میں کھلے عام اعلان کرتا ہوں کہ نہ صرف میں اور میرے اہلِ خانہ والے

Marfat.com

بلکہ میری پھوپھی بھی اسلام قبول کر چکی ہے"۔ عبداللہ بن سلام سے یہ جواب سن کر یہودی وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

○

مدینۃ النبیؐ میں تشریف فرما ہونے کے بعد حضورؐ نے نہ صرف مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی بلکہ مہاجرین، انصار اور یہود کے درمیان ایک تاریخی معاہدہ[1] بھی کرایا۔ اس معاہدہ کی ترپن شرائط تھیں۔ جن میں یہ طے پایا تھا کہ یہودی مکہ کے کسی مشرک قریش کو اپنے ہاں پناہ نہ دیں گے۔ جنگ کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر وہ بھی مدینہ منورہ کا دفاع کریں گے اور جنگ کے مصارف بھی برداشت کریں گے اور یہ بھی طے پایا کہ اگر اس معاہدے کے سلسلے میں کوئی تنازعہ کھڑا ہوا تو حضورؐ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ کسی عورت کو اس کے کنبے والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی۔ کوئی بھی حضورؐ کی اجازت کے بغیر جنگ کے لیے نہ نکلے گا۔

غرض یہ کہ اس طرح کی ترپن شرائط پر مشتمل معاہدہ تھا جو حضورؐ کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا۔

یہود نے مسلمانوں کے ساتھ یہ معاہدہ تو کر لیا تھا لیکن اندر ہی اندر وہ حضورؐ سے مخالفت، حسد اور کینہ رکھتے تھے اس لیے کہ حضورؐ بنی اسرائیل کے بجائے عربوں کے اندر سے مبعوث ہوئے تھے اور یہ حقیقت یہودیوں کے لیے ناقابلِ برداشت اور ناراضگی کا سبب تھی۔

اوس و خزرج کے اندر بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو دل سے اپنے آبا و اجداد کے قدیم مذہب پر قائم تھے اور موت کے بعد کی دوبارہ زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے

---

[1] یہ معاہدہ ایک نہایت اہم دستاویز ہے اور مؤرخین نے بجا طور پر اسے دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔ یہ انسانوں کو بہترین مقاصد کے لیے متحد کرنے کی ایک تحریر ہے جس کی نظیر ناپید ہے۔

Marfat.com

ہوئے تھے ۔ اسلام کے غلبے نے انہیں اپنی جگہ پر مجبور کر دیا تھا ۔ لہذا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل سے بچنے کے لیے ان لوگوں نے ڈھال کے طور پر اسلام قبول کر لیا تھا ۔ لیکن ان کے دلوں میں نفاق تھا ۔

منافقین کے اس گروہ نے عبد اللہ بن ابی کو اپنا سرکردہ اور سرخیل بنا لیا تھا اور حضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے ان منافقین نے یہودیوں کے ساتھ اندر ہی اندر ایک دوسرے سے تعاون و حمایت کا عہد کر لیا تھا ۔

بہرحال یہ منافقین لوگ حضورؐ اور مسلمانوں سے متعلق ساز باز کرنے لگے تھے ۔ ایک روز ان میں سے کچھ لوگ مسجدِ نبویؐ میں جمع ہوئے ۔ اسی وقت حضورؐ بھی وہاں داخل ہوئے ۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ ایک دوسرے سے چمٹے آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے ۔ آپؐ نے وہاں موجود مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ۔ " ان لوگوں کو مسجد سے نکال دو ۔"

سب سے پہلے ابوایوبؓ ، عمرو بن قیس منافق کی طرف لپکے ۔ یہ شخص زمانۂ جاہلیت میں بتوں کا پجاری تھا ۔ ابوایوبؓ نے اسے پاؤں سے پکڑ لیا اور گھسیٹ کر باہر نکلنے لگے ۔ اس پر یہ منافق عمرو بن قیس یہ کہنے کے بجائے کہ مجھے مسجد سے نہ نکالو ، زور زور سے چلا کر ابوایوب سے کہنے لگا ۔ " اے ابوایوبؓ ! مجھے بنو ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نہ نکالو ۔"

اس کے بعد ابوایوبؓ نے ایک دوسرے منافق رافع بن ودیعہ کو جکڑ لیا ۔ اس کی چادر سینے کے پاس سے پکڑ لی اور زور سے جھنجھوڑ کر تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا اور کہا ۔ " اے خبیث ! منافق ! تف تم پر حضورؐ کی مسجد سے دور ہو ۔" پھر اس شخص کو مسجد سے نکال باہر کیا ۔

عمارہؓ بن حزم ایک اور منافق زید بن عمرو کی طرف بڑھے ۔ اس منافق کی لمبی داڑھی تھی ۔ عمارہؓ نے اس منافق کی داڑھی پکڑ لی اور زور سے اسے کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر نکال دیا تھا ۔ ایک اور صحابی سعودؓ بن اوس جو اس وقت وہاں موجود تھے وہ بھی بھاگ

Marfat.com

کر آگے بڑھے اور منافقوں میں ایک شخص قیس بن عمرو کو پکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر نکال دیا۔ ایک اور اصحابیؓ نے منافق الحارث بن عمرو اور زول بن الحارث کو کھینچ کر باہر نکال دیا۔

غرض یہ وہ منافق تھے جو اس روز مسجد میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف سازباز کر رہے تھے اور حضورؐ نے انہیں مسجد سے نکال دینے کا حکم دیا تھا۔ منافقوں اور یہودیوں نے جب دیکھا کہ وہ تو دن بدن مسلمانوں کے سامنے دبتے چلے جا رہے ہیں اور حضورؐ پر ایمان لانے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے تو ان منافقوں اور یہودیوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں یہ تحریک زور پکڑ کر ان پر غالب ہی نہ آ جائے۔ لہٰذا وہ اللہ کے اس دین کو ختم کرنے کے درپے ہو گئے تھے۔

حضورؐ کی تبلیغ کو روکنے اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر گرفت کرنے کے لیے ان یہود و منافق نے ایک سازش تیار کی۔ انہوں نے کچھ جید قسم کے یہودی علماء کو تیار کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سخت قسم کے مذہبی سوال حضورؐ سے کریں۔ ان کا خیال تھا کہ حضورؐ ان سوالوں کے جواب نہ دے سکیں گے۔ لہٰذا تیزی سے پھیلتا ہوا یہ دین جو ان کے لیے خطرہ بنتا جا رہا تھا۔ آپ سے آپ ختم ہو کر رہ جائے گا۔

لہٰذا یہودی علماء کا یہ گروہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو مخاطب کر کے ان علماء نے کہا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں چار باتیں بتائیے جو ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ اگر آپؐ نے ہمارے ان چاروں سوالوں کا جواب صحیح دے دیا تو ہم آپؐ کی پیروی کریں گے۔ آپؐ کو سچا جانیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔"

حضورؐ نے ان یہودی علماء کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "یہ تم پر اللہ کا میثاق اور عہد ہے۔ اگر میں نے تمہیں صحیح خبر دے دی تو پھر تم لوگ ضرور میری تصدیق کرو گے۔"

انہوں نے جب ہاں میں جواب دیا تو حضورؐ نے فرمایا۔ "پوچھو کیا پوچھتے ہو؟"

یہودی علماء نے پہلا سوال کیا۔ "یہ بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیوں مشابہ ہو جاتا ہے جب کہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔"

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔" مرد کا مادہ سفید اور گاڑھا جب کہ عورت کا زرد اور پتلا ہوتا ہے۔ ان دونوں میں سے جو مادہ غالب رہے اولاد اسی سے مشابہ ہو گی"۔

اس جواب پر یہودی علماء نے بیک زبان ہو کر کہا" بیشک آپؐ نے سچ فرمایا"۔ یہودی علماء نے دوسرا سوال یہ کیا کہ" بتائیے آپؐ کی نیند کیسی ہے"؟
آپؐ نے فرمایا۔" میری نیند ایسی ہے کہ میری آنکھ سوتی پر میرا دل بیدار رہتا ہے"۔
اس پر یہودی علماء نے تصدیق کی اور کہا۔" آپؐ سچ کہتے ہیں۔ ایک پیغمبر کی نیند ایسی ہی ہوتی ہے"۔

پھر ان یہودی علماء نے تیسرا سوال کیا۔" ہمیں یہ خبر دیجئے کہ وہ کیا چیزیں تھیں۔ جنہیں یعقوبؑ نے اپنی ذات پر حرام ٹھہرا لیا تھا"۔
حضورؐ نے فرمایا سنو! یعقوبؑ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے اور اس بیماری سے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی فرمائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی خاطر اپنی کھانے کی چیزوں میں انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ یعقوب علیہ السلام کی پسند یدہ غذا اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ تھا۔ لہٰذا انہوں نے دونوں چیزیں ترک کر دی تھیں"۔

یہودی علماء نے پھر تصدیق کی کہ آپؐ سچ فرماتے ہیں۔ اب یہودی علماء نے اپنا چوتھا سوال کیا۔" آپ ہمیں یہ بتائیے کہ روح کیا چیز ہے"۔
حضورؐ نے فرمایا۔" روح جبرائیلؑ ہے اور یہ وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے"۔
یہ جواب سن کر یہودی علماء بولے" بیشک آپؐ نے سچ کہا۔ لیکن ہم نہ آپؐ کی پیروی کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ پر ایمان لا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ جبرائیلؑ ہمارا دشمن[لہ] ہے اور

لہ اسی بنا پر مولیٰ کریم نے قرآن مقدس میں فرمایا۔" اے نبیؐ کہہ دو کہ جو کوئی جبرائیلؑ کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے قرآن کو اللہ کے حکم سے (باقی صفحہ ۴۸۰ پر)

Marfat.com

یہ وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور خونریزیاں لاتا ہے ۔"

اس طرح یہودی علماء نے جب دیکھا کہ حضورؐ نے ان کے سارے سوالوں کے صحیح جواب دے دیئے ہیں تو وہ ایک نامعقول بہانہ بنا کر اپنے عہد سے پھر گئے اور ایمان نہ لائے ۔

⊙

ابی حقیق، خولہ، ورلمیس ایک روز مکہ میں داخل ہوئے ۔ اس حالت میں کہ اونٹ کی نکیل لمیس نے پکڑ رکھی تھی ۔ دوسرے اونٹ کی نکیل پہلے اونٹ کے کجاوے سے بندھی ہوئی تھی اور اس دوسرے اونٹ پر خولہ سوار تھی اور اس اونٹ کے ساتھ ساتھ ابی حقیق چل رہا تھا ۔ جب کہ لمیس کے گھوڑے کی لگام اس دوسرے اونٹ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی ۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد وہ ابھی چند قدم آگے گئے ہوں گے کہ کسی نے ابی حقیق کو آواز دی اور پکارا ۔

ابی حقیق نے مڑ کر دیکھا ۔ ان کے پیچھے ذرا فاصلے پر حضورؐ کے چچا عباس اور ان کے ساتھ مکہ کا پہلوان رکانہ اور حبشی غلام صواب آرہے تھے اور رکانہ نے آواز دے کر ابی حقیق کو بلایا تھا ۔ ابی حقیق نے لمیس کو آواز دے کر رکنے کو کہا ۔ اور لمیس اونٹوں اور گھوڑے کو روک کر وہاں کھڑا ہو گیا تھا ۔

رکانہ اور صواب تیزی سے ابی حقیق کے پاس آئے اور اس سے مصافحہ کرنے کے بعد رکانہ نے پوچھا ۔" اے ابی حقیق ! تم اپنی بیٹی اور غلام کے ساتھ آج مکہ کیسے وارد ہو گئے ہو، خیریت تو ہے ۔"

ابی حقیق جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ عباس بن عبدالمطلب بھی وہاں پہنچ گئے اور ابی حقیق کے ساتھ انہوں نے پُرجوش مصافحہ کیا ۔ اس پر رکانہ نے حیرت میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۹) تیرے دل پہ اس طرح اتارا کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے ۔ اس چیز کی، جو اس سے پہلے ہے ۔

Marfat.com

عباس بن عبدالمطلب کو مخاطب کر کے پوچھا "اے ابوالفضل! کیا آپ ابی حقیق کو جانتے ہیں"۔ عباس کے بجائے ابی حقیق نے بولتے ہوئے کہا۔ "ہاں ہم ایک دوسرے کو خوب جانتے ہیں۔ اس لیے کہ عباس تجارت اور سوداگری کی غرض سے یثرب جاتے رہے ہیں۔ وہاں ہمارے ساتھ تجارتی لین دین کے علاوہ ہمارے ہاں قیام بھی کرتے رہے ہیں"۔

اس بار عباس نے بھی پوچھا "اے ابی حقیق کیسے مکہ آنا ہوا"۔ اور جواب میں ابی حقیق نے یثرب سے نکلنے اور سفر پر روانہ ہونے کی پوری تفصیل سنا ڈالی تھی۔

تب رکانہ نے گرم جوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابی حقیق! چلو میری حویلی چلو۔ وہاں کچھ روز قیام کرو۔ جس کام کے لیے تم اپنی بیٹی خویلہ کے ساتھ یثرب سے نکلے ہو۔ اس سلسلے میں عباس اور میں بھی تمہارے لیے سودمند ثابت ہو سکتے ہیں"۔

ابی حقیق نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کھل کر کہو رکانہ! میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا"۔ رکانہ پہلوان نے اس بار ابی حقیق کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ جس رسولؐ سے متعلق تم سچائی اور حقیقت کی تلاش میں نکلے ہو۔ اس سے متعلق کچھ مستند قسم کے واقعات میرے اور عباس کے پاس بھی ہیں۔ چلو میرے گھر چلتے ہیں اور وہاں سکون کے ساتھ بیٹھ کر بتفصیل تمہارے ساتھ گفتگو کرتے ہیں"۔ ابی حقیق نے بخوشی اس پیش کش کو قبول کیا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔

رکانہ پہلوان سب کو اپنی حویلی میں لایا۔ حبشی صواب تو اپنے گھر چلا گیا تھا۔ پر عباس بن عبدالمطلب رکانہ کے ہاں آئے۔ رکانہ نے عباس، ابی حقیق، خویلہ اور لمیس کو اپنے دیوان خانے میں بٹھایا۔ پہلے ان کے دونوں اونٹوں اور گھوڑے کو باندھ کر ان کے چارے پانی کا بندوبست کیا۔ پھر وہ دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گیا اور ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا

"اے ابی حقیق! محمدؐ بن عبداللہ کے رسولؐ ہونے سے متعلق جن حقیقتوں کی تلاش میں تم نکلے ہو۔ ان میں سے ایک ایسا واقعہ تو میں تمہیں سنا سکتا ہوں جو خود میرے ساتھ پیش آیا۔ اس کے علاوہ اسی طرح کے متعلقہ واقعات کچھ تمہیں عباس بن عبدالمطلب سے مل

Marfat.com

جائیں گے۔"

ابی حقیق نے بڑی دلچسپی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے رکانہ! پہلے تم وہ واقعہ کہو جو تمہارے ساتھ پیش آیا۔ اس کے بعد میں عباس بن عبدالمطلب سے کچھ کہنے کی گزارش کروں گا۔" رکانہ ایسا کرنے پر مان گیا۔ وہ سنبھل کر بیٹھا۔ اپنا گلا اس نے صاف کیا۔ پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"اے ابی حقیق! کبھی میں محمدؐ بن عبداللہ کے بدترین مخالفوں میں سے تھا۔ اب تو میں اس سلسلے میں کافی بدل گیا ہوں۔ انہیں رسول اللہؐ مانتا ہوں لیکن اپنے اپنے آبائی دین سے رغبت و محبت کی بنا پر میں ان پر ایمان نہیں لایا اور اے ابی حقیق! سنو، میں رسولؐ اللہ کا رشتہ دار بھی ہوں اور اس عباس بن عبدالمطلبؓ سے بھی میری قرابت داری ہے۔ میں تم سے اپنا شجرہ نسب بیان کرتا ہوں تمہیں خود ہی اس قرابت داری کا علم ہو جائے گا۔"

"اے ابی حقیق! میں رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف ہوں"[1]

"اے ابی حقیق! میں ہی وہ شخص ہوں جس نے رسولؐ اللہ کو ساحر و جادوگر کہا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ایک روز میں مکہ کی نواحی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں تھا کہ وہاں سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گزر ہوا۔ مجھے دیکھ کر وہ رک گئے۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔" اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور جس چیز کی طرف میں بلاتا ہوں تو اسے قبول نہیں کرتا۔

اس پر میں نے انہیں جواب دیا۔" اگر میں جان لیتا کہ جو کچھ آپؐ کہتے ہیں سچی بات ہے تو میں ضرور آپؐ کی پیروی کرتا۔

میرے اس جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور سے میری طرف دیکھا۔ اور ایک انوکھی و نرالی پیش کش انہوں نے مجھے کی۔ اے ابی حقیق! تم جانتے ہو کہ میں

---

[1] ماخوذ از سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام جلد اوّل صفحہ ۴۳۰۔

Marfat.com

میں قوی ترین پہلوان ہوں اور بڑے بڑے نامور پہلوان میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے کتراتے ہیں اور پہلوتہی کر جاتے ہیں - پر جانتے ہو مُحَمَّدؐ بن عبداللہ نے مجھے مخاطب کر کے کیا بات کہی - ؟ اے رکانہ ! اگر میں تجھے کشتی میں پچھاڑ دوں تو کیا تو تسلیم کرے گا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے ۔"

"اے ابی حقیق ! میں چونکہ ایک پہلوان ہوں اور کشتی کے سارے ہی داؤ پیچ جانتا ہوں اور مُحَمَّدؐ بن عبداللہ نے کبھی یہ کام کیا ہی نہ تھا - لہذا میں اس پر تیار ہو گیا اور فوراً ان سے کہا " ہاں ، اگر آپ نے کشتی میں مجھے پچھاڑ دیا تو میں ضرور اسے تسلیم کر لوں گا "۔ اس پر انہوں نے مجھے ایک بڑا پیارا جملہ کہا جو اب بھی مجھے یاد ہے ۔

انہوں نے کہا " فَقُمْ حَتّٰی اُصَارِعَكَ " (پس پھر اٹھ کہ میں تیرے ساتھ کشتی لڑوں)

پس میں اُٹھ کھڑا ہوا کہ ان سے کشتی لڑوں - پر جب کشتی شروع ہوئی تو میری حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی - انہوں نے کشتی میں مجھے بالکل بے بس کر کے زمین پر اس طرح لٹا دیا کہ میں مکمل طور پر ان کی گرفت میں تھا ۔

جب انہوں نے مجھے پچھاڑ دیا تو اس وقت میرے دل میں ایک حسرت سی تھی اور میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ آخر یہ کیسے اور کیونکر ہو گیا کہ میں ایک نامور اور مشہور پہلوان اور یوں آسانی کے ساتھ ایک ایسے شخص نے مجھے بے بس و چت کر دیا جس کا اس پیشے سے کوئی تعلق تک نہیں - پھر میں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ شاید ایسا اچانک اور اتفاقی طور پر ہو گیا - لہذا مجھے ایک بار پھر کشتی لڑ کر دیکھنا چاہیئے ۔

اس پر میں نے اپنے دل کو تسلی دینے کی خاطر انہیں کہا - کہ ایک بار پھر میرے ساتھ کشتی لڑیں اور دیکھو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہ فوراً دوبارہ کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گئے - پر دیکھو ایسا ہوا کہ دوبارہ میں پریشانی میں ڈوب کر رہ گیا کیونکہ جب دوبارہ کشتی شروع ہوئی تو اس دوسری بار بھی انہوں نے مجھے آناً فاناً اور لمحوں کے اندر پچھاڑ کر رکھ دیا - اس پر میں نے انہیں عجیب بے بسی کے انداز میں مخاطب کر کے

Marfat.com

کہا۔" اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ نے مجھے پچھاڑ کر رکھ دیا ہے۔"

اس پر انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا" اس سے بھی عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں کہ تو اللہ سے ڈرے اور میرا حکم مانے۔"

میں نے تحیر خیز انداز میں پوچھا۔" وہ کیا؟"

میرے اس استفسار پر انہوں نے ایک قریبی درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا" تیری خاطر میں اس درخت کو جسے تو دیکھ رہا ہے اپنی طرف بلاؤں تو یہ آجائے گا۔"

اس نئے انکشاف پر میری تعجب خیزی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا تاہم میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا۔" ہاں بلایئے اسے۔"

پس جب انہوں نے اس درخت کو بلایا تو وہ عجیب سے انداز میں چلتا ہوا اُن کے پاس آگیا اور میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس درخت کو چلتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایسا ہوا کہ انہوں نے درخت کو مخاطب کر کے فرمایا۔" اِرْجِعِیْ اِلٰی مَکَانِکَ (اپنی جگہ لوٹ جا)۔ پس وہ درخت اپنی اصل جگہ کی طرف لوٹ گیا۔

یہ خرقِ عادت اور مافوق البشریت واقعہ دیکھنے کے بعد میں شہر کی طرف بھاگا اور یہاں آکر لوگوں کو پکارتے ہوئے میں نے کہا۔" اے بنی عبدمناف! روئے زمین کے لوگوں کا محمدؐ سے جادو میں مقابلہ کراؤ۔ واللہ! میں نے اس سے بڑا اور زیادہ جادوگر آج تک کسی اور کو نہیں دیکھا۔"

یہ واقعہ سُنانے کے بعد رکانہ نے غور سے ابی حقیق کی طرف دیکھا۔ پھر دوبارہ اس نے کہا۔" اے ابی حقیق! یہ ہے وہ عجیب واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا۔ اب تم بتاؤ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے۔"

اس واقعہ کو سن کر ابی حقیق، خویلہ اور لمیس تینوں ہی بے حد متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ تاہم ابی حقیق سنبھلا اور کہا۔" میں اپنے خیالات کا اظہار تو جس مہم پر نکلا ہوں اسے مکمل کرنے کے بعد ہی کروں گا۔ تمہارا واقعہ سننے کے بعد اب میں عباس بن

Marfat.com

عبدالمطلب سے بھی کچھ سُننا پسند کروں گا "۔

رکانہ نے اس بار عباس کو مخاطب کر کے کہا " اے ابوالفضل! کہو، تمہارے پاس تو ایسے اَن گِنت واقعات ہیں "۔

عباس سنبھلے اور پھر ابی حقیق سے کہا " اے ابی حقیق! ایسے ہی خرق عادت قسم کے چند واقعات میں بھی تم سے کہتا ہوں، سنو،

اے ابی حقیق! مکہ میں بوآنہ نام کا ایک بت ہے۔ اس کی نسبت سے ایک عید یہاں منائی جاتی ہے جسے عید بوانہ کہا جاتا ہے۔ عید کے روز اہل قریش اس بت کے حضور حاضری دیتے اس کی تعظیم کرتے، قربانی کرتے، وہاں اپنے سر منڈواتے اور ایک رات وہیں اس کے پاس معتکف رہا کرتے تھے اور یہ تمام رسومات سال میں ایک مرتبہ ہوا کرتی تھیں۔ میرے بھائی ابوطالب اس تقریب میں شریک ہوتے رہتے تھے اور میرے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ سے کہا کرتے تھے کہ لوگوں کی معیت میں وہ بھی اس تہوار میں شرکت کیا کریں۔ لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ابوطالب ان سے ناخوش ہو گئے اور آپؐ کی پھوپھیاں سخت غضب ناک ہو کر آپؐ سے کہنے لگیں۔

" تو جو ہمارے دیوتاؤں سے پرہیز اور اجتناب کر رہا ہے تو اس کرتوت سے ہمیں خود تجھ پر خوف ہے اور ہم یہ بھی دیکھتی ہیں کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں شرکت نہیں کرتے ہو اور نہ ایسے میلوں میں جمعیت بڑھانے کا باعث بنتے ہو "۔

ایک بار اپنی پھوپھیوں کے پے در پے اصرار پر آپؐ اُن کے ساتھ ہو لیے۔ پر اے ابی حقیق! جانتے ہو کیا ہوا۔ جب پھوپھیاں میلے میں پہنچیں تو وہ کہیں غائب ہو گئے اور جب میلے سے واپسی کا وقت آیا تو وہ کہیں سے واپس آئے پر بڑے مرعوب اور دہشت زدہ تھے۔ اس پر پھوپھیوں نے پوچھا " تمہیں کیا ہو گیا ہے "۔

اس استفسار کے جواب میں وہ بولے۔ " میں ڈرتا ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو جائے "۔

Marfat.com

پھر پھوپھیوں نے ڈھارس دی اور کہا "تم میں جو نیک خصلتیں ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے خداوند تجھے شیطان کے ابتلا میں نہ پھنسائے گا"۔

اس موقع پر انہوں نے اپنی پھوپھیوں پر یہ انکشاف کیا کہ ان بتوں میں سے جس کے پاس بھی میں جاتا ہوں تو ایک سفید رنگ اور بلند و بالا آدمی مجھے دکھائی دیتا ہے اور للکارتا ہے "اے محمدؐ! پیچھے ہٹ جاؤ۔ انہیں نہ چھوؤ" اس واقعہ کے بعد انہوں نے قریش کے کسی میلے میں شرکت نہ کی۔ حتیٰ کہ نبوت پر فائز ہوئے۔

اے ابی حقیق! یہ تو ایک واقعہ ہے۔ اب دوسرا سنو۔ جو یوں ہے کہ میرے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ میرے بھائی اور اپنے چچا ابوطالب کی پرورش میں تھے اور ابوطالب زیادہ مالدار نہ تھے۔ ان کا بس اونٹنیوں کا ایک گلہ تھا فقد اُن کے دودھ پر ان کی گزر بسر تھی۔ ابوطالب اور ان کے اہل و عیال جب سب مل کر کھاتے اور محمدؐ ان میں نہ ہوتے تو وہ شکم سیر نہ ہوا کرتے تھے اور جب محمدؐ بھی ان کے ساتھ کھانے کو بیٹھتے تو سب پیٹ بھر کر کھایا کرتے تھے۔

ابوطالب جب اپنے اہلِ خانہ کو کھانا کھلانا چاہتے تو کہتے ٹھہر جاؤ۔ میرے بیٹے کو آنے دو محمدؐ جب آتے اور ان لوگوں کے ساتھ نوش فرماتے تو اُن سب کے کھانے سے بچ جایا کرتا تھا۔ ہوتا یوں تھا کہ سب سے پہلے آپؐ نوش فرماتے۔ پھر انہیں دیتے تو وہ سب پیتے تھے اور سب سیر ہو جاتے تھے اور ابوطالب بھتیجے کے لیے کہا کرتے تھے بیشک آپ مبارک و بابرکت ہیں۔

یہ دو واقعے ہوئے۔ اب تیسرا سنو۔ میں ابھی نوعمر ہی تھا کہ مکہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا۔ وہ تجارت کر کے اپنی گزر بسر کیا کرتا تھا۔ جب وہ شب آئی جس شب میرے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ پیدا ہوئے تو اس یہودی نے قریش کی ایک مجلس میں سب کو مخاطب کر کے کہا "کیا آج کی شب تم لوگوں میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے"۔

لوگوں نے جواب دیا "ہمیں تو اس کا علم نہیں"

پھر اس یہودی نے تاسفانہ انداز میں کہا "میں نے غلطی کی۔ واللہ!

Marfat.com

جہاں میں ناپسند کرتا تھا وہیں ولادت ہوئی۔"

"اے گروہ قریش! دیکھو جو میں تم لوگوں سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو آج شب اس اُمت کے نبیؐ پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان سیاہ و زرد رنگ کا مسا ہوگا جس پر برابر برابر بال ہوں گے۔"

اس یہودی کی یہ باتیں سن کر لوگ نشست گاہ سے نکل کر منتشر ہو گئے۔ جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو گئے تو پتہ چلا کہ اس رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا ہوا ہے جس کا نام مُحَمَّد رکھا گیا ہے۔

دوسرے روز لوگ اس یہودی سے ملے اور اسے بتایا کہ واقعی قریش کے ہاں گزشتہ شب ایک لڑکا ہوا ہے۔ اس یہودی نے پوچھا "میرے خبر دینے سے پہلے پیدا ہوا ہے یا بعد میں۔"

"لوگوں نے کہا" اس سے پہلے اور اس کا نام احمدؐ ہے۔"

لوگ اس یہودی کو میرے بھائی کے گھر لے گئے اور اسے دکھانے کے لیے بچے کو باہر لائے۔ اس نے وہ مسا مُحَمَّدؐ بن عبداللہ کی پیٹھ پر دیکھا تو غش کھا کر گر گیا۔ جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اسے کہا "تیری بربادی ہو تجھے کیا ہو گیا تھا۔"

اس پر اس یہودی نے جواب دیا۔" بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اور ان کے ہاتھوں سے کتاب الٰہی نکل گئی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے دین پر غالب آجائے گا۔ عرب نبوت پر فائز ہوئے۔ اے گروہ قریش! کیا تم خوش ہوئے۔ خبردار! واللہ، وہ تم لوگوں کو ایسا غلبہ دے گا جس کی خبر مشرق و مغرب تک جائے گی۔"

عباس بن عبدالمطلب تھوڑی دیر کے لیے رُکے پھر دوبارہ انہوں نے کہا۔" اے ابی حقیق! یہ تین واقعات تو ہوئے۔ اب میں تم سے چوتھا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ یوں ہے کہ

"مُحَمَّدؐ بن عبداللہ کی بعثت سے پہلے مکہ کے ایک شخص خالد بن سعید نے خواب

Marfat.com

میں ایک تاریکی دیکھی جس نے مکتے کو چھپا لیا تھا۔ یہاں کہ وہ نہ کوہستانوں کو دیکھ سکتا تھا' نہ زمین کو۔ پھر اس نے ایک نور دیکھا دیکھا جو زمزم سے نکلا تھا اور پھر وہ بلند ہوتا ہوا پھیلتا چلا گیا۔ سب سے پہلے میرے لیے بیت اللہ روشن ہو گیا۔ روشنی بڑھتی گئی۔ کوئی جبل اور زمین ایسی نہ رہی جو میں نے روشن نہ دیکھی۔ یہاں تک کہ میرے لیے یثرب کے کھجوروں کے باغات جن میں گدرائی ہوئی کھجوریں تھیں روشن ہو گئے۔ اسی روشن کے اندر پھر اس نے ایک کہنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا "سبحان اللہ! یہ اُمّت سعادت مند ہوئی امیین کا نبیؐ آ گیا۔ مکتوب الٰہی اپنی مدت کو پہنچ گیا۔

عباس بن عبدالمطلب چند ثانیوں تک سکوت اختیار کرنے کے بعد پھر بولے اور کہا ایک شخص النضر بن سفیان الہذی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ " ہم لوگ اپنے قافلے کے ساتھ ارضِ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ معان کے مقام پر قافلے کے ستانے کے لیے پڑاؤ کیا۔ اتفاق سے ایک سوار پکار پکار کر کہنے لگا "سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ وقت سونے کا نہیں۔ اللہ کے نبی احمدؐ ظاہر ہو چکے ہیں اور جن پورے طور پر دیئے گئے ہیں"۔ یہ آواز اور پکار سن کر قافلے والے پریشان ہو گئے اور جب یہ قافلہ واپس مکہ پہنچا تو مکہ میں محمدؐ بن عبداللہ کی نبوت کے چرچے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عباس بن عبدالمطلب خاموش ہو گئے۔ پھر دوبارہ وہ بولے اور کہا۔ " اے ابی حقیق! یہ ہیں وہ چند واقعات جو میں نے تم سے کہہ دیئے ہیں۔ پر تمہارے اپنے شہر یثرب میں بھی تو بنو قریظہ کے اندر اس نوع کا واقعہ رونما ہو چکا ہے۔ بہرحال میں اب چلتا ہوں"۔ اس کے ساتھ ہی عباس بن عبدالمطلب نے اُٹھ کر ابی حقیق سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

رکانہ پہلوان بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ " اے ابی حقیق! تم تینوں اب چند روز تک یہاں قیام کرو گے"۔ اس کے بعد کسی طرف کوچ کرو گے۔ تم تینوں بیٹھ کر باتیں کرو۔ میں تمہارے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں"۔ اس کے ساتھ ہی رکانہ دیوان خانے

Marfat.com

سے نکل گیا تھا۔

رکانہ کے جانے کے بعد دیوان خانے میں تھوڑی دیر کے لیے سکوت اور خاموشی طاری رہی پھر خویلہ نے ابی حقیق کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے میرے باپ! یہ عباس بن عبدالمطلب جاتے جاتے کیا کہہ گئے ہیں کہ ہمارے شہر یثرب میں بھی بنی قریظہ کے اندر اس نوع کا واقعہ رونما ہو چکا ہے"۔

ابی حقیق نے سنجیدگی میں کہا۔" وہ ٹھیک کہہ کر گیا ہے۔ بیٹی! یثرب میں بنو قریظہ کے اندر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا تھا اور یہ واقعہ میری آنکھوں کا دیکھا ہوا ہے"۔

خویلہ نے اس موقع پر عجیب طرح کی بشاشت اور سرخوشی میں کہا۔" تو اے میرے باپ! جب تک ہمارے میزبان کھانا نہیں لے آتے اس وقت تک آپ مجھے وہ واقع ہی سنا دیں۔ اس طرح وقت بھی اچھا گزر جائے گا اور میرے علم میں ایک طرح کا اضافہ بھی ہو جائے گا"۔

ابی حقیق نے ایک بار پُر سکون اور مسکراتی آنکھوں سے خویلہ کی طرف دیکھا پھر بولا۔" اے میری عزیز بیٹی! یہ واقعہ میں تجھے ضرور سناؤں گا"۔

"سنو! میں ابھی چھوٹا سا ہی تھا کہ ابن الہیبان نام کا ایک یہودی عالم ارضِ شام سے نکل کر یثرب آیا اور بنو قریظہ میں آکر اس نے رہائش اختیار کر لی۔ وہ انتہائی نیک اور صالح انسان تھا اور نیکی کرنے میں یثرب کے اندر اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا اور یثرب والے ایک طرح سے اس کے محتاج ہو گئے تھے۔ کیوں کہ جب بارش نہ ہوتی تو لوگ اس کے پاس جاتے اور کہتے اے الہیبان! بارش کے لیے دعا کرو۔ وہ ہماری بات مانتا اور بارش کی دعا کرنے سے قبل وہ ہم سے صدقہ دلاتا۔ اس کے بعد وہ بڑی انکساری کے ساتھ اپنے رب کے حضور بارش کی دعا کرتا اور دیکھو اس کی دعاؤں کے باعث اکثر یثرب بارش کے باعث مالا مال ہو کر رہ جاتا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ وہ شخص موت کے مرض میں مبتلا ہو گیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ بچے گا نہیں تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔" اے گروہِ یہود! جانتے ہو شراب اور خمیری روٹی کی سرزمین (ارضِ شام) سے کس چیز نے

Marfat.com

مجھے اس بھوک اور تکلیف کی سرزمین کی طرف نکالا"۔

اس شخص کی کنیت ابوعمیر تھی۔ لوگوں نے اسے مخاطب کرکے کہا "اے ابوعمیر! ہمیں اس کی کیا خبر"؟

تب اس نے انکشاف کیا۔ "میں اس سرزمین میں محض اس لیے آیا کہ ایک نبیؑ کے خروج کا انتظار کروں۔ جن کا زمانہ تم پر آگیا ہے۔ یہی شہر ان کی ہجرت گاہ ہے اگر میں نے اُن کو پایا تو ان کی پیروی کروں گا۔ تم لوگ ان پر ایمان لانے میں اوروں پر سبقت لے جانا۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تمہاری خونریزی بھی ہوگی اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو بھی قید میں ڈال دیا جائے گا"۔

ابی حقیق خاموش ہوگیا۔ پھر کہا "خوبلہ میری بیٹی! یہ ہے وہ واقعہ جس کے لیے تم نے اصرار کیا تھا"۔

خوبلہ جواب میں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ رکانہ کھانا لے کر آگیا۔ پھر وہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

Marfat.com

سُورج غروب ہونے کو جھک گیا تھا۔ پھیلتے اور خوب دراز ہوتے ہوئے سایوں کے پس منظر میں دھواں دھار اندھیرے تانک جھانک کر رہے تھے۔ سائے کوہستان کے ان جانے راستوں میں گم ہونے لگے تھے۔ اُداس فضاؤں اور مضمحل سایوں کے پس منظر میں صحرا میں کھڑے نخل خشک اپنے ادھورے پن پر نوحہ خواں ہونے لگے تھے۔ سورج کے ساحرانہ عمل اور فطرت کی خشمناکی کے باعث آفاق پر سرخی ہی سرخی پھیل گئی تھی۔ دھول اڑاتے بگولے اور رجز پڑھتے پرندے اپنی منزلوں کو رواں دواں تھے۔ ریگ کے انبار تیز ہواؤں کے باعث گم گشتہ منزلوں کی طرف اُڑنے لگے تھے۔

دھرتی پر پھیلتے اس ظلمت کے غبار کے موقع پر ربطہ مطبخ میں کھانا تیار کر رہی تھی جب کہ سماک صحن میں بندھی بکریوں کا دودھ دوھ رہا تھا۔ ایسے میں خویلہ بھاگتی ہوئی حویلی میں داخل ہوئی اور ربطہ یا سماک سے ملنے کے بجائے وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اس کمرے میں چلی گئی تھی جس میں خالد لیٹا ہوا تھا۔ اندر آتے ہی ایک حریصانہ انداز میں اس نے بچے کو اٹھا لیا اور اسے بری طرح پیار کرنے لگی تھی۔

کھانے کی تیاری ترک کر کے پریشانی کی حالت میں ربطہ مطبخ سے باہر نکل آئی تھی۔ جب کہ سماک نے بھی دودھ دوھنا بند کر دیا تھا اور جس برتن میں اس نے تھوڑا سا دُودھ دوھیا تھا وہ برتن اس نے ایک طرف رکھ کر ڈھانپ دیا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں

Marfat.com

خویلہ کی طرف جانے لگے تھے کہ ابی حقیق حویلی میں داخل ہوا۔ سماک نے آگے بڑھ کر ابی حقیق سے مصافحہ کیا۔ جب کہ ابی حقیق نے خود آگے بڑھ کر ریطہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ اتنی دیر تک خویلی بھی بچے کو اُٹھائے باہر آئی۔ بچے کو اپنی گود میں اُٹھائے خویلہ بھرپور نسوانی دلکشی جیسی خوشی، رازِ شعیت جیسی دلکش، بہاروں کے پیراہن جیسی پُرکیف اور فروغِ حسنِ نظر جیسی خوب صورت دکھائی دے رہی تھی۔

ریطہ نے جلدی جلدی صحن میں چارپائیاں لگادی تھیں اور کمرے کے اندر اور صحن میں دو چھوٹی چھوٹی دو شعلیں بھی روشن کر دی تھیں۔ جب سب چارپائیوں پہ بیٹھ گئے تب سماک نے ابی حقیق کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "کیا آپ دونوں باپ بیٹی اپنی مہم سے لوٹ آئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ نے بڑی جلدی یہ مہم سر کرلی اور پھر آپ کی اس مہم کا کیا نتیجہ نکلا"۔

ابی حقیق نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا "مہم نہ تو مکمل کی ہے اور نہ ترک کی ہے مکہ تک ہی پہنچے تھے کہ خویلہ شور کرنے لگی کہ مجھے خالد یاد آرہا ہے۔ لہٰذا واپس چلیں اور کچھ عرصہ یثرب میں رہ کر پھر اس مہم پر نکلیں گے۔ سو اس خالد کی یاد اور محبت ہمیں مکہ سے لوٹا لائی ہے۔ اب کچھ عرصہ آرام کرنے کے بعد ہم پھر یہاں سے طائف اور پھر یمن کی طرف روانہ ہوں گے۔ یہ طائف اور یمن کی طرف جانے کی راہنمائی بھی ہمیں مکہ ہی سے نصیب ہوئی۔ مکہ میں ہم دونوں باپ بیٹی نے کوئی ایک ہفتہ قیام کیا ہے۔

جہاں تک اس مہم کی تکمیل اور اس کے نتائج کا تعلق ہے تو اے سماک! میرے بیٹے! اس کا فیصلہ تو اس مہم کی تکمیل پر ہو ہو گا۔ اس لیے تو ابھی ہم نے اس مہم کا آدھا ہی فاصلہ طے کیا ہے لیکن اس آدھی مہم کے دوران بھی ہماری سماعت و بصارت کے پردے کافی حد تک وا ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یثرب سے روانگی کے وقت میں نہ صرف یہ کہ کاروانِ شب کا اسیر بلکہ مظلوم، مجبور اور محروم انسانیت تھا۔

میں مذہب کے معاملے میں نیند کی دھند اور اعتقادات کی برہمی کا شکار تھا اور اب میں اس دھرتی پر پھیلے ظلمت کے غبار سے کسی حد تک باہر نکلا ہوں۔ اب آگے

Marfat.com

کے لیے کیا ہوتا ہے۔ میں تو ساحلِ اُمید کے قریب تھا لیکن خویلہ نے میرے سارے ہی لائحہ عمل کو چوپٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ اگر یہ یثرب لوٹ آنے کی ضد نہ کرتی تو میں مکہ سے طائف اور وہاں سے سیدھا یمن کی طرف نکل جاتا اور اس مہم کو مکمل کر کے ہی گھر لوٹتا لیکن اس نے رونا اور منہ بسورنا شروع کر دیا تھا۔ لہٰذا مجھے واپس آنا پڑا۔"

سماک نے بجاب طلب نگاہوں سے خویلہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم نے کیوں رونا اور منہ بسورنا شروع کر دیا تھا۔"

خویلہ نے شکووں سے بھرپور آواز میں کہا۔" تم تینوں نے تو مجھے قطعاً یاد نہ کیا ہو گا لیکن آپ تینوں کی یاد میرے لیے میری ایک سانس کے فاصلے پر رہی ہے۔ میں اب کچھ دن یہاں رہنے کے بعد اس مہم کے دوسرے حصے پر نکلوں گی۔"

ابی حقیق نے ربیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" ربیطہ! ربیطہ! میری بیٹی! اونٹ اور سامان تو ملیس کے ساتھ گھر بھیج دیے ہیں جب کہ تم دونوں اور خالد کو ملنے ہم سیدھے ادھر چلے آئے ہیں گھر بھی نہیں گئے لہٰذا تم کھانا لاؤ۔ سخت بھوک لگی ہے۔ خویلہ! تم خالد کو مجھے دے دو اور تم ربیطہ کے ساتھ کھانے کی تیاری میں مدد کرو۔"

خویلہ نے ایک بار خالد کو جی بھر کے چوما پھر اسے ابی حقیق کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد وہ ربیطہ کی مدد کرنے لگی تھی۔ جب کہ سماک بکریوں کا دودھ دوہنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کھانا کھایا اور کچھ دیر بیٹھ کر ابی حقیق تو چلا گیا پر خویلہ رات وہیں رہ گئی۔

○

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدینۃ النبیؐ میں منافقین اور یہود کی سازشیں اور چیرہ دستیاں بڑھتی چلی گئی تھیں اور ان کارروائیوں میں تحویل قبلہ کی وجہ سے اور اضافہ ہو گیا تھا۔ یہودی کھل کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کارروائیاں کرنے لگے تھے۔ اس کا عملی ثبوت ایک یہودی شناس بن قیس نے دیا۔ یہ ایک بوڑھا یہودی تھا حضورؐ اور مسلمانوں سے یہ شخص سخت کینہ رکھتا تھا۔ ایک روز مسلمانوں کی ایک ایسی مجلس کے پاس

Marfat.com

سے گزرا جس میں اوس و خزرج کے لوگ اکٹھے بیٹھے انتہائی خوشگوار ماحول میں آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔

شناس بن قیس اس منظر کو دیکھ کر جل گیا کیوں کہ اسلام قبول کرنے سے قبل اوس و خزرج کبھی یوں مل کر نہ بیٹھے تھے۔ یہودیوں نے ان دونوں قبائل کے اندر تو نہ ختم ہونے والی دشمنیوں اور عداوتوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اور یہ اسلام ہی کی برکت تھی کہ اوس و خزرج میں محبت و الفت اور جاں نثاری و خوشگواری پیدا ہو گئی تھی اور مدینۃ النبیؐ میں وہ باہم شیر و شکر ہو کر زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

شناس بن قیس نام کا وہ بوڑھا یہودی اوس و خزرج کے مسلمانوں کی اس باہمی محبت کو دیکھ کر وہ ایسا حاسد ہوا کہ اس نے اوس و خزرج کے درمیان عداوت و دشمنی کے پھر پرانے جذبوں کو ابھارنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک ایسے یہودی نوجوان کا انتخاب کیا جو خوش الحان تھا اور جس کی آواز میں ایک جذب و کشش تھی۔ شناس بن قیس نے اس نوجوان یہودی کے ذمے اوس و خزرج کے درمیان پھوٹ ڈالنے کا کام لگایا اور اسے سمجھایا کہ جنگ بعاث جو اسلام قبول کرنے سے کچھ ہی عرصہ قبل اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی وہ اوس و خزرج کی مجالس میں اس جنگ کے حالات بیان کیا کرے اور اس جنگ کے موقع پر وہ اشعار جو اوس نے خزرج کے خلاف اور خزرج نے اوس کے خلاف کہے تھے وہ بھی زبانی یاد کرے اور یہ اشعار وہ اوس اور خزرج کی مجالس میں اک لے اور ترنم کے ساتھ پڑھا کرے۔

اپنی تیاری مکمل کر کے اس نوجوان یہودی نے ایسا ہی کیا۔ اوس و خزرج کی ایک مجلس میں اس نے نہ صرف یہ کہ جنگ بعاث کے حالات بیان کیے بلکہ اس موقع پر اوس و خزرج کے جو ایک دوسرے کے خلاف اشعار کہے تھے وہ بھی اس یہودی نوجوان نے پڑھے۔

جنگ بعاث کے حالات اور ان اشعار کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ وہیں پر اوس و خزرج میں تو تو میں میں ہونے لگی۔ ایک دوسرے کے خلاف کشمکش اور فخر و مباہات کا

Marfat.com

سلسلہ شروع ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بنی اوس میں سے ایک نوجوان اوس بن قیظی اور بنو خزرج میں سے خبار بن صخر نامی جوان ایک دوسرے سے اُلجھ پڑے پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا " اگر تم چاہو تو ابھی اور اسی وقت جنگ کی ابتداء کر دیں "۔

دوسرے نوجوان نے بھی ایسا ہی دعویٰ کر دیا۔ اس پر وہاں بیٹھے اوس و خزرج کے لوگوں نے یہ طے کر دیا کہ الحرہ کے مقام پر دونوں قبیلے ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے۔ اس اعلان کے بعد ہتھیار لاؤ، ہتھیار لاؤ کا شور اُٹھ کھڑا ہوا اور لوگ مقابلے کے میدان کی طرف جانے کے لیے مسلح ہونے لگے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔

حضورؐ کو جب اس حادثے کی خبر ہوئی تو آپؐ اپنے مہاجرین صحابہؓ کے ساتھ تشریف لائے اور اوس و خزرج کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا۔

" اے گروہِ مسلمین! خدا سے ڈرو۔ خوفِ خدا کرو۔ کیا جاہلیت کے دعوؤں پر لڑتے ہو حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت دی۔ عزت بخشی اور اسلام ہی کے ذریعے سے جاہلیت کی باتوں کو تم لوگوں سے الگ کر دیا اور اسی کے ذریعے سے تمہیں کفر سے نجات دی اور اسی کے ذریعے سے تمہارے دِلوں کے اندر محبت و الفت پیدا کر کے رکھ دی "۔

حضورؐ کے ان الفاظ نے اوس و خزرج کے لوگوں پر معجزاتی اثر کیا۔ لوگوں نے جان لیا کہ یہ ایک شیطانی جھگڑا ہے اور ان دونوں قبائل کے خلاف یہودیوں کی یہ ایک چال تھی جس کے ذریعے سے وہ مسلمانوں میں دشمنی اور پھوٹ ڈال کر اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوئے تھے۔

حضورؐ کے ان الفاظ سے اوس و خزرج کے لوگوں کی جب آنکھیں کھلیں تو وہ رو پڑے اور ایک دوسرے سے گلے مِل کر گلے شکوے دُور کیے مکمل طور پر حضورؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کی اور حضورؐ کے ساتھ واپس شہر میں آ گئے۔ اس طرح یہود کی اس چال کو ناکام بنا دیا گیا تھا۔

Marfat.com

○

انہی ایام میں حضورؐ کی خدمت میں نجران کے نصرانیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ اس وفد میں ساٹھ سوار تھے۔ ان ساٹھ سواروں میں سے چودہ ان کے سربرآوردہ لوگ تھے اور ان چودہ میں سے تین ان میں سے ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان تین میں سے ایک، کا نام عبدالمسیح تھا اور وفد کے سب ارکان اس کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے اور اسے عاقب کہہ کر پکارتے تھے۔ دوسرے کا نام الایہم تھا۔ یہ ان کے کے اور اجتماعات کا منتظم تھا اور اسے السید کہہ کر پکارتے تھے۔ تیسرے کا نام ابو حارثہ بن علقمہ تھا۔ اس کا تعلق بنو بکر بن وائل سے تھا۔ یہ شخص ان کا دینی پیشوا، ماہر عالم، امام اور ان مذہبی درسگاہوں کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ ان سب میں بلند مرتبہ رکھتا تھا۔ وہ مذہبی کتب کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اپنے علوم میں اسے خوب مہارت تھی۔ یہاں تک کہ اس شخص کی علمی قابلیت کی خبریں قسطنطنیہ پہنچی تھیں اور وہاں کے نصرانی بادشاہ نے اس ابو حارثہ بن علقمہ کو مال و متال اور خدم و حشم سے نوازا تھا۔

جس وقت وفد کے یہ اراکین حضورؐ سے ملنے کے لیے مدینۃ النبیؐ میں داخل ہوئے اس وقت آپؐ مسجد میں عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ لوگ اچھے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ جبتے پہنے اور چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔ جب حضورؐ نے نماز سے فراغت پائی تب نجران نے اس وفد کے علماء حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے سوال و جواب کرتے رہے۔ پھر حضورؐ نے اس وفد کے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"تم اسلام قبول کر لو۔"

ان کے عالموں نے جواب دیا۔ "ہم تو اسلام قبول کر چکے ہیں۔"

آپؐ نے پھر فرمایا۔ "تم لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔"

انہوں نے پھر جواب دیا۔ ہم نے آپؐ سے پہلے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ "تم نے غلط کہا۔ اللہ کے لیے بیٹے کا ادعا، صلیب کی پوجا اور سؤر کے گوشت کا استعمال، یہ سب باتیں تمہیں اسلام اختیار کرنے سے

Marfat.com

مانع ہیں"۔ جب حضورؐ نے دیکھا کہ وفد کے وہ ارکان حق بات کو مختلف حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو آپؐ نے فیصلہ کن انداز میں انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"مجھے میرے خداوند کا حکم ہے کہ اگر تم حق کو تسلیم نہیں کرتے ہو تو میں تم لوگوں کو مباہلے کی دعوت دوں۔ لہٰذا اس امر میں تصفیہ کرنے کے لیے میں تمہیں مباہلے کی دعوت دیتا ہوں"۔ اس دعوت پر وفد کے ارکان چونک اٹھے اور کہنے لگے۔

"اے ابوالقاسمؐ! ہمیں کچھ دِن کی مہلت دیجیئے۔ آپؐ نے ہمیں جو یہ مباہلے کی دعوت دی ہے تو اس بارے میں ہم کوئی فیصلہ کرنے کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گے"۔ حضورؐ سے مہلت حاصل کرنے کے بعد وفد کے ارکان حضورؐ کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

اس وفد کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد اس وفد کا ایک رُکن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مودبانہ گزارش کی۔

"حضورؐ میرا نام کرز بن علقمہ ہے اور نجران سے آنے والے نصرانی وفد کے اندر جو نصرانیت کا سب سے بڑا عالم ابو حارثہ بن علقمہ ہے میں اس کا بھائی ہوں۔ میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور آپؐ پر صدق دِل سے ایمان لا چکا ہوں اور میرے اس ایمان لانے کی وجہ بھی میرا بھائی ابو حارثہ بن علقمہ ہے۔ اور ایسا ہوا کہ جب ہم آپؐ کی طرف آنے کے لیے نجران سے روانہ ہوئے اور میرا بھائی ابو حارثہ بن علقمہ اپنے خچر پر سوار ہونے لگا تو اس نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔

یہ وفد چونکہ آپؐ کی طرف آنے کے لیے وہاں سے روانہ ہو رہا تھا۔ لہٰذا جب میرا بھائی ٹھوکر کھا کر گرا تو میں نے آپؐ کی طرف اشارہ کر کے اپنے بھائی سے کہا (ساخا کم بہ دہن) "دُور والا برباد ہو جائے"۔ حضورؐ! دُور والے سے مراد آپؐ تھے کیوں کہ جس وقت ہم نجران میں تھے تو آپؐ ہم سے دُور تھے اور آپ کی طرف آنے کے لیے میرا بھائی ٹھوکر کھا کر گرا تھا۔ میرے منہ سے یہ الفاظ سُن کر میرے بھائی نے آپؐ کے دفاع میں بولتے ہوئے مجھ سے کہا "دُور والا نہیں تُو برباد ہو جائے"۔

Marfat.com

اس پر میں نے اپنے بھائی سے چونک کر پوچھا۔" اے میرے بھائی ایسا کیوں؟"
میرے اس استفسار پر میرے بھائی نے آپ سے متعلق کہا۔" واللہ! یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔"

میں نے زور دیتے ہوئے اپنے بھائی سے کہا۔" جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں تو اب تم ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے ہو اور کیا چیز ہے جو تمہیں حضورؐ پر ایمان لانے سے روکتی ہے۔"

میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے میرے بھائی ابو حارثہ بن علقمہ نے کہا۔
" نجران کے ان لوگوں نے ہمارے لیے کیا کچھ نہیں کر رکھا۔ ہمیں اعلیٰ مراتب دے رکھے ہیں۔ عزت و توقیر دی ہے اور ہمیں مال دار بنا کر رکھ دیا ہے اور حالت یہ ہے کہ نجران کے اندر ہم بڑے صاحب حیثیت ہیں۔ پر یاد رکھو نجران کے نصرانی محمدؐ کو اللہ کا رسولؐ تو مانتے ہیں۔ پر خواہ مخواہ ایک طرح کی ضد اور تعصب پر اتر آئے ہیں حالانکہ وہ برسہا برس سے اس رسولؐ ہی کی بعثت کا انتظار کر رہے تھے۔ لہذا اگر ہم نجران کے نصرانیوں کی مخالفت کرتے ہوئے محمدؐ پر ایمان لے آئے تو نجران کے نصرانی وہ تمام چیزیں جو ہمیں میسر ہیں ہم سے چھین لیں گے۔"

کرز بن علقمہ یہاں تک کہنے کے بعد رکا۔ پھر حضورؐ کو مخاطب کر کے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نجران سے آنے والے میرے بھائی سمیت وفد کے سارے ہی ارکان تسلیم کرتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں لیکن برا ہو اس دنیاوی مال و متاع اور عزت و حشمت کا جس کی وجہ سے یہ لوگ آپؐ پر ایمان لانے کی جرأت نہیں کر رہے لیکن میں ایمان کے مقابلے میں اس دنیاوی لالچ اور مال و منال کو لات مارتا ہوں۔ اس بنا پر میں سچے دل سے اسلام کو قبول کر کے آپ پر ایمان لا چکا ہوں۔"

حضورؐ نے کرز بن علقمہ کو دعائے خیر و برکت دی اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

Marfat.com

○

مباہلے سے متعلق کوئی مناسب جواب دینے کے لیے نجران کے نصرانی وفد نے جو حضورؐ سے مہلت حاصل کی تھی۔ اس مہلت کے دوران وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے تاکہ مباہلے سے متعلق صلاح مشورہ کیا جا سکے۔ کافی دیر تک باہم صلاح و مشورہ کرنے کے بعد جب وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے تو انہوں نے اپنے وفد کے سردار عبدالمسیح کی رائے طلب کی۔ اس پر عبدالمسیح نے اپنے وفد کے ارکان کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے گروہِ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمدؐ بلاشبہ خداوند کی طرف سے مبعوث کیے ہوئے نبیؐ ہیں۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ہم اپنے دنیاوی فائدوں کی خاطر ان پر ایمان لانے سے گریز کر رہے ہیں اور تم لوگ یہ بھی جانتے ہو کہ جو بھی قوم اس سرزمین میں پھلی پھولی اور زندہ رہی اس نے کبھی بھی اپنے نبی کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا اور جس قوم نے بھی کسی نبی کے ساتھ مباہلہ کیا تو وہ جڑ سے اکھاڑ دی گئی۔ میری مانو تو اس مباہلے سے باز رہو، ورنہ یاد رکھو تم لوگ بھی جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیئے جاؤ گے۔ اگر تم لوگ اپنے دنیاوی فائدوں کی بنا پر اس شے کو قبول نہیں کرنا چاہتے جو یہ نبیؐ پیش کر رہے ہیں، تو یہ قبول کرو اور اپنے آبائی دین پر قائم رہو لیکن اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو ان سے مباہلہ نہ کرو۔ بلکہ میں تم لوگوں کو مشورہ دوں گا کہ اللہ کے اس نبیؐ کے ساتھ صلح کر کے اپنے شہروں کو لوٹ چلو۔ بس اس کے علاوہ میں تم لوگوں سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

وفد کے سارے ارکان نے اپنے اس سردار عبدالمسیح کے مشورے اور تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وفد دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر وہ لوگ حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

"اے ابوالقاسمؐ! آپؐ کے پاس سے جانے کے بعد ہم نے باہم صلاح مشورہ کیا اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپؐ کے ساتھ مباہلہ نہ کریں اور یہ کہ آپؐ کو آپؐ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اپنے شہروں کو لوٹ جائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں لیکن اس

Marfat.com

موقع پر ہم آپؐ سے ایک التماس بھی کریں گے اور وہ یہ کہ اپنے اصحابؓ میں سے جسے آپؐ مناسب سمجھیں ہمارے ساتھ روانہ کر دیں تاکہ وہ نجران میں ہمارے ساتھ رہ کر ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلے کیا کریں کیوں کہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے مطابق ہیں "

نجران کے اس وفد کی اِن گزارشات کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا " تم لوگ شام کو میرے پاس آؤ - میں ایک قوی امانت دار کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا "

شام کو وفد جب پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دیکھا حضورؐ کی خدمت میں ابو عبیدہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے - پھر ان لوگوں کی موجودگی میں حضورؐ نے ابو عبیدہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا - " ان لوگوں کے ساتھ نجران جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے مطابق فیصلے کیا کرنا "

اس طرح وہ وفد واپس لوٹ گیا اور ابو عبیدہؓ بھی اس کے ساتھ چلے گئے تھے۔

○

ایک روز حضورؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے - اسامہؓ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا اور بنو خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے روانہ ہوئے - آپؐ کی سواری پر فدک کی چادر پڑی تھی اور خرما کی رسّی کی لگام تھی - جس وقت عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کے گھر کے سامنے سے گزرے - آپؐ نے دیکھا عبداللہ بن ابی اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اپنے گھر کے باہر بیٹھا ہوا تھا اور وہاں عبداللہؓ بن رواحہ بھی بیٹھے ہوئے تھے - آپؐ نے ان سب لوگوں کو دیکھنے کے بعد آگے گزر جانا مناسب نہ سمجھا - لہٰذا اپنی سواری آپؐ نے روک دی - نیچے اتر کر سب کو آپؐ نے سلام کیا - تھوڑی دیر کے لیے وہاں آپ تشریف فرما ہوئے اور اس دوران میں وہاں موجود لوگوں پر آپؐ نے قرآنِ مقدس کے ایک حصّے کی تلاوت فرمائی - لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی - اللہ ہی کے نام سے لوگوں کو نصیحت کی - پرہیزگاری کی تلقین کی جنت کی خوشخبری سنائی اور جہنم کا خوف دلایا -

Marfat.com

جب تک حضورؐ ارشاد فرماتے رہے عبداللہ بن ابی چپ رہا۔ جب آپؐ خاموش ہو گئے تو یہ بدزبان انسان بولا اور حضورؐ کو مخاطب کر کے کہا۔

"آپؐ کی اِن باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں اگر یہ سچی ہیں لیکن آپؐ اپنے گھر میں بیٹھیے اور جو شخص ان باتوں کو سننے کے لیے آپؐ کے پاس آئے اس سے بیان کیجیے۔ جو آپؐ کے پاس نہ آئے اسے اِن باتوں سے تکلیف نہ دیجیے اور جو ناپسند کرتا ہو اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کیا کریں۔"

عبداللہ بن ابی کے یہ الفاظ سن کر عبداللہؓ بن رواحہ بھڑک اٹھے اور ابن ابی کو جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا "اے ابن ابی! حضورؐ ایسا کیوں نہ کریں۔ ہماری مجلسوں، ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں حضورؐ کو ایسی باتیں ضرور کرنا چاہئیں اس لیے کہ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے حد پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے عزت و توقیر عطا فرمائی ہے۔"

عبداللہ بن ابی نے جب دیکھا کہ عبداللہ بن رواحہ کے علاوہ وہاں بیٹھے اور لوگ بھی ں کی مخالفت اور دشمنی پر اتر آئے ہیں تو فوراً سنبھلا اور بات کو رفع دفع اور ختم رنے کی خاطر اس نے ندامت کا اظہار کرنے کے لیے دو اشعار پڑھے جن کا ترجمہ کچھ ں بنتا ہے:-

"جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تُو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے تُو ہتک مشت کرتا رہتا ہے وہ تجھے پچھاڑ کر رکھ دیں گے۔

کیا باز اپنے بازو نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے؟ اور کبھی اس کے پَر اکھاڑ دیئے جائیں تو وہ ضرور گر پڑے گا۔"

اس گفتگو کے بعد حضورؐ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سعدؓ بن عبادہ کے ہاں ریف لے گئے۔ راستے میں عبداللہ بن ابی نے جو ناروا اور منافقانہ گفتگو کی تھی۔ اس

ے ماخوذ از سیرت النبیؐ از علامہ ابن ہشام۔ جلد اوّل صفحہ ۶۶۷

Marfat.com

کے آثار ابھی تک آپؐ کے چہرۂ مبارک پر تھے۔

سعد بن عبادہ نے یہ تغیر دیکھ لیا اور پوچھا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپؐ کے چہرہ مبارک میں کچھ تغیر دیکھ رہا ہوں۔ مجھے کچھ یوں لگتا ہے گویا آپؐ نے کوئی ایسی بات سماعت فرمائی ہے جو آپؐ ناپسند فرماتے ہیں۔"

جواب میں آپؐ نے سعد بن عبادہ کو ان ساری باتوں کی اطلاع دی جو راستے میں عبداللہ بن ابی نے ان سے کہی تھیں۔

سعدؓ بن عبادہ نے بڑی عاجزی اور نرمی میں کہا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ابن ابی سے نرمی فرمائیے۔ واللہ! خداوند آپؐ کو ہمارے پاس ایسے وقت میں لایا جب ہم اس کی تاجپوشی کرنے والے تھے۔ اس لیے وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپؐ نے اس کی حکومت چھین لی ہے۔" حضورؐ نے عبداللہ بن ابی کی اس گفتگو پر صبر و تحمل فرمایا۔

○

مدینۃ النبیؐ میں اپنی حالت کسی قدر مستحکم کرنے کے بعد حضورؐ نے غزوات کی ابتدا[1] کی۔ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر پہلے آپؐ خود مدینہ سے نکلے اور ودان کے مقام پر پہنچے آپؐ نے دراصل بنو ضمرہ کا قصد کیا تھا۔ بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو نے حضورؐ سے صلح کر لی۔ لہٰذا اپنی پہلی کامیاب مہم کے بعد حضورؐ مدینہ کی طرف واپس چلے گئے تھے۔

دوسری بار حضورؐ نے عبیدۃؓ[2] بن الحارث کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔ اس لشکر میں اسی سوار تھے اور سب کے سب مہاجرین تھے۔ ارادہ قریش کی ایک جماعت کا قصد کرنا تھا۔ یہ لشکر ثنیۃ المرہ کے قریب ایک چشمے پر جا پہنچا۔ وہاں انہیں قریش کی ایک بڑی جماعت دکھائی دی لیکن قریش کی اس جماعت نے مسلمانوں سے مزاحمت کرنے کی

---

[1] اس غزوہ کا نام غزوۂ ودان ہے۔

[2] اسے سریہ عبیدۃ بن الحارث کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

Marfat.com

جرأت نہ کی اور اپنا آپ بچا کر نکل گئے۔ گو اس موقع پر قریش کے ساتھ جنگ نہ ہوئی تھی تاہم سعدؓ بن وقاص نے اس روز دشمن کی جماعت پر ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام کی خاطر چلایا گیا تھا۔

تیسری بار حضورؐ نے ایک لشکر[1] اپنے چچا حمزہؓ اور عبیدۃ الحارث کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ یہ لشکر بھی سارا مہاجرین پر مشتمل تھا اور ارادہ یہ تھا کہ ساحل بحر پر ابوجہل اور اس کے تین سو ساتھیوں کا قصد کیا جائے۔ یہاں بھی فریقین میں جنگ ٹل گئی اور لشکر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

اسی دوران مکہ کے ایک شخص کرز بن جابر الفہری نے ایک لشکر کے ساتھ مدینہ کی چراگاہوں پر حملہ کر دیا اور آپؐ اس کے مقابلے کے لیے نکلے لیکن ابن جابر الفہری کو جب اطلاع ہوئی کہ حضورؐ بذاتِ خود اس کی سرکوبی کو نکلے ہیں تو اُسے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ بھاگ نکلا۔ آپؐ کرز بن جابر کے تعاقب میں لگے اور یہ تعاقب وادی سفوان تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ کرز بن جابر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اس واقعہ کے بعد احتیاط کے طور پر حضورؐ نے عبداللہؓ بن جحش کو آٹھ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا اور نخلہ کی طرف جانے کا حکم دینے کے بعد ایک تحریر بھی لکھ کر دی اور یہ نصیحت کی کہ "دو دن لگاتار چلنے کے بعد میری اس تحریر کو کھول کر دیکھنا"۔ عبداللہ بن جحش اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور دو دن کے سفر کے بعد جب انہوں نے حضورؐ کی دی ہوئی تحریر کھول کر پڑھی تو لکھا تھا۔

"جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک آگے بڑھو کہ مکہ اور طائف کے درمیان مقام نخلہ میں اترو اور وہاں رہ کر قریش کی کارروائیوں کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے ہمیں آگاہ کرتے رہو۔"

---

[1] اسے سریہ حمزہؓ کا نام دیا گیا تھا۔

Marfat.com

بہرحال نو افراد پر مشتمل یہ قافلہ آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ اُن کی نظر قریش کے ایک قافلے پر پڑی جو منقیٰ، چمڑا اور دوسرا تجارتی سامان لے جا رہا تھا۔ عبداللہؓ بن جحش نے اس کاروان پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ سب سے پہلے ان کے ایک ساتھی واقد بن عبداللہ نے قریش کے قافلے پر تیر چلایا اور قافلے کے ایک شخص کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس طرح اس قافلے میں ایک بھگدڑ اور افراتفری برپا ہو گئی اور عبداللہ بن جحش کا یہ حملہ کامیاب رہا جس کے نتیجے میں ان کے ہاتھ سامان کے لدے اُونٹ اور دو قیدی لگے جنہیں لے کر واپس مدینہ روانہ ہوئے اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کیے۔

اس حملے کے واقعات سُن کر حضورؐ نے فرمایا۔ "میں نے تم لوگوں کو جنگ کا تو حکم نہ دیا تھا"۔

حضورؐ کے یہ الفاظ سُن کر عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی شرمندہ ہوئے اور اپنی اس کارروائی پر پچھتائے۔

Marfat.com

شام ہو رہی تھی۔ آفاق پر شفق کے زیرِ لب تبسم کی سُرخیاں بکھر گئی تھیں۔ پتھر کی طرح بے جان اِکا دُکا ستارے آسمان پر نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وحشی اندھیروں کی پُراسرار صدائیں فضاؤں کے ساتھ سرگوشیاں کرنے لگی تھیں۔ ایسے میں خویلہ تقریباً بھاگتی ہوئی سماک کی حویلی میں داخل ہوئی۔

اس وقت سماک اپنے گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا جب کہ ربیطہ بکریوں کا دُودھ نکالنے کے بعد اسے گرم کرنے کے لیے ایک دوسرے برتن میں ڈال رہی تھی۔ ننھا خالد صحن میں لگے ایک بستر پر بڑی تیزی کے ساتھ اپنے ہاتھ پاؤں ہلاتے ہوئے کھیل رہا تھا۔ صحن میں آ کر خویلہ نے بلند آواز میں سماک اور ربیطہ دونوں کو سلام کیا پھر وہ خالد کے بستر پر بیٹھ گئی اور اس کے ساتھ کھیلنے کے علاوہ وہ اسے پیار کرنے لگی تھی۔ ربیطہ بھی دودھ چولہے پر رکھنے کے بعد اس کے پاس آ بیٹھی تھی جب کہ سماک نے بھی گھوڑے کو کھریرا کرنا بند کر دیا۔ پھر وہ ہاتھ دھو کر خویلہ اور ربیطہ کے پاس آ بیٹھا اور خویلہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اس وقت خیریت سے تو آنا ہوا؟"

خویلہ بولی اور بغیر کسی تمہید کے اس نے کہا۔ "میں، بابا اور ملیس کل اپنی مہم کے دوسرے اور آخری حصّے پر روانہ ہو رہے ہیں۔ ہم یہاں سے طائف روانہ ہوں گے۔ وہاں چند روز قیام کرنے کے بعد یمن کی طرف کوچ کریں گے اور یمن سے پھر سیدھے واپس لوٹ

Marfat.com

آئیں گے۔ اس روانگی کے موقع پر میری آپ سے ایک التماس ہے اور مجھے اُمید ہے کہ آپ میرا کہا نہ ٹالتے ہوئے میری بات ضرور مانیں گے۔"

سماک نے بھی زیرِ لب تبسم میں کہا۔" تم کہو کیا بات ہے۔ اگر ماننے والی ہوئی اور میرے اختیار و بس میں بھی ہوئی تو تمہاری خاطر میں اُسے ضرور مانوں گا۔"

خویلہ نے ایک طرح سے منہ بسورتے ہوئے کہا۔" وہ آپ کے اختیار میں بھی ہے اور بس میں بھی۔ لہٰذا آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آپ میرا کہا ضرور مانیں گے۔"

خویلہ کے اس اصرار پر سماک نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔" اچھا میں ضرور مانوں گا۔ اب تم کہو کیا بات ہے؟"

سماک کے ان الفاظ سے حسین خویلہ کے چہرے پر گلستان و بوستان کی بہاریں۔ آنکھوں میں اَن گنت خوشیاں اور ریشمی ملبوس میں چھپے اس کے تنِ گلرنگ میں بے انت لذتیں رقص کرنے لگی تھیں۔ پھر اس نے نیند کی بستی جیسے پُرسکون انداز میں کہا:

"میری خواہش ہے کل آپ بھی ربطہ اور خالد کو لے کر ہمارے ساتھ یہاں سے روانہ ہوں۔ طائف تک آپ تینوں ہمارے ساتھ جائیں۔ طائف میں اپنا کام نپٹانے کے بعد میں، بابا اور لمیس یمن کی طرف نکل جائیں گے اور آپ تینوں گھر لوٹ آنا۔"

خویلہ کی اس خواہش پر سماک نے کچھ سوچا۔ پھر خویلہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" ربطہ سے بات کر لو۔ اگر یہ اس سفر پر رضامند اور آمادہ ہے تو مجھے بالکل کوئی اعتراض نہیں۔ میں تو طائف چھوڑ یمن تک تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔ یہ اپنی چند بکریاں ہیں انہیں ابو قیس کے پاس چھوڑ دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے مکان کی دیکھ بھال بھی ابو قیس ہی کے ذمے ہو گی۔ ویسے مکان کی دیکھ بھال نہ بھی کی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ جب سے اوس و خزرج مشرف باسلام ہوئے ہیں تب سے نہ صرف چوری چکاری بلکہ ہر برائی اور ہر بُرے فعل کا خاتمہ ہو کر رہ گیا ہے۔"

خویلہ نے غور سے سماک کی طرف دیکھا پھر چہکتے ہوئے کہا۔" برائیوں کا خاتمہ ایک احسن اقدام اور ایک صاف ستھرے معاشرے کے لیے انتہائی ضروری ہے لیکن اس سے

Marfat.com

آپ کے ذرائع آمدنی تو مفقود ہو کر رہ گئے ہوں گے۔ اب نہ کہیں چوری ہو گی۔ نہ کھرا تلاش کرنے کے لیے کوئی آپ کو بلائے گا۔"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا۔" رزق فراہم کرنے والا تو میرا رب ہے۔ اگر ایک در بند ہوتا ہے تو اپنے بندوں کے لیے وہ ایسے کئی اور در کھول دینے والا ہے۔ وہ رازق ہے۔ میری روزی کا بندوبست بھی وہی کرے گا۔"

خویلہ مطمئن سی ہو گئی۔ پھر اس نے ربطہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔" ربطہ! ربطہ! اب تم کہو، طائف تک ہمارے ساتھ چلنے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

ربطہ نے ایک بار غور سے سماک کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ اگر انہوں نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔ تو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ طائف تک بخوشی جانے کے لیے تیار ہوں۔"

خویلہ خوشی میں اپنی جگہ سے اچھل پڑی تھی۔ پھر گہری مسکراہٹ میں اس نے کہا۔" اسی خوشی میں اب رات میں نہیں آپ لوگوں کے پاس رہوں گی۔ کل یہیں سے تیاری کر کے ہم نکلیں گے اور اپنی حویلی سے بابا اور ملیس کو لے کر طائف کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

سماک اور ربطہ نے بخوشی خویلہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر خویلہ اور ربطہ اٹھ کر کھانا تیار کرنے لگی تھیں جب کہ سماک خالد کے پاس بیٹھ کر اس سے دل بہلا رہا تھا۔

○

ایک روز شام کے قریب سماک، ربطہ، خویلہ، ابی حقیق اور ملیس طائف شہر کی ایک نواحی سرائے میں داخل ہوئے۔ وہ رات انہوں نے اس سرائے میں بسر کر کے آرام کیا اور اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی آرام کا موقع فراہم کیا۔

دوسرے روز وہ ارضِ حجاز کے مشہور بُت لات کے معبد میں داخل ہوئے۔ وہاں آنے جانے والوں کا خوب تانتا بندھا ہوا تھا۔ وہ معبد کے محافظ اور دربان کے پاس آئے۔ اور ابی حقیق نے اس بوڑھے اور نزار دربان کو مخاطب کر کے کہا۔" اے میرے بزرگ! ہم لوگ یثرب سے یہاں آئے ہیں اور آپ سے ایک تحقیق اور راہبری چاہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری صحیح راہنمائی کریں گے۔"

Marfat.com

اس دربان نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سماک، ربیطہ، خویلہ، ابی حقیق اور ملیس اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ ننھا خالد خویلہ کی گود میں سو چکا تھا اور وہ پرسکون اور خاموش تھا۔ لات کے اس دربان نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے یثرب کے رہنے والو! تم لوگ مجھ سے کس قسم کی راہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہو، کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو، اگر کوئی بات میرے بس کی ہوئی تو میں اس میں ضرور تمہاری راہنمائی کروں گا۔"

ابی حقیق نے سنجیدہ سی آواز میں کہا "اے ہمارے بزرگ! کیا ہمیں بتائیں گے کہ گزشتہ پچاس پچپن سال کے عرصے میں اس سرزمین کے اندر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہو۔ جو اس امر کی طرف دلالت کرنے والا ہو کہ ان سرزمینوں کے اندر کوئی رسول پیدا ہونے والا ہو یا پیدا ہوا ہو۔"

لات کا وہ دربان تھوڑی دیر تک سر جھکا کر سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہا۔ "اے یثرب سے آنے والو! تم لوگوں نے عجیب و غریب ہی سوال کر دیا ہے۔ ایک ایسا سوال جو اس سے قبل کسی نے آج تک نہیں پوچھا۔ تاہم اس شہر طائف میں ایک ایسا حادثہ ضرور رونما ہوا تھا۔ جو اس سرزمین کے اندر ایک نبیؐ کی بعثت پہ دلالت کرتا تھا۔ سنو! میں تم لوگوں کو واقعہ تفصیل کے ساتھ سناتا ہوں۔

"سنو، طائف میں آنے والو اجنبیو! یہ واقعہ اُن دنوں کا ہے۔ جب میں ابھی بچہ ہی تھا اور ہاں یہ بھی سن رکھو کہ میرا تعلق بنی معتب سے ہے اور میں گزشتہ پینتالیس سال سے اس بت کا دربان ہوں اور مجھ سے بہتر تم لوگوں کے لیے اس واقعے پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ اس لیے کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔

اور سنو! آج سے پچاس ساٹھ قبل ایسا ہوا کہ ایک روز آسمان سے ایک عجیب و غریب ستارہ گرا[1] اور اس ستارے کے گرنے سے طائف کے بنو ثقیف پریشان اور

---

[1] ماخوذ از طبقات ابن سعد۔

Marfat.com

فکر مند ہو گئے تھے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے بنو ثقیف کے سرکردہ لوگ طائف کے رہنے والے ایک ستارہ شناس عمروؓ بن امیہ کے پاس آئے اور اس سے پوچھا۔ "کیا تم جانتے نہیں کہ اِن دنوں کیا غیر معمولی واقع ہوا ہے۔"

اس عمرو بن امیہ نے کہا۔ "ہاں، مَیں جانتا ہوں، تم لوگ آسمان سے ستارہ گرنے کے باعث فکر مند اور مغموم ہو۔"

پھر ایک رئیس نے اس ستارہ شناس عمرو بن امیہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "اے ابنِ امیہ! اس گرنے والے ستارے سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔"

طائف کے اس ستارہ شناس عمرو بن امیہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "لوگو! سنو! گرنے والے ان ستاروں کو مَیں نے بھی دیکھا ہے۔ اگر یہ ستارے وہی ہیں جن سے راستوں کا تعین کیا جاتا ہے اور جاڑے، گرمی اور بارش کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر یہی ستارے ٹوٹ کر بکھرے ہیں تو پھر سُن رکھو کہ اس دُنیا کا فیصلہ ہو گیا ہے اور جس قدر مخلوق اس دُنیا میں ہے اس کی روانگی اور کُوچ کا وقت آ گیا ہے اور یہ بھی یاد رکھو اگر یہ کوئی اور ستارے ہیں تو پھر کوئی اور امر ہے۔ جس کا اس مخلوق کے ساتھ اللہ نے ارادہ کیا ہے اور یہ ٹوٹنے والے ستارے اس امر کی طرف اشارہ ہیں کہ کوئی نبیؐ عرب کی اس سرزمین پر مبعوث ہونے والا ہے اور یہ ستارے اس کی آمد کی نوید ہیں۔"

طائف کا وہ پجاری جب یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہو گیا تو ابی حقیق نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اے میرے بزرگ! تیرا شکریہ کہ تُو نے ہماری صحیح واقعہ اور راست جانب راہنمائی کی ہے۔"

اس پر لات کے اس دربان نے ایک تجسس کے انداز میں پوچھا۔ "پر تم لوگ اس واقعہ کی تلاش اور جستجو میں کیوں ہو جب کہ اس واقعہ کو ظاہر ہوئے ایک عرصہ گزر گیا ہے۔"

لے علامہ ابن سعد نے اس ستارہ شناس کا بھی یہی نام لکھا ہے۔

Marfat.com

ابی حقیق اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا "تم اپنی جگہ درست ہو۔ پر ہم اس خبر کی جستجو کرنے والے اور روشنی کے متلاشی ہیں۔ اسی بنا پر ایسے واقعات کی جستجو کرتے پھر رہے ہیں۔"

پھر ابی حقیق نے سماک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سماک! میرے بیٹے! اب یہاں سے سرائے کی طرف چلتے ہیں۔ آج کا دن اس سرائے میں تمام کر کے آرام کرتے ہیں۔ کل صبح ہی صبح تم ربیطہ اور خالد کو لے کر یثرب کی طرف روانہ ہو جانا جب کہ ہم یمن کی طرف کوچ کر جائیں گے۔"

سماک نے سر ہلا کر ابی حقیق کے اس فیصلے کی توثیق کی پھر لات کے اس دربان سے انہوں نے مصافحہ کیا اور سرائے کی طرف چل دیئے تھے۔

○

دوسرے روز ابی حقیق، بخولیہ اور لمیس طائف کی اس سرائے سے یمن کی طرف کوچ کر گئے تھے جب کہ سماک اور ربیطہ اپنے بچے کو لے کر مدینۃ النبیؐ کی طرف روانہ ہوا تھا۔ سماک اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے پیچھے ربیطہ بچّے کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔

طائف سے مدینہ جانے کے لیے جب وہ بنو ہوزان اور بنو غطفان کی بستیوں کے پاس سے گزرنے کے بعد ایک ایسے چوراہے پر آئے جہاں سے ایک راستہ واپس مڑ کر قریب ہی بنو غطفان کی بستیوں کی طرف جاتا تھا۔ ایک دائیں طرف بنو خزینہ کی طرف نکل گیا تھا۔ ایک بائیں طرف بنو عسقان، بنو مزینہ اور بنو زبیدہ کی طرف جاتا تھا اور ایک سیدھا آگے مدینۃ النبیؐ کی طرف جا رہا تھا۔ تو اچانک ان کے پیچھے سے چھ سوار نمودار ہوئے اور ان کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ وہ سب اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے تھے اور پہچانے نہ جا سکتے تھے کہ وہ کون ہیں۔ اس کے علاوہ سب اپنی تلواروں سے مسلح بھی تھے۔ پھر اُن میں سے ایک نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔

"طائف سے یمن کی طرف جانے کے لیے جس قدر مسافت تم نے طے کرنی تھی کر لی۔ اب اسی ویران چوراہے پر تیرا انجام ہوگا۔ اس لیے کہ وہ شخص جو تیری طرح اپنی حدود سے

Marfat.com

تجاوز نہ کر جائے اس کا انجام و مال ایسا ہی ہونا چاہیئے جو ہم تمہارا کرنے والے ہیں"۔

سماک نے خطرے کو بھانپ لیا تھا۔ فوراً زین سے لٹکتا ہوا اپنا آہنی خود اس نے سر پر جما لیا اور ڈھال سنبھال کر تلوار بھی کھینچ لی تھی۔

اس موقعہ پر ربیطہ نے لرزتی اور کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔" یہ کون لوگ ہیں۔ ان سے ہماری کیا دشمنی ہے اور ہم سے یہ کیا چاہتے ہیں"۔

سماک فوراً اپنے گھوڑے سے کود گیا۔ پھر اس نے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

" ربیطہ! ربیطہ! میں نہیں جانتا یہ کون لوگ ہیں اور کیوں انہوں نے ہماری راہ روک لی ہے۔ پر دیکھ یہ میرے اور تیرے امتحان کا وقت ہے۔ تو گھوڑے سے اتر کر اور خالد کو سنبھال کر ایک طرف کھڑی ہو جا۔ میں اپنے رب کا نام لے کر ان لوگوں سے ٹکراتا ہوں، اور مجھے امید ہے کہ ان سنسانوں کے اندر میرا رب ان صحرائی بھیڑیوں کے مقابلے میں مجھے کامیاب و کامران رکھے گا"۔

سماک نے ربیطہ کو بچے سمیت سہارا دے کر نیچے اتارا۔ اس موقع پر ربیطہ نے ڈوبتی بکھرتی آواز میں کہا۔" ہمارے پاس تو اس وقت کوئی فالتو ہتھیار بھی نہیں ہے جو اٹھا کر میں آپ کا ساتھ دوں۔ ان ویرانوں کے اندر ہم کس اذیت اور ابتلا میں آپھنسے ہیں۔ کاش خویلہ کا کہا مان کر ہم طائف کی طرف نہ آتے"۔

ربیطہ کو خوش کرنے کے لیے سماک نے زبردستی اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیری پھر کہا۔" ربیطہ! ربیطہ! تم ملول اور فکر مند نہ ہو۔ ہم طائف ایک نیک ارادے اور خیر پر مشتمل مقصد کی خاطر گئے تھے۔ اس نیکی اس خیر کی بنا پر خداوند ہمیں ان چھ بھیڑیوں سے محفوظ کر سکتا ہے۔ تم بچے کو لیکر یہیں ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہو۔ میں ان کی طرف بڑھتا ہوں اور انہیں تم سے دور ہی روکنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ تم ان کی دست درازی سے محفوظ و مامون رہو"۔

ربیطہ نے سماک کی اس تسلی اور حوصلہ افزائی پر اپنے آپ کو کسی حد تک سنبھال لیا۔ اور پھر سماک جب ان سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو اس

Marfat.com

نے دیکھا وہ اس کا راستہ روکنے والے چھ کے چھ بھی اپنے گھوڑوں سے کود گئے تھے۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے سماک بھی رُک گیا تھا۔ پھر ربیطہ سے اس نے کہا۔

" ربیطہ! ربیطہ! دیکھو وہ بھی اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے ہیں۔ مَیں بھی پیادہ ہو کر ان کی طرف بڑھتا ہوں۔ تم یہاں اپنے گھوڑے کی اوٹ میں کھڑی رہو۔" اس کے ساتھ ہی ربیطہ کے جواب کا انتظار کیے بغیر سماک آگے بڑھا اور ان کے قریب ہُوا۔

اسی دوران اُن میں سے ایک نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔ " اے ابو دجانہ! اس ویران چوراہے میں ہمارے ہاتھوں اپنی بیوی اور بچے سمیت مرنے کو تیار ہو جا۔ کہ یہ ویرانہ تیری ذلت تیری تذلیل کا باعث بنے گا۔ کہ ہم یہاں تیرے سارے گرم نعروں کا زور و جوش اور تیری ساری سحر خیزی نکال کر رکھ دیں گے۔"

سماک بن خرشہ ان کے قریب ہُوا پھر اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے کہا۔ " اے شیطان مجسم انسانو! مَیں تمہارے خلاف اپنے رب کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو بے انتہا زبردست اور سب پر غالب ہونے کے باوجود اپنی مخلوق کے حق میں رحیم و غفور ہے۔

مت گمان کرو کہ تم مجھ اکیلے کے مقابلے میں چھ ہو۔ ذرا آگے تو بڑھو پھر دیکھو کیسے اور کیونکر مَیں تمہاری ساری ہنرمندی کو عدم کی سرگوشیوں اور سرخبول سکوت میں بدلتا ہوں۔

اے بشر گزیدہ انسانو! اے رتبہ آدم کو پامال کرنے والو! میری جگر جگر کرتی تلوار جب تم پر برسے گی تو تمہارے غرور و تفاخر کے قلعے اور تمہارے سارے یہ سحر آثار جلوے ساعتِ مرگ اور جنگل میں چیختی ہُواؤں میں تبدیل ہو کر رہ جائیں گے۔

قسم مجھے خالقِ اکبر کی، ان ویرانوں کے اندر مَیں تم سب کے لیے ذرّے ذرّے پکارتی موت اور خون کی شریانوں میں آگ بھر دینے والا شعلہ ثابت ہوں گا۔ سُن رکھو مَیں بھی اسی مٹی کا بیٹا ہوں۔ تمہارے حلیے اور تمہارے رُوپ سروپ بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ سنو! بھوکی اور نیچ روحوں کے پروردہ! ان ویرانوں کے اندر اگر میرے خون کا

Marfat.com

ایک قطرہ بھی گرا تو وہ یہاں سے یثرب تک گونج پیدا کرے گا۔

ان میں سے ایک چند قدم آگے بڑھا اور اپنی تلوار اپنے سامنے لہراتے ہوئے اس نے کہا۔" اے ابودجانہ! تو ہمارے بیے قلب و نظر کا معلم اور نیکی کا چراغ ہدایت بننے کی کوشش نہ کر۔ شاید تو شدید قومی عداتوں سے واقف نہیں۔ ہم تو اس سکوت میں تیری ساری ہیجان انگیزی اور تیرے کردار کی ساری پختگی نکال کر رکھ دیں گے۔ ہم تو نسل در نسل، عہد در عہد اور قریہ در قریہ غم کے نقیب بن جانے والے لوگ ہیں"۔

پھر ان لوگوں نے آپس میں سر جوڑ کر کوئی مشورہ کیا۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ہوئے ان میں سے ایک اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے ربطہ کی طرف بڑھا تھا۔

ان کی اس حرکت پر سماک چونک اٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر رتیلے اجاڑ ویرانوں جیسی ہولناکی، بے آواز لفظوں کی کربناکی اور اپنے مستقبل پر خرابی و یاس انگیزی طاری کر دینے والے جذبے بکھر پھیل گئے تھے۔

اچانک سماک زور سے چلایا۔" خبردار رہو۔ خداوند کے قہر سے ڈرو!" اپنی آواز کی اس گونج کے ساتھ ہی سماک نے اپنی چرمی پیٹی سے بھاری پھل کا خنجر نکالا اور ربطہ کی طرف بڑھنے والے جوان کو ایسا تاک کر مارا کہ خنجر اس کے دل کو چیرتا ہوا کمر کی طرف نکل گیا تھا۔ فضاؤں کے اندر بھوکی روحوں کی کرب خیزی جیسی چیخ بلند ہوئی اور ربطہ کی طرف بڑھنے والا وہ جوان ریت پر گرنے کے بعد تڑپ تڑپ کر ختم ہو گیا تھا۔

ان پانچوں نے جب دیکھا کہ ان کا ساتھی سماک کا خنجر لگنے سے موت کے گھاٹ اتر گیا ہے تو وہ بھوکے کتوں کی طرح بھاگے اور سماک پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ سماک ان میں سے دو کو پہلو دے کر ان کے حملے کو ناکام بنا گیا جب کہ تین کے وار اس نے اپنی ڈھال پر روک کر ان پانچوں کے اس گدھوں جیسے پہلے حملے کو ناکام بنا دیا تھا۔

سماک بے چارے کو ان پانچوں سے نبرد آزما ہوتے دیکھ کر ربطہ بے چاری کی حالت کڑے سفر کی تھکاوٹ، بے انت اندھیروں کی خوفناکی، بانہیں پھیلائے درختوں کی سی مایوسی اور گہرائیوں میں ڈوب جانے والے خوابوں کی سی ہو گئی تھی۔

Marfat.com

ان پانچوں کے پہلے حملے کو مکمل طور پر ناکام بنا دینے کے بعد سماک نے اچانک ان میں سے ایک کو اپنا ہدف اور نشانہ بنایا اور ان میں سے ایک کی گردن اس نے کاٹ کر رکھ دی تھی۔

عین اس وقت ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں آیا۔ ان کے قریب آ کر وہ رُک گیا۔ غور سے ان سب کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے وہ اپنے گھوڑے سے کودا اور ایک تیز طوفانی بگولے کی طرح وہ ان کی طرف بڑھا تھا اور سماک سے ٹکرانے والوں پر ان کی پشت کی طرف سے اس نے حملہ کر دیا تھا۔ اور پھر لمحوں کے اندر سماک پر حملہ آور ہونے والوں میں سے دو اس نووارد اور دو سماک کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

اس موقع پر ربطہ کے گلاب جیسے لبوں پر موسموں کی تازگی، فاصلوں کی قربتوں جیسی خوشیاں اور سکون بکھر پھیل گئے تھے۔ پھر سماک آہستہ آہستہ اس اجنبی نوجوان کی طرف بڑھا جس نے اچانک نمودار ہو کر اس کی مدد کی تھی۔ وہ اسے پہچان نہ سکا تھا کیونکہ اس نے اپنے عمامے کے پلو سے اپنے چہرے پر ڈھاٹہ چڑھا کر اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔

سماک نے انتہائی شکر گزاری اور ممنونیت میں اس اچانک نمودار ہونے والے اجنبی نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے اجنبی! میں نہیں جانتا تُو کون ہے۔ لیکن ان ویرانوں کے اندر اور اس سکوتِ شبی جیسے ماحول میں میری مدد کر کے تم نے میرے دل پر محبت و اخوت کے شاہکار نقوش چھوڑے ہیں۔

اے میرے محسن! کیا میں جان سکتا ہوں کہ تو کون ہے اور تیرا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ اچانک اس اجنبی کے جواب کا انتظار کیے بغیر سماک ایک تیز جست کے ساتھ اس کے سامنے آیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی ڈھال بھی اس نے اپنے سامنے کر لی تھی۔ ان مرنے والوں میں سے ایک جس کا شانہ اس اجنبی کی تلوار سے کٹ گیا تھا اور وہ مُردہ سمجھ لیا گیا تھا وہ ابھی زندہ تھا اور اس نے اپنا خنجر تاک کر اس اجنبی کو مارنے کی کوشش کی تھی۔ سماک نے اس اجنبی کے سامنے آ کر اس خنجر کو اپنی ڈھال پر روک کر اس اجنبی

Marfat.com

کو اس خنجر کے وار سے بچا لیا تھا۔

اس دوران اِس اجنبی نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا اور سماک بھاگ کر اس سے لپٹ گیا۔ وہ بنی غطفان کا نعیم بن مسعود تھا جس نے اپنے قبیلے سے چوری چوری اسلام قبول کر رکھا تھا اور جس کے چوری ہو جانے والے اُونٹ ایک بار سماک نے ڈھونڈ کر دیئے تھے

نعیم سے علیحدہ ہو کر سماک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مسعود! تم عین ضرورت کے وقت ان ویرانوں میں نمودار ہوئے ہو۔ مَیں سمجھتا ہوں تمہارا آنا مجھ پر خداوند کا احسانِ عظیم ہے کہ تمہارے ذریعے میرے خدا نے میری مدد کی"۔

اس پر نعیم بن مسعود بولا اور کہا۔ "مَیں تو اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا کہ کچھ لوگوں کو آپس میں اُلجھتے دیکھ کر اِدھر چلا آیا۔ یہاں آ کر خبر ہوئی کہ یہ لوگ تم پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مَیں نے تمہاری حمایت میں ان پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا۔

سماک! سماک! گو مَیں نے اس سے قبل کئی قبائلی جنگوں میں بھی حصّہ لیا اور کئی انفرادی مقابلے بھی کیے لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے آج تم جیسے ایک مسلمان بھائی کے حق میں تلوار اُٹھاتے اور لڑتے ہوئے جو لطف و لذت نصیب ہوئی ہے۔ اس کی خوشی اس کا سرور کچھ نرالا اور انوکھا ہی ہے۔ یہ حملہ آور کون ہیں اور کیوں تمہارے ساتھ اُلجھے ہیں۔

سماک نے تعجب میں کہا۔ "مَیں تو طائف گیا ہُوا تھا۔ وہاں سے لوٹ رہا ہوں یہ حملہ آور کون ہیں اور کیوں مجھ پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ مَیں نہیں جانتا"۔

نعیم بن مسعود نے اس بار گھوڑے کے پاس کھڑی ربطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور یہ لڑکی کون ہے؟"

سماک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہیں خبر نہیں کہ مَیں نے شادی کر لی ہے۔ یہ میری بیوی ربطہ اور میرا بیٹا خالد ہیں"۔

خوشی کے اظہار میں نعیم بن مسعود نے سماک کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

تمہیں مبارک ہو۔ آؤ اس خنجر پھینکنے والے سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں خنجر پھینکنے والا ابھی زندہ ہے اور اس راز سے پردہ اٹھا سکتا ہے"۔

دونوں تیزی کے ساتھ اس جوان کے پاس آئے جس نے نعیم بن مسعود کو خنجر مارنے کی کوشش کی تھی۔ وہ ابھی زندہ تھا اور لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

سماک اور ابن مسعود دونوں اس کے پاس بیٹھ گئے پھر سماک نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔" تم لوگ کیوں مجھ پر حملہ آور ہوئے ہو جب کہ میں تم لوگوں کو جانتا تک نہیں ہوں۔ میری تمہاری دشمنی بھی نہیں ہے۔ پھر مجھ پر حملہ آور ہونے کے لیے تمہارے پاس کیا وجہ ہے"۔

اس جوان نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔ سماک نے اپنی تلوار نکال کر اس کی تیز اور خون آلود نوک اس کی گردن پر رکھتے ہوئے کہا۔" کچھ بولو' ورنہ اپنی تلوار پر میں ایسا بوجھ اور زور ڈالوں گا کہ میری تلوار کی نوک تمہاری گردن کو چھیدتی ہوئی پار ہو جائیگی"۔

سماک کے اس رویئے نے کام دکھایا اور اس نے ہکلاتے ہوئے اور سہمے سہمے انداز میں کہا۔" میری گردن سے اپنی یہ تلوار ہٹالو۔ پھر بتاتا ہوں"۔

سماک نے فوراً اپنی تلوار ہٹالی۔ پھر وہ جوان کہہ رہا تھا۔" یہ کام ہمیں بنو عامر کے واثلہ بن عبدود نے کرنے کو کہا تھا"۔

سماک نے اک تجسس اور جستجو میں پوچھا۔" یہ بنو عامر کا واثلہ بن عبدود کون ہے؟ اور میرے ساتھ اس کا کیا تعلق، کیا واسطہ اور کیسی دشمنی ہے"۔

وہ جوان پھر بولا۔" یہ واثلہ بن عبدود بنو عامر سے تعلق رکھنے والے عرب کی سرزمین کے مشہور پہلوان اور تیغ زن عمرو بن عبدود کا چھوٹا بھائی۔ اسے کہیں سے خبر ہو گئی تھی کہ تم نے یثرب شہر میں ایک مقابلے کے دوران عمرو بن عبدود کو شکست دی تھی۔ پس واثلہ بن عبدود نے اپنے بھائی کی اس شکست کا تم سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بھائی عمرو بن عبدود نے اسے ایسا کرنے سے منع بھی کیا لیکن وہ باز

Marfat.com

نہ آیا۔ وہ تمہاری تاک میں رہا اور جب اس نے دیکھا کہ تم طائف گئے ہوئے ہو تو اس نے ہمیں تمہارے پیچھے لگا دیا کہ واپسی پر ہم تمہیں قتل کر دیں۔ اس کے لیے اس نے ہمیں معقول رقم بھی مہیا کی تھی"۔

یہ سن کر سماک کی آنکھوں میں غصے کے باعث چنگاریاں بھڑک اٹھی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا۔ ایسا لگتا تھا وہ عہدِ رفتہ کی سرگوشیوں میں کھو گیا ہو۔ پھر اس نے اس نوجوان کو مخاطب کر کے کہا۔

اگر عمرو بن عبدود نے اپنے بھائی کو اس کام سے منع کیا تھا اور وہ پھر بھی باز نہیں آیا تو پھر عمرو بن عبدود سے تو میں کچھ نہ کہوں گا لیکن یہ واثلہ بن عبدود اب میرے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔ میں اس پر دھوپ کی مسافت کی طرح وارد ہوں گا اور اس عالمِ بے رنگ میں آسمان اس کے لیے گرج اٹھے گا اور زمین اسے ہونکنے والی محسوس ہو گی لگے گی۔ مجھ پر یوں حملے کا اہتمام کر کے اسے بکھرتی مایوسی اور پھیلتی گھبراہٹ کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ کاش وہ جانتا کہ سماک بن خرشہ ایسی باتوں سے دبنے والا نہیں ہے۔ کاش وہ جانتا کہ میں تو اس سے پہلے اپنے بہت سے دشمنوں کو خاک رزق بنا چکا ہوں"۔

سماک جب خاموش ہوا تو نعیم بن مسعود حرکت میں آیا۔ اپنی تلوار اس نے بلند کی۔ اور بنو عامر کے اس جوان کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ پھر اس نے سماک کو مخاطب کر کے کہا۔

"سماک! سماک! میرے بھائی! تم طائف سے سفر کرتے آ رہے ہو۔ اگر تم نہیں تو تمہاری بہن ربطہ تو تھکاوٹ محسوس کر رہی ہو گی۔ لہٰذا میرے ساتھ میری حویلی چلو۔ اور دو ایک یوم آرام کرنے کے بعد پھر مدینۃ النبیؐ کی طرف کوچ کر جانا۔ اور تم جانتے ہو کہ میرے قبیلے بنو غطفان کی بستیوں سے تھوڑی ہی دیر قبل تم گزر کر آئے ہو اور میرا گھر تو بالکل قریب ہے"۔

سماک نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا: "اے ابن مسعود! تیرا شکریہ کہ تو مجھے قیام کرنے کی پیش کش کر رہا ہے۔ پر میں راستے میں رکوں گا نہیں۔ مدینہ جا کر ہی دم لوں گا

Marfat.com

تیرا کیا اس قدر کم احسان ہے کہ تُو نے ان چھ بھیڑیوں کے مقابلے میں ان ویرانوں میں اچانک نمودار ہو کر میری مدد کی۔"

نعیم بن مسعود نے خوش طبعی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے ابو دجانہ! میرا تم پر کوئی احسان نہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اگر میں یہاں تمہاری مدد کو نہ بھی آتا تب بھی مجھے قوی اور پختہ یقین ہے کہ تم اِن ویرانوں میں ان سب پر غالب آجاتے اور ان کا کام تمام کر کے آگے نکل جاتے۔ دوسری بات یہ کہ اگر میری اس موقع کی مدد کو تم احسان سمجھتے ہو تو پھر یہ احسان تم اتار چکے ہو۔ اس لیے کہ جس جوان کی ابھی ابھی میں نے گردن کاٹی ہے۔ اس نے مجھ پر خنجر پھینکا تھا اور اگر اس کا خنجر تم اپنی ڈھال پر نہ روکتے تو یہ میرا کام تمام کر دیتا۔ لہٰذا میری جان بچا کر احسان والا معاملہ تم نے برابر کر دیا ہے۔"

سماک مسکرا کر رہ گیا۔ پھر آگے بڑھ کر نعیم بن مسعود کو اس نے گلے لگایا۔ پھر کہا۔"میں اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔"

پھر سماک اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ پہلے خود سوار ہوا پھر ربیعہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بچے سمیت اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اس کے بعد سماک نے ہاتھ فضا میں بلند کر کے نعیم بن مسعود کو الوداع کہا اور اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔ نعیم بن مسعود وہاں کھڑے ہو کر تھوڑی دیر تک بڑی عقیدت مندی کے ساتھ سماک کو جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے قریب ہی اپنی بستی کی طرف جا رہا تھا۔

⊙

سلام بن ابی حقیق اپنے گھوڑے کو درمیانہ روی سے چلاتا ہوا خیبر شہر میں اپنی حویلی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی حویلی کے خدام اس کی طرف بھاگے۔ ان میں سے ایک اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا تھا۔ جب کہ دوسرے خدام اس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر رہ گئے تھے۔ اتنے میں حویلی کے سکونتی حصے کی طرف سے ایک جوان بھاگتا ہوا نکلا۔ اسے دیکھتے ہی سلام بن ابی حقیق نے خوش طبعی اور نرمی میں کہا۔

Marfat.com

"اے عبیل بن جاثر! تم کیسے ہو؟"

اس کے ساتھ ہی سلام بن ابی حقیق اس جوان سے بغل گیر ہو گیا تھا۔ جب وہ علیحدہ ہُوا تو عبیل بن جاثر نام کے اس جوان نے سلام کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ نے اپنے باغات اور اراضی کا جو کام میرے سپرد کیا تھا وہ مَیں بڑے احسن طریقے سے انجام دے رہا ہوں۔ آپ حویلی کی طرف بھی دیکھیں۔ اس کی مَیں نے کیسے دیکھ بھال اور نگرانی کی ہے"۔

سلام نے عبیل کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "اے ابن جاثر! مجھے تم سے ایسی ہی جفاکشی اور خلوص کی توقع تھی"۔

پھر وہاں کھڑے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے سلام بن ابی حقیق نے کہا۔ "تم جاؤ جا کر آرام کرو"۔

جب وہ خدام چلے گئے تب سلام بن ابی حقیق نے عبیل کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے ابنِ جاثر! میرے ساتھ آؤ"۔

عبیل بن جاثر چُپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں دیوان خانے میں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر عبیل نے سلام کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "آپ یوں اکیلے اور اچانک کس لیے آئے ہیں۔ خیریت تو ہے؟"

اس پر سلام بن ابی حقیق تھوڑی دیر کے لیے سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ "اے ابنِ جاثر! مَیں ایک کرب اور اذیت میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرے باپ نے خولہ اور ربطہ کی منگنی بنو خزرج کے ایک جوان سماک بن خرشہ سے کر دی تھی۔ پھر میری غیر موجودگی میں ربطہ کی اس سے شادی بھی ہو گئی اور اب ربطہ سے اس کا ایک لڑکا بھی ہے۔ دوسرا بڑا اور اذیت ناک حادثہ یہ ہُوا کہ سماک بن خرشہ اور اس کے ساتھ ساتھ خولہ اور ربطہ نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے"۔

جب میں خیبر میں تمہیں اپنے باغات اور اراضی کا نگران مقرر کر کے یثرب پہنچا، تو حالت یہ تھی کہ میرے باپ خولہ کی شادی بھی سماک کے ساتھ کر دینے پر تُلے ہوئے تھے پر مَیں نے جا کر انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ لیکن جو خولہ سماک بن خرشہ کو پسند

Marfat.com

کرتی ہے اور اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا سوچ تک نہیں سکتی ۔ تو خویلہ کے ایماء پر میرے باپ نے یہ لائحہ عمل تیار کیا کہ مسلمانوں کے پیغمبر محمدؐ بن عبداللہ کی بعثت اور نبوت سے متعلق پیشگوئیاں اور شواہد و کوائف جمع کیے جائیں اور ان کوائف و شواہد کی بنا پر اگر ان کی بعثت اور نبوت سچی ثابت ہو تو نہ صرف یہ کہ میرا باپ یہودیت سے اسلام قبول کرلے گا بلکہ میری بہن خویلہ جو پہلے ہی اسلام قبول کر چکی ہے اس کی شادی بھی سماک کے ساتھ کر دی جائے گی ۔"

سلام کے خاموش ہونے پر عبیل بن جاثر بولا اور کہا ۔ "اے ابن ابی حقیق ! پھر تو سمجھو کہ تمہارا باپ مسلمان ہو گیا ۔"

سلام نے پریشانی میں پوچھا ۔ "وہ کیسے ؟"

عبیل بن جاثر نے پوری سنجیدگی میں کہا ۔ "اے ابن ابی حقیق ! تم بھی جانتے ہو کہ ہماری اپنی مذہبی کتب میں اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے متعلق نشانیاں اور صفات ہیں اور ہم اب تک ان کی آمد کے منتظر رہے ہیں ۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ہم لوگ اس تعصب کی بنا پر ان پر ایمان نہیں لا رہے کہ ان کا ظہور بنی اسحاقؑ کے بجائے بنو اسمٰعیلؑ میں سے ہو گیا ۔ ورنہ سب یہودی و نصرانی جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں ۔ لہٰذا میرا اندازہ ہے کہ تمہارا باپ ضرور مسلمان ہو جائے گا ۔"

سلام نے تائید کرتے ہوئے کہا ۔ "اے ابن جاثر ! تم ٹھیک ہی کہتے ہو ۔ میرا باپ مکہ میں کچھ شواہد دیکھنے کے بعد گھر لوٹ آیا تھا ۔ اس وقت ہی اس کی حالت کچھ بدلی بدلی سی تھی اور میں اس کے اندر ایک انقلاب اور تغیر دیکھ رہا ہوں ۔ اب وہ میری بہن خویلہ اور ہمارا غلام لبیس طائف گئے ہیں اور طائف سے وہ یمن کی طرف نکل جائیں گے اور مجھے امید ہے کہ جب وہ یمن سے لوٹیں گے تو تینوں کے تینوں کٹر قسم کے مسلمان بن چکے ہوں گے ۔ لہٰذا ان کا سدِ باب کرنے کے لیے میں نے ایک تدبیر سوچی ہے اور یہ تدبیر میں تمہاری وساطت سے پوری کرنا چاہتا ہوں ۔"

عبیل بن جاثر نے خوش طبعی میں پوچھا ۔ "اے ابن ابی حقیق ! کہو میں تمہارے

Marfat.com

لیے کیا کر سکتا ہوں"۔

سلام بن ابی حقیق چند ساعتوں تک کچھ سوچتا رہا پھر ابنِ جاثر کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" اے جاثر کے بیٹے! اس سلسلے میں تم میری بہت مدد کر سکتے ہو۔ مَیں چاہتا ہوں کہ تم اپنے پانچ ساتھیوں کو لو اور یمن روانہ ہو جاؤ اور راستے میں گھات لگا کر بیٹھ جاؤ جب میرا باپ، خولیہ اور لمبس یمن سے لوٹیں تو میرے باپ اور غلام لمبس کو تم لوگ قتل کر دینا اور میری بہن کو تم یہاں لے آنا اور اس حویلی میں جو تہ خانے ہیں۔ ان تہ خانوں میں سے ایک تہ خانے میں اسے بند کر دینا۔ اس پر کڑی نگرانی رکھنا اور کسی بھروسے کی عورت کو اس کی خدمت پر مقرر کر دینا۔ اس طرح اس تہ خانے کے اندر میری بہن کو یہودیت کی ترغیب دلاتے رہو۔ اگر وہ مصائب سے پریشان ہو کر اور تہ خانے کی اذیت وہ زندگی سے گھبرا کر دوبارہ یہودیت اختیار کر لے تو تم اس سے شادی کر لینا اور اگر وہ اسلام پر ہی کاربند رہے اور اپنے آبائی دین کو اختیار نہ کرے تو پھر اس کی موت تک اسے تہ خانے میں ہی پڑا رہنے دینا تاکہ ان ہی تہ خانوں کے اندر وہ سسک سسک اپنی جان دے دے۔ کسی سلسلے میں اس پر زبردستی یا زیادتی نہ کرنا۔ اب بولو اے ابنِ جاثر! تمہارا اس سلسلے میں کیا جواب ہے۔

عبیل بن جاثر نے بلا توقف بولتے ہوئے کہا۔"میرا جواب یہ ہے کہ مَیں چند ہی دنوں تک اپنے کچھ بھروسے کے آدمیوں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور سارا کام تمہاری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنے کے بعد اور خولیہ کو اپنے ساتھ یہاں لا کر حویلی کے تہ خانے میں بند کر دوں گا۔ اگر اس نے یہودیت دوبارہ اختیار کر لی تو اس سے شادی کر لوں گا اور اگر وہ اپنے نئے دین پر ہی رہی تو حویلی کے تہ خانے میں ہی اس کا انجام ہو جائے گا"۔

سلام بن ابی حقیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے ابن جاثر! تم میری بات کو خوب سمجھے ہو۔ اب میرے لیے کھانے کا انتظام کراؤ کہ مَیں کھانا کھانے کے بعد ابھی اور اسی وقت یثرب کی طرف لوٹ جاؤں گا"۔

Marfat.com

عبیل بن جابر فوراً اُٹھ کر اس کے کھانے کا انتظام کرنے لگا تھا جب کہ سلام بن ابی حقیق وہاں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا تھا اور پھر وہاں کھانا کھانے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد سلام بن ابی حقیق اپنا کام مکمل کرنے کے بعد اسی روز خیبر سے مدینہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

مسلمانوں کی حالت مدینہ میں اب آہستہ آہستہ مستحکم ہونے لگی تھی۔ انہی دنوں ایسا ہوا کہ مدینہ میں خبریں پہنچیں کہ قریشیانِ مکہ کا ایک قافلہ ارضِ شام سے مکہ کی طرف جا رہا ہے اور ابوسفیان کی سرکردگی میں اس تجارتی قافلے کے چالیس کے قریب محافظ تھے۔

حضورؐ کو جب ارضِ شام سے تجارتی قافلے کے ساتھ ابوسفیان کے آنے کی خبر ملی تو آپؐ نے مسلمانوں کو اس قافلے کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا " یہ قریش کا قافلہ ہے۔ اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو شاید اللہ تمہیں اس میں کچھ غنیمت دلا دے"۔

لوگوں نے آپؐ کی اس ترغیب کا اثر قبول کیا اور شام سے آنے والے قریش کے اس قافلے کی طرف جانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

دوسری طرف ابوسفیان جب اپنے قافلے کے ساتھ ارضِ حجاز سے قریب ہوا تو قافلے کی سلامتی کی خاطر لوگوں سے خبریں حاصل کرنے لگا۔ راستے میں ارضِ حجاز سے شام کی طرف جانے والا جو سوار بھی اسے ملتا۔ اس سے طرح طرح کے سوال کرتا۔ کیونکہ اس پر خوف طاری تھا کہ اس کے قافلے پر کہیں مسلمان حملہ آور ہی نہ ہو جائیں۔ آخر شام کی طرف جانے والے کچھ سواروں نے ابوسفیان کو بتایا کہ حضورؐ نے اس کے قافلے کے لیے اپنے ساتھیوں کو نکلنے کی دعوت دی ہے۔

یہ خبر سنتے ہی ابوسفیان فکرمند ہوا اور اس نے اپنے قافلے میں سے ایک شخص ضمضم بن عمرو کو فوراً مکہ روانہ کر دیا۔ تاکہ وہاں جا کر وہ قریش کو خبر کرے کہ اپنے تجارتی قافلے کی

Marfat.com

حفاظت کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ کیوں کہ مسلمان اس تجارتی قافلے کے آڑے آنے والے ہیں"۔
پس ضمضم بن عمرو ابوسفیان کا یہ پیغام لے کر تیزی سے مکہ کی طرف بڑھا۔
اس ضمضم بن عمرو کے مکہّ میں داخل ہونے سے تین دن قبل مکہّ میں ایک بہت بڑا اور نہایت اہم واقعہ نمودار ہوا وہ یوں کہ حضورؐ کی پھوپھی عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو اپنے ہاں بلایا۔ جب وہ اس کے ہاں آئے تو عاتکہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔" اے میرے بھائی! میں نے گزشتہ رات ایک ہولناک خواب دیکھا ہے۔ اس خواب نے نہ صرف مجھے پریشان کر دیا ہے بلکہ مجھے خوف و خدشہ ہے کہ آپ کی قوم پر میرے اس خواب کے سبب کوئی بڑی برائی اور مصیبت آنے والی ہے"۔
عباس نے پوچھا۔" اے میری بہن! تم وہ خواب تو کہو۔ جس کے باعث تو خوفزدہ اور اپنی قوم کی سلامتی سے متعلق بھی خوف رکھتی ہے۔ وہ خواب سننے کے بعد ہی میں کچھ کہہ سکوں گا"۔
عاتکہ نے کہا۔" میں آپ سے وہ خواب تو کہتی ہوں پر آپ میرے اس خواب کو مخفی رکھیے گا"۔
عباس بولے۔" تم وہ خواب تو کہو"۔
اس پر عاتکہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" اے میرے بھائی! میں نے خواب میں ایک اونٹ سوار کو دیکھا جو وادی ابطح میں نمودار ہوا اور نہایت بلند کڑکتی اور خوفزدہ کر دینے والی آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے چلایا۔" اے بے وفاؤ! اپنے پچھڑنے کی جگہوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل چلو"۔
میں نے دیکھا لوگ اس سوار کے پاس جمع ہونے لگے تھے۔ پھر اس سوار نے اپنے اونٹ کو بڑھایا اور حرم کعبہ میں نمودار ہوا اور ایک بار پھر اس نے ویسی ہی بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔" اے غدارو! اپنے پچھڑنے کی جگھوں کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل کھڑے ہو"۔ پھر ایک دوسری جگہ وہ اپنے اونٹ پر نمودار ہوا اور ایسے ہی الفاظ کہے۔ پھر اے میرے بھائی! ایسا ہوا کہ اس سوار نے

Marfat.com

ایک چٹان لی اور اسے لڑھکا دیا۔ وہ لڑھکتی ہوئی ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور مکہ کے گھروں میں کوئی ایسا گھر اور احاطوں میں کوئی ایسا احاطہ نہ رہا جس کے اندر اس چٹان کا ٹکڑا نہ گرا ہو۔ اے میرے بھائی! یہ ہے وہ خواب جو میں نے دیکھا اور جس کی وجہ سے میں خوفزدہ اور پریشان ہوں"۔

یہ خواب سننے کے بعد عباس نے اپنی بہن عاتکہ کو مخاطب کر کے کہا۔" اے میری بہن! دیکھ تو اس خواب کا کسی سے ذکر نہ کرنا"۔

پھر عباس وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور اپنے دوست ولید بن عتبہ کے ہاں گئے اور اس سے یہ خواب کہا اور ساتھ ہی اسے نصیحت بھی کی کہ اس خواب کو پوشیدہ رکھنا۔ لیکن ولید بن عتبہ نے ایسا نہ کیا۔ یہ خواب اس نے اپنے باپ عتبہ سے کہہ دیا پھر ایک زبان سے دوسری زبان یہاں تک کہ یہ بات مکہ میں پھیل گئی اور قریش کے اندر جابجا اس خواب کے متعلق چرچے ہونے لگے تھے۔

دوسرے روز صبح ہی صبح عباس بیت اللہ کا طواف کرنے گئے تو انہوں نے دیکھا وہاں ابوجہل بن ہشام قریش کے ایک مجمع کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور ان کی بہن عاتکہ کے خواب کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔

جب ابوجہل نے عباس کو دیکھا تو انہیں مخاطب کر کے کہا۔" اے ابوالفضل! طواف کے بعد ذرا فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا"۔

عباس بن عبدالمطلب بیت اللہ کے طواف کے بعد ابوجہل کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ چند ساعتوں تک ابوجہل غور سے عباس بن عبدالمطلب کی طرف دیکھتا رہا پھر انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔" اے بنی عبدالمطلب! تم میں یہ نئی تنبیہ کب سے پیدا ہو گئی ہے"۔

عباس نے حیرت و تعجب میں پوچھا۔" کیا بات ہو گئی ہے"؟

ابوجہل اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے بولا۔" میرا مطلب اس خواب سے ہے جو تمہاری بہن عاتکہ نے دیکھا ہے۔ جب کہ اس خواب کے چرچے تو اب مکہ کی گلی

Marfat.com

کوچوں میں ہونے لگے ہیں ۔"

عباس نے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا ۔ آخر میری بہن عاتکہ نے کیا دیکھا"

ابوجہل نے اس پر جل کر کہا ۔" اے بنی عبدالمطلب ! کیا تم لوگوں کے لیے یہی کافی نہ تھا کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگی ہیں اور اب لوگ مکہ کے گھروں میں اسی موضوع سے متعلق زیادہ گفتگو کرتے ہیں ۔

اے بنی عبدالمطلب ! تمہاری بہن عاتکہ نے تو دعویٰ کیا ہے کہ اسے خواب میں تین دن کے اندر اندر جنگ کے لیے نکل کھڑے ہونے کو کہا گیا ہے ۔ اب ہم ان تین دنوں کا انتظار کریں گے جن کی نشاندہی تمہاری بہن نے کی ہے اور اگر تین دن بخیریت گزر گئے اور یہ بات سچ نہ ہوئی جس کا عاتکہ نے چرچا کر رکھا ہے تو پھر ہم تم لوگوں سے متعلق ایک نوشتہ لکھیں گے اور اس نوشتے میں یہ تحریر کرائیں گے کہ تم لوگ حرم والوں میں سب سے زیادہ جھوٹے خاندان والے ہو ۔"

عباس بن عبدالمطلب نے ابوجہل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلے گئے تھے ۔

جب شام ہوئی تو ابوجہل نے جو گفتگو عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ کی تھی اس کا چرچا ہو گیا ۔ لہٰذا بنی عبدالمطلب کی عورتیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس آئیں اور شکوہ و گلہ کرنے کے انداز میں انہوں نے کہا ۔" اے عباس ! وہ بدکار، خبیث ابوجہل بنی عبدالمطلب کے مردوں پر نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ گیا اور تم سنتے رہے اور جو کچھ تم نے سُنا اس سے تمہیں کچھ بھی غیرت نہ آئی اور ابوجہل کو کوئی جواب نہ دیا ۔"

اس پر عباس بن عبدالمطلب نے ان سب عورتوں کو مخاطب کر کے کہا ۔" واللہ ! یہ درست ہے کہ میں نے اسے کوئی تفصیل سے جواب نہیں دیا ۔ پر اللہ کی قسم ، اگر پھر اس نے ایسی گفتگو کی تو ضرور اس سے تعارض کروں گا ۔" اس پر عورتیں مطمئن ہو کر اپنے

Marfat.com

گھروں کو چلی گئیں ۔

ابوجہل نے جو بیہودہ گفتگو عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ کی تھی اس کی وجہ سے دو دن انہوں نے بڑے کرب میں گزارے ۔ تیسرے روز وہ غصّے میں بھرے ہوئے اس نیت سے اپنے گھر سے نکلے کہ اس موضوع پر ابوجہل سے گفتگو کر کے اس تنبیہہ کی جائے عباس جب بیت اللہ کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس وقت دبلا پتلا مگر تیز مزاج تیز نظر اور تیز زبان والا ابوجہل بیت اللہ سے نکل رہا تھا ۔

عباس گزشتہ موضوع کے سلسلے میں اسے صلواتیں سنانے ہی والے تھے کہ اسی وقت تجارتی قافلے کے سالار ابوسفیان نے جس ضمضم بن عمرو کو قریش کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا تھا کہ ان کے تجارتی قافلے کو مسلمانوں کی طرف سے خطرہ اور خدشہ ہے ۔ وہی ضمضم بن عمرو وہاں نمودار ہوا ۔ وہ اس حالت میں تھا کہ اپنے اونٹ کی ناک اس نے کاٹ دی تھی ۔ کجاوہ الٹ دیا تھا ۔ اپنا کرتہ پھاڑ لیا تھا اور زور زور سے چلّانے لگا تھا ۔

" اے گروہ قریش ! تمہارے سامان والے اونٹ ، تمہارے سامان والے اونٹ ، سنو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی گھات میں بیٹھے ہیں اپنا وہ مال بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے ۔

اے گروہِ قریش ! میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ اپنے اس سامان کو پا سکو ۔ فریاد ، فریاد ــــ "

یہ واقعہ رونما ہونے کے بعد عباس ابوجہل سے بات کرنا بھول گئے ۔ اب ہر طرف ایک شور سا مچ گیا اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے لوگ بڑی سرعت کے ساتھ تیار ہونے لگے ۔ بہرحال ابوجہل نے ایک لشکر تیار کر لیا تاکہ مسلمانوں کی سرکوبی کی جا سکے ۔

مکّہ کے بڑے سرداروں میں دو نے اپنے آپ کو اس جنگ سے بچانے کی کوشش کی ۔ ایک ابولہب جو اپنی کوشش میں کامیاب رہا اور دوسرا امیہ بن خلف جو اپنی اس کوشش میں ناکام رہا ۔ ابولہب نے ایک شخص عاص بن ہشام سے چار ہزار کی ایک

Marfat.com

رقم بینی بھی جو اس نے اسے قرض دے رکھی تھی۔ پس ابولہب نے اس سے کہا کہ اگر اس کی جگہ وہ جنگ میں شرکت کرے تو اس کی چار ہزار کی قرضے کی رقم معاف کردی جائیگی۔ عاص بن ہشام اس کے لیے تیار ہوگیا اور یوں ابولہب نے اس جنگ سے آپنے آپ کو بچالیا۔

جس وقت قریش کا لشکر کوچ کرنے والا تھا۔ اس سے تھوڑی دیر قبل دوسرا سردار ابی بن خلف اپنے خاندان والوں کے ساتھ بیت اللہ میں جاکر بیٹھ گیا۔ جب قریش کے دیگر سرداروں کو اس کی خبر ملی تو قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط اس حالت میں ابی بن خلف کے پاس آیا کہ اس کے ہاتھ میں سلگتی ہوئی آگ کی ایک انگیٹھی تھی۔ وہ انگیٹھی اس نے ابی بن خلف کے سامنے رکھی اور اسے مخاطب کرکے کہا۔

"اے ابوعلی تم یہاں بیٹھ کر آگ جلاتے رہو۔ کیوں کہ تم عورتوں میں سے ہو۔ اسی لیے جنگ میں حصّہ نہیں لے رہے"۔ اس پر ابی بن خلف اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عقبہ بن معیط کو مخاطب کرکے کہا۔ "اے ابن معیط! بُرا ہو تیرا اور تیری انگیٹھی کا اب تو مجھے جنگ میں حصّہ لینا ہی ہوگا۔ اس طرح وہ بھی لشکر میں شامل ہوگیا۔

○

سماکؓ بھاگتا ہُوا گھر میں داخل ہُوا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر ربطہ پریشانی کے عالم میں ایک کمرے سے بھاگتی ہوئی نکلی اور فکرمندی میں اس نے پوچھا "آپ بھاگتے ہوئے کیوں آئے ہیں۔ خیریت تو ہے"۔

سماکؓ نے جلدی جلدی کہا "اہلِ مکہ کا ایک لشکر اپنے قافلے کی حفاظت میں مکّہ سے نکل کھڑا ہوا ہے۔ اس لشکر سے مسلمانوں کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر کے ساتھ تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرنیوالے ہیں۔ میں جلدی جلدی تیار ہوتا ہوں۔ حویلی سے باہر قطبہ بن عامر اور یزید بن عامر دونوں بھائی میرے منتظر کھڑے ہیں"۔

ربطہ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ نے تو مجھے بتا رکھا تھا کہ قطبہ

Marfat.com

بن عامر کا کوئی بھائی ہی نہیں ہے۔"

سماکؓ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نہیں اس کا بھائی تو ہے جس کا نام یزید بن عامر ہے لیکن دورِ جاہلیت میں دونوں بھائیوں کے درمیان ایسی ناراضگی اور چپقلش تھی کہ قطبہ اپنے آپ کو اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہی بتایا کرتا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد دونوں بھائیوں میں ایسا اتفاق و اتحاد ہوا ہے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہی نہیں ہوتے۔"

پھر سماکؓ جلدی جلدی اپنا جنگی لباس پہن کر تیار ہونے لگا اور اس کام میں بیلط اس کی مدد کرنے لگی تھی۔ جب وہ تیار ہو کر اپنے مکان سے نکلا تو اس نے دیکھا وہاں قطبہ بن عامر اور اس کے بھائی یزید بن عامر کے ساتھ ان کے بچپن کا دوست خبیب بن لیساف تھا جو مسلح تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے سماکؓ نے خوشی کے اظہار میں پوچھا۔ "کیا تم بھی اس جنگ میں شامل ہو گے؟"

خبیب بن لیساف بولا اور کہا۔ "گو میں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا لیکن میں تم لوگوں سے جدا کیسے رہ سکتا ہوں۔"

ابنِ لیساف کے اس جواب پر ان تینوں کے چہرے مسکرا اُٹھے تھے۔ پھر وہ وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

○

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے، تو دشمن پر نگاہ رکھنے اور اس کی خبریں حاصل کرنے کے لیے دو اشخاص لبیس اور عدی کو جاسوس اور ناظر بنا کر اپنے آگے روانہ کیا۔ اس دوران ابوسفیان اپنے تجارتی کاروان کے ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ بدر کی طرف چلا گیا۔ اور وہاں خیمہ زن ہوا۔

دونوں مسلمان جاسوس بھی اس سے متعلق خبریں حاصل کرنے کے لیے وہاں پہنچ گئے۔ جس چشمے کے قریب ابوسفیان اپنے کاروان کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ اس چشمے سے ان دونوں مسلمان جاسوسوں نے اپنے مشکیزے بھرنے کے علاوہ وہاں سے ضروری

Marfat.com

معلومات بھی حاصل کیں اور واپس لوٹ گئے۔

ابوسفیان کے ایک ساتھی مجدی نے ان دونوں جاسوسوں کو دیکھ لیا۔ وہ بھاگا بھاگا ابوسفیان کے پاس آیا۔ وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ابوسفیان جو اپنے قافلے سے متعلق بہت زیادہ فکرمند تھا اس نے پوچھ لیا "اے مجدی بن عمرو! تُو نے یہاں کوئی خلافِ معمول بات تو نہیں دیکھی"۔

مجدی کہنے لگا "میں نے دو ایسے سواروں کو دیکھا ہے جو اپنے اونٹ کو ایک ٹیلے کی اوٹ میں بٹھا کر اس طرف آئے اور پانی اپنے مشکیزوں میں بھر کر پھر چلے گئے"۔

ابوسفیان نے فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "چلو مجھے اس ٹیلے کے پاس لے چلو۔ جس کی اوٹ میں اپنا اونٹ بٹھا کر وہ پانی پینے آئے تھے"۔

مجدی بن عمرو ابوسفیان کو اس ٹیلے کی طرف لے گیا اور وہاں ان دونوں نے دیکھا کہ ریت پر اونٹ کے بیٹھنے کے نشانات کے علاوہ اونٹ کی مینگنیاں بھی تھیں۔ ابوسفیان نے ان مینگنیوں کو لے کر جب توڑا تو ان کے اندر سے کھجوروں کی گٹھلیاں نکلیں۔

اس پر ابوسفیان نے چلّاتے ہوئے کہا "واللہ! یہ مینگنیاں بتاتی ہیں کہ یہ اس اونٹ کی ہیں جو یثرب کا چارہ کھانے والا ہے۔ لہٰذا یہ ضرور مسلمانوں کے جاسوس تھے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے فوراً اپنے کاروان کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا اور بدر کے میدان کو بائیں ہاتھ چھوڑ کر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ بڑی تیزی سے مکہ کی طرف بڑھا تھا۔

○

ابوجہل کی سرکردگی میں اہلِ مکہ کا لشکر جب الجحفہ پہنچا تو یہاں پر جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب نے اپنے لشکر کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے رئیسانِ قریش! گزشتہ شب میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا ایک گھوڑ سوار آیا اور کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس

Marfat.com

سوار نے پکارتے ہوئے کہا۔" عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام امیہ بن خلف۔ غرض اس نے اور بہت سے نام پکارے اور کہا۔ یہ سب مارے گئے۔ پھر میں نے دیکھا۔ اپنے اونٹ کے سینے پہ ایک ضرب لگا کر اسے اس نے ہمارے لشکر میں چھوڑ دیا اور ہمارے لشکر کا کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جسے اس نے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔"

یہ خواب سن کر ابوجہل نے طنز اور ٹھٹھہ کرتے ہوئے کہا۔" لو بنی عبدالمطلب میں ایک اور نبی اٹھ کھڑا ہوا۔ مسلمانوں کے ساتھ جب مقابلہ ہوگا تو دیکھیں گے کون مقتول ہے۔

ابوسفیان کو جب خبر ہوئی کہ ان کا لشکر ابوجہل کی سرکردگی میں مکہ سے نکل کر بدر کے ان میدانوں کا رخ کر رہا ہے۔ جہاں اس نے اپنے تجارتی کارواں کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا تو اس نے ایک تیز رفتار قاصد کو لشکر کی طرف یہ کہہ کر بھجوایا۔ کہ اپنے تجارتی قافلے کو مسلمانوں سے مکمل طور پہ بچا لیا گیا ہے اور مکہ سے لشکر کے نکلنے کا مقصد چونکہ صرف اپنے تجارتی کارواں کی حفاظت کرنا تھا۔ لہذا اب لشکر کو واپس مکہ لوٹ جانا چاہیے۔

بنی زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے ابوسفیان کے اس پیغام کی تائید اور لوگوں کو واپس جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن ابوجہل نے اس کی بات نہ مانی اور لشکر میں شامل لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

" واللہ! جب تک ہم بدر نہ پہنچ جائیں مکہ کی طرف نہ لوٹیں گے۔ وہاں ہم تین دن تک قیام کریں گے۔ کاٹنے کے قابل جانوروں کو کاٹیں گے۔ کھانا کھائیں گے۔ شراب پئیں گے۔ گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی۔ یوں عرب میں ہماری شہرت ہوگی۔

ہمارے بدر کی طرف جانے اور وہاں باہم اتفاق کے ساتھ اکٹھے ہونے کی خبریں حجاز کی ساری سرزمین میں پھیلیں گی۔ یوں ان سرزمینوں کے اندر ہمارا رعب

Marfat.com

داب چھا جائے گا۔ اس لیے ہمیں بدر کی طرف ضرور جانا چاہیے۔"

بنی زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے ابوجہل کی اس گفتگو سے اتفاق نہ کیا اور وہ بنی زہرہ کو لے کر مکہ کو لوٹ گیا تھا۔

ابوجہل اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا۔ اس نے اخنس اور بنی زہرہ کے واپس چلے جانے کو کوئی اہمیت نہ دی اور لشکر کو لے کر وہ بدر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

Marfat.com

اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سے نکلنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حرہ الوبرہ کے مقام پر آئے تو سماک اور قطبہ کا دوست خبیب بن لیساف حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سماک اور قطبہ بھی اس کے ساتھ تھے۔

خبیب بن لیساف نے حضورؐ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپؐ کی پیروی کروں اور آپؐ کے ساتھ اپنی جان دے دوں"۔

حضورؐ نے غور سے ابن لیساف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابن لیساف! کیا اللہ اور اس کے رسولؐ پر تیرا ایمان ہے"؟

جواب میں خبیب بن لیساف نے کہا۔ "جی نہیں"۔

حضورؐ نے فرمایا۔ "پھر واپس چلا جا۔ اس لیے کہ ہم کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے"۔ حضورؐ کا یہ جواب سن کر خبیب بن لیساف پیچھے ہٹ گیا تھا۔

جب لشکر الشجرہ کے مقام پر پہنچا تو خبیب بن لیساف نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے جیسی التماس کی۔

اس پر حضورؐ نے پھر پوچھا۔ "کیا تو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے"۔ جواب دیا۔ "نہیں"۔

حضورؐ نے فرمایا۔ "پھر لوٹ جا۔ ہم کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے۔ پس خبیب

Marfat.com

بن لیساف وہاں سے ہٹ گیا۔

تیسری بار خبیب بن لیساف اس وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جس وقت لشکر البعیداء کے مقام پر تھا اور آپؐ کا ساتھ دینے کی اجازت طلب کی۔

آپؐ نے پھر پوچھا۔ "کیا تیرا اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان ہے"۔ اس بار خبیب بن لیساف نے چھاتی تان کر جواب دیا۔ "جی ہاں، میں ایمان لا چکا ہوں"۔

تب آپؐ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ "اچھا پھر ہمارے ساتھ چلو"۔

بہر حال حضورؐ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی سرعت کے ساتھ بدر کے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور پھر بدر سے قریب تر ہو کر آپؐ نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک جگہ نزول فرمایا۔ یہاں بنی سلمہ کا ایک شخص الخباب بن المنذر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس جگہ آپؐ نے نزول فرمایا ہے۔ کیا یہ نزول اللہ کے حکم کے مطابق ہے اور ہمارے لیے اس میں تبدیلی کا کوئی اختیار اور گنجائش نہیں ہے؟"

اس پر حضورؐ نے ابن المنذر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "نہیں بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے"۔

اس پر ابن المنذر نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔ "یا رسول اللہ! اگر یہ معاملہ ہے تو پھر یہ مقام جنگی نقطۂ نظر سے کوئی اچھی جگہ نہیں۔ آپؐ آگے تشریف لے چلیے۔ ہم بدر کے چشمے کے پاس اتریں گے اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں گے تاکہ جنگ کے دوران ہمیں وافر مقدار میں پانی میسر ہو"۔

حضورؐ نے ابن المنذر کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور اپنے لشکر کے ساتھ آپؐ آگے بڑھے۔ اتنی دیر تک قریش بھی اپنے لشکر کے ساتھ میدانِ بدر کے ایک طرف اتر چکے تھے۔

حضورؐ نے ان کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ نزول فرمایا اور اپنے استعمال کے لیے حوض اور برتن پانی سے بھر لیے۔ اس طرح دونوں عساکر نے ایک دوسرے کے

Marfat.com

نزول کیا تھا۔

ابی حقیق، خویلہ اور ملبیس طائف سے کوچ کرنے کے بعد یمن کی طرف بڑھے اور جرش کے مقام پر یغوث دیوتا کے معبد کے سامنے انہوں نے نزول کیا انہوں نے دیکھا یغوث دیوتا کے معبد کی جو عمارت تھی وہ کافی وسیع اور بڑی تھی۔ عمارت کے سامنے والے اور بالائی حصے میں یغوث دیوتا کا شیر کی شکل وصورت کا ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ لوگوں کا وہاں ایک ہجوم تھا وہ وہاں آجا رہے تھے۔ معبد سے باہر ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جس کے اطراف میں کھجوریں اور دیگر پھل دار درخت تھے۔ ابی حقیق، خویلہ اور ملبیس اسی چشمے کے پاس ہی اُترے تھے۔

پانی کے اس ٹھنڈے اور میٹھے چشمے پر ابی حقیق، خویلہ اور ملبیس نے پہلے ہاتھ منہ دھوئے پھر وہ چشمے کے قریب ہی کھجوروں کے جھنڈ تلے بیٹھے ایک شخص کے پاس آئے۔ ابی حقیق اس شخص کے سامنے بیٹھ گیا۔ جب کہ خویلہ اپنے باپ کی پشت پر اور ملبیس ابی حقیق کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا۔

ابی حقیق نے اس شخص سے پہلے اپنا تعارف کرایا۔ یثرب سے نکل کر سفر پر روانہ ہونے کا مدعا بیان کیا۔ پھر اس شخص کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ "اے عزیز! کیا مجھے کوئی ایسا شخص مل سکتا ہے جو مجھے سچائی اور حقیقت کے ساتھ یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر کے حالات سنائے۔ کیونکہ مکہ شہر میں مجھے خبر ملی تھی کہ یمن کے ایک بادشاہ ربیعہ بن نصر نے مکہ میں مبعوث ہونے والے ایک رسولؐ سے متعلق ایک خواب دیکھا تھا۔ بس میں اسی خواب کی حقیقت جاننے کے لیے اس طرف آیا ہوں۔"

ابی حقیق کی گفتگو سن کر وہ شخص کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر بولا اور کہا۔ "اے اجنبی! حاکم یمن ربیعہ بن نصر سے متعلق جس خواب کا تو ذکر کرتا ہے اس کی تفصیل تو میں بھی تمہیں بتا سکتا ہوں۔ میرا نام قیس ہے اور میں یغوث دیوتا کے اس معبد کا

Marfat.com

ایک خدمت گار ہوں۔ تاہم اس خواب کی تفصیل اور اس جیسے اور اس سے نسبت رکھنے والے حالات و واقعات تمہیں صعب بن انمار مجھ سے بھی بہتر طور پر اور سچائی و حقیقت کے ساتھ بتا سکتا ہے۔

یہ صعب بن انمار بنیادی طور پر ایک عمدہ کاہن ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک بہترین داستان گو بھی ہے۔ تھوڑی دیر قبل تک وہ یہیں میرے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ پر ابھی اُٹھ کر اپنے ایک پارسی دوست کے ساتھ معبد کے اندر گیا ہے۔ معبد سے نکل کر وہ اپنے دوست کے ساتھ سیدھا یہاں آئے گا۔ پھر میں اس سے کہوں گا کہ تمہیں اس واقعہ کی تفصیل بتائے جس کے لیے تم یوں سرگرداں ہو اور مجھے اُمید ہے کہ جن واقعات کی جستجو میں تم نے یثرب سے یہاں تک کا سفر کیا ہے ان میں وہ تمہارا اطمینان کر دے گا۔

قیس کی اس گفتگو کا ابی حقیق نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہ کر وہ اس کاہن اور داستان گو کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد معبد کی طرف سے دو آدمی آتے دکھائی دیئے اور ان دونوں کی طرف اشارہ کر کے قیس نے ابی حقیق کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے یثرب سے آنے والو! ادھر معبد کی طرف دیکھو وہ جو دو ڈھلی ہوئی عمر کے اشخاص اس طرف آ رہے ہیں۔ ان میں سے جو شخص سُرخ داڑھی والا ہے۔ وہ کاہن اور داستان گو صعب بن انمار ہے اور اس کے ساتھ جو سفید داڑھی والا ہے وہ اس کا پارسی دوست سائب بن مالک ہے۔"

جب وہ دونوں قریب آئے اور قیس کے پاس بیٹھ گئے تب قیس نے ان دونوں کا تعارف ابی حقیق سے کرایا اور ان دونوں کے سامنے اس کے یثرب سے وہاں آنے کی وجہ بھی بیان کی۔ اس پر وہ کاہن اور داستان گو صعب بن انمار تھوڑی دیر کے لیے سوچتا رہا پھر اس نے بولتے ہوئے کہا۔

"اے ابی حقیق! جس کام کے لیے تُو یہاں آیا ہے اس میں تیری مدد میں ضرور کروں گا۔ تُو یمن کے حاکم ربیعہ بن نصر کے خواب سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا

Marfat.com

ہے اور میں تجھے ربیعہ بن نصر کے اس خواب سے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔
پس اے ابی حقیق! اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھے غور سے سنو۔

"یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر نے ایک خواب دیکھا اور یہ خواب ایسا ہولناک اور ڈراؤنا تھا کہ ربیعہ بن نصر یہ خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ پس وہ اپنے اس خواب کی تعبیر جاننے کے لیے بڑا بے چین ہوا۔ آخر اس نے یمن کے کاہنوں، ساحروں، فال گوؤں اور نجومیوں کو طلب کیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے بے حد خوفزدہ کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں ایسا ڈرا ہوں کہ ایسی حالت میری پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ لہذا تم لوگ مجھے اس خواب کی تفصیل کے علاوہ اس کی تعبیر بھی کہو۔

وہ جو کاہن۔ نجومی۔ پیش گو۔ ساحر اور فال گو یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا۔" اے بادشاہ! پہلے آپ ہم پر اپنا خواب تو کہیں اس کے بعد ہی اس خواب کی کوئی تعبیر ہم بتا سکیں گے۔"

اس پر ربیعہ بن نصر نے تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اگر میں نے تم لوگوں سے اپنا خواب کہہ دیا تو اس سے متعلق میں تم لوگوں کی بتائی ہوئی تعبیر سے مطمئن نہ ہو سکوں گا۔ کیونکہ ایسے خواب کی تعبیر وہی شخص بہتر طور پر بتا سکتا ہے۔ جو وہ اہل خواب خود بخود جان لے جو میں نے دیکھا ہے اور جس نے مجھے فکرمند کر دیا ہے۔"

بادشاہ کی یہ گفتگو سن کر ایک کاہن نے کہا۔" اگر بادشاہ کی یہی خواہش ہے کہ تعبیر بتلانے والا بادشاہ کے دیکھی جانے والی خواب کی حقیقت بھی بیان کرے تو پھر ایسا کام صرف دو آدمی ہی کر سکتے ہیں اور ان دو میں سے ایک تو ربیع بن ربیعہ اور دوسرا صعب بن یشکر ہے۔ اس کاہن کی یہ گفتگو سن کر بادشاہ نے گفتگو میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"یہ دونوں کون ہیں اور کہاں ہوتے ہیں؟"

اس پہ اس کاہن نے کہا۔" اے بادشاہ! ان میں سے جو ربیع بن ربیعہ ہے

Marfat.com

اس کا تعلق بنی مازن سے ہے۔ اور لوگوں کے اندر یہ شخص سطیح کے نام سے مشہور ہے۔ صعب بن یشکر کا تعلق بنی خثعم سے ہے اور لوگوں میں یہ شق کے نام سے مشہور ہے۔ اور اے بادشاہ! میں خیال کرتا ہوں کہ اس وقت روئے زمین پر ان دونوں جیسا کوئی کاہن، ساحر اور نجومی نہ ہوگا۔ لہٰذا ان دونوں کو بلایا جائے اور مجھے امیدِ قوی ہے کہ وہ دونوں نہ صرف آپ کے خواب کی تعبیر بیان کریں گے بلکہ آپ سے آپ کا دیکھا ہوا خواب بھی کہہ دیں گے۔ جس نے آپ کو پریشان اور فکر مند کر رکھا ہے۔"

اس کاہن کی یہ گفتگو سُن کر بادشاہ خوش ہوا اس نے سطیح اور شق کو بلانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی کر دی کہ ان دونوں کو باری باری اس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ یہ بھی جان سکے کہ خواب سے متعلق ان دونوں کے خیالات اور تعبیر کس حد تک آپس میں ملتی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد صعب بن انمار نام کا وہ کاہن اور داستان گو ذرا دم لینے کو رُکا پھر ابی حقیق کی طرف دیکھتے ہوئے اور اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

"اے یثرب سے آنے والو! سنو، پہلے سطیح کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا سطیح کو مخاطب کر کے بادشاہ نے کہا، "میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ تم مجھے پہلے وہ خواب بتاؤ جو میں نے دیکھا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کی تعبیر کہنا اور اگر تم نے میرا خواب صحیح بتا دیا تو میں جانوں گا اس کی تعبیر بھی تم درست کہو گے۔"

ربیعہ بن نصر کی اس گفتگو پر سطیح نام کا وہ کاہن کچھ دیر تک گہرے تفکرات میں ڈوبا رہا۔ پھر اس کاہن نے یمن کے اس بادشاہ ربیعہ بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے صاف اور گونجدار آواز میں کہا۔

"اے بادشاہ! خواب میں تُو نے ایک شرارہ دیکھا۔ جو اندھیرے سے نِکلا۔ پھر نشیبی زمین میں گرا اور وہاں اس نشیب میں وہ شرارہ ہر ذی حیات اور جاندار

Marfat.com

شئے کو کھا گیا۔"

سطیح کے یہ الفاظ سن کر بادشاہ خوشی میں اپنی جگہ پر اچھل پڑا اور کہا۔" اے سطیح! تُو نے واقعی کمال کر دکھایا۔ تُو نے میرا خواب تو صحیح بتا دیا ہے۔ اب ذرا اس کی تعبیر بھی کہہ۔"

سطیح چند ثانیوں تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔" اے بادشاہ! قسم خداوند کی، جو خالقِ کائنات ہے جو دِلوں کے بھید جانتا ہے اور اپنے بندوں کو نیکی بدی کا الہام کرنے والا ہے۔ تمہاری اس سرزمین پر حبشی نازل ہوں گے اور مقاماتِ ابین اور جُرش کے درمیان سارے علاقوں کے مالک بن جائیں گے۔"

سطیح کی یہ گفتگو سُن کر بادشاہ نے کہا۔" اے سطیح! تیرے باپ کی قسم! یہ تو ہمارے لیے موجبِ غیظ و غضب اور باعثِ درد و الم ہے۔

اور اے سطیح! یہ جو کچھ تم نے کہا ہے۔ آخر یہ کب تک ہونے والا ہے۔ کیا ایسا میرے زمانے ہی میں ہونے والا ہے یا میرے بعد ایسا ہوگا۔"

سطیح نے کہا۔" اے بادشاہ! ایسا تیرے زمانے میں نہ ہوگا بلکہ تیرے زمانے کے ساٹھ ستر سال گزرنے کے بعد ایسا ہوگا۔"

اس بار بادشاہ نے فکر مند لہجے میں پوچھا۔" کیا ہماری سرزمین میں نازل ہونے والے ان حبشیوں کی حکومت ختم ہو جائے گی یا ہمیشہ رہے گی۔"

سطیح نے جواب دیا" نہیں حبشیوں کی حکومت ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ مشکل ساٹھ یا ستر سال رہے گی پھر ختم ہو جائے گی۔ اس لیے کہ وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکال دیے جائیں گے۔"

بادشاہ نے پھر بے چینی میں پوچھا" ان حبشیوں کا قتل اور خروج کس کے ہاتھوں ہوگا۔"

سطیح نے پھر تفکر کے بعد جواب دیا۔" ان حبشیوں کا قتل اور خروج ایک شخص ارم ذی نیرن کے ہاتھوں ہوگا۔ یہ شخص عدن سے ان لوگوں پر چڑھائی

Marfat.com

کرے گا اور ان میں سے کسی کو بھی یمن میں نہ چھوڑے گا"۔

یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر نے اپنی دل چسپی میں اضافہ کرتے ہوئے سطیح سے پوچھا۔" کیا اس اِرم ذی نیرن کی سلطنت ختم ہو جائے گی یا ہمیشہ رہے گی"۔

سطیح بولا۔" ہمیشہ نہ رہے گی بلکہ ختم ہو جائے گی"۔

اس بار بادشاہ نے فکر مندی میں پوچھا۔" اس اِرم ذی نیرن کی حکومت کو کون ختم کرے گا"۔

اس بار سطیح نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور پُرکشش آواز میں کہا۔" اِرم ذی نیرن کی حکومت اللہ کے ایک نبیؐ کے ہاتھوں ختم ہو جائے گی اور اس نبیؐ کے پاس عالم بالا سے خداوند کی وحی آئے گی"۔

بادشاہ نے پھر سطیح سے پوچھا۔" اللہ کا یہ نبیؐ کس کی اولاد میں ہو گا"۔

سطیح نے پھر ذرا سے تفکر کے بعد جواب دیا۔" اللہ کا یہ نبیؐ غالب بن بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہوگا اور اس کا لایا ہوا دین زمانے کے اختتام تک رہے گا"۔

اس بار ربیعہ بن نصر نے کسی قدر تعجب خیزی میں پوچھا۔" کیا زمانے کے لیے کوئی اختتام بھی ہے"۔

سطیح بولا۔" ہاں یقیناً اس زمانے کو اختتام ہے اور یہ اختتام کا دن ایسا ہوگا کہ اس روز پہلے اور پچھلے لوگ سبھی اپنے خالق کے سامنے جمع ہوں گے۔ نیک لوگ اس روز خوش قسمت ہوں گے اور بُرے اس روز بدنصیب ہوں گے"۔

ربیعہ بن نصر نے یقین کرنے کی خاطر دوبارہ پوچھا۔" اے سطیح! کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو"۔

اس بار سطیح نے قدرے بلند آواز میں کہا۔" اے بادشاہ! قسم ہے مجھے شفق کی، رات کے اندھیرے اور صبح صادق کی جو باتیں میں نے تمہیں سنائی ہیں ان میں کوئی شک نہیں اور یہ بالکل سچی ہیں"۔

Marfat.com

سطیح کی ان باتوں پر ربیعہ بن نصر تھوڑی دیر تک سر جھکا کر غور و فکر کرتا رہا۔ پھر اس نے سطیح کو انعام و اکرام سے نواز کر رخصت کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد صعب بن انمار نام کا وہ داستان گو اور کاہن ایک بار پھر رک گیا۔ اپنا گلا اس نے صاف کیا۔ دو ایک بار کھانسا۔ پھر دوبارہ بولتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اے یثرب سے یمن کی طرف آنے والو! سطیح کو رخصت کرنے کے بعد یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر نے دوسرے کاہن کو طلب کیا جسے شق کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ جب شق بادشاہ کے سامنے گیا تو بادشاہ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے شق! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ جس نے مجھے ڈرا دیا ہے اور خوفزدہ کر کے رکھ دیا ہے۔ تو پہلے مجھے وہ خواب بتا جو میں نے دیکھا ہے۔ اس کے بعد تو مجھے اس کی تعبیر بتانا۔ اس لیے کہ اگر تو نے میرا دیکھا ہوا خواب صحیح کہہ دیا تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ تو اس کی تعبیر بھی صحیح بتا دے گا۔ اور بادشاہ نے شق پر یہ بھی ظاہر نہ کیا تھا کہ اس نے دوسرے کاہن سطیح کو بھی بلایا تھا اور جو باتیں سطیح نے بتائی تھیں انہیں بھی شق کو نہ بتایا۔

بادشاہ کی ان باتوں پر سطیح کی طرح شق بھی تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ "اے بادشاہ! تو نے ایک شرارہ دیکھا ہے۔ جو اندھیرے میں سے نکلا۔ پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ کر گرا اور اس میں وہ شرارہ ہر ذی روح کو کھا گیا۔"

شق کے الفاظ سن کر بادشاہ بڑا خوش اور مطمئن ہوا کیونکہ سطیح کی طرح شق نے بھی بادشاہ کا خواب صحیح بتا دیا تھا۔ پھر بادشاہ نے شق کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے شق! تو نے میرا خواب تو درست بتا دیا ہے۔ پر اب ذرا اس کی تعبیر بھی کہہ۔" شق گردن جھکا کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "اے بادشاہ! قسم خداوند کی جو رات کے بطن سے دن کو نکالتا ہے۔ تمہاری سرزمین پر حبشی نازل ہوں گے۔ تمام نرم و نازک سبزہ زاروں پر غلبہ پا لیں گے اور ابین سے نجران تک

Marfat.com

سارے ہی علاقوں پر سان کی حکمرانی ہو جائے گی ۔"

اس گفتگو پر بادشاہ نے شق کی طرف تحسین آمیز انداز میں دیکھا ۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہا ۔

" اے شق ! تیرے باپ کی قسم ! یہ انکشاف تو میرے لیے موجب غیض وغضب اور وجہِ درد والم ہے ۔ آخر ایسا کب تک ہونے والا ہے ۔ کیا ایسا میرے ہی زمانے میں ہو گا ۔ یا ان سرزمینوں کے اندر میرے بعد کوئی ایسا ہولناک انقلاب آئے گا ۔"

شق بولا ۔" اے بادشاہ ! تیرے زمانے میں نہیں بلکہ اس کے کچھ عرصہ بعد ایسا ہو گا ۔ پھر ایک عظمت وشان والا ان حبشیوں سے اس سرزمین کو چھڑائے گا ۔ اور انہیں ذلت کا مزہ چکھائیگا ۔"

بادشاہ نے پوچھا ۔" یہ عزت وعظمت والا کون ہو گا جو اہلِ یمن کو حبشیوں سے نجات دلائے گا ۔"

شق نے جواب دیا ۔" ایک ایسا نوجوان ہو گا جو نہ کمزور ہو گا ، نہ کسی معاملہ میں کوتاہی کرنے والا ۔" ذی نیرن کے خاندان میں سے یہ جوان اٹھے گا اور حبشیوں میں سے کسی کو بھی یمن میں نہ چھوڑے گا ۔"

ربیعہ بن نصر نے پھر پوچھا ۔" اے شق ! کیا ذی نیرن والے اس جوان کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی ختم ہو جائے گی ۔"

شق نے ذرا سے تفکر کے بعد کہا ۔" ہمیشہ نہ رہے گی بلکہ ختم ہو جائے گی ۔ اور یہ حکومت خداوند کے ایک بھیجے ہوئے رسولؐ کی وجہ سے ختم ہو گی جو دین داروں اور فضیلت والوں میں حق وانصاف کے ساتھ آئے گا ۔ اس کا دین فیصلے کے دن تک رہے گا ۔"

بادشاہ نے اپنی آواز میں ذرا زور پیدا کرتے ہوئے پوچھا ۔" اے شق ! یہ فیصلے کا دن کیا ہے ؟"

Marfat.com

شق نے ایک بھرپور نگاہ بادشاہ پر ڈالی پھر کہا ۔ "فیصلے کا دن وہ دن ہو گا جس میں لوگوں کو ان کے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا ۔ اس روز آسمان سے پکار ہو گی ۔ اور اس پکار کو زندہ و مردہ سب سنیں گے ۔ اس روز لوگ ایک وقتِ معین پر جمع کیے جائیں گے اور وہاں پرہیزگاروں کو کامیابی اور بدکاروں کو بدبختی نصیب ہو گی ۔"

بادشاہ نے اس بار قدرے پہلے کی نسبت بھی بلند آواز میں پوچھا ۔ "جو کچھ تو کہہ رہا ہے کیا یہ صحیح ہے ؟"

شق بولا ۔ "آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان رفعت و پستی ہے ان کی قسم ! جو اہم خبر میں نے تمہیں دی ہے وہ بلاشبہ سچی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک اور غلطی کا امکان نہیں ہے ۔"

شق کے اس جواب سے بھی ربیعہ بن نصر خوش اور مطمئن ہوا اور انعام دے کر شق کو اس نے رخصت کر دیا ۔

ان دونوں کاہنوں نے جو کچھ ربیعہ بن نصر سے کہا ۔ وہ اس کے دل میں جم کر رہ گیا تھا ۔ اپنے خواب اور اس کی تعبیر سے وہ ایسا متاثر ہوا کہ اپنے اہلِ خانہ کو اس نے عراق کی طرف روانہ کر دیا اور فارس کے بادشاہ شاہ پور بن خرزاد کے نام اس سلسلے میں اس نے ایک خط بھی لکھ دیا تھا ۔

فارس کے بادشاہ شاہ پور نے ربیعہ بن نصر کے ان اہلِ خانہ کو حیرہ شہر میں بسا دیا ۔ تو اے ابی حقیق ! یہ ہے وہ ربیعہ بن نصر کا خواب جس کی تم تفصیل جاننا چاہتے تھے اور اس خواب کے اندر تم نے اس سرزمین کے اندر مبعوث ہونے والے اللہ کے رسول ؐ سے متعلق بھی معلومات حاصل کر چکے ہو ۔ اور ہاں جس نبی ؐ کی پیشگوئی سطیح اور شق نے یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر سے کی تھی ۔

اس نبی ؐ سے متعلق میں تمہیں ایک اور عبرت خیز اور عجیب واقعہ بھی سنا سکتا ہوں اگر تم سننا پسند کرو تو ؟

اس کاہن صعب بن انمار کی پیشکش پر ابی حقیق نے بے چینی اور دلچسپی کا

Marfat.com

مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "اے ابن انمار! اب اس نبیؐ کا نام تو میرے دل کی ہر دھڑکن اور میرے خون کی گردش تک میں شامل ہو گیا ہے۔ لہٰذا ان سے متعلق یہ واقعہ تم سے ضرور سنوں گا۔ کہو وہ کون سا عجیب واقعہ تھا جس کا تعلق مکّہ سے ظہور کرنے والے اس نبیؐ سے ہے"۔

صعب بن انمار نے کہنا شروع کیا "اے یثرب سے آنے والو! چند ہی برس پہلے کی بات ہے کہ مکہ سے ظہور کرنے والے رسولؐ کا چرچا جب یمن میں بھی ہونے لگا تو یمن کے قبیلہ جنب کے لوگ اپنے کاہن کے پاس جمع ہوئے اور ان کا یہ کاہن ایک کوہستانی کھوہ کے اندر رہتا تھا۔

پس کچھ لوگ اس کی کھوہ میں داخل ہوئے اور اس سے کہا کہ مکہ میں جس شخص نے اللہ کے رسولؐ کی حیثیت سے ظہور کیا ہے۔ اس سے متعلق کچھ کہو۔ باقی سارے لوگ اس کوہستان کے دامن میں اس کاہن سے کچھ سننے کو بے تاب کھڑے تھے اپنے قبیلے کے لوگوں کے کہنے پر وہ کاہن اپنی کوہستانی کھوہ سے باہر نکلا اور اس وادی کی ایک چٹان پر آ کھڑا ہوا جس وادی میں لوگ جمع تھے۔

ان لوگوں کے سامنے وہ کاہن کچھ دیر تک اپنی ایک کمان کے سہارے کھڑا رہا اور آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ کافی دیر تک اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے رکھا۔ پھر اچانک خوشی کے اظہار میں وہ اُچھلنے کودنے لگا۔ اس کے بعد اس نے وہاں جمع سارے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"لوگو! سنو، اللہ نے محمدؐ بن عبداللہ کو بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ آپؐ کا انتخاب فرما لیا ہے اور آپؐ کے دل اور باطن کو پاک صاف کر کے روشنی بھر دی ہے۔ لوگو! سنو ان کا قیام یہاں تھوڑی مدت ہی کے لیے ہے"۔ اس کے بعد وہ کاہن جس طرف سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا تھا۔

صعب بن انمار جب خاموش ہو گیا تب ابی حقیق نے اسے مخاطب کر کے کہا۔
"اے ابن انمار! تیرا شکریہ کہ تم نے مجھے ان دو واقعات کی حقیقت سے آگاہ کیا"۔

Marfat.com

جواب میں صعب بن انمار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس میں شکریے کی کیا بات ہے۔ میرے پاس چند واقعات محفوظ تھے وہ میں نے تم سے کہہ دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے کیا معرکہ مارا ہے جو تم میرے شکر گزار ہو۔"

ابن انمار کی گفتگو سن کر ابی حقیق خوش ہوا۔ دوبارہ وہ بولا اور پوچھا۔ "اے ابن انمار! ایک احسان مجھ پر اور کرو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کوئی قریب سرائے ہے۔ جس میں قیام کیا جائے۔ ہم تینوں کسی سرائے میں ایک رات آرام کرنے کے بعد کل صبح ہی صبح یہاں سے یثرب کی طرف کوچ کر جانا چاہتے ہیں۔"

صعب بن انمار نے بھرپور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے یثرب سے آنے والو! سرائے میں قیام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جہاں تم لوگوں نے اپنے اونٹ بٹھا کر کجاوے ڈالے ہیں وہیں پر رات بسر کر لو۔ اس یغوث دیوتا کے معبد کی طرف دور دور سے لوگ آتے ہیں اور رات کے وقت دور سے آنے والے یہ سب لوگ معبد کے اطراف میں کھجوروں کے جھنڈ تلے ہی قیام کر لیتے ہیں۔ تم دیکھو گے رات کے وقت ان نخلستانوں کے اندر ایک فردوس نما رونق ہو گی اور کیا مرد کیا عورتیں سبھی یہاں ریت پر بستر لگا کر رات بسر کر لیتے ہیں۔

رہا سوال تمہاری خوراک اور تمہارے اونٹوں کے چارے کا تو اس معبد کے بائیں طرف ایک بازار ہے۔ جہاں کئی بھٹیار خانے ہیں جہاں سے تم لوگ اپنے لیے کھانا حاصل کر سکتے ہو۔ اور ان بھٹیار خانوں کے سامنے سائبان لگا کر کچھ بدو بیٹھتے ہیں جو بھس اور ہری جوار کا چارہ لے کر بیٹھتے ہیں اور لوگ ان سے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کے لیے چارہ حاصل کر لیتے ہیں۔

ابی حقیق نے صعب بن انمار اور قیس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ابی حقیق، خولیہ اور لمیس کے ساتھ وہاں سے اٹھ گیا اور تینوں اس جگہ آ کھڑے ہوئے جہاں انہوں نے اونٹ بٹھا کر کجاوے اتارے تھے اور ان کجاووں کے ساتھ گھوڑے کو باندھا تھا۔ پھر ابی حقیق نے لمیس کو چند سکے دیئے اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

Marfat.com

لمیس! لمیس! اس کاہن اور داستان گو صعب بن انمار نے رات بسر کرنے کا اچھا طریقہ بتایا ہے۔ اگر یغوث کے اس معبد کے اطراف میں کثرت کے ساتھ باہر سے آئے ہوئے لوگ رات بسر کرتے ہیں تو ہم بھی اس ریت پر اور ان کھجوروں تلے رات بسر کر کے آنے والی صبح کو یثرب کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اب تم ایسا کرو۔ یہ سکے سنبھالو۔ ایک اونٹ اور چند بوریاں اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس معبد کے قریب جو بازار ہے وہاں سے کھانا بھی خرید لاؤ۔ وہ اپنے اونٹ کے کجاوے سے کھانے کے برتن بھی نکال کر لے جاؤ۔ بوریوں میں چارہ بھرا کر اور اونٹ پر لاد کر لے آنا۔ اور ہاں چارہ زیادہ لانا تاکہ دونوں اونٹ اور گھوڑا پیٹ بھر کر کھالیں تب بھی ہمارے پاس کچھ بچ جائے اور کل یہاں سے روانہ ہوتے وقت اپنے ساتھ رکھ سکیں اور راستے میں جانوروں کے کام آسکے۔ تینوں مشکیزے بھی لے جاؤ اور وہاں سے پانی بھی بھر لانا۔

لمیس جلدی جلدی حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے کھانے کے برتن اور پانی کے مشکیزے سنبھالے پھر چارہ لانے کے لیے اس نے چند بوریاں لیں اور انہیں ریت پر بیٹھے ایک اونٹ کی پیٹھ پر رکھا اور پھر اس اونٹ کی نکیل پکڑ کر جب لمیس نے اس کا سر ایک گول چکر میں ہوا کے اندر لہرا کر منہ سے عجیب طرح کی آوازیں نکالیں تو اونٹ اٹھ کھڑا ہوا پھر اونٹ کی نکیل کھینچ کر لمیس اسے حرکت میں لایا اور اس طرف چلا گیا جہاں معبد کے قریب ان نخلستانوں کا بازار تھا۔

لمیس کے جانے کے بعد ابی حقیق نے ایک بڑا سا ٹاٹ زمین پر بچھایا اور خولیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "اس ٹاٹ پر چارہ ڈال کر اونٹوں کو کھلالیں گے"۔

اسی وقت خولیہ نے ایک چادر ریت پر بچھا دی اور ابی حقیق کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا "اور اے میرے باپ! اس چادر پر بیٹھ کر کھانا کھالیں گے"۔

ابی حقیق نے مسکراتے ہوئے کہا "ایسا ہی کریں گے بیٹی! ہماری مہم کی یہ آخری رات ہے۔ آنے والی صبح کو ہم یثرب کی طرف کوچ کر جائیں گے اور اپنے سر اٹھا کر سماک اور ریطہ سے مل سکیں گے"۔

Marfat.com

ابی حقیق نے دیکھا کہ اس موقع پر خولہ کچھ اُداس ہوگئی تھی اور اس کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے ابی حقیق بے چین سا ہوگیا اور پوچھا۔ اے میری بیٹی! کیا بات ہے۔ تو کچھ ملول اور پریشان سی کیوں ہوگئی ہے؟"

خولہ نے اُداس اور بکھری بکھری سی آواز میں کہا۔" اے میرے باپ! مجھے سماک ربیعہ اور بن خالد بے حد یاد آرہے ہیں۔"

ابی حقیق نے آگے بڑھ کر پیار سے خولہ کا سر اپنی چھاتی سے لگا کر اور اس کا شانہ شفقت سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔" اے میری بیٹی! بس ہماری مہم ختم ہوئی اور کل ہم واپسی کا کوچ کریں گے"۔ پھر دونوں باپ بیٹی چادر پر بیٹھ گئے اور لمیس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد لمیس لوٹ آیا۔ ابی حقیق نے آگے بڑھ کر اس سے کھانے کے برتن اور خولہ نے پانی کے مشکیزے لے لیے اور چادر پر رکھ دیئے پھر جو ٹاٹ ابی حقیق نے وہاں ریت پر بچھایا تھا۔ اس پر دونوں اونٹوں کو چارہ ڈال دیا گیا تھا۔ جب کہ گھوڑے کا توبرا بھر کر اس کے منہ کو چڑھا دیا گیا تھا۔ پھر وہ تینوں بھی اس چادر پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔ اتنی دیر تک سورج غروب ہوگیا تھا۔ بدر کامل آسمان پر پوری آب و تاب سے چمکنے لگا تھا اور ان کے اطراف میں وہاں باہر سے آئے ہوئے لوگ جن میں مرد عورتیں اور بچے سبھی شامل تھے کھجوروں تلے رات بسر کرنے کا سامان کرنے لگے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد خولہ کچھ دیر تک اپنے اطراف کا جائزہ لیتی رہی۔

اس نے دیکھا پورے چاند کی نرم مہکتی رات خاموش تھی۔ آسمان پر بدر کامل خاموشی کے ساتھ اپنی چاندنی کی کرنوں سے دھرتی کا سینہ روشن کر رہا تھا۔ فضائیں آدھی رات کی بات، نرم پتوں کے درمیان رکھے پھول، رنگ و بو کی بھاگتی لہروں۔ لب و رخسار کے سیل اور رنگوں کے شوخ قہقہوں کی طرح پُرکشش ہوگئی تھیں۔ چاندنی رات میں آسمان خنک نیلم اور زمین زمرد بن کر دکھائی دے رہی تھی۔

Marfat.com

کھجوروں کے درخت صندل سے تراشے بُت اور نقشِ جمالِ فطرت کی طرح لگ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے چاندنی کے تنگ جامے میں زمین کے حُسن کا انبوہ ٹھاٹھیں مارنے لگا ہو۔ فتراکِ گیسو اور کمانِ جوانی سے لیس دُور دیس سے آنے والی ہوائیں ماحول کو رخسارِ چمن زار اور راست تیر نظر بنا کر رکھنے لگی تھیں۔

تھوڑی دیر تک خویلہ اس ماحول سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ پھر اس نے اپنے باپ کو مخاطب کر کے پوچھا۔" اے میرے باپ! جس مقصد کے لیے ہم نے یہاں تک سفر کیا ہے۔ اس سے متعلق آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ خویلہ کے اس استفسار پر ابی حقیق کے لبوں پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ خویلہ کو مخاطب کر کے بولا۔

" اے میری بیٹی! اس ساری مہم کے دوران جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ اب تک میں شیطان کی نردبان باطل پہ چڑھ کر معصیت کی سلگتی تنہائیوں بدی کے شورزدہ سمندر اور گناہوں کی سنسان زندگی میں ڈوبا رہا۔ میں دل رکھتا تھا۔ پر اس دل میں سچائی کا کوئی طاق نہ تھا۔ میں ضمیر رکھتا تھا۔ پر وہ بے ثمر و بے برگ تھا۔ میں ذہنی قوت قوت رکھتا تھا مگر وہ بنجر زمین جیسی تھی۔

اے میری بیٹی! میرے رب نے مجھے قوتِ عقل و فکر، قوتِ استدلال و استنباط، قوتِ خیال و قوتِ حافظہ، قوتِ تمیز و قوتِ فیصلہ اور قوتِ انتخاب و قوتِ ارادی سے نواز رکھا تھا پر میں نے ان قوتوں پہ گمراہی کا زنگ چڑھا رکھا تھا پر اب میں نے اس زنگ کو اتار پھینکا ہے۔ میں دل سے اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اور یثرب واپس جا کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤں گا۔"

ابی حقیق کی یہ گفتگو سُن کر خوشی میں خویلہ کی حالت بخت بیدار اور انگبین اُلفت سی ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا خوشی میں وہ سچے موتی اور کچی چاندی جیسی پرکشش ہو گئی ہو۔

پھر خویلہ نے لمیس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔" اے لمیس! تم پہ بھی کچھ اثر ہوا۔"

Marfat.com

ملیس نے پُرتاثیر لہجے میں کہا۔ "قسم خداوندِ کبیر کی میں تو دلی طور پر اس مہم کے شروع میں ہی اسلام قبول کر چکا تھا۔ حضورؐ سے متعلق پیش گوئیاں اور سچی باتیں سن کر میرے جسم کا ذرّہ ذرّہ مہک اُٹھا۔ میں اب اسلام کی مادرِ آغوش کی گرمی اور مانوس خوشبو سونگھ سکتا ہوں"۔

ملیس کی ان باتوں سے خویلہ بوندوں کی صدا اور کاسنی دِنوں کی یادوں جیسی مسرت خیز ہو گئی تھی۔ ابی حقیق، اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ "اب اٹھ کر اپنا اپنا بستر لگاؤ اور آرام کرو کہ صبح سویرے ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے"۔ پھر وہ تینوں ریت پر اپنے اپنے بستر لگا کر دراز ہو گئے۔

اسلم راہی ایم۔اے
غریب پور
گجرات

تمت بالخیر

Marfat.com

Marfat.com

اسلم راہی ایم اے کا آئندہ شاہکار تاریخی ناول

طارق بن زیاد

Marfat.com